فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

حلقہ فیضان غوث وخواجہ کے
علمائے اہل سنت کے فتاوی کا مستند مجموعہ

العطایا النبویہ فی الفتاوی العلویہ

المعروف

فتاوی غوث وخواجہ

جلد اول

المرتب: حضرت قاری محمد ایوب خان یار علوی
شراوستی، یوپی

حسب فرمائش حضرت مفتی محمد رضا امجدی ہریوروا باجپٹی سیتامڑھی

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

حلقہ فیضان غوث وخواجہ کے
علمائے اہل سنت کے فتاوی کا مستند مجموعہ

العطایا النبویۃ فی الفتاوی العلویۃ

المعروف

فتاوی غوث وخواجہ

جلد اول

المرتب: حضرت قاری محمد ایوب خان یار علوی

شراوستی، یوپی

حسب فرمائش حضرت مفتی محمد رضا امجدی ہرپور واباجیٹی سیتامڑھی

کتاب کا نام : **فتاوی غوث وخواجہ جلد اول**

مصنفین کا نام : **جملہ مجیبین فیضان غوث وخواجہ گروپ**

نظر ثانی : حضرت مفتی منظور احمد یارعلوی صاحب دام ظلہ العالی
حضرت مفتی شان محمد مصباحی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی
حضرت مفتی معروف رضا نعیمی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

دعائیہ کلمات : جامع معقول منقول، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المنان کلیمی صاحب دام ظلہ العالی

برقی فتاوی ضرورت وافادیت : محبوب العلماء محقق ذیشان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

تقریظ جلیل : حضرت مولانا مفتی منظور احمد یارعلوی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

تقریظ جمیل : حضرت حضرت علامہ مفتی عطا محمد مشاہدی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

مقدمہ : حضرت مفتی معروف رضا نعیمی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

تزئین کار : ماڈرن پرنٹرس ممبئی (9096590530)

پروف ریڈنگ : جملہ اراکین فیضان غوث وخواجہ گروپ

سنہ اشاعت : ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰۲۱ عیسوی

شرف انتساب

غوث صمدانی پیر لاثانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نام جنکی نگاہ کیمیاں اثر نے لاتعداد گم گشتگان راہ کو ہدایت کا نور عطا کیا، خواجہ خواجگان فخر ہندوستان خواجہ معین الدین چشتی سنجری رضی اللہ عنہ کے نام جنکی بے لوث خدمات نے ہندوستان میں سنیت کا چراغ روشن کیا، سلطان المحبین حضور سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے نام جن کے ایثار و شہادت نے طاغوتی طاقتوں کو نیست و نابود کر دیا اور جملہ اساطین امت و نائبین مصطفیٰ علیہ تحیتہ والثنا کے نام جنکی جہد مسلسل سے. انگنت افراد کے قلوب واذہان کو ایمان وعقیدہ اور علم وعمل کی دولتوں سے سرفراز کیا اور جملہ محبین کے والدین، عزیز و اقارب کے نام جنکی جدو جہد سے یہ قیمتی سرمایہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

خاکپائے اولیاء کرام
محمد ایوب خان یار علوی
بہرائچ شریف یوپی

عرض حال

پاسبان مسلک اعلی حضرت نباض قوم وملت ادیب شہیر حضرت مولانا مفتی
محمد رضا امجدی صاحب قبلہ مدظلہ العالی
مقیم حال دار العلوم رضویہ بڑا بریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن مقام ہرپور واباچپٹی سیتامڑھی بہار۔

وقت اور حالات نے ہر ایک شعبہائے زیست پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے، اور عصر جدید نے جب اپنے بال و پر کو پھیلانا شروع کیا ہے تو زندگی کے لیل ونہار انھیں پیچ وخم میں الجھ کر رہ گئے ہیں، آج شوسل میڈیا کی اہمیت وافادیت سے انکار کرنے کی گنجائش موجود نہیں ہے مگر جہاں دینی نشر واشاعت میں معاون مددگار ہے وہیں برائیوں کی آماجگاہ بھی ہے، اس لئے شوسل میڈیا کو شجر ممنوعہ سمجھ کر نظر انداز کر دینا آج کے وقت اور حالات کے تقاضے کے خلاف ہے، انھیں حالات میں علمائے اہل سنت شوسل میڈیا پر شرعی احکام کی نشر واشاعت کیلئے سرگرم عمل ہیں، جہاں غیروں نے ڈیرہ جما رکھا ہے اور وہ اپنے باطل افکار ونظریات کی ترویج واشاعت میں دن رات مگن ہیں لیکن اس بات کو ذہن نشیں رکھیں کہ نئے حالات کے جو مطالبات ہیں اسے سامنے رکھ کر اگر کام کیا جائے تو شاید ہم حالات پر قابو پا سکتے ہیں احقاق حق اور ابطال باطل کا صحیح فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔

ایک سہانی صبح تھی جب ایک نوعمر علم دین کا طالب ملت کا درد لئے ہوئے عزم وحوصلہ کی چٹان علم وآگہی سے بے پناہ شغف رکھنے والے حضرت حافظ وقاری محمد ایوب خان یارعلوی صاحب بہرائچی، اسی غور وفکر میں غوطہ زن ہو کر ۵ / ۶ / ۲۰۱۸ کو واٹس ایپ پر بنام،، فیضان غوث وخواجہ،، شرعی مسائل کے حل کیلئے ایک گروپ تشکیل دیا تاکہ سائلین کے سوالات کے جوابات شرع کی روشنی میں دیں، اسی نہج پر ملک بیرون ملک کے جید علمائے کرام سے رابطہ کر کے انھیں گروپ میں شمولیت کی دعوت دی گئی جس کا مثبت نتیجہ سامنے آیا چند ماہ میں تقریبا دوسو پچاس علم دوست علمائے کرام وسائلین کی ایک لمبی فہرست تیار ہوگئی ایک متحرک ،مضبوط اور مستحکم ٹیم تیار تھی جسے شوسل میڈیا پر اپنے مثبت اقدام سے اغیار کے درمیان مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دینا تھا۔

موجودہ دور جسے قحط الرجال کا زمانہ کہا جاتا ہے، اس وقت تحریر وقلم سے غفلت عام سی بات ہے مگر پھر بھی حاملین تحریر وقلم ناپید نہیں ہیں، بلکہ کچھ استثنائی شخصیات آج بھی موجود ہیں جن کے جہد مسلسل کی بدولت شمع تحریر وقلم روشن وتاباں ہیں انھیں حضرات کی کوششوں کی بنا پر" فیضان غوث وخواجہ" گروپ اپنے عروج ارتقاء کے منازل کو طے کرتے ہوئے مخالف مسلک اہل سنت وجماعت کو دندان شکن جواب دے رہا ہے۔

خیر مختلف اقسام کے سوالات آتے رہے اور جوابات فقہ حنفی کی روشنی میں مجیبین حضرات تحریر کرتے ہیں لیکن شروع میں تصحیح وتصدیق کا کوئی انتظام نہیں تھا جس کی وجہ سے۔ جوابات میں کمیاں ہوتیں تھیں اسے دور کرنے کیلئے گروپ کے صاحب رائے افراد نے باضابطہ،، مجلس شوری،، کے نام سے ایک دوسرا گروپ تشکیل دیا جس میں ،، فیضان غوث وخواجہ،، اور،، فخراز ہر،، گروپ میں جو جوابات لکھے جاتے ہیں انھیں پہلے" مجلس شوری" میں بھیج دیا جاتا ہے" مجلس شوری" میں وہ عظیم شخصیات شامل ہیں جنکی فقہی بصیرت ،فکرونظر کی گہرائی وگیرائی حزب واحتیاط میں ثقہ کا درجہ رکھتے ہیں بالخصوص مسلک اہل سنت وجماعت المعروف مسلک اعلی حضرت کی روشنی میں جوابات کی جانچ پرکھ میں مہارت تامہ حاصل ہے یہ علمائے کرام جوابات کو نظر عمیق سے دیکھتے ہیں اگر کسی قسم کی کمیاں ہوتی ہیں تو اس کی نشاندہی کرتے ہیں اور مجیب سے لکھے ہوئے جوابات پر حوالہ طلب کیا جاتا ہے کچھ مجیبین ومصدقین کے درمیان گرما گرم بحثیں بھی ہوتی ہیں مگر سب کچھ ادب کے دائرے میں رہ کر پھر جوابات کو تصدیقات سے مزین کیا جاتا ہے پھر اس تصدیقات کے ساتھ بشکل پوسٹ گروپ میں بھیج دیا جاتا ہے اسی نہج پر برسوں سے کام ہو رہا ہے۔

مجلس شوری کے شرکاء میں کچھ ایسے افراد ہیں جو علم فقہ میں بڑی گہری نظر رکھتے ہیں بالخصوص نازش علم وفن شہریار تحریر وقلم حضرت علامہ مفتی وقاضی شریعت ،سید شمس الحق صاحب رضوی مصباحی قاضئ شریعت گوا اسٹیٹ،، مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد مقصود عالم صاحب فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ کرناٹک،، مفکر قوم وملت نبیرۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد فیضان المصطفیٰ صاحب امجدی مصباحی صدرالمدرسین جامعہ امجدیہ گھوسی ،ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مفتی عبدالمالک مصباحی صاحب جمشید پور جھارکھنڈ ،حضرت علامہ مفتی محمد جابر القادری صاحب جمشید پور جھارکھنڈ ،حضرت علامہ مفتی محمد اظہار صاحب مصباحی بائسی پورنیہ، یہ وہ متبحر شخصیات ہیں جو مجلس شوری میں اپنے قیمتی اوقات دیکر جوابات کی تصحیح وتصدیق کرتے ہیں ان کے علاوہ اور بھی محترم شخصیات ہیں جن کی ایک لمبی فہرست ہے ان

تمام حضرات کے منتظمین فیضان غوث وخواجہ گروپ کے سارے علمائے کرام ممنون ومشکور ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ بطفیل مصطفی علیہ التحیتہ والثناء ان کے علم وعمل میں بے پناہ برکتیں عطاء فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

اور منتظمین گروپ امید واثق کرتے ہیں ایسے ہی ان معتبر ومستند شخصیات ہمیشہ ہماری رہنمائی فرماتے رہیں گے پھر گروپ کے احباب کی جانب سے یہ مطالبہ سامنے آیا کہ فیضان غوث وخواجہ گروپ میں جتنے سوالات کے جوابات لکھے گئے ہیں انھیں pdf کی شکل دی جائے یہ مطالبہ بار بار کئی مہینے تک جاری رہا مگر اس پر کام کرنے کی ہمت وجرأت نہیں ہورہی تھی کہ آپ جانتے ہیں کسی کتاب کو ترتیب دینا کتنا مشکل امر ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس پر خار راہ کی آبلہ پائی کی ہو ترتیب، نظر ثانی ،کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے مراحل کو طے کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے کئی مہینے کی عرق ریزی جد وجہد، محنت ومشقت کے بعد کوئی کتاب منصہ شہود پر آتی ہے۔

اس لئے اہل گروپ سنی ان سنی کرتے رہے مگر مطالبہ بھی بڑھتا گیا یہاں تک کہ بے سر وسامانی کے عالم میں صرف اور صرف عزم وحوصلہ کی بنا پر فیضان غوث وخواجہ کے جوابات کو PDF کی شکل دینے کیلئے تیار ہو گئے سارے پوسٹ کو یکجا کر کے باب در باب تقسیم کیا گیا تو پتہ چلا کہ تین ضخیم جلدوں میں پی ڈی ایف بنے گی اب دوسرا مرحلہ رقم کی فراہمی کا تھا جسے اہلیان گروپ نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ اپنی جیب خاص سے اکٹھا کرنا شروع کیا اور سبھی ممبران بڑھ چڑھ کر حصہ لئے اور سب سے زیادہ مسرت وشادمانی اس وقت ہوئی جب ہماری جماعت کے جید عالم دین محب محترم حضرت علامہ عبد المبین صاحب قبلہ امجدی مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی نے اپنی جیب خاص سے ۵۰۰۰ / پانچ ہزار روپئے کی خطیر رقم پیش کی اسطرح چند دنوں میں رقم کا دشوار کن مسئلہ بھی حل ہو گیا اس کے لئے منتظمین گروپ ان تمام حضرات کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تعالی انکے علم وعمل اور کاروبار میں بے پناہ برکتیں عطاء فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

مگر پھر سارے پوسٹ کو باب در باب تقسیم کے بعد نظر ثانی کا اہم دشوار کن اور مشکل ترین مرحلہ تھا ،ملک و بیرون ملک کے طول وعرض میں ارباب حل عقد سے رابطہ قائم کیا گیا تو کچھ جگہوں سے حوصلہ افزا جواب ملے کچھ جگہوں سے مایوس کن خیر کئی محترم ومعظم شخصیتیں فتاوی کی نظر ثانی کیلئے راضی ہو گئیں جس سے بہت بڑی مشکلیں آسان ہوئیں کئی مہینوں کی جد وجہد محنت ومشقت پیہم اسرار وکوشش کے

بعد نظر ثانی کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا پھر کمپوزنگ کا مرحلہ شروع ہوا تو کئی دشواریاں منھ پھاڑے کھڑی تھیں ان دقتوں کو بحسن وخوبی دور کرنے کے بعد چند ایسے معتبر عالم ومفتی کی ضرورت تھی جو عرق ریزی کے ساتھ پروف ریڈنگ کرسکے جلد اول کی نظر ثانی کیلئے حضرت علامہ مفتی محمد منظور صاحب یارعلوی جوگیشوری ممبئی مصنف فتاوی یارعلویہ، حضرت علامہ مفتی شان محمد صاحب مصباحی فرخ آباد یوپی، اور حضرت علامہ مفتی محمد معروف رضا رضوی نعیمی محمد پور کشن گنج بہار سے رابطہ کیا ان تینوں معتبر عالم دین نے ہماری گزارشات پر فتاوی کے دو دو سو صفحات کی نظر ثانی کے لئے راضی ہو گئے، ہماری ٹیم شکر گزار ہے ان تمام مؤقر حضرات کا جنھوں نے نظر ثانی، پروف ریڈنگ اور کسی طرح کا تعاون کیا ہے اللہ تعالی ان کے علم وعمر وصحت ورزق میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین۔

پی ڈی ایف کا نام گروپ کے صاحب الرائے احباب نے باہم صلاح ومشورہ سے اس کا نام مشہور زمانہ ولی کامل شعیب الالیاء شیخ المشائخ پیر طریقت حضرت علامہ سیدنا الشاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان ١٣٠٧ھ وصال ٢٢/ محرم الحرام ١٣٨٧ھ کی جانب منسوب کرتے ہوئے "العطایا النبویہ فی الفتاوی العلویہ" المعروف فتاوی غوث وخواجہ تجویز کیا ہے۔

خیال رہے یہ سارے کام موبائل کے اسکین پر ہی ہوئے ہیں پھر بھی منتظمین گروپ نے ہر ممکن کوششیں کی ہیں کہ پی، ڈی ایف میں کسی قسم کی علمی سقم، غلطیاں نہ رہ جائے مگر ہارڈ پیپر دیکھنے اور موبائل اسکین میں بڑا فرق ہوتا ہے اس لئے میں تمام اہل علم سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر PD F میں کسی قسم کی علمی سقم، لفظی یا معنوی غلطی یا خطا پر مطلع ہوں تو طعن وتشنیع کے جملے استعمال کرنے کے بجائے، تعاونوا علی البر والتقوی" اور ،،الدین النصیحہ کے جزبے کے تحت مطلع فرمائیں ہم متشکر وممنون ہونگے ہم احسان مند ہیں مفکر ملت مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی عبد المنان کلیمی صاحب مصباحی مفتی شہر مرادآباد یوپی کے جنھوں نے (احقر) کی گزارش پر،، دعائیہ کلمات،، تحریر فرما کر اہلیان گروپ کے حوصلے کو بلند کیا اور نباض قوم ملت حضرت علامہ مفتی شمشاد حسین رضوی صاحب قبلہ صدر مفتی دار الافتاء وقضاء بدایوں شریف یوپی جنھوں نے ایک دقیق مضمون بنام برقی فتاوی (احقر) کی گزارش پر عطا فرمایا۔

اور حضرت علامہ مفتی عطاء محمد مشاہدی صاحب قبلہ پیلی بھیت شریف نے تقریظ تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی، حضرت مفتی محمد امین القادری صاحب نے فقہ کی اہمیت وافادیت پر ایک مضمون تحریر

فرمایا اور ان تمام حضرات نے حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ دعائیہ کلمات سے اہل گروپ کو نوازا ، اللہ تبارک وتعالی ان سب حضرات کا سایہ عاطفت تادیر قائم ودائم رکھے اور ان کے علمی فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض ومستنیر فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین بے حد ناسپاسی ہوگی اگر ہم حضرت قاری عبدالقادر رضوی صاحب حضرت قاری رضوان خان صاحب ،حضرت قاری مبارک حسین نظامی ،حضرت قاری طفیل خان قادری کا ذکر نہ کروں فیضان غوث وخواجہ گروپ کے ابتدائی مرحلہ میں بہت زیادہ محنت ومشقت کر کے پوسٹ کی تیاری کرتے تھے اور گروپ کے برہم زلفوں کو خون جگر دیکر سنوارا کرتے تھے اور اس موقعہ پر میں کیسے بھول سکتا ہوں عالم جلیل فاضل نبیل حضرت علامہ محمد مظہر علی رضوی صاحب قبلہ مدرسہ غوثیہ حبیبیہ دربھنگہ بہار،کو جو ہر صبح بلاغہ غوثیہ کلینڈر ، بھیجتے ہیں اور گروپ کے ہر مشکل وقت میں گروپ میں اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے ساتھ موجودگی کا احساس دلاتے رہے، اگر میں بانی گروپ حضرت حافظ وقاری محمد ایوب خان یارعلوی صاحب کا تذکرہ نہ کروں تو بہت بڑی زیادتی ہوگی جو دین کے بے لوث خادم ہیں اخلاق واوصاف میں سنجیدہ ومتین کم سخن شگفتہ مزاج اور مرنجاں مرنج شرست کے مالک ہیں جنھوں اپنی حیات کے قیمتی لمحات کا ایک ایک لمحہ وقف کردیا اور گروپ کے علمائے کرام ،نظر ثانی ،پروف ریڈنگ کرنے والے ہر اشخاص کے ساتھ مضبوط ومستحکم رابطہ میں رہے اور ایک ایک شخصیت سے متعدد مرتبہ رابطہ کیا مسلسل کئی مہنوں تک تب جا کر یہ pdf آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے اللہ تبارک وتعالی جملہ احباب گروپ اور نظر ثانی ،پروف ریڈنگ تصحیح وتصدیق ومخلصین ومحبین کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے،اس عظیم کاوش کو قبول ومقبول فرما کر لوگوں کی رشد وہدایت کا ذریعہ بنائے اور گروپ کے مجیبین ومصدقین وممبران کیلئے نجات اخروی کا وسیلہ ہو ۔

آمین بجاہ سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی الہ واصحابہ وبارك وسلم ،،

گر قبول افتد زہے عز وشرف

ازقلم

محمد رضا امجدی

دارالعلوم رضویہ بڑا ابریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن بہار مقام ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

بتاریخ ۲۷/ ذوالحجہ شریف مطابق ۷/ اگست ۲۰۲۱ شب یک شنبہ بعد نماز مغرب ۔

موبائل نمبر 8233295095/9470258177

دعائیہ کلمات

جامع معقول منقول، استاذ الاساتذہ، معمار قوم وملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، پاسبان اہلسنت، ماہر علوم وفنون، محقق ذیشان، حضرت علامہ ومولانا مفتی عبد المنان کلیمی صاحب دام ظلہ العالی
امین شریعت مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار، ومفتی شہر مراد آباد، و بانی جامعہ اسلامیہ کلیمیہ، براہی سرسنڈ سیتا مڑھی بہار

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شریعت اسلامیہ میں علم فقہ وافتا کی بڑی عظمت واہمیت ہے علم فقہ وہ نہایت مقدس اور گراں قدر علم وفن جس کے ذریعے سے قرآن وحدیث کا صحیح ادراک کیا جاتا ہے یہ اپنی جگہ واضح ہے کہ اگر قرآن وحدیث کے فہم وافہام کا سلسلہ علم فقہ وافتا کی روشنی میں قائم نہ کیا جائے تو قرآن وحدیث کی مکمل ترجمانی نہیں ہوگی اور شائقین علم کے لیے قرآن وحدیث کے صحیح مدلول ومصداق تک بسا اوقات پہنچنے میں صرف دقت ودشواری ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ کفر وضلالت کے قعر مذلالت میں پہنچنے کے قریب ہو جاتا ہے انہیں وجوہات کی بنا پر ہمارے ائمہ اربعہ وہ دیگر اسلاف نے قرآن وسنت سے صحیح پیغام سرمدی کو دنیا میں پہچانے اور اس سے استفادہ کے لیے علم فقہ وافتاء کا زبردست سہارا لیا اور اس پر اتنا بڑا کام کیا کہ آج اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔

ہمارے ائمہ عظام نے علم فقہ وافتاء کے چار اہم عناصر بیان فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں، قرآن، حدیث، اجماع امت، اور قیاس شرعی علم فقہ وافتا پر قرون اولیٰ سے لے کر آج تک اس عظیم عنوان پر کام کیا گیا جس کے شواہد کے لئے ائمہ اربعہ اور دیگر اسلاف عظام کی تحقیقات وتصنیفات ہمیں ملتی ہیں دور حاضر میں سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم الشان تصنیف وتدوین، فتاوی رضویہ اور فتاویٰ امجدیہ، فتاوی حافظ ملت، فتاویٰ شارح بخاری، فتاوی بحر العلوم، فتاوی فیض الرسول وغیرہم اسی علم فقہ وافتا کی جلوہ سامانیاں ہیں اس وقت میری نظر کے سامنے واٹس

ایپ کے ذریعہ جمع کیے ہوئے استفتاء وفتاویٰ کا مجموعہ،فتاوی غوث وخواجہ،جس کا عربی نام العطایا النبویہ فی الفتاوی العلویہ ہے اس عظیم علمی کارنامے کی اطلاع میرے رفیق عصر حضرت مولانا محمد لئیق الرحمن صاحب رضوی علیہ الرحمہ ہر پوروا ،باچپٹی ،سیتامڑھی وصال ماہ جون ۲۰۱۱ھ کے صاجزادہ معظم جناب مولانا مفتی محمد رضا امجدی زید مجدہ نے دی اور یہ فرمایا کہ آپ ان تمام فتاوی پر نظر ثانی فرمادیں۔

مجھے بالاستعاب تمام فتاوی پڑھنے کا موقع نہیں ملا لیکن جستہ جستہ جو فتاوی بھی پڑھا زبان وادب کے لحاظ سے مختصر اور بہت سلیلس پایا اور عام قارئین کے لئے ان فتاوی کو مفید تر سمجھا مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ یہ فتاوی ہزاروں کی تعداد میں تین جلدوں پر مشتمل ہیں اور یہ قابل قدر کام فیضان غوث وخواجہ گروپ کے علماء کرام کے ذریعہ انجام دیا گیا ہے اور مکمل جلد اول کی نظر ثانی کا فریضہ جماعت اہل سنت کے تین نامور نوجوان مفتی حضرت مولانا مفتی منظور احمد یارعلوی ممبئی،حضرت مولانا مفتی شان محمد مصباحی فرخ آباد،حضرت مفتی محمد معروف رضا نعیمی کشن گنج،نے انجام دیا۔

اور میری تمام تر دعائیں اور تمنائیں اس علمی گروپ سے وابسطہ جملہ علماء کرام ومفتیان عظام کے ساتھ ہیں ان فتاوی کو دیکھ کر مزید یہ خوشی ہوئی کہ ان فتاوی کو تحریر کرنے میں فتاوی شامی وغیرہ کے ساتھ فتاوی رضویہ اور تحقیقات رضا کو مستدل بہ بنایا گیا ہے اور یہ بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ اس مجموعے کا کوئی بھی فتاوی تحقیقات رضا کے خلاف نہ ہواسی عظیم موقعہ سے اس تحریک کے تمام اہل علم کو مشورہ دیتا ہوں کہ رب کریم اپنے محبوب اقدس صاحب ما کان وما یکون صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلاف فقہا ومحققین ومتکلمین کے صدقے طفیل اس تحریک کے تمام مربوط احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے سعادت دارین سے مالا مال فرمائے۔وما توفیقی الا باللہ۔

فقیر ابوالضیاء محمد عبد المنان کلیمی عفی عنہ
امین شریعت مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار،ومفتی شہر مرادآباد،
وصدر مجلس علماء ہند دہلی،وبانی جامعہ اسلامیہ کلیمیہ،براہی سرسنڈ سیتامڑھی بہار۔
یکم محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۲۰۲۱ء

برقی فتاوی ضرورت وافادیت

محبوب العلماء محقق ذیشان، پاسبان سنیت، جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد شمشاد حسین رضوی مدظلہ العالی، رضوی
دارالافتاء محلہ چودھری سرائے بدایوں صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں شریف

یہ بات روز روشن کی مانند واضح ہے آج کا دور" الیکٹرانک میڈیا" کا دور ہے اس کی جانب سب لوگوں کا رجحان روز بروز بڑھتا جارہا ہے ہر آدمی چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت سب کے ہاتھوں میں موبائل ہے اور کانوں میں ایرفون لگا ہوا ہے لوگ اس کے اس قدر رسیا ہو چکے ہیں کہ اس کے بغیر چین نہیں یہ وہ مرض ہے جس کے لائق ہونے سے فائدے تو کم ہو رہے ہیں مگر نقصانات اس کثیر انداز میں پائے جاتے ہیں کہ ان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

ہم لوگوں کی کثیر مصروفیات اور شدید انہماک کو نظر انداز نہیں کر سکتے نہ اس انہماک کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو کم کر سکتے ہیں اور نہ یہ اپنی روش کو بدل سکتے ہیں صحبت انکی اختیار کی جاتی ہے جو اچھے ہوا کرتے ہیں مگر اب ایسا نہیں ہے ان کی صحبت کو ترجیح دی جارہی ہے جو برے ہوتے ہیں اور ایسے مناظر دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں جنہیں نہیں دیکھنا چاہیے ان پڑھ لوگوں کی بات تو جانے دیجئے اس میدان میں پڑھے لکھے لوگ بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔

ایسی صورت میں انہیں فرصت ہی نہیں کی کتابوں کو دیکھ سکیں ان کا مطالعہ کرسکیں کتابیں الماریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں انہیں چھونے کو لوگ تیار نہیں کیا اس رویئے کو پیش رفت کے زمرے میں رکھا جاسکتا ہے؟ کیا یہ روشن خیالی ہے؟ یہ الگ بحث کا مدعا ہے ایسے ماحول میں بھی ضرورت ہے کہ کچھ ایسے پہلو پیش کیا جائے جو سماج و معاشرہ کے لئے مفید ہوں اور اس کی خاطر خواہ کوئی نتیجہ سامنے آسکے" واٹس ایپ اور فیس بک" بھی" الیکٹرانک میڈیا" میں آتے ہیں اس کے صارفین کی تعداد بھی حد وشمار سے باہر ہے جو لوگ اس پلیٹ فارم پر سرگرم ہیں ان کی عدم فرصتی کا بھی خیال ہے کہ آخر کار ان کو

کسی طرح ہینڈل کیا جائے کچھ مثبت پہلوؤں کو بھی سامنے رکھیں اسی خیال اور نیک مقصد کے تحت ہمارے علمائے کرام بھی" واٹس ایپ اور فیس بک" میں اپنی انٹری دکھائی دیکھتے ہی دیکھتے ہیں اس پر چھا گئے انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی انداز میں بھی اس پر سرگرم ہو گئے ہیں ہمارے اکابر اور مشائخ تو خیر اب تک اس سے دور رہیں۔

مگر نوجوان علماء کی کثیر تعداد اس پر مصروف عمل ہے اِدھر اُدھر کی باتوں کے بجائے انہوں نے نہایت ہی خوبصورت انداز میں اپنی باتیں پیش کرنی شروع کر دی کبھی بزرگوں کے اقوال زریں کبھی اچھے لوگوں کے واقعات وحکایات شیئر کرنے لگے اور کبھی مسائل بیان کرنے لگے علمائے کرام گروپ بنا بنا کر مفید سے مفید تر باتیں پیش کرنے لگے اس سے لوگوں کو خاطرخواہ فائدہ ملا ہے اور مل رہا ہے۔

مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگوں کی عدم فرصتی کے سبب کیا ایسا کرنا مناسب ہے؟ وہ بھی علم وفن اور ادب وشعور کے میدان میں عدم فرصتی کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے چونکہ علم وفن اور ادب وشعور کا سماج ومعاشرہ سے بڑا گہرا تعلق رہا ہے کسی کو کوئی بات اس وقت کہنی چاہیے جب وہ سننے کے موڈ میں ہو اور جب سننے کے موڈ میں نہ ہو تو کچھ کہنا بیکار ہے اس سے کوئی فائدہ مرتب نہ ہوگا" **کلموا الناس علی قدر عقولهم** "کہ لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق بات کیا کرو اور جب لوگ سننے کے موڈ میں نہ ہوں تو ان سے کوئی بات کرنا یا انہیں کچھ کہنا ان کی عقلوں کے اوپر سے گزر جاتا ہے اور عدم فرصت کا ہونا بھی موڈ نہ ہونے کی علامت ہے۔

اسی عدم فرصتی کے سبب ادبی اصناف میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں جب فرصت کے ایام میں تھے تو صنف ادب میں تو داستانیں لکھی جاتی تھیں داستان الف لیلہ، باغ و بہار، طوطی نامہ، وغیرہ وجود میں آئیں جب فرصت میں کمی آئی تو ناول نگاری کا دور شروع ہوا جب اور فرصت میں کمی واقع ہوئی تو ناول کی جگہ مختصر ناول نے لے لی اور جب لوگوں کی مصروفیات میں اضافہ ہوا تو مختصر ناول کے بجائے افسانے لکھے جانے لگے اور پھر مختصر افسانے لکھے گئے اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کسی ادبی اور علمی فنی شاہکار کے وجود اور عدم وجود میں فرصت کی کس قدر اہمیت رہی ہے اور جب الکٹرانک میڈیا کا دور آیا تو مختصر افسانے بھی رفتہ رفتہ کم ہونے لگے بالکل یہی صورت یہاں بھی ہے جب فرصت ملا کرتی تھی تو لوگ علماء کی صحبتوں میں آ کر بیٹھا کرتے تھے اور ضروری مسائل سے آگاہی حاصل کیا کرتے تھے مصروفیات میں اضافہ کے پیش نظر علماء کی صحبت سے لوگ دور ہوتے چلے گئے جب فون کا رواج ہوا تو

لوگ فون کر کے معلومات حاصل کرنے لگے اور اب اپنی زندگی کے مسائل میں اس طرح لوگ الجھ چکے ہیں کہ اپنے دینی مسائل پوچھنے کی بھی فرصت نہیں ایسا محسوس ہونے لگا کہ انہیں حلال وحرام جائز و ناجائز کی ضرورت ہی نہیں ۔

مگر ہمارے علماء کرام کی ایثار وقربانی دیکھیے انہوں نے لوگوں کی سہولت کے لیے واٹس ایپ اور فیس بک پر لوگوں سے اپیل کی سوال ڈالیں اور جواب حاصل کریں فیضان غوث وخواجہ بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے اس گروپ میں بہت سے علمائے کرام جڑے ہوئے ہیں جو پوچھے گئے سوالوں کے جوابات دیا کرتے ہیں ان کے جوابات سادہ نہیں ہوتے بلکہ حوالوں سے مزین ہوا کرتے ہیں اور دلائل و براہین سے بھی سجاتے ہیں میں اس تحریک وتشویق کو سلام کرتا ہوں اور ہزار ہا مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مسائل شرعیہ کو گھر گھر پہنچانے کا ارادہ کر رکھا ہے کہا جاتا ہے بوند بوند سے دریا بنتا ہے واٹس ایپ کی پلیٹ فارم سے اس قدر فتاوے تیار ہو گئے کہ ان تمام فتاوی کو تین جلدوں میں اسی واٹس ایپ پر شائع کیا گیا مثلاً فتاوی غوث وخواجہ جلد اول فتاوی غوث وخواجہ جلد دوم فتاوی غوث وخواجہ جلد سوم۔

الیکٹرانک میڈیا کے دور میں اس بات کی ضرورت تھی کہ اسی کے بطن سے فتاویٰ وجود میں آئیں اور مندرجہ بالا کتابوں میں اس ضرورت کو پوری کر دی ہے جہاں تک افادیت کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ واٹس ایپ پر شعوری اور غیر شعوری طور پر انہیں ان کتابوں سے ضرور ملاقات ہوگی اور ان کے مسائل ان سے حل ہو جائیں گے یہ ایک اچھی اور مؤثر شروعات ہے اس کو انجام دیا جائے اور اس سلسلہ کو جاری رکھا جائے میں نے ان کتابوں میں سے جن فتاوی کو دیکھا ہے انہیں خوب سے خوب تر پایا اس میں فتاوی نویسی کی تمام توانائی پائی جاتی ہے اور زبان بھی نہایت سادہ اور سلیس ہے اس پلیٹ فارم سے جڑنے کے بعد ہماری جماعت میں بہت سے مفتیان کرام کا اضافہ ہوا ہے ہے اور برابر اس میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے جماعتی تعمیر وتشکیل میں اس کی جو اہمیت وافادیت پائی جاتی ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے ۔

مذکورہ فتاوی کی زمین کیسی ہے؟

یہ تمام فتاوے نہ ہواؤں کے دوش پر وجود پذیر ہوئے ہیں اور نہ ہی پانی کی سطح پر یہ وہ حباب نہیں جو نگاہوں کی تابش سے ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کے تانے بانے بکھر جاتے ہیں بلکہ اس کا تعلق

زمین سے اور زمین بھی ایسی ہے جو دلدل نہیں اور نہ بنجر ہے تو پھر وہ زمین کیسی ہے؟ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے ساری زمیں ایک جیسی نہیں ہوتی ہے کچھ زمین ایسی ہوتی ہے جو بنجر ہوا کرتی ہے اس میں کچھ نہ اگتی ہے نہ وہ کھیت ہوتی ہے اور نہ کھلیان نہ اس میں کوئی سبزی ہوتی ہے نہ کوئی پیڑ پودے اس کی قسمت میں سبز وشادابی ہے ہی نہیں باوجود اس کے کچھ زمیں ایسی ہوتی ہے جس میں اناج غلے پیدا ہوتے ہیں پیڑ پودے بھی ہوتے ہیں گلاب وچمبیلی اور دوسری قسم کے پھول بھی ہوا کرتے ہیں ایسی زمین جو سب کچھ اگاتی ہے اسی کو زرخیز زمیں کہا جاتا ہے ایسی زمیں کی قدر وقیمت کا کیا کہنا اس کی حیثیت تو سونا چاندی جیسی ہوتی ہے اور چمک دمک کے اعتبار سے کسی لعل وگوہر سے کم نہیں اس قسم کی زمیں کو ہر کوئی پسند کرتا ہے۔ پاس ایک کوڑی بھی نہیں باوجود مفلس ونا کارہ ہونے کے اس کو خریدنے کی ہر ایک کوشش کرتا ہے وہ زمیں کسی اور کی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی زمیں ہے۔

یہاں زمیں سے وہ زمیں مراد نہیں جس کو فرش سے تعبیر کیا گیا یا جس کو کھیتی کہا گیا ہے اور نہ وہ زمیں مراد ہے جس پہ پہاڑ کھڑا ہوتا ہے اور نہ وہ زمیں مراد ہے جس پر دریا دوڑتا ہے اور سمندر کی لہریں اٹھا کرتی ہیں مگر کچھ ایسی بھی زمیں ہوتی ہے جس کو علم کی زمیں فکروفن کی زمیں اور شعور وادراک کی زمیں کہا جاتا ہے یہ زمیں کل بھی پائی جاتی تھی اور آج بھی پائی جاتی ہے اور مستقبل میں بھی اس کا بول بالا رہے گا دنیا اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہوتی ہے کیا آج بھی کوئی ایسی زمیں ہے جو زرخیز ہے اور سونا اگاتی ہے ہاں ضرور ہے اس پر حیرت کی کوئی بات نہیں غور کیجئے مسئلہ خود بخود حل ہوجائے گا کتابیں علمی تحقیقات شاہکار فن فتاوے اور دیگر تصانیف بھی مثل زمیں ہوا کرتی ہیں کتابوں کو پڑھئے مطالعہ کیجئے فکروتامل سے کام لیجئے محنت کیجئے رات ودن ایک کردیجئے چراغوں کی روشنی میں کتابوں کا مطالعہ کریں یہ بیکار نہیں جاتا ہے اس سے فائدہ ہوتا ہے پڑھنے والا کسی نہ کسی منزل پر پہونچ جاتا ہے اور اسے وہ مل جاتا ہے جس کی اسے تلاش رہتی ہے یہ کتابیں اور تصانیف بھی زمیں کے مانند ہوا کرتی ہے اس میں بھی وسعت ہوتی ہے پھیلاؤ ہوتا ہے گہرائی ہوتی ہے گہرائی پائی جاتی ہے جو ان کتابوں کا سہارا لیتا ہے وہ کامیاب ہوجاتا ہے کامیابی اس کے قدموں میں ہوا کرتی ہے۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے علم وفن اور فکروادراک کی جو زمیں ہموار کی ہے جس طرح انہوں نے اسے سجایا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہی کہا جاسکتا ہے یہی وہ زمیں ہے جس میں سونا اگتی ہے اور علم وادب کے پھولوں سے مطالعہ کرنے والوں کے دامن کو بھر دیتی ہے یوں تو اس طرح کی

زمینیں بہت سے لوگوں نے تیار کی ہیں اپنوں نے بھی غیروں نے بھی مگر جو زرخیزی اعلیٰ حضرت کی تیار کردہ زمین میں پائی جاتی ہے وہ کسی اور زمین میں نہیں ملتی ہے ملنا تو بہت دور کی بات ہے اس کا شائبہ بھی دیکھنے کو نہیں ملتا ہے لیکن افسوس ہوتا ہے اس دانشور پر جس کو یہ زمین نظر نہیں آئی اور یہ کہہ دیا ہے اعلیٰ حضرت نے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں ہے آپ نے تو صرف فتاوے جاری کئے ہیں بس میں صرف ایسوں کے لئے دعا کرسکتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اسے عقل سلیم عطا فرمائے اور صحیح سوچ عطا کرے۔

اعلیٰ حضرت حضرت فاضل بریلوی کی زمین کی زرخیزی کیا ہے اس سوال کا جواب دینے کی ضرورت نہیں یہ سب کو معلوم ہے جن لوگوں نے ان کی کتابوں کو پڑھا ہے ان کے علمی فنی شاہکار کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی زمین کی زرخیزی کیا ہے کہیں زرخیزی کا احساس دیکھنے سے ہوتا ہے اور کہیں پرکھنے سے ہوا کرتا ہے کچھ لوگوں نے ان کی کتابوں کو پرکھا ہے اور کچھ لوگوں نے دیکھ کر مانا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے کسی اور سے سن کر اس کا اعتراف کیا ہے یہ زرخیزی محدود نہیں ہے بلکہ ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے ہندوستان میں بھی اور ہندوستان کے باہر غیر ممالک میں بھی محسوس کی جارہی ہے حیرت ہوتی ہے غیر ممالک کے دانشوروں نے کھلے دل و دماغ سے اس کا اعتراف بھی کیا ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں اسی زرخیزی کی مثال میں ان علوم وفنون کو پیش کیا جاسکتا ہے جو ان کی تصانیف سے ظاہر ہوتے ہیں علم کا ایک سمندر ہے جو ان کی کتابوں میں جاری ہے ادب کا ایک چمن ہے جو ان میں لہلہارہا ہے ان میں علوم شرعیہ بھی ہیں اور علوم غیر شرعیہ بھی ان کی کتابوں میں کوئی ایک یا دو یا تین علوم نہیں پائے جاتے ہیں ان کی تعداا سّی بیاسی علوم کی ہے اور بعض نے ان کی تعداد سو سے بھی زائد بتائی ہے بنیادی طور پر علم کو دو حصوں میں بانٹا گیا ہے اول علم شرعی دوم علم غیر شرعی علم شرعی اس کی چار قسمیں بتائی جاتی ہے اول علم تفسیر دوم علم حدیث سوم علم فقہ چہارم علم توحید اور غیر شرعی کی تین قسمیں ہیں اول علم ادب یہ کوئی تنہا علم نہیں ہے بلکہ بہت سے علوم کا مجموعہ ہے بعض کے نزدیک ۱۲ علموں کے مجموعے کا نام ہے اور بعض نے کہا علم ادب ۱۴ علوم وفنون کے ذخیروں کا نام ہے بہر حال علم ادب مجموعہ کا نام ہے۔

اس میں کون کون سے علم پائے جاتے ہیں اس بارے میں بہت کچھ بتادیا گیا ہے دوم علم ریاضی ہے اس میں بھی بہت سے علوم پائے جاتے ہیں کم از کم دس تو پائے ہی جاتے ہیں۔ تصوف موسیقی اور حساب بھی علم ریاضی کے حصص ہیں سوم علم عقلی اس قسم میں جو علوم پائے جاتے ہیں درج ذیل ہیں:

منطق ،فلسفہ،حکمت، اصول فقہ الہیات، اور طبیعیات بھی علم عقلی میں شامل ہیں اعلی حضرت کی اس علمی فکری زمیں میں یہ تمام علوم پا جاتے ہیں شرعی علوم بھی اور غیر شرعی علوم بھی اعلی حضرت کا کمال تو دیکھئے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں غیر شرعی علوم کو بھی شریعت کی صورت میں پیش کیا ہے بلکہ اسے شرعی علوم کا معاون بنا دیا ہے اوروں کی کتابوں میں جو علوم پائے جاتے ہیں نہایت ہی سادہ ہوتے ہیں ان میں نہ کوئی رنگینی ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں دلچسپی کا کوئی ساز و سامان پایا جاتا ہے غیر علوم شرعی کو شرعی علوم بنا کر پیش کر دینا بڑی بات ہے یہی ان کا تفقہ دینی ہے۔

آج کے اس دور میں جہاں نت نئے ایجادات پائے جاتے ہیں زمین پر رہ کر آسمان کی خبر رکھنے والے بھی انگشت بدنداں ہیں کہ اعلی حضرت نے اپنی کتابوں میں اتنے علوم وفنون کس طرح سما دیئے ہیں؟ یہ تو کوزہ میں سمندر کو سما دینا ہے اور اپنی مٹھی میں کائنات کو بند کر لینا ہے یہ کرشمہ ہے ان کے دینی تفقہ کا یہ ایک ایسا دھاگا ہے ایسی سلک ہے جس میں علوم وفنون کے موتی سموئے گئے ہیں انہیں علوم وفنون کی چمک و دمک نے ان کے دینی تفقہ کو کرشمہ ساز کر دیا ہے خلوص و پیار اور للہیت نے مزید اس میں رنگ بھر دیا ہے جو ان کی کتابوں اور تصنیف کا مطالعہ کرتا ہے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتا ہے ایسا صاحب کمال اور عبقری شخصیت اب کہاں ہے چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

جہاں تک ان کی کتابوں میں زرخیزی کے پائے جانے کی بات ہے اس بارے میں کیا کہا جائے یہ تو روز روشن کی مانند واضح ہے اس کا اعتراف اپنے بھی کرتے ہیں اور غیر بھی ان کی کتابوں کا سہارا لئے بغیر کوئی فتویٰ لکھ ہی نہیں سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ غیروں کے یہاں اعلی حضرت کی کتابیں پائی جاتی ہیں اور ان کی لائبیریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں جو اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اعلی حضرت کے بغیر ان کا کوئی کام نہیں چل پاتا برقی فتاویٰ کا تعلق بھی اسی زرخیز زمین سے ہے یہ بات میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ وہ حوالے بتا رہے ہیں جو ان فتاویٰ میں پائے جاتے ہیں وہ تصانیف اور تحقیقات ہیں جن سے یہ فتاوے مرصع ہیں اس کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ ان فتاویٰ کی زمین بڑی زرخیز ہے۔

زرخیزی کیا ہے؟

زرخیزی کیا ہوتی ہے اس بارے میں اس سے قبل بھی بتایا جا چکا ہے یہ ایک ایسی اندرونی خصوصیت و معنویت ہوا کرتی ہے جو زمین کے اندر پائی جاتی ہے متحرک اور فعال ہوا کرتی ہے یہ صرف زمین تک محدود نہیں رہتی ہے بلکہ اس کا اثر زمین سے اگنے والے پیڑ پودوں میں بھی پایا جاتا ہے اس

کا کمال یہ بھی ہے کہ ان پیڑ پودوں کے پھلوں میں بھی یہی زرخیزی نمایاں ہوتی ہے جو اس پھل کا استعمال کرتا ہے اسکے جسم وصحت وقلب وذہن میں نمایاں ہوکر پورے ماحول کو متأثر کرتی ہے اور اس کا سلسلہ بہت دور تک جا پہونچتا ہے۔

اعلی حضرت فاضل بریلوی نے فقہ وتدبر کی جو زمیں تیار کی ہے اور اس میں ایسی تاثیر پیدا کردی ہے کہ وہ تاثیر آج بھی پائی جاتی ہے جو بھی ان کی کتابوں کو پڑھ لیتا ہے وہ سونا بن جاتا ہے جو بھی ان کی تحقیقات سے استفادہ کرلیتا ہے اس کا مرتبہ بلند ہوجاتا ہے یہ برقی فتاوے بھی اعلی حضرت کی تیار کردہ زمیں اور اسکی زرخیزی کا کرشمہ ہے جو آج " واٹس ایپ" پر چھایا ہوا ہے اور اسکی خوشبو آج ہر طرف پھیل رہی ہے۔اسی لئے کسی کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے:

کب تک نہ پھیلے گی آفاق میں خوشبو تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

برقی فتاوے میں تفقہ کی بہار:

میں نے جب ان برقی فتاوے کو کہیں کہیں سے پڑھا تو اس میں مجھے فقہ وتدبر اور تفقہ کی جلوہ آرائیاں دیکھنے کو ملیں اس کا احساس ہوتے ہی دِل باغ باغ ہوگیا اور آنکھوں میں نور دل میں سرور سما گیا اور اس بات کی خوشی ہوئی کہ ہماری جماعت کے علماء اس جانب اپنے سفر کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ پلیٹ فارم مثل صبا ہیں کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی علمی فقہی اور ادبی کی زمین کو نکہتوں کو گھر گھر تک پہنچا رہی ہے۔ان کی یہ کوشش کامیاب بھی ہورہی ہے۔

یہاں اس بات کی ضرورت محسوس ہورہی ہے کی فقہ اور تفقہ کا معنیٰ بتادیا جائے۔تاکہ ان فتاوی کو مطالعہ کرنے والے کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں اور ان کی علمی پیاس بجھ جائے تاکہ ان کی تشنگی کا کوئی احساس نہ رہے۔

اسلامی تہذیب وتمدن اور دینی ثقافت سے آشنا حضرات اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ اسلامی علوم وفنون میں فقہ بھی بولا جاتا ہے اور تفقہ بھی،فقہ میں یوں تو تین حرف ہے اور تفقہ میں چار ہیں۔مگر اس کے معنیٰ ومفہوم میں زبردست گہرائی پائی جاتی ہے۔اس کے معنیاتی نظام میں ضبط وانضباط بھی مستحکم انداز میں پائے جاتے ہیں۔جس نے اس کا ادراک لیتا ہے وہ بڑا قابل ترین بن جاتا ہے اور جو اس سے واقف کار نہیں ہوسکتا وہ چلتا پھرتا ہوکر رہ جاتا ہے۔اس کی صورت تو اچھی ہوتی ہے مگر شخصیت بڑی

کھوکھلی ہوا کرتی ہے پھر بھی اس کی عزت اس لئے بچ جاتی ہے کہ اس کو فقہ سے نسبت حاصل ہو جاتی ہے۔نسبت بہت بڑی چیز ہے جو بروں کو اچھا بنا دیتی ہے اور اچھوں کو بہت زیادہ اچھا کر دیتی ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ کا کسی کو دہریہ سے مباہلہ طے ہو جاتا ہے۔آگ روشن کی گئی۔جب آگ خوب روشن ہوگئی اور اس کی لپٹیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔تو دہریہ نے کہا: اے حسن بصری آگ میں ایک ساتھ کو دیں گے اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کو دیں گے تاکہ دونوں ایک ساتھ جائیں۔حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی یہ بات مان لی۔حضرت حسن بصری نے دہریہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور دونوں ایک ساتھ آگ میں کود پڑے۔اور دونوں آگ سے زندہ سلامت نکل آئے حضرت حسن بصری کا زندہ وسلامت نکل آنا تو سمجھ میں آتا ہے کیونکہ آپ حق پر تھے۔آپ کا دین ومذہب حق پر تھا مگر دہریہ کا زندہ وسلامت نکل آنا سمجھ سے بالاتر تھا۔اور خود حضرت حسن بصری بھی حیرت میں تھے دہریہ کیسے زندہ نکل آیا۔؟ وہ تو حق پر نہ تھا۔

بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے اے مولا! تو سمیع وبصیر ہے تو جانتا ہے کہ دہریہ کا مذہب باطل ہے اس کا اعتقاد فاسد ہے پھر بھی وہ زندہ نکل آیا ہے ایسا کیونکر ہوا؟ اس کے پیچھے کیا راز ہے؟ الہام والقاء کی صورت میں اُنھیں بتایا گیا۔تو ٹھیک کہتا ہے دہریہ باطل پر ہے اور اس کا اعتقاد بھی فاسد ہے۔اس کو جل کر راکھ ہونا چاہیے تھا۔مگر میں نے اسکو جلنے سے اس لیے بچا لیا کہ اس کا ہاتھ تیرے ہاتھ میں تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اسے ضرور جلا کر راکھ کر دیتا۔

دیکھیے یہاں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے نسبت ہی تو تھی جس کی بدولت آگ نے دہریہ کو چھوا بھی نہیں۔اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نسبت کی کیا اہمیت ہوا کرتی ہے اور اس میں کس قدر افادیت پائی جاتی ہے۔جسے علم فقہ سے نسبت ہو جاتی ہے اگر چہ اسے اس کی A،b،c معلوم نہ ہو مگر ظاہری طور پر اسے علم فقہ سے نسبت تو ہے اسی نسبت نے اسے بچا لیا ہے اور عوام کی نگاہ میں اس کی عزت بڑھا دی ہے۔

لفظ فقہ کے فا کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے۔اس کا معنیٰ کسی شئی کو جاننا ہے اس کو عربی میں العلم بالشئ کہا جاتا ہے اور فارسی زبان میں دانستن کہا جاتا ہے۔اس کو باب سمع یسمع سے لیا گیا ہے۔یوں تو اس کا اسم فاعل فاقہ ہونا چاہیے مگر زبان وادب میں فقیہ استعمال کیا جاتا ہے،اور شریعت کے جاننے کو بھی فقہ کہا جاتا ہے لیکن اس صورت میں اس کا مصدر فقاہت لیا جاتا ہے اور اس کا باب، کرم یکرم لیا جاتا ہے۔

فقاہت کا معنیٰ فقیہ ہونا آتا ہے اسی لیے جس کے پاس فقہ کا علم ہوتا ہے اس کو فقیہ کہا جاتا ہے جب اسی لفظ فقہ کو باب تفعیل میں لا کر فقہ کے قاف کو مشدد پڑھایا جائے تو اس کا معنیٰ فقہ سکھانا لیا جاتا ہے جیسا کہ محاورے میں بولا جاتا ہے فلان فقه الله ای علمه الفقه۔ اللہ تعالیٰ نے فلاں کو فقہ کا علم دیا ہے۔

علامہ خیر الدین رملی اس تعلق سے فرماتے ہیں: فقہ بکسر قاف اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی کچھ سمجھ لے فقہ بفتح قاف اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی دوسرے سے کچھ جان لیں اور فقہ کا اطلاق اس وقت کیا جاتا ہے فقہ اس کی سرشت بن جائے اور اس میں مہارت حاصل کر لے۔

(فقہ اسلامی مصنف مولانا عبد الاول جونپوری ص ۷)

جب اسی فقہ کو باب تفعل میں لایا جاتا ہے تو اس کو تفقہ کہا جاتا ہے۔ تفقہ کا معنیٰ ہوتا ہے علم فقہ کا سیکھنا اور اس میں مہارت حاصل کرنا ہے اور بات ہے کہ یہ مہارت کب اور کتنے سالوں میں حاصل ہو۔ اس بارے میں کوئی وضاحت کہیں نہی ملتی ہے۔ تفقہ علم فقہ کی سیکھنے کی منزل کا نام ہے اور جب مہارت حاصل کر لیتا ہے تو اسی باب تفعل سے اسم فاعل متفقہ آتا ہے۔ اور فقیہ وہ کہلاتا ہے جس کے مزاج و سرشت میں فقہ رچا بسا ہو یہیں سے فقیہ اور متفقہ کا فرق و امتیاز نکل کر سامنے آجاتا ہے۔ ہمارے مفتیان کرام رہیں جن کے دم قدم سے فقہی علوم کی بہاریں قائم ہیں۔ سارا چمن باغ و بہار دکھائی پڑتا ہے۔

فقہ کا اصلاحی معنیٰ جیسا کہ ہم بتا آئے ہیں کہ شریعت کے علم کو فقہ کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ارباب شرع نے اس کو اپنی اصطلاح بنالی۔ شریعت کی اصطلاح میں فقہ، کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں ان میں سے چند تعریفات پیش کی جارہی ہیں، صاحب مفتاح السعادۃ، فرماتے ہیں علم فقہ،،، وہ ہے جس میں احکام شرعیہ فرعیہ کی بحث ہو۔ اس حیثیت سے کہ وہ ادلہ تفصیلی سے نکالے گئے ہوں اور مبادی اس کے، اصول فقہ کے مسائل ہیں۔ علامہ سخاوی شمس الدین احمد تحریر فرماتے ہیں، تکالیف شرعیہ عملیہ کے جاننے کا نام علم فقہ ہے جیسے عبادات معاملات عادات وغیرہ۔

امام سیوطی علم فقہ کی تعریف میں فرماتے ہیں: علم فقہ پہچاننا ہے ان احکام شرعیہ کو جو اجتہاد سے نکالے گئے ہیں، علّامہ حصکفی نے فرمایا ان احکام شرعیہ فرعیہ کے جاننے کو جو ادلہ تفصیلیہ سے مکتسب ہوں علم فقہ ہے اور تفصیلیہ سے احکام شرعیہ کا اکتساب واستنباط وہ کرتا ہے جو مجتھد ہوا کرتا ہے۔ اس لیے فقیہ وہی ہوتا ہے جو مجتھد ہوا کرتا ہے۔ جو مجتھد نہیں ظاہر ہے اس پر فقیہ ہونے کا اطلاق نہیں کیا جا

رہا۔جہاں تک مقلد کی بات ہے وہ مسائل شرعیہ سے واقف کار ہوتا ہے یا ان کا حافظ ہوا کرتا ہے۔اس بنیاد پر مجتہد پرفقیہ کا اطلاق بر بنائے حقیقت ہوگا اور غیر مجتہد یعنی مقلد پر اس کا اطلاق بطور مجاز ہوگا۔مگر کبھی کبھی عرف وعادت کی بنا پر اطلاق حقیقی کو ترک کر دیا جاتا ہے۔یہ اصول فقہ کا ایک مسلمہ قاعدہ ہے اور وہ یہ ہے۔مجاز متعارف ہونے کی صورت میں حقیقت کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ایک ایسا بھی دور آیا کہ فقیہ ہر اس شخص کو کہا جانے لگا جو کم از کم تین مسائل کے مع اس کے تفصیلی دلائل کے جانتے ہوں۔

جیسا کہ درمختار میں:

اوصی بثلث ماله الی الفقهاء دخل فیه من یدقق النظر فی المسائل الشرعیه وان علم ثلاث مسائل مع التها۔کذافی القنیه قال حتی قیل من حفظ الوفاً من المسائل لم یدخل تحت الوصة۔

(الدر المختار الخامس ص ۴۴۱)

ترجمہ:جس نے اپنے تہائی مال کی وصیت؛فقہاء:کیلئے کی۔تو اس وصیت میں وہ شخص بھی داخل ہوگا جو مسائل شرعیہ میں وقت نظر رکھتا ہو اگر چہ وہ تین ہی مسائل کو مع اس کے ادلہ تفصیلیہ کے جانتے ہوں۔ایسا ہی قنیہ میں ہے۔انہوں نے کہا:یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ہزاروں مسائل شرعیہ جانتا ہو وہ وصیت میں داخل نہیں۔

اس تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ فقیہ ہونے کیلئے مجتہد ہونا ضروری نہیں بلکہ کم از کم تین مسائل کو اس کے ادلہ تفصیلیہ کے ساتھ جاننے والے کو بھی فقیہ کہا جاتا ہے۔یعنی ادلہ تفصیلیہ کا صرف جاننا کافی ہے۔ان سے مسائل کا اکتساب ضروری نہیں۔فقیہ ہونے کے لئے صرف مسائل کا جاننا کافی نہیں اگر چہ ہزار ہا مسائل جانتے ہوں بلکہ فقیہ ہونے کے لئے ادلہ تفصیلیہ کا جاننا کافی ہے یہی صاحب قنیہ کا موقف ہے۔یہ ایک دور خاص کا عرف تھا۔

مگر اب عرف بدل چکا ہے۔اب فقیہ اس کو کہا جاتا ہے جو فقہی جزئیات وفروعیات کا حافظ ہوتا ہے۔کتنی فروعیات کا حافظ ہونا 'فقیہ ہونے کے لئے ضروری ہے اس کی وضاحت کہیں نہیں ملتی۔

ردالمحتا' میں تو صرف اس قدر ہے:

ذکر فی التحریر ان الشائع اطلاقه علی من یحفظ الفروع مطلقاً یعنی سواء کانت بدلائلها اولا (ردالمحتار جلد خامس ص۳۴۱)

یعنی تحریر میں ذکر کیا گیا کہ 'فقیہ' کا اطلاق اس پر شائع ہے جو فروعی جزیات پر درک رکھتا ہے چاہے دلائل کے ساتھ ہو یا بغیر دلائل کے۔

علامہ شامی کے دور سے آج تک فقیہ کے بولے جانے کا یہی عرف پایا جاتا ہے۔ اس میں کسی قسم کی آج تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ دور حاضر میں جو کار افتاء انجام دیتے ہیں اور اس میں مہارت حاصل کر چکے ہیں انہیں فقیہ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس لئے ہمارے دور میں بھی بہت سے مفتیوں کو فقیہ کہا جارہا ہے۔ لہذا آج بھی اگر کوئی اپنے مال کی وصیت فقہاء کے لئے کرتا ہے تو اس وصیت میں وہ بھی شامل ہوتے جنہیں فقیہ کہا جارہا ہے۔

جو لوگ فیس بک اور واٹس ایپ پر فتاوے لکھ رہے ہیں وہ بھی فقیہ ہونے کے قریب ہیں۔ اس پلیٹ فارم سے بھی علم فقہ کو فروغ و ارتقاء حاصل ہورہا ہے۔ اور بحث و مباحث کا دور بھی چل رہا ہے۔ نقد و تبصرے بھی ہورہے ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے خیالات کا اظہار بھی کررہے ہیں۔

ذرا اندازہ تو لگائے ارتقاء کی یہ کیفیت کس قدر تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ ارتقاء کے لئے صرف مثبت پہلوؤں کا ہونا ضروری نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے تنقیدی روایتوں کا ہونا بھی ضروری امر ہے کہ یہی تنقید احتیاط کی منزل سے ہماری جماعت کو ہم کنار کررہی ہے۔

یہ ہے اعلی حضرت کی وہ زمیں جو زرخیز ہونے کے ساتھ ساتھ فیض بھی رکھتی ہے اور برکت بھی۔ خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشن کرتی ہے۔ یہ اجالوں کی زمیں ہے اور ہر چہار جانب اجالے پھیلا رہی ہے۔ ہندوستان میں بہت سارے لوگ اور جماعتیں اپنی اپنی روایتوں پر ناز کرتی ہیں اور آج بھی ناز کررہی ہیں مگر ان کے یہاں کرشماتی انداز فکر کا فقدان ہے حالانکہ یہ جماعتیں کوشش بھی کررہی ہیں روپئے بھی خرچ کررہے ہیں باوجود ابھی تک اس میدان میں ان کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ ان کی زمینوں میں زرخیزی کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی ہے۔ برقی فتاوے جن کی شروعات ہمارے یہاں ہوئی ہیں اعلی حضرت فاضل بریلوی کی زرخیز زمیں کی علامت ہے اور کرشمہ بھی ہے۔ اور مسلک اعلی حضرت کا ترجمان بھی ہے۔ خدائے تعالی اس جماعت کو اور ان افراد کو سلامت رکھے۔ اور ان کی کوششوں کو کارگر فرما۔

علم فقہ کی تدوین کیسے ہوئی اور کیونکر ہوئی۔ اس کے طبقات کتنے ہیں اور مسائل کے درجات کیا کیا ہیں؟ میں سمجھتا ہوں ان تمام پہلوؤں پر فتاوی غوث وخواجہ میں بہت ساری باتیں ذکر ہو چکی ہیں۔

یہاں ان باتوں کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ۔میں اس مقام پر یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ انسانی زندگی میں علم فقہ کو کیا مقام حاصل ہے اور ہم اس کے کس قدر محتاج ہیں؟

علم فقہ کی ضرورت وافادیت ہماری زندگی کسی ایک نہج پر نہیں ہوتی ہے اس میں نہ جانے کس قدر نشیب وفراز آتے ہیں پہلے سے اس کی کوئی جانکاری نہیں ہو پاتی ہے ۔جب کوئی اتار چڑھاؤ سامنے آتا ہے تب کہیں جا کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس مقام پر کیا کرنا ہے ۔؟ اور کس سمت ہمیں اپنی زندگی کے کارواں کو آگے لے کر چلنا ہے ۔انہیں قطعی چھوڑ دیجئے جو آزاد خیال ہو چکے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے ہی ایک سمت کو تعین کر کے چل پڑتے ہیں ۔کیا ایسا کرنا مناسب ہے؟ یا مناسب نہیں؟ منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے ہم نے جس طرح کا سفر جاری رکھا ہے کیا شریعت اس کو جائز کہتی ہے یا ناجائز؟ ۔انہیں ان ساری باتوں کی ضرورت نہیں ۔اس لئے کہ وہ آزاد خیال ہیں ۔ان کے پیش نظر صرف سہولت ہوا کرتی ہے یا پھر دنیاوی جاہ وحشمت؟ مگر ہم تو ایسے نہیں ۔ہمیں تو وہ چاہیے جس کی اجازت شریعت کی جانب سے حاصل ہو ۔کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے ۔کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے؟ ان تمام پہلوؤں پر اگر کوئی روشنی ڈالتا ہے تو وہ صرف علم فقہ ہے اس کے اصول وکلیات ہیں اور اس کے فروعیات وجزئیات ہیں ۔

ایسا قطعی ہرگز نہیں ہے کہ یہ ضرورت ہمیں صرف زندگی کے کسی ایک پہلو پر پڑتی ہے بلکہ ہر پہلو میں ہم اس کے محتاج ہیں زندگی کے تمام معاملات بھی علم فقہ کے بغیر حل نہیں کر سکتے ہیں پس اسی ضرورت وافادیت کے تحت ہمارے اسلاف نے علم فقہ کی تدوین کی ہے اور اس کے فروغ وارتقاء میں اپنے خون جگر کو صرف کیا ہے ہم پر ان کا بڑا احسان ہے اگر ہم اپنے قلب وجاں کو نچھاور کر دیں پھر بھی ہم ان کے احسانات کو چکا نہیں سکتے - جہاں تک علم فقہ کی افادیت کی بات ہے اس تعلق سے صرف اسی قدر کہا جاسکتا ہے کہ یہ افادیت بیان کرنے سے ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کو عملی طور پر ہی محسوس کیا جاسکتا ہے اور دور کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے میں کوئی مزہ نہیں آتا ہے مزہ تو جب آتا ہے جب اس کے قریب جا کر کوئی تماشہ دیکھے - یہی صورت علم فقہ کی ہے اس کو حاصل کیجئے پھر اس کے کلیات وجزئیات کو اپنی زندگی میں شامل کیجئے تب کہیں جا کر اس بات کا اندازہ ہو پائے گا کہ اس میں کیا فائدہ ہے اور کیا نقصان ہے، مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے لوگوں نے اس طرف دھیان دینا چھوڑ دیا ہے اسی لئے انہیں ہیرے کو پہچاننا نہیں آتا ہے یہ دوریاں کب تک رہیں گی؟ اور ان کو دور کرنے کی

کوشش کیجئے اس فاصلے کو مٹا دیجئے اور علم فقہ کے مسائل کو اپنی زندگی اور مزاج میں شامل کر لیجئے جب آپ ایسا کرلیں گے تو اس کا مزہ ہی کچھ اور رہے۔

بس ہم دعا کرتے ہیں کہ ہماری زندگی کو علم فقہ کی بہاروں سے اجلی سے صاف شفاف کرے آمین ثم آمین۔

ازقلم
محمد شمشاد حسین رضوی
صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں شریف

تقریظ جلیل

فاضل جلیل حضرت العلام حضرت مولانا مفتی منظور احمد یار علوی صاحب
خادم الافتاء والتدریس دار العلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

فقہ اسلامی قرآن وسنت کا عُصارہ ونچوڑ ہے، جو فقہائے کرام کی انتھک کوششوں اور بے پایاں محنتوں کا ثمرہ ہے، اور افتاء کا فقہ کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک فقیہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر قرآن وسنت میں غور کر کے پیش آمدہ مسائل کے احکام مستنبط کرتا ہے تو ان مسائل کے مجموعے کو فقہ کا نام دیا جاتا ہے اور جب کوئی سائل اس کے پاس آکر انہیں مسائل سے متعلق دریافت کرتا ہے تو فقیہ کے اس بیانیے کو فتویٰ اور افتاء کے خوبصورت الفاظ مل جاتے ہیں، لہٰذا فقہ وافتاء یا فقہ وفتویٰ دو لازم وملزوم چیزیں ہیں۔

قرنِ اول میں فقہ کا ظہور ہوا تو افتاء کا سلسلہ بھی روزِ اول سے قائم ہو گیا۔ پیغمبر خدا ایک فقیہ تھے اور امت کے اولین مفتی بھی تھے یہ دور چلتا رہا یہاں تک ائمہ اربعہ جن کے مذاہب اس وقت دنیا میں رائج ہیں، ان میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے علم وفضل اور سن وسال میں سب سے مقدم تھے اور بالواسطہ یا بلا واسطہ تمام ائمہ آپ کے فیض یافتہ تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ایک طرف تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے، جو بقیہ ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہیں، دوسری طرف آپ عمر میں ان میں سب سے بڑے ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں تحریر فرماتے ہیں: حاصل یہ ہے کہ تابعین کا درجہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے بعد امت میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اسی وجہ سے ہمارا اعتقاد ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا ہے اور فقہاء علوم دینیہ میں آپ سب سے بلند واکمل ہیں، آپ کے بعد امام مالک رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے، جو تبع تابعین کی صف میں ہیں پھر امام شافعی رحمہ اللہ کا اس لیے کہ آپ امام مالک بلکہ امام محمد رحمہما اللہ

کے شاگرد ہیں پھر امام احمد کا جو امام شافعی کے شاگرد کے درجہ میں ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ جو فقہ کی تدوین میں شریک تھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جس طریقہ سے فقہ کی تدوین کا ارادہ کیا وہ نہایت وسیع اور پُرخطر کام تھا، اس لیے انہوں نے اتنے بڑے کام کو اپنی ذاتی رائے اور معلومات پر منحصر کرنا نہیں چاہا، اس غرض سے امام صاحب نے اپنے شاگردوں میں سے چند نامور اشخاص کا انتخاب کیا، جن میں سے اکثر خاص خاص فنون میں ماہر تھے، مثلاً یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، قاضی ابو یوسف، داؤد الطائی، ابن حبان مندل، آپ کو حدیث اور آثار میں نہایت کمال تھا، امام صاحب نے ان لوگوں پر مشتمل ایک مجلس مرتب کی اور باقاعدہ طور پر فقہ کی تدوین شروع ہوئی، امام طحاوی نے بسند متصل اسد بن فرات سے روایت کی ہے کہ ابوحنیفہ کے تلامذہ جنھوں نے فقہ کی تدوین میں حصہ لیا تھا ان کی مجموعی تعداد چالیس تھی، جن میں یہ لوگ زیادہ ممتاز تھے: ابو یوسف، زفر، داؤد طائی، اسد بن عمر، یوسف بن خالد التیمی یحییٰ بن ابی زائدہ۔ امام طحاوی نے یہ بھی روایت کی ہے کہ لکھنے کی خدمت یحییٰ سے متعلق تھی، امام طحاوی نے جن لوگوں کے نام گنائے ہیں ان کے سوا عافیہ، ازی، ابوعلی، علی بن مسہر، قاسم بن معن، ابن مندل اس مجلس کے منبر رہے تھے۔

(شرح فقہ اکبر:۱۴۶)

طریقۂ تدوین، تدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تھا اگر اس کے جواب میں سب لوگ متفق الرائے ہوتے تھے تو اسی وقت قلمبند کرلیا جاتا ورنہ نہایت آزادی سے بحثیں شروع ہوتیں، کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قائم رہتی امام صاحب غور وتحمل کے ساتھ سب کے دلائل سنتے اور بالآخر ایسا جچا تلا فیصلہ کرتے کہ سب کو تسلیم کرنا پڑتا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ امام صاحب کے فیصلہ کے بعد بھی آپ کے شاگردان اپنی اپنی آراء پر قائم رہتے اس وقت ان سب کے مختلف اقوال قلم بند کرلیے جاتے۔ (سیرۃ النعمان:۱۲۹)

امام ابوحنیفہ اپنی رائے کو اپنے شاگردوں پر مسلط نہیں کرتے اور نہ بغیر تحقیق ومناقشہ کے اپنی آراء لکھواتے؛ بلکہ جدید مسائل کے بارے میں پوری تحقیق کی جاتی، مسائل کے مختلف پہلوؤں پر گہری نظر ڈالی جاتی؛ پھر بحث ومباحثہ میں تلامذہ کو پوری آزادی رائے دیتے۔ (سیرۃ النعمان:۱۳۰)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اجتہاد کیا تھا؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اگر اس میں مسئلہ نہیں

ملتا ہے تو سنت رسول کی طرف رجوع ہوتا ہوں اور اگر اس میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ملتا ہے تو پھر اقوال صحابہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور جس صحابی کا قول کتاب وسنت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے اسے اختیار کرلیتا ہوں؛ لیکن اقوال صحابہ کے دائرہ سے قدم باہر نہیں نکالتا؛ لیکن جب صحابہ کے بعد معاملہ ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، حسن، عطاء اور سعید ابن مسیب وغیرہم تک جاتا ہے تو یہ وہ لوگ تھے جو اجتہاد کرتے تھے اور میں بھی ان کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔

(مقدمہ فتاویٰ تاتارخانیہ: ۱/ ۱۳۔ المدخل: (۱۳۹)

اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا فقہاء کرام اپنے اپنے ادوار میں یہ کام بڑے ہی متانت سے انجام دیتے رہے اور الحمدللہ تاہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے ماضی قریب میں فقہ وافتاء کو جو تقویت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بخشی ہے وہ اظہر من الشمس ہے استاذ گرامی حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ کا فتاوی فیض الرسول فقیر راقم الحروف یارعلوی کا مجموعہ فتاوی الفیوض النبویۃ فی الفتاوی الیارعلویۃ و دیگر مفتیان اسلام کے خدمات جلیلہ لائق صد تحسین ہیں۔

اور الحمدللہ یہ سلسلہ تاقیامت جاری وساری رہے گا عہد رواں میں فاضلین اہلسنت میں سے جن باخلوص مفتیان کرام نے فقہ وافتاء پر کام کیا ہے ان میں فقیہان اسلام کا نام تاباں و درخشاں ہے برآمدہ و نوپید مسائل کا ایک'' مجموعہ فتاوی بنام'' فتاوی غوث وخواجہ (جلداول) جسکا منہ بولتا ثبوت ہے جسکے کچھ مسائل اس فقیر نے دیکھا الحمدللہ مثبت پایا اور دل سے یہ صدا بلند ہوئی کہ اپنے صحراء ابھی بہت سے آہو پوشیدہ ہیں۔

اللہ تعالی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کاوش کو قبول فرما کر ہم سب کیلئے بالخصوص علماء اہلسنت کیلئے اخروی نجات کا ذریعہ بنائے آمین یارب العلمین بجاہ سیدالمرسلینعلیہ افضل التسلیم فقط والسلام۔

ازقلم
منظور احمد یارعلوی
خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی
9869391389

تقریظ جمیل

عالم نبیل فاضل جلیل ناشر مسلک اعلی حضرت حضرت علامہ
مفتی عطا محمد مشاہدی صاحب قبلہ
دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:
عصر حاضر میں شوشل نیٹورک پر ہمارے علمائے کرام نے غیر معمولی محنت کی ہے اور اسے تبلیغ دین کا ذریعہ وسیلہ بنایا ہے جس کے متعدد وجوہات ہیں۔
ایک تو یہ کہ چند لمحوں میں ملک و بیرن ملک تک ہماری بات بآسانی پہونچ جاتی ہے، نمبر دو اس زمانہ میں اکثر لوگ عام و خاص شوشل نیٹورک سے مربوط ہیں، نمبر تین باطل فرقوں مثلا وہابیہ دیابنہ شیعہ وغیرہم جو ہم سے بہت پہلے اس ٹیکنالوجی سے جڑے ہوئے ہیں لہذا ان کی تحریرات وتقریرات سے سنی صحیح العقیدہ لوگوں کو دور رکھنا۔ عقائد صحیحہ ومسائل حقہ سے انھیں آگاہ کرنا وغیر ذلک۔
الحمدللہ علماے اہلسنت و جماعت حسب قدرت مسلک اعلی حضرت کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں، تحریر وترتیب تصنیف وتالیف کی بہترین کوشش جاری ہے جیسا کہ گاہے بگاہے علماء اہلسنت و جماعت کے دینی وفقہی رسائل۔ مذھبی ومسلکی مقالات و جرائد وپیش آمدہ سوالات کے شرعی جوابات کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اور الحمدللہ یہ بہترین کاوش عظیم صدقہ جاریہ ہے جس کا صلہ مخلصین کو ان شاء اللہ تعالی دنیا وآخرت دونوں میں ملے گا اسی سلسلہ یعنی شوشل نیٹورک کے ذریعہ علمائے اہلسنت و جماعت متبعین مسلک اعلی حضرت نے عقائد حقہ ومسائل شرع کو قرآن وسنت کے مطابق قوم وملت کے سامنے پیش کیا ہے جس کا نتیجہ خوب نظر آرہا ہے۔
صحیح عقائد کی نشر واشاعت وفقہ حنفی کی روشنی میں بتاے گئے مسائل کے بہت سے مجموعہ اس جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ منصہ شہود پر آچکے ہیں انھیں میں سے ایک مجموعہ بنام فتاوی غوث وخواجہ

ورضا ہے جو اس وقت میرے سامنے ہے عدیم الفرصتی کے باعث میں بالاستیعاب سب کا مطالعہ نہ کر سکا مگر چند فتاوی کا مطالعہ کیا فیضان غوث وخواجہ رضا کے صدقہ وطفیل حق وصواب پایا دعا ہے کہ مولی تعالی بزرگادین وعلمائے ربانیین کے فیضان سے ہم سبھوں کو مستفیض ومستنیر فرمائے اور اس کاوش کو قبول فرمائے علماء کرام ومفیان عظام کو بہترین صلہ عطا فرمائے اور اس کتاب کو مقبول عوام وخواص بنائے اور ہم سب کو شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ تعالی علی رسولہ العظیم وعلی آلہ واصحابہ الفخیم ۔

فقیر عطا محمد مشاہدی عفی عنہ
خادم دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی الھند

فقہ کی اہمیت

حضرت مولانا مفتی امین صدیقی رضوی صاحب قبلہ
سرپرست اعلی قادری رضوی دارالافتاء مراد آباد یوپی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد
فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قال اللہ تعالی: فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
ترجمہ: تو اے لوگوں علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہیں۔ (سورہ نحل آیت نمبر 43)
عن معاویۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرید اللہ خیرا بہ یفقہ فی الدین
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: اللہ تعالی جسکے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔
(مشکوۃ شریف کتاب العلم)
اس حدیث شریف کی شرح میں امام حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
وفی ذالك بیان ظاھر لفضل العلماء علی سائر الناس ولفضل التفقه فی الدین علی سائر العلوم
اس میں بھی علما و فقہا کی عظمت و فضیلت بیان کی گئی، حضور پاک صاحب لولاک ﷺ علم فقہ حاصل کرنے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں:
ان الناس لکم تبع وان رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بھم خیرا

ترجمہ: بے شک لوگ تمہارے تابع ہیں اور لوگ تمہارے پاس زمین کے کناروں سے فقہ حاصل کرنے کے لیے آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آجائیں تو ان کے بارے میں خیر کی وصیت کو قبول کرو۔

محدثین وعلمانے فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب یعنی فقہاء کی کتب کا مطالعہ کرنا اور ان کا پڑھنا قیام لیل سے بہتر ہے یعنی ایک آدمی رات کو فقہی کتابوں کا مطالعہ کرے اور دوسرا آدمی نوافل وغیرہ پڑھے یعنی نوافل وغیرہ سے بہتر ہے ورنہ رات کے وقت فقہاء کی کتب کا مطالعہ وہ قیام لیل ہی میں شامل ہے،اور یہ بھی لکھا ہے کہ فقہ کو سیکھنا قرآن پاک سیکھنے سے افضل ہے۔

اس دوسری بات کی وضاحت یہ ہے کہ ایک آدمی نے کچھ وقت میں قرآن پاک سیکھا ہے بعض قرآن اس نے سیکھ لیا اور س کے پاس وقت فارغ ہے تو اب اس کے لیے فقہ کا سیکھنا باقی قرآن سیکھنے سے افضل ہے، کیونکہ قرآن پاک کو حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور وہ مسائل فقہ جو ضروری ہیں وہ فرض عین ہیں۔

فقہ انسانی زندگی کو شریعت کے اصول وقوانین کے مطابق گزارنے کے لئے نہایت ہی ضروری فن ہے جس کے بغیر راہ راست پر چل کر منزل مقصود تک پہنچنا ناممکن سا نظر آتا ہے اور پیدائش سے لے کر موت تک کا وقت اس سے مربوط ہے،اس لیے اس کی ضرورت تمام زمانے میں مسلم رہی ہے اور اس کے افادیت کا کوئی منکر نہیں ہوسکتا۔

نیز اس کے فضائل بھی بے شمار ہیں، لیکن یہ تمام ترچیزیں فائدہ منداور کارگراسی وقت ہوں گی جب کہ اخلاص وللہیت کے ساتھ شرعی وفقہی اصول وضوابط کو سامنے رکھ کر قرآن وحدیث سے صحیح صحیح مسائل مستنبط کر کے بیان کیا جائے خود بھی عامل ہو اور دوسروں کی بھی دستگیری کرے اگر خدانخواستہ انجانے میں اجتھاد میں غلطی ہو جائے تب بھی محنت کی وجہ سے ایک اجر ملے گا، اور صحیح اجتھاد پر تو دوگنا اجر ہے۔لہٰذا شرعی مسائل کو بیان کرنے میں نہایت ہی احتیاط سے کام لیں ورنہ بے پناہ صلاحیت کے باوجود سوائے حسرت وندامت اور افسوس کی کچھ نہیں باقی رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ساعت بیٹھ کر دین کی فقہ حاصل کرنا ساری رات عبادت میں بسر کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (دارقطنی)

اس تفسیر کی روشنی میں علم فقہ خیر کثیر ہے اور فقہاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے خیر کثیر سے نوازا ہے۔اسی

لئے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کا ستون ہوتا ہے اور دین اسلام کا ستون فقہ ہے۔
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حکمت یعنی تفقہ فی الدین اہل شرف کے شرف کو بڑھاتی ہے غلام کا درجہ بلند کرتی ہے اور اسے شاہوں کی مجلسوں میں بٹھادیتی ہے۔ (احیاء العلوم ۸۰)
علامہ شامی فرماتے ہیں کہ فقہ کی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ فقہ کی کتابوں کو صرف دیکھنا ہی نماز تہجد سے افضل ہے اور فقہ کا پڑھنا قرآن کے زائد از حاجت کے پڑھنے سے بہتر ہے دور نبوی سے۔
دور نبوی سے لیکر آج تک احکام شریعہ عوام تک پہنچانے کا کام بالترتیب ہوتا رہا ہے حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو تعلیم دی صحابہ نے تابعین کو تابعین تبع تابعین کو پھر ائمہ فقہا محدثین حتی کے ترھویں صدی ہجری تک یہ سلسلہ بالترتیب چلتا رہا ہر دور میں علما عوام کی رہنمائی کرتے رہے اور مسائل شرعیہ عوام تک پہنچاتے رہے۔
زیر نظر کتاب فتاوی غوث وخواجہ بھی انہیں مسائل کی ایک کڑی ہے فقہ وافتا کا منصب ایک ایسا منصب ہے کہ اس منصب پر فائز شخص کو دین کی سمجھ ہونا احکام شرعیہ کا تفصیل سے جاننا ان میں مہارت ہونا بے حد ضروری ہے کتاب فتاویٰ غوث وخواجہ چند مفتیان کرام کے مستند فتاوی کا مجموعہ ہے۔
فقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرض ہے، سورہ توبہ میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون

ترجمہ: تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے اور دین کی سمجھ حال کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔ (کنز الایمان)
اس آیت کریمہ سے فقہ کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ یہ سلسلہ علما وفقہا جاری تھا کہ پھر اس کے بعد ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی کہ جس نے دین کا لبادہ اوڑھ کر عوام کو گمراہ کرنا شروع کیا لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا۔ امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کو رب قدیر نے اپنے خاص رحم وکرم سے قوت خاصہ عطا فرمائی کہ آپ نے دین پر ہونے والے ہر باطل حملے کا دنداں شکن جواب دیا۔
آپ کے بعد یہ عظیم فریضہ ناشران مسلک اعلی حضرت کا ذمہ ہوگیا، ناشرین مسلک اعلی حضرت

نے اس عظیم فریضہ کو خوب انجام دیا اور دے رہے ہیں عوام تک صحیح مسائل شرعیہ پہنچا رہے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی فتاوی غوث وخواجہ ہے۔ سلسلہ اشاعت دین ایک ایسا عظیم طریقۂ خدمت دین ہے کہ جو ہر ایک کے حصے میں نہیں آتا، اہل نصیب کو ہی رب قدیر یہ حصہ عطا فرماتا ہے۔

قابل صد مبارکباد ہیں عزیزم قاری محمد ایوب خان یارعلوی جملہ مجیبین مصدیقین، تصحیح ونظر ثانی کرنے والے مفتیان کرام کہ جنھوں نے عوام کے مسائل حل کیے یہ انہیں احباب کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ یہ کتاب آپ حضرات کی آنکھوں کو سرور بخش رہی ہے و دیگر ارباب گروپ کے ممبران کہ جنھوں نے اس عظیم کام میں قاری ایوب صاحب کا گوش بہ گوش ساتھ دیا۔

امید قوی ہے یہ کتاب عوام وخواص میں مقبولیت پاے گی، اور مذہب حق کی اشاعت میں عظیم کردار ادا کرے گی۔ دعا ہے رب قدیر اس کتاب کو عوام وخواص میں مقبولیت بخشے۔ جملہ احباب کو اس کا بہترین اجر اپنی شان کریمی کے مطابق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ازقلم

امین صدیقی رضوی

سرپرست اعلی قادری رضوی دارالافتاء مراد آباد یوپی

مقدمہ

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت مولانا **مفتی محمد معروف رضا نعیمی** صاحب
سربراہ اعلیٰ رضوی نعیمی دارالافتاء، محمد پور کشن گنج، بہار

مبسملا وحامدا ومصلیا

مذہب اسلام ایک مذہب مختار وممتاز ہے جس کی ضیا پاش کرنیں ان کی محتاط کردار بتاتی ہے اور مکمل ضابطہ حیات اور پوری دنیائے انسانیت کی فلاح و بہود کا ذریعہ ہے اس کی تعلیمات فطرت انسانی کے عین مطابق اور ہر قسم کے مسائل ومصالح کو جامع ہیں، اللہ تعالی نے انسان کو اس کے سروں پر اشرف المخلوقات کا زریں تاج سجا کر دنیا میں بھیجا اور اس کی زندگی کا مقصد عبادت اور بندگی قرار دیا دین اسلام کا مقصد زندگی برائے زندگی کم ہوا بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اور تین تو تیرا رسولان عظام علیہ التحیۃ والتسلیم کا مقدس اور نورانی قافلہ وقتا فوقتا دنیا میں اسی لئے بھیجا گیا تاکہ انسان کو اس کی زندگی کے مقصد عبادت سے قریب کیا جائے اور ضلالت وگمراہی کے دلدل سے نکال کر اسے ایمان وہدایت کی شاہراہ پر گامزن کیا جائے، جس کی تقاضوں کی تکمیل ابتداء آفرینش سے تاہنوز علمائے، ملت فقہائے امت، اور مشائخ طریقت نے آپ نے خداداد صلاحیتوں اور بے مثال قربانیوں کے ذریعے دین اسلام کی حقانیت کا چراغ روشن کیا اور نفس وآفاق کی دنیا میں اجالا پھیلایا ہے دین مذہب کی پاسداری و پاس بانی اور قوم وملت کی ہدایت ورہنمائی ان کی حیاتِ مستعار کے سب سے اہم مشاغل رہے ہیں۔

دعوت وتبلیغ کے میدان میں تصنیف وتالیف اور قرطاس وقلم کی نمایاں کارکردگی وکامیابی مسلم رہی ہے یہ علماء ومشائخ کے رشحات قلم ہی کا نتیجہ ہے کہ حدیث، وفقہ، سیر وتواریخ، فلسفہ وکلام، علم بدیع وبیان، ردمناظرہ، وغیرہ کی تدوین وتشکیل عمل میں آئی ہے' تصنیف وتالیف اور تحریر وقلم کے ہتھیار سے

لیس ہو کر دین وملت کے قلعہ کی حفاظت و پاسبانی کا مقصد فریضہ انجام دیا اور یہ سلسلہ تا نہوز جاری وساری ہے، اور زیر نظیر کتاب مستطاب " فتاوی غوث وخواجہ" ایک فقہی شاہکار اور علمی بحر زخار ہے، جس کو عزیزی قاری محمد ایوب خان یارعلوی نے واٹس ایپ پر ان معتمد علماء کرام کے فتاوی کو ترتیب دے کر ایک انقلابی کام انجام دیا ہے کتاب کو میں نے معتدد مقامات پر دیکھے اور تمام مسائل کی سرخیوں کو دیکھا بحمدہ تعالی پسند آیا لہٰذا میں چند جملے فقہ وافتاء کی فہمائش وفضائل کے متعلق ضروری جانا جائے بعدہ اس تناسب ومقیاس میں کتاب اور مؤلف مرتب کتاب کی فقاہت وفکاہت، اور فقہ کی مہارت ممارست کو تولا جائے حالانکہ یہ مجھ سے نافہم کی علمی بسالت ولیاقت سے الگ ہے۔

اسی ضمن چند عبارت کو پیش کئے دیتا ہوں غوث العالم حضرت مخدوم سید جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے ملفوظات" لطائف اشرفی" میں ہے:

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرمودند اگر کسے بداند درعمرے وبے بیش از یک ھفتہ نہ ماندہ است می باید کہ بہ علم فقہ اشتغال نماید، چہ دانستن یک مسئلہ از علوم دینی بہتر از ھزار رکعت نافلہ است۔

(لطائف اشرفی ص، ۱۲، فارسی مطبوعہ مکتبہ سمنانی کراچی)

حضرت قدوۃ الکبریٰ (مخدوم سید اشرف جہانگیری سمنانی) فرماتے ہیں اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی عمر ایک ہفتہ سے زیادہ باقی نہیں رہ گئی ہے تو اسے چاہئے کہ علم فقہ میں مشغول ہو جائے کیونکہ ایک مسئلہ کا حل کرنا ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے۔

ماضی قریب کے عبقری فقیہ، فقیہ فقید المثال امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے" فتاوی رضویہ" میں واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا: علم الفتوی پڑھنے سے نہیں آتا، حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أجرأكم على الفتيا أجرأكم على النار

تم میں جو شخص فتویٰ دینے پر زیادہ جرأت رکھتا ہے وہ آتش دوزخ پر زیادہ دلیر ہے۔

اور ارشاد فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار

جو بغیر علم کے قرآن کے معنی کہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

(فتاوی رضویہ جلد نہم ص، ۲۳۱' رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی میں ہے:من افتیٰ بغیر علم لعنته ملائکة السموات والارض
ترجمہ: جو بےعلم فتوی دے اس پر زمین وآسمان کے فرشتوں کی لعنت ہے۔(سابق حوالہ)
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہما سے سوال کیا گیا کہ انسان کے لئے فتوی دینا اور قضا کا منصب سمبھالنا کب جائز ہے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا جب وہ انسان حدیث ورائے میں بصیرت ہو اور امام اعظم رضی اللہ علیہ کے قول کو پہچاننے والا ہو اور یاد رکھنے والا ہو تو ایسے شخص کا فتوی دینا اور منصب قضا پر فائز ہونا جائز ہے۔ (شرح عقود رسم المفتیٰ ص ۱۳۰)
منصب افتا ملت کا بڑا عہدا ہے اس کے لئے کافی علم کی ضرورت ہے مسلک اصول وفروع کا پہچاننا شرط ہے اس لئے حدیث شریف میں افتا بغیر علم کو لعنت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، من افتیٰ بغير علم لعنته ملائكة السموات والارض
یعنی جو بےعلم فتوی دے اس پر زمین وآسمان کے فرشتوں کی لعنت ہے،حدیث شریف میں ہے۔
من افتیٰ بغیر علم کان اثمه علی من افتاه
یعنی بغیر علم کے فتوی دیا گیا ہو تو اس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہے۔
(سنن ابوداؤد،کتاب العلم،باب التوقی فی الفتیا، جلد خامس ص،۴۹۹،رقم الحدیث ۳۶۵۷)
بحر الرائق میں ہے:
ویشترط ان یحفظ مذھب امامه،ویعرف قواعه واسالیبه"
یعنی مفتی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے امام کے مذہب کو جانتا ہو اور اس کے اصول وقواعد سے باخبر ہو،اسی میں ہے۔
"یجب ان یستفتی من عرفه علمه وعدالته"
یعنی سائل پر لازم ہے کہ سوال ایسے شخص سے کرے جو علم عدالت میں مشہور ہو،اس سے ظاہر ہو کہ افتاء پر فاضل درس نظامی کا کام نہیں بلکہ اس کے لئے مذکورہ اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے، مستزاد مندرجہ ذیل شرائط سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔
(۱) مفتی کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ مسلم عاقل بالغ اور اسباب فق اور خلاف مروت اوصاف سے محفوظ ہو،(۲) خدا ترس ہو،(۳) سوال کو کما حقہ سمجھتا ہو،(۴) سوال کے طریقہ سے یہ جان لے کہ سائل کا

مقصد کیا ہے، (۵) مخلص ہو، (۶) ذہین وفطین ہو، (۷) زبان عرب کا ماہر ہو یعنی عبارت النص، دلالت النص، اقتضاء النص وغیرہ کے ذریعہ فقہی عبارتوں کے معنیٰ سمجھنے پر قادر ہو (۸) معیاری فقہی کتابوں کا عمیق مطالعہ ہو اور اس کے حافظہ میں فقہ کے اکثر کلیات وجزئیات محفوظ ہوں (۹) کسی کی ڈانٹ ڈپٹ کا لحاظ کئے بغیر حق بات کہنے کی جرأت رکھتا ہو مزاج میں غصہ نہ ہو نرمی غالب ہو بلکہ معتدل ہو (۱۰) سوال کے بارے میں جب تک وہ خود مکمل اطمنان حاصل نہ کرلے شرعی حکم صادر نہ کرے (۱۱) جو بھی بیان کرے اس کی مضبوط دلیل پہلے ذہن نشیں کرلے (۱۲) متشابہ مسائل میں امتیاز پر قدرت رکھتا ہو (۱۳) کسی معتظر عالم سے تعلیم پائی ہو اور سند یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ کسی ماہر مفتی کی نگرانی میں افتاء نویسی کی مشق کی ہو مذکورہ بالا صفات کا حامل فرد ہی مسند افتاء نویسی کو زینت بخشنے کا اہل ہوسکتا ہے۔

علماء کے ان ارشادات عالیہ سے واضح ہے کہ یہ راہ افتاء بہت خار دار وادی ہے اس میں قدم رکھنا آسان نہیں! حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے:

من افتیٰ عن کل ما یسئل فھو مجنون

جو ہر پوچھی ہوئی باتوں پر فتویٰ دے وہ مجنون ہے۔ (شرح المہذب للنووی)

اس لئے اسلاف میں بہتوں سے ہر مسئلے کا جواب دینے سے گریز فرمایا مجتہد مطلق امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بار اڑتالیس مسئلے پوچھے گئے '۳۲/ کے بارے میں فرمایا: "لاادری" میں نہیں جانتا۔

اسی طرح امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے "دھر" کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "لاادری" بہت سے علماء ومجتہدین سے بھی ایسا ہی منقول ہے امام مالک رضی اللہ عنہ اکثر ایسا فرمایا کرتے رہے کہ:

من اجاب فی مسئلة فینبغی قبل الجواب ان یعرض علی الجنة والنار وکیف خلاصه ثم یجیب"

ترجمہ: مسئلے کا جواب دینے سے قبل مفتی اپنے آپ کو جنت اور جہنم پر پیش کرے، پھر سوچے کہ جہنم سے چھٹکارے کی راہ کیا ہے؟ پھر جواب دے۔ (شرح المہذب للنووی، آداب المفتی)

لیکن جو اہلیت رکھتے ہیں فتاویٰ صادر کرکے فرض کفایہ ادا کرتے ہیں مذکورہ اقتباس سے ظاہر ہے کہ مرسلہ کتاب کو میں نے فقہ حنفی میں قدرے اضافہ جانا اور آنے والی نسل کے لئے ذمہ داران فیضان

غوث وخواجہ گروپ کی کاوش کو مشعل راہ جانا ہمیں یقینی طور پر اپنے متعلقین کی کاوشوں پر کچھ لکھنے پر خوشی ہوتی ہے جس وجہ سے گوناگوں مصروفیات وعلالت کے باوجود میں نے چند جملے ان کی حوصلہ افزائی پر لکھنے کی کوشش کی ہے میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے محبین کو مزید علمی و دینی خدمات انجام دینے کی توفیق بخشے اور انہیں عمر خضر عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین یارب العٰلمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

احقر العباد مصباح النعیمی غفرلہ
سربراہ اعلیٰ رضوی نعیمی دارالافتاء، خواجہ معین الدین لائبریری کاشانۂ سرکار محمد پور کشن گنج، بہار
مورخہ ۱۸/اپریل ۲۰۲۱ء بروز اتوار بعد نماز ظہر

اسمائے مصدقین

(۱) خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ قاضی گووا

(۲) شہزادۂ حضور فقیہ ملت حضرت مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی صاحب قبلہ مرکز تربیت افتاء اوجھاگنج ضلع بستی

(۳) حضرت مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی صاحب قبلہ خادم الحدیث والافتاء بجامعۃ النور جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کراچی

(۴) حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وصدر مفتی فخرازہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک الھند

(۵) سراج العلماء شرف ملت حضرت مفتی شرف الدین رضوی صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ بنگال

(۶) حضرت مفتی محمد شہروز عالم رضوی اکرمی خادم التدریس والافتاء دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ کلکتہ بنگال

(۷) حضرت مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ دارالعلوم رضویہ بڑا بریار پور مشرقی چمپارن بہار مقام ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

(۸) حضرت مفتی محمد جابر القادری رضوی صاحب قبلہ پارسبنی، بوکارو، جھارکھنڈ مقیم حال، خطیب وامام رحمتِ عالم مسجد، ملت نگر، کپالی، جمشید پور، جھارکھنڈ

(۹) حضرت مفتی محمد امین قادری رضوی صاحب قبلہ صدر وسرپرست قادری رضوی دارالافتاء دہلی روڈ مراداباد

(۱۰) حضرت مفتی اظہار مصباحی صاحب قبلہ سکونت ہرنتوڑ پوسٹ بائسی بازار ضلع پورنیہ بہار مقیم حال الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان ضلع تھانے مہاراشٹر

(۱۱) حضرت مفتی محمد امجد علی نعیمی صاحب قبلہ رائے گنج اتر دیناج پور مغربی بنگال، خطیب وامام مسجد نیم والی مراد آباد اتر پردیش الھند۔

اسمائے مجیبین

(۱) مصنف فتاوی یارعلویہ حضرت علامہ مفتی منظور احمد یارعلوی خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

(۲) حضرت مفتی محمد جعفر علی صدیقی رضوی صاحب قبلہ کرلوسکرواڑی سانگلی مہاراشٹر

(۳) حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفۂ حضورتاج الشریعہ ومحدث کبیر وصدر مفتی فخراز ہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرنا ٹک الھند

(۴) حضرت مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ دارالعلوم رضویہ بڑا بریار پور مشرقی چمپارن بہار مقام ہرپور رؤابا چپٹی سیتامڑھی بہار

(۵) حضرت مفتی محمد ثناء اللہ خان ثناء القادری صاحب قبلہ مڑپا شریف سیتامڑھی بہار

(۶) حضرت مفتی شان محمد مصباحی قادری صاحب قبلہ فرخ آباد یوپی

(۷) حضرت مفتی اسرار احمد نوری بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس والافتاء مدرسہ عربیہ اہل سنت فیض العلوم کالاڈھونگی ضلع نینی تال اترا کھنڈ

(۸) حضرت مفتی الفاظ قریشی نجمی صاحب قبلہ کرنا ٹک

(۹) حضرت مفتی مشیر اسد صاحب قبلہ پورنیہ بہار مقیم حال ممبئی

(۱۰) حضرت مفتی محمد مظہر حسین سعدی رضوی صاحب خادم شمس العلماء دار الافتاء والقضاء، جامعہ اسلامیہ میرا روڈ ممبئی ،متوطن :نل باڑی سونا پور ہاٹ، اتر دینا جپور بنگال

(۱۱) حضرت مفتی محمد امتیاز حسین قادری صاحب قبلہ لکھنؤ یوپی

(۱۲) حضرت مولانا کریم اللہ رضوی خادم التدریس دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی

(۱۳) حضرت مولانا ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی صاحب قبلہ، مانخورد ممبئی

(۱۴) حضرت مولانا امجد رضا امجدی پٹھن پورہ سیتامڑھی بہار حضرت مولانا محمد مظہر علی رضوی صاحب قبلہ خادم التدریس مدرسہ غوثیہ حبیبیہ بریل دربھنگہ بہار

(۱۵) حضرت مولانا محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی صاحب خادم التدریس دارالعلوم رضویہ قادریہ سمستیپورا مشرکھ چھپرہ بہار

(۱۶) حضرت مولانا محمد شریف الحق رضوی امام وخطیب نوری رضوی جامع مسجد رسول گنج عرف کوئلی ضلع سیتامڑھی باشندہ کٹیہار، بہار، انڈیا

(۱۷) حضرت مولانا ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی صاحب قبلہ ساکن دیوری ارجی ضلع سدھارتھ نگر یوپی خطیب وامام نگینہ مسجد مہاراشٹر

(۱۸) حضرت مولانا فداء المصطفی صمدی انفاسی صاحب قبلہ رتوارہ چندن، پوسٹ پاروتھانہ سریاں ضلع مظفرپور،، بہار

(۱۹) حضرت مولانا محمد مشاہد رضا حشمتی صاحب قبلہ خادم التدریس جامعتہ ریاض الجنتہ رام پور کیمری

(۲۰) حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوری صاحب قبلہ مہواڈ ھارنز د پیپر باز ار پوسٹ مہدیہ ضلع بلرام پور

(۲۱) حضرت مولانا محمد صادق رضا صاحب قبلہ، خطیب وامام شاہی جامع مسجد پٹنہ بہار الھند

(۲۲) حضرت مولانا محمد راشد مکی صاحب قبلہ گرام ملک پور کٹیہار بہار

(۲۲) حضرت مولانا محمد اسماعیل رضا امجدی صاحب قبلہ گونڈوی یوپی

(۲۳) حضرت مولانا محمد اختر رضا قادری رضوی صاحب قبلہ نیپال گنجوی ناظم اعلی مدرسہ فیض العلوم خطیب وامام نیپالی سنی جامع مسجد سرکھیت (نیپال)

(۲۴) حضرت مولانا عبید اللہ رضوی بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس مدرسہ دارارقم محمدیہ میر گنج ضلع بریلی شریف یوپی

(۲۵) حضرت مولانا محمد عمر رضا خان المسعودی صاحب قبلہ دارالعلوم ظفر الاسلام لوکاہی بازار ضلع بہرائچ شریف

(۲۶) حضرت مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ دارالعلوم اھلسنت محی الاسلام بتھریا کلاں ڈومریاگنج سدھارتھ نگر یوپی

(۲۷) حضرت مولانا محمد عمر علی قادری صاحب قبلہ اسلام پور خادم التدریس مدرسہ بحر العلوم قادریہ باتھ اصلی سیتامڑھی بہار

(۲۸) حضرت مولانا محمد محمد مشرف اعظم صاحب قبلہ گریڈیہ جھارکھنڈ

(۲۹) حضرت مولانا محمد سلطان رضا شمسی صاحب قبلہ کشمیری جامع مسجد کاٹھمانڈو نیپال

(۳۰) حضرت مولانا اشفاق عطاری صاحب قبلہ نیپال

(۳۱) حضرت مولانا محمد ریحان رضا رضوی صاحب قبلہ فرحاباڑی ٹیڑھا گاچھ بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار

(۳۲) حضرت مولانا محمد عامل رضا خان المعروف ضیاء انجم قادری صاحب قبلہ لکھیم پور یوپی

(۳۳) حضرت مولانا ابصار رضا مرکزی صاحب قبلہ بائسی پورنیہ بہار

(۳۴) حضرت قاری محمد انور رضا صاحب قبلہ پیاگ پور بہرائچ شریف یوپی۔

(۳۵ حضرت مولانا محمد عمران القادری التنویری صاحب قبلہ سدھارتھ نگر یوپی

(۳۶) حضرت مولانا محمد اشفاق احمد علیمی صاحب قبلہ خادم التدریس دار العلوم غوث اعظم پور بندر گجرات

فہرست مضامین

باب الوضوء والغسل

(وضو اور غسل کا بیان)

کتاب العقائد

(عقائد کا بیان)

اللہ تعالیٰ کیلئے اجسام کا صادر کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ
مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہیکہ کیا اللہ رب العزت کے لئے یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ پاک کے ہاتھ پیر ہے کہنا درست ہے؟ اگر نہیں تو مفتیان کرام برائے کرم لفظ دست قدرت کی تشریح کر دیں۔سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجواب اللھم ھدایت الحق والصواب

اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیت سے پاک ہے اس کیلئے جسم کا ماننا گمراہی ہے،قرآن کریم میں جو وجہ، ید،وغیرہا کا ذکر ہے اس کا ظاہری معنی ہرگز ہرگز مراد نہیں لیا جائے گا،اسکی تفصیل مذکور ہے۔

جیسا کہ تبیان القرآن میں مذکور ہے:
اہلسنت کا ماننا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ ہے لیکن وہ ہماری آنکھوں کی مثل نہیں،اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں،اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (الفتح ۱۰)
لیکن وہ انسانوں کے ہاتھوں کی مثل نہیں،اسی طرح اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے،
اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" (البقرہ ۱۱۵)
" كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ" (القصص ۸۸)
لیکن وہ انسانوں کے چہرے کی مثل نہیں،اسی طرح اللہ تعالیٰ کی پنڈلی ہے،
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ، (القلم ۴۲)

لیکن اسکی آنکھ، اسکا چہرہ، اس کے ہاتھ اس کی پنڈلی ہمارے اعضاء کے مثل ہرگز ہرگز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشوری (۱۱)
مذکورہ آیتوں پر علمائے متقدمین ومتاخرین کے اقوال بھی ملاحظہ فرمائیں:
متقدمین علماء کا تو یہی مختار تھا کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ ہے مگر ہماری آنکھوں کی مثل نہیں، لیکن متاخرین نے جب یہ دیکھا کہ ان آیات کی وجہ سے قرآن مجید پر طعن کرنے والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان آیات سے تو اللہ تعالیٰ کی جسمانیت ثابت ہوتی ہے اور ہر جسم حادث ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا حدوث ثابت ہوتا ہے تو انہوں نے ان آیات کی تاویل کی اور ان آیات کے محامل بیان کئے انہوں نے کہا: ہاتھ سے مراد قوت اور نعمت ہے، آنکھوں سے مراد اسکی نگرانی اور حفاظت ہے، اور پنڈلی کھولنے سے مراد قیامت کی شدت اور ہولناکیاں ہیں، اور چہرہ سے مراد جلالت شان ہے۔
(جلد سوم ص (۲۶۰) ضیاء القرآن پبلیکیشنز)

نیز میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے (۱۵) عقیدے بیان فرمائے ہیں: ان میں سے پانچواں یہ ہے کہ وہ جسم نہیں جسم والی کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں، اور دسواں یہ ہے کہ اس میں اجزا یا حصہ فرض نہیں کرسکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۹) ص (۱۲۱) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبہٗ
محمد راشد مکی لٹیہار بہار

****

جناب باری تعالیٰ میں گستاخی کرنے والے کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور بکر میں پیسوں کی بات پر جھگڑا ہو گیا بکر کے زید پر کچھ پیسے تھے بکر نے کہا مجھے پیسے چاہیے میں نے کہا میرے پاس نہیں ہے بکر نے کہا مجھے ضرورت ہے اس پر زید نے یہ جملے استعمال کیے معاذ اللہ اگر اللہ اوپر سے ہگ دے گا تو میرے پاس آجانا میں پیسے دے دوں گا معاذ اللہ رب العالمین اس جملے کو سن کر بکر نے کہا یہ جملہ کفریہ

ہے آپ توبہ کرے زید نے کہا اللہ مجھے معاف کرے۔

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض کیا واقعی میں جو زید نے جملہ کہا وہ کفریہ ہے تو زید کافر ہوا یا نہیں زید کا اس طرح سے کہنا اے اللہ مجھے معاف فرما اس طرح سے توبہ ہو جائے گی زید شادی شدہ ہے اس کو توبہ کیسے کرائی جائے اور اس کا اس کے نکاح کے بارے میں کیا حکم ہے اور اس کے مہر کس طرح بنے اور گواہوں کا کیا حکم ہے تمام علماء کرام بالخصوص مفتی صاحبان اس مسئلہ کو بغور مطالعہ کریں اور جلد از جلد تفصیلی جواب دلیل کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں۔ سائل محمد عبید رضا مراد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

ایسا جملہ بولنا کفر اور شدید توہین ہے اللہ تبارک تعالیٰ کی شان یا صفت میں کوئی ایسا کلمہ بولنا جو اس کے شایان شان کے لائق نہیں وہ جملہ ادا کرنا کفر ہے۔فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

منها يتعلق بذاته وصفاته وغير ذالك يكفر إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او سخر باسم من اسمائه۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات میں یا صفات کے علاوہ کوئی ایسا وصف کہنا جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے کفر ہے۔

(ج 2 کتاب السیر، باب فی احکام المرتدین، صفحہ 280)

لہٰذا زید پر ضروری ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان، اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی اور اگر مرید ہو تجدید بیعت بھی کرے اور وہ توبہ اس طرح کرے اے اللہ جو جملہ مجھ سے ادا ہوا ہے اس سے میں توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کبھی بھی اس طرح جملہ استعمال نہیں کروں گا۔تجدید نکاح کا طریقہ یہ ہے۔

تجدید نکاح کا معنی ہے: نئے مہر سے نیا نکاح کرنا۔

اس کے لئے لوگوں کو ایک اکٹھا کرنا ضروری نہیں ہے۔نکاح نام ہے ایجاب وقبول کا۔ہاں بوقت نکاح بطور گواہ کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا لازمی ہے۔ اور خطبۂ نکاح مستحب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر حسین سعدی اتر دیناجپور بنگال

۲۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ اپریل ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے کہے ناچتا تھرکتا عورت سے جماع کرتا ہے اس پر کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال خدا کے متعلق یہ کہنا کہنا چتا ہے تھرکتا ہے عورت سے جماع کرتا ہے اور لواطت جیسا فعل بھی کرتا ہے معاذ اللہ! آپ اس پر کیا فتوی لگائینگے؟ کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہوسکتا ہے؟ سائل اسحاق

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

تمام کتب فقہ میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اللہ عز وجل تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے جیسا کہ خود رب العزت نے فرمایا، سبحان الذي، (پاکی ہے اسے) جب اللہ عز وجل پاک ہے پھر اسکی طرف کسی عیب کی نسبت کرنا بڑا ظلم اور بہتان سے خالی نہیں ایسے لوگوں کے متعلق اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: وجوه يومئذ مسفرة ضاحكة مستبشرة و وجوه يومئذ عليها غبرة ترهقها قترة اولئك هم الكفرة الفجرة.:

اس دن بعض چہرے روشن ہوں گے مسکراتے ہوئے شاداب اور اس دن کئی چہرے غبار آلود ہوں گے ان پر سیاہی چھائی ہوگی وہی لوگ کافر بدکار ہوں گے۔

سورہ عبس آیت (۸/۴۲۳)،"

اس کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں: اللہ پر بہتان باندھنے والے وہ کافر ہیں جنہوں نے بتوں کو یا ستاروں کو اللہ کا شریک بنایا، یا وہ کافر جنہوں نے دو خدا قرار دیئے ایک یزداں اور ایک اہرمن، یا وہ جنہوں نے اللہ کے لئے بیٹیاں اور بیٹے ٹھہرائے، اسی طرح وہ کافر جنہوں نے بحیرہ، سائبہ، حامی اور وسیلہ کو از خود حرام قرار دیا اور پھر اس حرمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا، اسی طرح اسکے عموم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو از خود کوئی مسئلہ گڑھ لیتے ہیں اور اپنی طرف سے کسی مستحب کام کو فرض یا واجب قرار دیتے ہیں، اور اسکے عموم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو قرآن و حدیث کی صریح نصوص کے مقابلہ میں اپنے پیروں اور مولویوں کے اقوال کو ترجیح دیتے ہیں، اس کے بعد ان کافروں کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، اس سے مراد وہ کافر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود، اسکی وحدانیت اور اسکی الوہیت

کے دلائل کا انکار کرتے ہیں, یا اس سے مراد وہ کافر جو اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتابوں خصوصاً قرآن مجید کا انکار کرتے ہیں یا اُس سے مراد وہ کافر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں خصوصاً سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرتے ہیں,الحاصل وہ شخص کافر ہوکر اسلام سے خارج ہوگیا۔
تبیان القرآن ج چہارم ص (۱۳۳)

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۶اپریل بروز منگل ۲۰۱۹عیسوی

****

اللہ تبارک واللہ تعالی کی ذات پاک اونگھ و نیند سے پاک ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اس واقعہ کی حقیقت واضح فرمادیں ہم نے ایک واقعہ سنا ہے جس میں یہ مثال دی گئی ہے کہ پروردگار عالم کو نیند نہیں آتی غالباًواقعہ یوں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا کہ للہ تبارک وتعالیٰ سے پوچھو کہ کیا اس کو نیند نہیں آتی تو للہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک پیالہ لے کر پوری رات کھڑے ہوجائیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا لیکن رات میں ان کو اونگھ آگئی اور ان کے ہاتھ سے پیالہ چھوٹ کر ٹوٹ گیا تو اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا اے موسیٰ جب تمہیں نیند آئی تو یہ پیالہ ٹوٹ گیا میں تو ساری کائنات کا مالک ہوں تو مجھے کیسے نیند آسکتی ہے علمائے کرام اس واقعہ کی حقیقت واضح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ سائل: محمد سلمان اویسی جون پوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعــــــــون الملــــــــك الوهـــــــاب

صورت مستفسرہ میں یہ واقعہ میرے مطالعہ سے نہیں گزرا، البتہ مندرجہ ذیل آیت قرآنی اور عقائد اہل سنت کے مطابق اس واقعہ کے صحت کی تصدیق ہوتی ہے اللہ تبارک وتعالی قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

"لاتأخذہ سنۃ ولانوم" (پارہ۳سورہ بقرہ)

ترجمہ کنزالایمان شریف: اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔
اس آیت کی تفسیر میں صدرالافاضل حضور سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
"کیونکہ یہ (یعنی نیند، اونگھ) نقص ہے اور وہ نقص وعیب سے پاک ہے" اور" بہار شریعت جلد اول، حصہ اول، صفحہ ۸ مطبوعہ قدیم" پر اللہ تعالی کی ذات وصفات عقائد کے متعلق ہے کہ:
" وہ جو چاہے کرے اور جیسا چاہے ویسا کرے، کسی کو اس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا، اس کو نہ اونگھ آئے نہ نیند، تمام جہانوں کا نگاہ رکھنے والا، نہ تھکے، نہ اونگھتائے، تمام عالم کا پالنے والا ماں باپ سے زیادہ مہربان" اور اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے کہ:
" تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله و رفع بعضهم درجت-" (پارہ ۳ سورہ بقرہ)
ترجمہ کنزالایمان شریف: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک دوسرے پر افضل کیا، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا۔
اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ: یعنی بے واسطہ جیسے کہ حضرت موسی علیہ السلام کو کوہ طور پر کلام سے مشرف فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اول تو اہل سنت و جماعت کے بنیادی عقائد میں سے ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نیند اور اونگھ سے پاک ہے اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالی سے حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کا کلام کرنا نص سے ثابت ہے اس لئے اس واقعہ کی صحت کے لئے مذکورہ بالا حوالجات ہی کافی ہیں۔
ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت موسی علیہ السلام کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالی اونگھ اور نیند سے پاک ہے..؟
اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا پوچھنا لاعلمی کی دلیل نہیں ہوتی جانتے ہوئے بھی کسی حکمت و مصلحت کے پیش نظر سوال کیا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم میں بیان کیا ہوا یہ قصہ سب کو معلوم ہے کہ حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کوہ طور پر اللہ تعالی سے ہم کلام تھے، تو خدائے تعالی نے ان سے دریافت فرمایا:
"وما تلك بيمينك يموسى" (پارہ ۱۶ سورہ طہ)
یعنی،" اے موسی آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟
جواب دیا: "هي عصاى"
یعنی" یہ میری لاٹھی ہے"
دریافت کرنے کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے:

عالم الغیب والشھادۃ پروردگار عالم کو حضرت موسی علیہ السلام کے ہاتھ کی لاٹھی نظر نہیں آرہی تھی اس لئے سؤال کیا اسی طرح قرآن میں یہ قصہ بھی ہے کہ جب خدا کے حکم کے باوجود ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کا سجدہ نہ کیا تو خدائے پاک نے فرمایا:

"ما منعك ان لا تسجد اذ امرتك-" (پارہ۸سورہ انعام)

یعنی،"میرے حکم کے بعد تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا"

اس سے یہ نہیں سمجھا سکتا ہے کہ اللہ تعالی کو ابلیس کے دل کی بات معلوم نہ تھی، معلوم ہوتا تو پوچھتا کیوں اسی طرح بہت سی حدیثوں میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ ملائکہ سیاحین جب زمین کا گشت کر کے عرش اعظم کی طرف واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالی ان فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ:

"میرے بندوں کو تم نے کس حال میں پایا"

ان سارے واقعات سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ کسی بات کا پوچھنا لاعلمی کی دلیل نہیں- بلکہ کچھ مصلحتوں اور حکمتوں کی بنیاد پر دریافت کیا جاتا ہے- وہاں پر حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کا اللہ تعالی سے دریافت کرنا اپنی امت کو اللہ تعالی کی ذات پاک کو سکھانے اور سمجھانے کے لئے تھا- نبی کا ہر ہر کام امت کی تعلیم کے لئے ہوتا ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۵ مئی بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں باادب ایک سوال کرتا ھوں ۔حوالے کے ساتھ جواب دیکر میرے علم میں اضافہ کریں۔

سوال یہ کہنا (عقیدہ رکھنا) کہ کوئی مکان کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ذات خدا موجود نہ ھو۔سائل عبدالطیف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــواب اللهـــــم هـــــدايت الحـــــق والصـــــواب

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ذرے ذرے میں ہے،ضرور کلمہ کفر ہے۔حدیقہ ندیہ میں ہے:

،لو قال هكذا بالفارسية،،: نه مكانى ز تو خالى نه تو در هيچ مكانى

فھکذا کفر،،"

کوئی چیز کسی میں ہوتی ہے تو وہ چیز اس کو گھیرے رہتی ہے اور اللہ عزوجل کو کوئی چیز گھیر نہیں سکتی ارشاد ہے:

وکان اللہ بکل شیء محیطا،،

اگر چہ صحیح یہ ہے کہ قائل کافر نہ ہوگا،اس لئے کہ مسلمان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اسکا جلوہ ہر جگہ،ہر ذرے میں ہے مگر پھر بھی ایسا جملہ کہنے سے اجتناب لازم ہے جس کا ظاہری معنیٰ کفر ہو۔واللہ تعالی اعلم

فتاوی شارح بخاری اول ص (۱۱۳)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۸ فروری بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

مکان گرجانے کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے ایسا کہنے والے پر کیا حکم ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

کیا فرماتے ہیں علماے ذوالاحترام مسئلہ ذیل میں کہ زید مکان تیار کیا مگر چند سال کے بعد وہ مکان نیست ونابود ہوگیا(گرگیا) تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ جبکہ خالد کہ رہا ہے کہ اس کا ذمہ دار اللہ تعالی ہے تو یہ خالد کا کہنا کہاں تک درست ہے؟ شرعی حکم ارقام کی جاے مکمل تفصیل کے ساتھ۔سائل تسنیم رضوی کولکاتا

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

الجـــــواب اللھـــــم ھدایتــــــہ الحــــــق والصـــــواب

یہ اشکال اس وقت لازم آتا ہے جب اللہ عزوجل کذب،ظلم اور جہل وغیرہ کا ارادہ کرتا اور ان کو وجود میں لا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کذب اور ظلم وغیرہ کا ارادہ نہیں کرتا کیونکہ اللہ سبحان ہے،اسکی سبحان اور قدوس ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اسکے لئے برائی کا کرنا محال ہو اس لئے کذب پر قادر نہ ہونے سے اسکا عجز لازم نہیں آتا،عجز اس وقت ہوتا ہے جب وہ کذب اور ظلم کا ارادہ کرتا اور ان کو وجود میں نہ لا سکتا،دوسرا جواب یہ ہے کہ عجز اس وقت ہوتا ہے جب کسی فعل کا ہونا ممکن ہوتا اور پھر اس فعل کو وجود میں

نہ لایا جاسکتا ہو جس طرح دوسرے خدا کو پیدا کرنا ممکن نہیں ہے، اللہ تعالی کے ولد ہونا ممکن نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی زوجہ ہونا ممکن نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا پیدا ہونا یا اس کا مرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اور اسکا ظلم کرنا ممکن نہیں ہے اور چونکہ یہ تمام امور ممکن نہیں ہیں اس لئے ان پر اللہ تعالیٰ کے قادر نہ ہونے سے اس کا عجز لازم نہیں آتا۔

اور کسی انسان کا بلا وجہ تکلیف دینا چاہے جانی ہو یا مالی شرع میں جائز نہیں اور یہ ظلم ہے لیکن اللہ تعالیٰ ظلم کرنے سے پاک بلکہ وہ ہر عیب سے پاک ہے اور اسکا احسان ہر بندے پر جیسا کہ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

الذی جعل لکم الأرض فراشا و السماء بناء و أنزل من السماء ماء فأخرج به من الثمرة رزقا لكم فلا تجعلوا لله أندادا وأنتم تعلمون

جس نے نفع کے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی نازل کیا اور پانی سے تمہارے رزق کے لئے کچھ پھل پیدا کیا لہذا تم اللہ کے لئے شرکاء نہ بناؤ جب کہ تم جانتے ہو۔
سورہ بقرہ آیت (۲۲)

لہذا خالد سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے اسکو چاہیے کہ فوراً توبہ و استغفار کرے بیوی ہے تو تجدید نکاح لازم ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روئے گڑگڑائے اپنی غلطی کی معافی مانگے اور آئندہ ایسے الفاظ بولنے سے بچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۳ فروری بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کسی بندے کو اللہ وخدا کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک مسئلہ عرض ہے کہ زید اور ہندہ (جو رشتے میں دیور اور بھابھی ہیں) دونوں آپس میں جھگڑ رہے ہیں تھے باتوں باتوں میں زید نے کہا کہ کیا تیرا مرد خدا ہے؟ ہندہ نے کہا کہ ہاں میرا مرد خدا ہے میرا مرد اللہ ہے، اب ہندہ کے اوپر شریعت کا کون سا قانون لاگو ہوگا صرف توبہ کا یا پھر تجدید ایمان ونکاح کا؟ علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔ سائل: محمد عارف خاں رضوی سورت گجرات

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

الجواب اللھم ھدایتہ الحق والصواب

لفظ خدا اور اللہ دونوں الفاظ مترادفہ ہیں جو صرف ذات واجب الوجود پر بولے جاتے ہیں جن کا اطلاق بندوں پر کسی بھی صورت میں روا نہیں جیسا کہ فرمایا فقیہ النفس محقق العصر علامہ مفتی اختر رضا خان القادری الازھری نور اللہ مرقدہ نے، آگے صرف لفظ خدا کو سامنے رکھتے ہوئے بحوالہ فتاویٰ ہندیہ فرماتے ہیں کہ:

من خدا ایم کہنا کفر ہے اگر چہ دل لگی کے طور پر ہی کیوں نہ کہے کہنے والا کافر ہے۔

اللفظ لعالمکیری،

" لو قال من خدایم علی وجه المزاح یعنی خدآیم فقد کفر کذا فی التتارخانیه"

{ فتاویٰ هندیه ج ۲ ص ۲۷۰ کتاب السیر باب الاحکام المرتدین مطبع دار الفکر بیروت}،{فتاویٰ تاج الشریعه ج اول ص ۱۹۶ باب العقائد}

الحاصل مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہوتا ہیکہ بندے کو خدا یا اللہ کہنا کفر ہے تو ایسی صورت میں ہندہ کلمہ کفر کہنے کی وجہ سے مرتدہ ہوگئی یعنی اسلام سے خارج ہوگئی، ہندہ پر لازم ہیکہ سب سے پہلے اعلانیہ توبہ کرے تجدید ایمان کرے نیز نکاح فسخ ہوا یا نہیں اس پر ہمارے اکابرین قدس اللہ اسرارھم کے دو قول ملتے ہیں اول یہ کہ نکاح فسخ ہوا، دوسرا یہ کہ علماء بلخ فرماتے ہیں عورت کے مرتدہ ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہتی ہے اور اب اسی پر فتوی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ نے اسی پر فتوی دیا ہے اور جو حضرات نکاح فسخ کا فتوی دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہیکہ عورت کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی ہے بلکہ عورت کو شوہر اول کے نکاح کے لیے مجبور کی جائے گی۔ بعد ارتداد عورت توبہ وتجدید ایمان اور احتیاطاً تجدید نکاح بھی کرایا جائے اس بنا کہ کسی طرح کا شگاف باقی نہ رہے اور دونوں علما کے اقوال پر عمل بھی ہو جائے۔

{ کما قال الامام احمد رضا قدس سرہ القدسی فی الفتاوی الرضویة من الجزء الاول ص ۳۹۳ رضا اکیڈمی }، {ھکذا قال المفتی جلال الدین احمد الامجدی علیه الرحمة فی فتاوی فیض الرسول من الجزء الثانی ص ۱۵۷}

اور زید جوکہ ہندہ کا دیور ہے وہ بھی توبہ کرے کہ ایسی الفاظ کا سوالیہ نشان قائم کرنا ہی درست نہیں جس کے جواب پر ایمان ہی ختم ہو جائے اور ہندہ کے شوہر کو چاہئے کہ فوراً ہندہ سے جدائی اختیار کرے تا قبول اسلام، اور قربت اختیار نہ کرے اس لئے کہ جب تک وہ اسلام نہیں لائے گی تب تک اس سے قربت حرام ہے۔ جیسا کہ فرمایا فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمتہ نے۔

{فتاوی فیض الرسول ج اول ص ۲٤}

اگر ہندہ معاذ اللہ شریعت مطاہرہ کے حکم کے بجالانے پر راضی نہ ہو تو سبھی مسلمان پر لازم ہیکہ اسکا سماجی بائکاٹ کریں۔ کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الکریم

وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ: اور اگر شیطان تجھ کو بھلا دے تو مت بیٹھ ظالموں کے پاس یاد آنے کے بعد۔ واللہ اعلم

{پ-۷،سورۃ الانعام-آیت ۶۸}

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۱ نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

غیر مرد کے ساتھ بہو اور بیٹی کے بھاگ جانے کے بعد یہ کہنا کہ اللہ کی مرضی تھی کیسا ہے ؟؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہیکہ زید جسکی بہو ایک سال قبل دوسرے شخص کے ساتھ بھاگ گئی پھر اب اسکی لڑکی جو شادی شدہ ہے ایک بچی کی ماں تھی وہ بھی دوسرے لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی گاؤں کے لوگوں نے کہا کی لوگوں کو گواہ بنا کر جمعہ کے دن مسجد میں توبہ کرلو تو زید نے گالیاں بکیں اور کہا میں توبہ کیوں کروں یہ تو اللہ کی مرضی تھی بھاگ گئی اسمیں میرا کیا قصور دریافت طلب امر یہ ہے کیکیا زید کا کہنا درست ہے اور نہیں تو زید کے بارے میں حکم شرع کیا ہے اگر زید توبہ نہیں کرتا ہے تو کیا تمام مسلمان اسکا بائیکات کریں اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد توصیف خان سیتاپوری

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زید بے قید کی لاپرواہی کے سبب اس کی بہو اور بیٹی کا یکے بعد دیگرے غیر مردوں کے ساتھ بھاگ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ زید نہایت بے شرم اور اہل خانہ کی نگرانی ونگہداشت کے تعلق سے بہت غافل ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، رب قدیر ارشاد فرماتا ہے:

"یایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ"

(پارہ 28 سورہ تحریم آیت نمبر 7)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اختیار کر کے عبادتیں بجالا کر گناہوں سے باز رہ کر اور گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کر کے انہیں علم وادب سکھا کر۔ (تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر 1008)

حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کے مثل بے حس وحرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے یا نہ کرے اور اس کو عقل بھی دی ہے کہ برے بھلے نفع نقصان کو پہچان سکے۔

(انوارالحدیث صفحہ 121 / 122)

نیز لکھتے ہیں کہ چوری وزنا وغیرہ انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے اور اس فعل کے کرنے کی قدرت منجانب اللہ ہوتی ہے اسی لئے اس فعل پر انسان سے مواخذہ ہوگا۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 7)

لہذا بہو بیٹی کا غیر مردوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے بھاگ جانے پر زید کا یہ کہنا کہ میں توبہ کیوں کروں یہ اللہ کی مرضی تھی تو اس کا یہ جملہ شان الوہیت میں سخت گستاخی وبے ادبی ہے زید پر مذکورہ جملہ کہنے اور اہل خانہ کی نگرانی ونگہداشت سے غفلت برتنے کے سبب توبہ واستغفار لازم ہے اور آئندہ اس قسم کی جملہ بازیوں اور اپنے اہل خانہ کے تعلق سے لاپرواہی برتنے سے مجتنب رہنے کا عہد کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد مشتاق احمد

۲۵ ستمبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

اولیاءاللہ کی شان میں توہین کرنے والا گمراہ اور بد دین؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بکر فاتحہ پڑھ رہا تھا اس نے تمام اولیاء اللہ اور بزرگان دین کا نام لیا اتنے زید آیا اور کہنے لگا کہ آپ روزہ سے ہیں تو فاتحہ آپ نے کیوں شیطان پہ پڑھی زید ایسا کہنے پر مجرم ہوا کہ نہی کیا زید کا ایسا کہنے کے باوجود ایمان اور نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیکر میرے دل کو تسلی بخشیں۔سائل: عبدالمجید وزیر گنج گونڈہ

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجــــــواب بعـــــــون الملـــــــك الوهــــــاب

صورت مستفسرہ میں زید نے بہت سخت جملہ استعمال کیا ہے، زید گمراہ اور بد دین ہے کیونکہ اس نے اولیاء کرام و بزرگان دین علیہم الرحمۃ والرضوان کی شان میں کھلی توہین کی ہے لہذا زید پر توبہ وتجدید ایمان اور اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح اور اگر کسی پیر سے مرید ہوا تھا تو تجدید بیعت بھی لازم ہے حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ! اولیاء کرام کی شان میں توہین کرنے والے کے بارے میں فتاوی شارح بخاری میں جواب تحریر فرماتے ہیں:

ایسا شخص گمراہ بدین ہے بلکہ اس پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح بھی لازم ہے اولیائے کرام کی توہین اوران کی کرامات کا انکار گمراہی ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

(فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۰۱/)

کتبــــــہ

ابومحمد حامد رضا محمد شریف الحق رضوی رسول گنج عرف کوئلی ضلع سیتامڑھی باشندہ کٹیہار، بہار، انڈیا

۲۲ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

* *

انبیاء کرام علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ایک بدعقیدہ مجھ سے کہتا ہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لا سکتے ہیں برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین وکرم ہوگا۔ سائل ذیشان رضا

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــــــواب بعـــــــــون الملـــــــــك الوهـــــــــاب

بدعقیدوں کی آنکھوں پر ضلالت وگمراہی کی ایسی پٹی بندھی ہوئی ہے کہ انہیں اپنے مطلب کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا جبکہ تفسیر و احادیث اور فقہ کی بہت سی کتابوں سے ثابت ہے کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے کھاتے پیتے ہیں جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں تصدیق وعدۂ الہیہ کے لئے ایک آن کو ان پر موت طاری ہوئی پھر بدستور زندہ ہوگئے ان کی حیات حیات شہداء سے بہت ارفع واعلیٰ ہے۔

اور سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز ذکر وفاتہ ودفنہ-الحدیث: 1637 / ج:2 /ص:291 میں ہے:" عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیهم السلام فنبی الله حی یرزق۔

اور مسند ابی یعلی الحدیث: 3412 / ج:3 /ص:216- میں ہے: قال رسول الله صلی الله علیه و سلم الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون

اور فیوض الحرمین للشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی ص:28 / میں ہے:

" قال النبی صلی الله علیه و سلم ان الانبیاء لا یموتون و انهم یصلون و یحجون فی قبورهم و انهم احیاء "اھ

اور روح المعانی سورۂ احزاب ج:11 / الجزء الثانی ص:52 / 53 / تحت الآیۃ 40 میں ہے: ان النبی صلی الله علیه و سلم حی بجسده وروحه و انه یتصرف و یسیر حیث شاء فی اقطار الارض و فی الملکوت-و ذهب ای الامام جلال الدین السیوطی الی نحو هذا فی سائر الانبیاء علیهم السلام فقال انهم احیاء ردت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا و اذن لهم فی الخروج من قبورهم و التصرف فی الملکوت العلوی والسفلی -ملتقطا "والله تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت ج:1 / ح:1 /ص:58)

کتبہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ
۱۴ اگست بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اکرم الاکرمین کہنا یا لکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمہ اللہ و برکاتہ
سوال کیا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اکرم الاکرمین کہنا یا لکھنا کیسا ہے جواب مدلل و مفصل عنایت فرماویں شکریہ۔ سائل محمد محب اللّٰہ خاں

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب بعـــــون الملـــــك الوهـــــاب
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکرم الاکرمین کہنے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ نام پاک عرف میں اللہ رب العزت کیلئے مستعمل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکرم الاولین والآخرین ہیں۔ واللہ تعالی اعلم
(فتاوی رضویہ جلد پانزدہم ص ۲۷۰)

کتبـــــہ
امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار
۱۷ دسمبر بروز سوموار ۲۰۱۸ عیسوی

****

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کو بڑے بھائی کہا تو اس کے لئے کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب بعـــــون الملـــــك الوهـــــاب
اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں سے کسی بھی نبی کو بڑے بھائی کہا تو وہ کافر ہوگیا لہٰذا تجدید ایمان یعنی دوبارہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر بیوی والا ہو تو تجدید نکاح یعنی دوبارہ نکاح کرے اور اگر کسی پیر سے مرید ہو تو تجدید بیعت یعنی دوبارہ مرید ہو جیسا کہ حضور شارح بخاری رحمۃ اللہ الباری ارشاد فرماتے ہیں کہ:
کسی کو بھائی کہنے میں اس کے ساتھ برابری کا ادعا ہے ہمارے عرف میں ہے کہ اپنے ہم

عمروں کو بھائی کہہ کر کے خطاب کرتے ہیں اور اپنے سے زیادہ معمر اور بوڑھوں کو چچا دادا وغیرہ کہتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ برابری کا اعتقاد رکھنے والا ضرور کافر ہے اور بھائی کہنے میں برابری کا ادعا ہے اس لئے یہ قول ضرور کفر ہے۔

اور حدیث "کل مومن اخوة" امت کے لئے ہے عرف یا شرع میں رسول اور نبی کو مومن نہیں کہا جاتا مومن کا اطلاق امتی پر ہوتا ہے اور یہ اطلاق قرآن مجید سے مستفاد ہے ارشاد ہے کہ:

"انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ

یعنی مومن وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(پ:18 / آیت:26 / سورۂ نور، بحوالہ فتاوی شارح بخاری ج:1 /ص:583 / عقائد متعلقہ نبوت / دائرۃ البرکات گھوسی ضلع مئو)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۱ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز جمعہ

****

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "ذلیل" کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

علمائے کرام سے سوال عرض ھے کہ عمران جو کہ خود کو مسلمان اور اسلام پسند بتاتا ھے ایک اسٹیج پر نبی اکرم ﷺ کی دین کی راہ میں مشکلات برداشت کرنے کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ: آپ ﷺ کے مخالفین نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا کچھ نہیں۔ کیا آپ ﷺ کا مذاق اڑایا۔ آپ ﷺ کو ذلیل کیا۔ لیکن آپ ﷺ اپنے مشن (مقصد) سے پیچھے نہیں ہٹے۔

عمران کے اس جملے کہ جس میں آنحضرت ﷺ کے لیے ذلیل تک کا لفظ استعمال کیا گیا کی کیا شرعی حیثیت ہے اور عمران پر کیا حکم لگتا ہے، رہنمائی فرمائی جائے۔ المستفتی ذیشان احمد لاھور پاکستان

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب اللهـــــم هدايـــــة الحـــــق والصـــــواب

یہ سچائی ہے کہ ہمارے پیغمبر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار و مشرکین نے بہت ستایا ہے اور ہر ممکن تدبیر اور من چاہی پلاننگ کے تحت بڑا زور مارا کہ اسلام کو پھیلنے نہ دیا جائے مگر اپنے منصوبے

میں ناکام ہی رہے اس لئے کہ:

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون
نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور بھی حقیقت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار ومشرکین کی ایذا رسانیوں اور ان کی طرف سے ہونے والی کارروائیوں سے مایوس ہو کر کبھی بھی ان کے حق میں بد دعا نہ فرمائی بلکہ ہر ظلم کے بدلے میں آقا نے دعائیں دیں اخلاق سے پھیلا ہے اسلام مدینے میں آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر لوگ خود ہی اسلام سے وابستہ ہونے لگے کفار ومشرکین کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں اور پریشانیاں کی بنیاد پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے" ذلیل" کا جملہ استعمال کرنا جائز نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے

"وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ"

(پارہ 28 سورہ منافقون آیت نمبر 20)

ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

لہذا جنہوں نے بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کفار ومشرکین کی ایذا رسانیوں کو دیکھ کر " ذلیل" کا جملہ استعمال کیا ہے اس سے اپنی برات کا اظہار کریں اور آئندہ اس قسم کے جملوں سے اجتناب کریں البتہ دوران وعظ وغیرہ یہ کہنا کہ کفار ومشرکین نے حضور ﷺ کو بہت ستایا اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی
۲۶ دسمبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

* *

کیا یہ درست ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اطہر میں کیڑے پھیل گئے تھے؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

سوال: قابل غور وفکر بات حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم میں کیڑے کا لگنا احمد ابونعیم اور ابن عسا کر نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم

مبارک میں ماسوا آنکھوں، دل اور زبان کے کوئی جگہ نہیں تھی جہاں کیڑے نہ پڑے ہوں۔
(روح المعانی ج۹ جز۲۰ ص ۸۰)

فقہا فرماتے ہیں کہ نبی میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں جب کہ مذکورہ بالا روایتوں میں زخم کا نکلنا، کیڑے کا پڑنا یہ تو نفرت والی بات ہے اگر چہ آزمائش کے طور پر کیوں نہ ہو اب ان دونوں صورتوں متنازعہ ہے آپ اب یہ بتائیں کہ ان دوصورتوں میں مطابقت کیسے ہوگی، عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد رجب علی مقام، ڈھرگاواں مہسی مشرقی، چمپارن، بہار

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجــــــــــواب بعــــــــــون الوهــــــــــاب

حضرت ایوب علیہ الصّلوۃ والسّلام کی بیماری کے بارے میں علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''عام طور پر لوگوں میں مشہور ہے کہ مَعَاذَ اللّٰہ آپ کو کوڑھ کی بیماری ہوگئی تھی۔

چنانچہ بعض غیر معتبر کتابوں میں آپ کے کوڑھ کے بارے میں بہت سی غیر معتبر داستانیں بھی تحریر ہیں، مگر یاد رکھو کہ یہ سب باتیں سرتاپا بالکل غلط ہیں اور ہرگز ہرگز آپ یا کوئی نبی بھی کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا، اس لئے کہ یہ مسئلہ مُتَّفَق علیہ ہے کہ اَنبیاء علیہم السّلام کا تمام اُن بیماریوں سے محفوظ رہنا ضروری ہے جو عوام کے نزدیک باعث نِفرت وحقارت ہیں۔

(عجائب القرآن، ص 181 ماہنامہ فیضان مدینہ دعوتِ اسلامی ربیع الاول ۱۴۳۹ھ دسمبر ۲۰۱۷)

اب رہی بات روح المعانی کی تو اسکے متعلق عرض کروں کہ بہت سی روایات غیر معتبر،، یا ضعیف قول لوگ تحریر کردیتے ہیں جیسا کہ آیت وایوب اذنادیٰ ربہ الخ" (پارہ ۱۷)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر روح البیان تحریر فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک ضعیف قول بیان کرتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم میں کیڑے پھیل گئے تھے جو کہ درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۳ اپریل ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

اگر کوئی شخص گستاخ رسول ﷺ کو مسلمان جانے تو اس پر کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کیا رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو مسلمان سمجھنا درست ہے نیز یہ بھی جو انکو ایمان والا یا مسلمان سمجھے اس پر کیا حکم شرع ہے برائے کرم دلائل و براہین کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد نظام اسماعیلی رضا بارہ بنکوی

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجواب بعون الملك الوهاب

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد الدین و الملت الشاہ امام احمد رضا خان قدس سرہ القدسی شفا شریف کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں:

"اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنقص له کافر و الوعید جار علیه بعذاب الله تعالیٰ و من شك فی کفره و عذابه فقد کفر۔"

یعنی اس بات پر علمائے کرام کا اجماع ہے کہ حضور جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اسکے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ خود بھی کافر۔

(شفا شریف ص ۳۲۱ بحوالہ فتاوی رضویہ شریف ج ۶ ص ۳۹ رضا اکیڈمی ممبئی)
(ھکذا فی حسام الحرمین علی منحر الکفر والمبین ص ۷۴ مکتب امام اعظم دہلی)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی الاعظمی بہار میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل تمام فرائض ہے کسی نبی کی ادنی توہین یا تکذیب کفر ہے ایضا مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔

(بہار شریعت ج اول، ح اول ص، ۱۰ و ۵۵ قادری کتاب گھر)

حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق الامجدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ: نجدیوں کو انکے کفریات پر مطلع ہو کر مسلمان جانے وہ کافر۔

(فتاوی شارح بخاری ج سوم ص ۲۹۷ کتاب العقائد)

یعنی کسی کافر کے کفر کو جانتے ہوئے اسکو مسلمان سمجھنے والا خود کافر اسی طرح فرمایا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے (فتاوی مفتی اعظم ج دوم ص ۱۲۲ امام احمد رضا اکیڈمی)

الحاصل حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت جان ایمان اور اعمال کی اصل ہے۔

(کمافی فتاوی تاج الشریعہ ج اول ص ۲۹۱)

اور انکی تعظیم ضروریات دین سے ہے اب اگر کوئی گستاخ رسول (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ہے تو منکر ضروریات دین ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا بھی کفر ہے اور قائل کافر قطعی ہے اور کافر قطعی کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد اگر کوئی اسکو مسلمان جانے تو وہ خود کافر، جیسا کہ عبارات فقہاء کرام سے معلوم ہوا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی ریاض الجنۃ رام پور کیمری

۲۱ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۶ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

****

اگر حضور کو غیب کی خبر ہوتی تو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں نہیں بتایا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ زید کا کہنا یہ ہے کہ اگر حضور کو غیب کی خبر ہوتی تو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں نہیں بتایا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں! جس سے بدعقیدہ لوگوں کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔ سائل عرفان امجدی ہزاری باغ جھارکھنڈ

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجــــــواب بعــــــون الملــــــك الوهــــــاب

بیشک علمائے حق اہل سنت وجماعت متکلمین متقدمین متاخرین اور تمام مفسرین ومحدثین کا یہ متفقہ عقیدہ

اور ایمان ہے کہ اللہ تعالی کے عطا کئے ہوئے علوم غیبیہ کے تمام کلی و جزوی امور کا امام الانبیاء حضور اقدس ﷺ اول سے آخر تک کا علم رکھتے ہیں علم غیب پر قرآن کی آیتیں اور احادیث نبویہ شاہد ہیں ۔ارشاد باری تعالیٰ:

"عٰلم الغیب فلا یظھر علی غیبہٖ احدًا إلاّ مَن ارتضٰی من رّسول ۔
یعنی غیب کا جاننے والا (اللہ تعالی) تو وہ صرف اپنے پسندیدہ رسولوں کو ہی غیب پر قابو دیتا ہے ۔
(قرآن مجید پارہ ۲۹ رکوع ۱۲ سورہ الجن آیت ۲۷۲۶)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

"ان للنبی صفۃ بھا یدرك ما سیکون فی الغیب ۔
یعنی نبی کے لئے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں ۔
(زرقانی جلد اول صفحہ ۲۰)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

"الغیب ھو الذی یکون غائباً عن الحاسۃ اھ ۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۷٤)

زید کا یہ کہنا کہ اگر حضور اقدس ﷺ کو غیب کی خبر ہوتی تو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا کا ہار گم ہوا تو آپ نے کیوں نہیں بتایا تو اس کے نہ بتانے میں کئی حکمتیں تھیں جو آپ دیکھ رہے تھے اور نہ بتانا ہی علم غیب ہے ادھر ام المؤمنین کا ہار، ادھر لوح محفوظ کی آیتوں کے نزول جو مواقع کے منتظر تھیں کہ وہ موقعہ آئے کہ قرآنی نزول ہو ۔

(اول) یہ کہ آیت تیمم کا نزول، (ثانیا) آیت براءت کا نزول، (ثالثا) آیت طہارت امہات المؤمنین کا نزول، (رابعا) سورہ نور کی آیتوں کا نزول ۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا پر بہتان لگا اور منافقوں نے افواہ پھیلایا تو اللہ تعالی نے آیت براءت نازل فرمائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لکل امری منھم ما اکتسب من الاثم و الذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم (قرآن مجید پارہ ۱۸ رکوع ۸)

ترجمہ ۔ان میں ہر شخص کیلئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے ۔ (کنز الایمان ص ٤۹۷)

تفسیر: یعنی ام المؤمنین کے بارے میں بہتان طرازی میں جس جس نے جس قدر بھی حصہ لیا کسی نے طوفان اٹھایا کسی نے بہتان اٹھانے والے کی زبانی موافقت کی، کوئی ہنس دیا کسی نے خاموشی کے ساتھ ہی سن لیا، جس نے جو کچھ کیا اس گناہ کا اسے بدلہ ملے گا اور جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے سب سے بڑا عذاب ہے۔　(خزائن العرفان ص ۴۹۷)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عصمت وعفت وطہارت کا خود حضور اقدس ﷺ کو علم تھا چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے علی الاعلان فرمادیا:

واللہ ما علمت علی اهلی الا خیرا۔

ترجمہ: یعنی قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ میری بیوی نیک ہے۔

(بخاری شریف صفحہ ۵۹۵)

اگر حضور اقدس ﷺ بتا دیتے تو جو شرف ام المؤمنین کو سورہ نور کے نزول سے اللہ تعالی کے اعلان بریت سے حاصل ہوا ہے کہ قیامت تک آپ کی عفت کا اعلان ہوتا رہے گا یہ شرف آپ کو حاصل نہ ہوتا۔ اور ام المؤمنین کی عصمت وعفت کی گواہی حضرت عمر فاروق اعظم حضرت عثمان غنی حضرت مولی علی اور دیگر صحابہ وصحابیات رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین نے بیان دئے اور قسمیں کھائیں، آیت براءت کے نزول ھونے سے پہلے ہی حضور اقدس ﷺ کا ام المؤمنین کی طرف سے دل مطمئن تھا اور آیت کے نزول نے ام المؤمنین کا عزوشرف اور زیادہ کر دیا۔

(خزائن العرفان ص ۴۹۷)، (روح البیان جلد دوم ص ۷۵۱)، (مدارج النبوۃ ص ۱۰۱)، (تفسیر نسفی جلد دوم ص ۱۰۳)، (مقام نبوت ص ۲۱۵،۲۱۴)، (سچی حکایت حصہ دوم ص ۲۶۳)

لہٰذا یہی وہ حکمت تھی جس کی وجہ سے گم شدہ ہار کو نہیں بتایا حالانکہ آپ جانتے تھے۔ کوئی چیز نہ بتانا لاعلمی کی دلیل تھوڑی ہے، اگر یہ مان لیا جائے تو اللہ عزوجل کے بارے میں کیا خیال ہے جب حضرت موسی علیہ السلام سے کہا اے موسی تمہارے داہنے ہاتھ میں یہ کیا ھے؟ تو کہا عصاء ہے۔ اس کا مطلب تم کیا سمجھے کہ اللہ نہیں جانتا تھا معاذ اللہ! اللہ تعالی علیم وخبیر ہے عالم الغیب والشھادۃ ہے اور اس کی عطا سے حضور اقدس ﷺ کو علم غیب حاصل ہے۔ تفصیل سے جاننے کیلئے امام اھلسنت اعلیحضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیفات کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ
محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی سدھارتھ نگر یوپی
۱۷ دسمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا حضور علیہ السلام ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالی وبرکاتہ

بعدہ عرض خدمت ایک سوال پیش ہے کہ میرے، سرکار ہر جگہ موجود ہیں میرا ایمان ہے سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں میرے گھر میں بھی ہوجائے چراغاں یارسول اللہ اس شعر کا مطلب کیا ہے؟ سائل زین العابدین قادری ضلع بلرام پور یوپی

الجـــــــواب بعـــــــون الملـــــــك الوهـــــــاب

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ہیں ہر مسلمان کے دل میں وہ تشریف فرما ہیں ہر مسلمان کے گھر میں وہ تشریف فرما ہیں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہُ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

وہ (حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) ہر جگہ حاضر ہیں ہر مسلمان کے دل میں تشریف فرما ہیں ہر مسلمان کے گھر میں وہ تشریف فرما ہیں۔

حضرت ملا علی قاری شرح شفائے امام قاضی عیاض سے اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جب کسی تنہا مکان میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو یوں کہو ! " السلام عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاته" فرماتے ہیں:

"لان روح النبی صلی الله عليه وسلم حاضرة فی بيوت اهل الاسلام"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے یہ لفظ کی تصریح ہے کہ حضور ہر چیز پر حاضر و ناظر ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

(فتاویٰ رضویہ جلد 18 باب کتاب العقائد والکلام صفحہ نمبر 41 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً ہر مسلمان کے دل میں اور ان کے گھروں میں تشریف فرما ہیں تشریف لاتے ہیں لہٰذا شعر!

"سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں"

اس کو اس طرح پڑھنا اور لکھنا زیادہ مناسب ہے کہ یقیناً آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری

۷ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

ابو طالب کے ساتھ حضرت کا استعمال کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان ابو طالب جو ہیں تو کیا ہم انہیں حضرت ابو طالب کہہ سکتے ہیں یا صرف ابو طالب اگر ابو طالب کہیں گے تو کیوں نہیں کہیں گے تو کیوں بڑی بے صبری سے سائل منتظر ہے آپ تمام معزز ومکرم نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا علم حاصل غرض سے برائے کرم جواب عنایت فرمائیں ناچیز کے علم میں اضافہ فرمادیں۔ سائل محمد شاداب عالم گجرات

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجــــــواب بعــــــون المـــــلك الوهـــــاب

صورت مسئولہ میں حدیث پاک اور اکابر محققین اہلسنت کے اجماع سے متحقق کہ ابو طالب ایمان نہ لاسکے جیسا کہ مسلم شریف باب شفاعۃ النبی لابی طالب۔ صفحہ۔ 115 پر مذکور: ان اباطالب كان يحوطك وينصرك ويغضب لك فهل نفعه ذالك قال نعم وجدته في غمرات من النار فاخرجته الى ضحضاح سے ثابت۔

ہر چندکہ وہ ایمان سے محروم رہے مگر چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور مدد جی جان سے کی لہذا ان کیلئے دعائے مغفرت کے علاوہ ادب سے نام لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور صرف ابو طالب کہ سکتے ہیں حضرت ابو طالب کا استعمال نہ کرنا زیادہ بہتر وانسب ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــہ

محمد عمر علی قادری سیتامڑھی بہار

۱۴ دسمبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا حضور علیہ السلام محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ سرورِ کونین محسن انسانیت تاجدار مدینہ احمد مصطفیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں حوالہ کے ساتھ مدلل جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل: مجاہد رضا کڈاوی

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

الجــــــــواب بعــــــــون المـــــــــلك الوهـــــــــاب

یہ تو انکے کرم کی بات ہے کہ تشریف لائیں ورنہ تشریف لانا کوئی ضروری نہیں ہاں اس میں کوئی شک نہیں حضور علیہ السلام اگر ارادہ فرمالیں تو تشریف نہ لا سکیں بلکہ آپ ﷺ کا تشریف لانا اظہر من الشمس ہے جیسا کہ متعدد محافل میں آپ کا تشریف لانا پایا گیا ہے جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں:

"قد اخبرنی فی الثقات من اهل الصلاح انهم شاهدوه صلی الله عليه وسلم مرارا عند قراءة المولود الشريف و عند ختم القرآن و بعض الاحاديث اه"

ترجمہ: مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ انہوں نے بارہا حضور جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجلس میلاد شریف وجلسۂ ختم قرآن وبعض احادیث میں مشاہدہ کیا۔

(العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ من الجزء الحادی العاشر ص ۸۲ رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور سیدی مرشدی محمد اختر رضا خان القادری الازہری قدس سرہ القدسی مدارج النبوۃ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کسی کا عقیدہ نہیں کہ حضور ﷺ محفل میلاد میں ضرور تشریف لاتے ہیں، ہاں یہ انکو قدرت دی گئی ہے کہ جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لاتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(المواہب الرضویہ فی الفتاوی الازہریہ من الجزء الثانی المعروف بہ فتاویٰ تاج الشریعہ ص ۵۹۳)

کتبہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پوریکمری
۱۳ نومبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

* *

حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا کیسا ہے؟ سائل محمد کامل رضا

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

الجواب بعون الملك الوهاب

منع ہے جیسا کہ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، ان کا اطلاق اللہ عزوجل کے علاوہ کسی پر نہیں ہوتا، جیسے رحمن کہ اگر چہ حضور اقدس ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں مگر حضور کو رحمن کہنا منع ہے۔ اسی طرح اگر چہ حضور اقدس ﷺ غیب جانتے ہیں مگر عالم الغیب کہنا منع ہے۔ مگر وہابی اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ غیب نہیں جانتے۔ یہ ان کی گمراہی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شارح بخاری، جلد اول، عقائد متعلقہ نبوت، صفحہ ۴۴۸)

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

۳۱ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء اللہ سے بعد وصال مدد مانگنا جائز ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید (اہل حدیث) کہتا ہے کہ انبیاء اولیاء سے مدد مانگنا انکو وسیلہ بنانا حیات ظاہری میں جائز ہے اور وصال فرما جانے کے بعد جائز نہیں وہ کہتا ہے کہ جہاں بھی مدد اور وسیلہ لینے کا حکم آیا ہے تو زندوں کے بارے میں آیا ہے وصال شدہ کے بارے میں حکم نہیں دیا گیا ہے۔ کیا انبیاء اولیاء سے مدد طلب کرنا انکے وصال فرما جانے کے بعد جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔ سائل محمد حسیب رضا مقام رسیا بازار بہرائچ شریف

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

الجواب بعون الملك الوهاب

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام مقدس نفوس قدسیہ اپنے زائرین متوسلین کو برابر نہ صرف حیات میں بلکہ بعد وصال بلکہ قبل وجود بھی اپنے فتوح واختیارات سے نفع پہنچاتے ہیں حضرت علامہ مفتی

محمد اجمل شاہ صاحب سنبھلی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ نفوس قدسیہ اپنے زائرین متوسلین کو برابر نہ صرف حیات میں بلکہ بعد وصال بلکہ قبل وجود بھی اپنے فتوح تصرفات سے متمتع فرماتے ہیں چنانچہ امم سابقہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اپنے دشمنوں پر فتح طلب کرتی تھیں تفسیر جلالین شریف میں ہے:

" اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث آخر الزمان "

ترجمہ: الٰہی ہمیں مدد دے ان پر بتوسل نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جن کی نعت ہم تورات میں پاتے ہیں بلکہ اس مضمون کی تصدیق قرآن عظیم میں بھی موجود ہے چنانچہ قوم یہود کے تذکرہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے:

" وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جآءھم ماعرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین "

(پارہ 1 رکوع 9 سورۃ البقرہ)

ترجمہ: یہ لوگ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے کافروں پر ان کے وسیلے سے فتح چاہتے تھے پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھٹکار منکروں پر، اس آیت سے یہ واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ظہور سے پہلے وسیلہ بنایا گیا۔

(فتاویٰ اجملیہ جلد اول کتاب العقائد صفحہ 120)

اسی فتاویٰ کے دوسرے صفحہ پر ہے کہ احیاء سے توسل کرنا اس کی مثبت بکثرت آیات واحادیث ہیں صرف ایک حدیث شریف پیش کرتا ہوں بخاری شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان کے زمانے میں ایک مرتبہ خشک سالی پڑی تو امیر المؤمنین نے ان الفاظ سے دعا کی:

" اللھم انا کنا نتوسل الیك نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاسقنا "

یعنی اے اللہ عزوجل ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کرتے تھے تو ہم کو سیراب کرتا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا توسل کرتے ہیں پس ہم کو سیراب کر۔

اس میں حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوطرح کا توسل کیا حضور کے ساتھ توسل اور رحلت شریفہ کے بعد حضرت عباس کے ساتھ توسل آپ کے زمانہ حیات میں لہذا انہوں نے یہ تنبیہ فرمادی کہ یہ ہر دوطرح کا توسل ایسا جائز ہے کہ اس کو ہم خود کر رہے ہیں اور نیز جولوگ صرف جواز توسل بالانبیاء کے ہی قائل ہیں ان کے اس حیلے کی بھی جڑ کاٹ دی کہ حضرت عباس کے ساتھ توسل کیا۔

الحاصل اس حدیث میں احیاء کے ساتھ توسل کرنا ثابت ہوگیا اور ہمارے حضرات مانعین بھی احیاء کے ساتھ توسل کرنا جائز کہتے اگر ان کو اعتراضات ہیں تو صرف توسل بالاموات میں باوجود یکہ جس طرح اموات غیر خدا ہیں اسی طرح احیاء بھی غیر خدا ہیں

(المرجع السابق صفحہ 121)

نیز حضرت مفتی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ اب چونکہ مجھے زیادہ اختصار مدنظر ہے اس لئے اسی حدیث کو کافی سمجھ کر چند مثالیں توسل بالاولیاء کی پیش کروں چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب شامی جلد اول میں ہے:

قوله ،ومعروف کرخی بن فیروز من مشائخ الکبار مستجاب الدعواۃ یستسقی بقبرہ وھو استاذ السری السقطی "

یعنی معروف کرخی بن فیروز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبار مشائخ سے ہیں مستجاب الدعوات ہیں ان کی قبر شریف سے قحط سالی میں پانی طلب کیا جاتا ہے اور یہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں، نیز اسی شامی اسی جلد میں اس سے ایک ورق قبل امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول کرتے ہیں:

" قال انی لاتبرك بأبی حنیفة واجی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسئالت اللہ عندہ فتقضی لی سریعا "

یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں تبرک حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر جاتا ہوں اور مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر شریف کی طرف آ کر خدائے تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہو جاتی ہے۔

(المرجع السابق صفحہ 122)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہوگیا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام واولیائے عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہ صرف کہ اپنی حیات بلکہ قبل وجود بھی اور بعد وصال بھی اپنے فتوح واختیارات سے

اپنے ماننے چاہنے والوں کی بعطائے الٰہی مدد فرماتے ہیں۔
لہٰذا ان مقدس نفوس قدسیہ کے وصال کے بعد بھی ان کے توسل سے دعا کرنا بزرگان دین و اسلاف کرام کا طریقہ رہا ہے اس لئے کسی زید بے قید کی باتوں میں نہیں آنا چاہیئے یہ بدمذہب لوگ طرح طرح سے بہکاتے بھٹکاتے ورغلاتے اور گمراہی کے دلدل میں پھنساتے دوزخ کا رستہ بتاتے ہیں یہ لوگ شیطان کے چیلے ہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

سنیوان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی
۲۸ جمادی الآخری ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

* *

حضور علیہ السلام نوری بشر ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے نور سے بنایا تو منها خلقنكم آیت والی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے سرکار رہنمائی فرمائیں، حضور والا اسکا جواب دے دیں۔ سائل محمد دانش رضا دھنباد جھارکھنڈ

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــــواب بعـــــــون المـــــــلك الوهـــــــاب

صورت مسئولہ کے متعلق تفسیر نعیمی پارہ 16 سورہ طہ، ص ۵۹۱ پر علامہ احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: منها خلقنٰكم کی تفسیر میں اسی لئے زمین افضل ہے آسمان سے نو وجوہ سے اول اس کی مٹی سے اجسام نبوت کی خلقت مبارکہ، دوم زمین ہی عبادت گاہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہے، سوم یہی مدفن انبیاء علیہم السلام ہے، اسی کے ص ۵۹۱ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
" وفیها نعید کم " کی دو کیفیتیں ہیں ایک کیفیت صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے اور ان کے طفیل اور اتباع کے صدقے صحابہ کرام وخاص اولیاء علماء کی وہ یہ قبر صرف ظرف مکانی اور رہائش گاہ بن جائے۔ الاسلة المقحمة میں اکثر علماء کا مذہب ہے کہ زمین آسمان سے افضل ہے اس لئے کہ انبیاء علیھم السلام زمین سے پیدا کئے گئے اور اسی میں عبادت میں مصروف رہے اور اس میں ہی مدفون ہوئے۔ (بحوالہ تفسیر روح البیان آیت مدکورہ پارہ 16 سورہ طہ)

حضرت آدم علیہ السلام جو ابو البشر ہیں جب ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا تو گویا ہر انسان کا اصل مٹی ہوا یا نطفہ غذا سے تیار ہوتا ہے اور غذائیں زمین سے اگتی ہے۔
(بحوالہ تفسیر ضیاء القران آیت مذکورہ ص ۱۱۶ جلد سوم)

منھا ای الأرض خلقنٰکم بخلق ابیکم آدم منھا وفیھا نعیدکم مقبورین بعد الموت ومنھا نخرجکم عند البعث تارۃ مرۃ أخری"

تفسیر جلالین ص ۲۶۳ تفسیر جلالین کے حاشیہ پر ہے:

" خلقنا کم ای ابا کم آدم علیہ السلام وقیل یعجن کل نطفة بشی من تراب"

مذکورہ بالا توضیحات سے واضح ہوا کہ حضور نور بھی ہیں اور بشر بھی صرف نور ماننا اور بشر نہیں ماننا بھی گمراہی ہے اور صرف بشر جاننا اور نور نہیں ماننا یہ ضلالت ہے اسی لئے روح قفس عنصری سے ایک آن کیلئے نکلی پھر حسب سابق حیات جاویدانی ہے کفن شریف، قبر شریف میں جانا، مٹی ڈالنا، یہ سب ظاہر کرتا ہے کہ حضور بشر ہیں ہمارا اور وہابی کا بشریت مصطفی علیہ التحیۃ والثناء میں اس لئے اختلاف نہیں کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام بشر ہی نہیں یہ ان کا ہمارے اوپر بہتان ہے بلکہ اختلاف یہ ہے کہ بشریت حضور علیہ السلام کی حقیقت نہیں اور وہابی دیوبندی اور مودودی اور ان کے ہم نوا تمام فرقے کہتے ہیں کہ بشریت حضور علیہ السلام کی حقیقت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(تفسیر روح البیان سورہ کہف آیت قل انما أنا بشر مثلکم جلد ۸ ص ۹۱ کا حاشیہ مصنف مولانا فیض احمد اویسی)

محمد رضا امجدی
۳ ستمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

بچے کا رزق ،عمل ،وغیرہ کب لکھا جاتا ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بچہ کا رزق اللہ تعالیٰ کب لکھتا؟؟ سائل محمد انور علی اسماعیلی بلرامپور

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجواب بعون الملك الوهاب

بچہ جب ماں کے پیٹ میں چار ماہ یعنی ۱۲۰ دن کا بشکل حمل رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کے

ذریعہ چار باتیں لکھوا دیتا ہے، (۱) عمل (۲) رزق (۴) عمر اور (۵) شقی یا سعید یعنی بد بخت یا نیک بخت ہونا" جیسا کہ حدیث شریف میں اسکی وضاحت موجود ہے:

"عن ابن مسعود قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو الصادق المصدوق، قال: " إن أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه أربعين يوما، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم يبعث الله ملكا فيؤمر بأربع كلمات، و يقال له: اكتب عمله، و رزقه، و أجله، و شقي أو سعيد، ثم ينفخ فيه الروح، فإن الرجل منكم ليعمل حتى ما يكون بينه و بين الجنة إلا ذراع، فيسبق عليه كتابه، فيعمل بعمل أهل النار، و يعمل حتى ما يكون بينه و بين النار إلا ذراع، فيسبق عليه الكتاب، فيعمل بعمل أهل الجنة "والله تعالى اعلم

(مراۃ المناجیح جلد اول صفحہ ۹۹)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۷ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

ٹائی لگانا کیسا؟؟

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ٹائی لگانا کیسا ہے؟ یا ٹائی لگانے والے پر شریعت کا حکم کیا ہے۔ اور نماز کا کیا حکم ہے۔ برائے کرم تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عبدالرحمن

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب بعـــــون المـــــلك الوهـــــاب

ٹائی لگانا اشد حرام ہے وہ شعار کفار بد انجام ہے نہایت بد کام ہے وہ کھلا رد فرمان خداوند ہے ٹائی نصاری کے یہاں ان کے عقیدہ باطلہ میں یادگار ہے حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے سولی دیئے جانے اور سارے نصاریٰ کا فدیہ ہو جانے کی والعیاذ باللہ تعالیٰ ہر نصرانی یوں ٹائی اپنے گلے میں ڈالے رہتا ہے ہر ٹوپ میں نشان صلیب رکھتا ہے جسے کراس مارک کہتا ہے ٹائی کی طرح یہ کراس

مارک بھی ردقران ہے والعیاذ باللہ کہ قرآن فرماتا ہے "مَاقَتَلُوْهُ وَمَاصَلَبُوْهُ" یہود نے نہ عیسی مسیح کو قتل کیا نہ سولی دی صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلیہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی آل سیدنا ومولینا محمد وصحبہ و بارک وسلم مگر جہال اس حقیقت سے ناواقف ہیں وہ اسے محض ایک وضع جانتے ہیں اس لیئے انھیں اس کے لگانے پر کافر نہ کہا جائے گا کفریت قول یا فعل اور بات ہے اور مرتکب کو کافر ٹھہرانا اور ٹائی باندھنے والا ہیٹ لگانے والا اور ہر فاسق معلن ظالمین میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین"

عارف باللہ ملا احمد جیون استاذ سلطان عالمگیر رضی اللہ عنہ تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں "الظلمین یعم الفاسق والمبتدع والکافر" جن کے ساتھ بیٹھا ممنوع ان کے ساتھ مواکلت مشاربت نری مجالست سے اور زیادہ ممنوع علماء پر اور زیادہ بچنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مصطفویہ ص.527.526)

کتبـــــہ
احمد ربانی سمنانی کشن گنج بہار
۱۱ اکتوبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

دوا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے علماء دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کیا دوائی کھاتے وقت بسملہ نہیں پڑھنا چاہیے میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ اگر دوائی کھاتے وقت بسملہ پڑھو گے تو ہمیشہ بیمار رہو گے اور دوائی ہی کھاتے رہو گے اللہ شافی اللہ کافی پڑھنا چاہیے کیا یہ درست ہے کہ دوائی کھاتے وقت بسملہ نہیں پڑھنا چاہیے برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد حبیب مقام رسیا باز ار ضلع بہرائچ شریف یوپی

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

الجـــــــواب بعـــــــون المـــــــلك الوهـــــــاب

بعض لوگوں کا یہ گمان کرنا کہ "اگر دوائی کھاتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو گے تو ہمیشہ بیمار رہو گے اور دوائی ہی کھاتے رہو گے" یہ محض غلط اور جاہلانہ خیال ہے بلکہ دوائی کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم خاص طور سے دھیان کر کے ضرور پڑھنا چاہیے نام خدا کی برکت دوا میں شامل ہو جائے اور دوا جلد از جلد شفا دے کیونکہ بیماریاں اور انکی شفا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح ص:134 / اسلامی کتب خانہ دھونرہ بریلی شریف)

اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ساتھ اللہ کافی اللہ شافی کا ورد ہوتو اور بھی اچھا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۹ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ ۲ جون ۲۰۲۰ء مطابق بروز منگل

****

قرآن مقدس میں پل صراط کا ذکر ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

السوال: اللہ رب العزت نے قرآن مقدس میں پل صراط کا ذکر کس پارے میں کیا ہے جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں؟ سائل محمد سرفراز عالم ہزاری باغ جھارکھنڈ

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب بعــــــون الملــــــك الوهــــــاب

اللہ عزوجل نے پل صراط کا ذکر صراحتاً قرآن کریم میں متعدد جگہ فرمایا ہے:

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا

ترجمہ: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔

(سورہ مریم آیت (۷۱)

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا

ترجمہ: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

(سورہ مریم آیت (۷۲)

وَ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ

ترجمہ: اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے۔ تمہیں کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔

(سورہ الصفت آیت (۲۴/ ۲۵)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا ہے ان سے فرمایا جارہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنّتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم اُن میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(سورہ الحدید آیت ۱۲ مختصراً تفسیر صراط الجنان)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۷ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰ جون ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

کوئی ہندو نمسکار کہے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی پہچان کا ہندو ہو اور وہ کسی مسلمان کو نمسکار کرے تو اس غیر مسلم کو کیا جواب دیں؟ اگر غیر مسلم کسی مسلمان کو نمسکار کرے تو مسلمان کیا کرے؟ سائل محمد رفیق انصاری بہرائچ شریف یوپی

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

الجـــــواب بعــــون الملـــك الوهـــــاب

سب سے پہلے تو یہ بات جان لیں کہ نمسکار و نمستے کا معنی ایک ہی ہے یعنی (بندگی آداب، تسلیم) دونوں لفظوں کے معنی مترادف ہیں اور حقیقتاً سلام کے معنی میں ہیں، جیسا کہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: بعض لوگ آداب عرض کہتے ہیں، اگرچہ اس میں اتنی برائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے۔ بعض لوگ تسلیم یا تسلیمات عرض کہتے ہیں، اس کو سلام کہا جاسکتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے۔ (بہار شریعت جلد سوم حصہ (۱۶) ص (۴۶۸) مکتبہ دعوت اسلامی)

فلہٰذا اگر کوئی غیر مسلم نمستے یا نمسکار کہے تو اس کے جواب میں فقط علیکم کہے، جیسا کہ بہار شریعت میں ہی ہے کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف (عَلَیْکُمْ) کہے۔ (جلد سوم ص (۴۶۴) مکتبہ دعوت اسلامی)

جیسا کہ بہار شریعت میں ہے ہی ہے کہ کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کرے تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

****

جو شخص اپنے کو دیوبندی وہابی کہے اسکے لئے کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک دو لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو دیوبندی وہابی تو کہتے ہیں لیکن وہ فاتحہ درود قرآن خوانی وغیرہ سب کرتے ہیں بزرگوں کے مزارات پہ بھی جاتے ہیں لیکن جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کیا ہیں سنی یا دیوبندی؟ تو صاف طور پر کہتے ہیں کہ ہم دیوبندی ہیں اب ان سے رشتہ کرنا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا از روئے شرع کیسا ہے؟ مفصل باحوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد رفیق انصاری بہرائچ شریف یوپی

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجــــــواب بعـــــــون المـــــــلك الوهـــــــاب

قوم وہابیہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق کافر ومرتد خارج از اسلام ہیں اور کافر بھی ایسے کہ جو انکے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود بھی کافر ہے جیسا کہ حسام الحرمین میں ہے:

من شك فی عذابه و كفره فقد كفر

(صفحہ نمبر 20 مکتبہ النوریہ الرضویہ)

امام اھل سنت قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

الرضا بالکفر کفر یعنی کفر پر راضی ہونا بھی ایک کفر ہے۔

سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال ہوا کہ زید معاذ اللہ! یہ کہے کہ میں عیسائی یا وہابی یا کافر ہو جاؤں نگا اھ.اب اسکے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس نے جس فرقہ کا نام لیا اس فرقہ کا ہو گیا مذاق سے کہے یا کسی دوسری وجہ سے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد ششم 6 صفحہ 102 رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی طرح شامی میں ہے:ورکنہا اجراء كلمة الكفر على اللسان هذا بالنسبة الى الظاهر الذی یحکم به الحاكم والا فقد تكون بدونه كما لو عرض له اعتقاد باطل او نوى ان يكفر بعد حين۔

(جلد ششم صفحہ 354 باب المرتد دار الکتب العلمیہ)

یہاں سے معلوم ہوا کہ فقط کفر کی تمنا کفر ہے تو کفر کا اقرار بدرجہ اولی کفر ہوا اس لیے اسکا یہ کہنا کہ میں دیوبندی ہوں یقینا اسکے کفر کو مستلزم ہے وہ کافر و مرتد ہے اسلام سے خارج ہے اسکا فاتحہ کرانا قرآن خوانی کرانا مزارات پر جانا کوئی فائدہ نہ دیگا: نیز انکے ساتھ نشست و برخواست کرنا اور رشتہ قائم کرنا ناجائز حرام ہے۔

(الرضویہ جلد 6 صفحہ 135 رضا اکیڈمی ممبئی)

ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہے جو عقائد وھابیہ سے مطلع نہیں ھے فقط انکا نام لیوا ہے تو وہ اگر چہ کافر نہیں مگر گمراہ بد دین ضرور ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد عمر رضا حشمتی پیلی بھیت شریف
۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

کسی بھی کافر ومشرک کو سورگ واس یا جنتی کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اہل علم حضرات کی بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو سوئرگ واسی کہے تو اس کے لئے کیا حکم شرع ہے؟ سائل محمد شارق قادری

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــــواب بعـــــــون المـــــــلك الوهـــــــاب

کسی بھی کافر ومشرک کو جنتی یا بیکنٹھ باشی کہنا کفر ہے اور آپ کے سوال میں (سورگ واسیہ ہندی کا لفظ ہے) کہا گیا ہے جسکا معنی ہوتا ہے جنتی یا جنت میں رہنے والا، آرام و راحت میں رہنے والا جو اچھا کام کرکے جاتا ہے، جیسا کہ بحر الرائق میں ہے:

لا يجوز الدعاء بالمغفرة للمشرك. ولقد بالغ القرافی المالکی کما نقله فی شرح منية المصلی بأن قال: إنّ الدعاء بالمغفرة للكافر كفرٌ لطلبه تكذيب الله تعالى فيما أخبر به

(جلد اول ص (٥٧٦)

اور بہار شریعت میں ہے جو کسی کافر کے لیے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا

کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی کہے، وہ خود کافر ہے۔
(جلد اول حصہ اول ص (۱۸۶) مکتبہ دعوت اسلامی)
نیز میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:
الحلیة نقلاعن القرا فی واقرہ الدعاء بالمغفرة للکافر کفر لطلبه تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبربه
حلیہ میں قرافی سے نقل کیا اور اسے برقرار رکھا کہ کافر کے لئے دُعائے مغفرت کفر ہے کیونکہ یہ خبر الٰہی کی تکذیب کا طالب ہے۔
(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۹) ص (۱۷۴) مکتبہ دعوت اسلامی)
فلہٰذا جب کسی کافر ومشرک کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں تو جنتی کہنا کیوں کر روا ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲۱ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

آیت قرانی پر لطیفہ بنانا کفر ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مندرجہ ذیل یہ لطیفہ کہنا کفر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بالدلائل جواب عنایت فرمائیں۔
ذهب رجل إلي' السوق، ليشتری جاريةً.فرأی جاريتين حسينتين جميلتين.فأعجب حسنهمافقيل له: هذه باكرةٌ وتلك ثيّبةٌ،فاختار باكرةًقالت الثيّبة:ما الفرق بيني و بينها إلّا ليلةٌ.قالت الباكرة: ليلة القدر خيرٌ من الف شهر،لا تضحك كثيراً۔ سائل جنید رضا پیلی بھیت
وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ
الجـــــواب بعـــــون المـــــلك الوهـــــاب
یہ آیت قرانی کا مذاق اڑانا ہے اس طرح مذاق اڑانا کفر ہے اس پر جو لوگ جان بوجھ کر متفق

ہو کر ہنسے ان پر بھی حکم کفر ہے تجدید ایمان تجدید نکاح (اگر بیوی رکھتا ہو تو) لازم ہے، اور جس کو سمجھ میں نہیں آیا بے اختیار ہنس پڑا یا دوسروں کو دیکھ کر ہنسا اس پر حکم کفر نہیں

کفریات کلمات کے بارے میں سوال جواب میں ہے:

کچھ میمن و غیر میمن لوگ مل کر بیٹھے تھے اس میں میمن برادری کے بارے میں بات چھڑی، اس پر ایک شخص نے مذاقاً کہا: میمن بھائیوں کی تو بہت بڑی شان ہے دیکھو ان کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے! یہ کہہ کر اس نے لہجے کے ساتھ پارہ 30 سورۃ البلد کی 18 ویں آیت کریمہ اولئك اصحب المیمنة تلاوت کی یہ سن کر حاضرین میں ہنسی کا فوارہ ابل پڑا ان سب کیلئے کیا حکم شرعی ہے؟

جواباً ارشاد فرمایا گیا؛ آیت قرانی کا مذاق اڑانا کفر ہے اور جو جان بوجھ کر بخوشی متفق ہو کر ہنسا اس پر بھی حکم کفر ہے۔ ہاں جو بے اختیار ہنس پڑا یا جس کو سمجھ نہ پڑی اور دوسروں کو دیکھ کر ہنس دیا اس پر حکم کفر نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(صفحہ نمبر ۱۹۱ / ۱۹۲ مطبوعہ المکتبۃ المدینۃ)

کتبـــــہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۶ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۸ جون ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

جو شخص تمام فرقوں کو حق مانے اس کے لئے شرع میں کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان عظام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ایک شخص جو کہ ایک حاجی ہے اس کا کہنا ہے کہ سعودی عرب میں تمام فرقے ہیں اور اس کا کہنا ہے کہ تمام فرقے حق پر ہیں اور بالخصوص تبلیغی جماعت والے ہم سے زیادہ عبادت گزار ہیں اور وہ ہم سے بہتر ہیں اگر اس کو سمجھانے کی کوشش کی جائے تو کہتا ہے کہ آپ لوگ فتنہ پرور ہو اور کٹر پنتی کرتے ہو اور امت میں اگر کسی نے فتنے پھیلائے تو وہ تم ہی مولوی لوگ ہو۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو تمام فرقوں کو حق مانے اور علماء کو فتنہ پرور اور کٹر پنت کہے کیا اس کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل نظیر احمد جموں وکشمیر

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب بعـــــون المـــــلك الوهـــــاب

سوال صورت مذکورہ میں تمام فرقوں کو حق ماننا قرآن واحادیث کے خلاف ہے، ترمذی شریف میں ہے:

عن عبد الله بن عمرو، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ليأتين على امتي ما أتى على بني إسرائيل، حذو النعل بالنعل، حتى إن كان منهم من أتى امه علانية، لكان في أمتي من يصنع ذلك، وإن بني إسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة، وتفترق امتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة، قالوا: ومن هي يا رسول الله؟ قال: "ما انا عليه واصحابي"

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت کے ساتھ ہوتو وہی صورت حال پیش آئے گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آچکی ہے، (یعنی مماثلت میں دونوں برابر ہوں گے) یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو اس فعل شنیع کا مرتکب ہوگا، بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے۔

(کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق ہذہ الامۃ، صفحہ 974 دار ابن کثیر)

صحیح مسلم شریف میں ہے:

فقال عمر بن الخطاب رضى الله عنه: يا رسول الله ائذن لي فيه اضرب عنقه، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " دعه، فإن له اصحابا يحقر احدكم صلاته مع صلاتهم، وصيامه مع صيامهم، يقرءون القرآن، لا يجاوز تراقيهم، يمرقون من الإسلام كما يمرق السهم من الرمية.

ترجمہ: تو اس پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئیے کہ اس کی گردن ماروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جانے دو اس لیے کہ اس کے چند یار ہوں گے کہ تم حقیر سمجھو گے اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے، اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے آگے، قرآن پڑھیں گے کہ گلوں سے نہ اترے گا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے کہ جیسے تیر شکار سے۔

(کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتہم صفحہ 546 دار ابن کثیر)

لہذا اگر اس کی مراد تبلیغی جماعت سے وہابی و دیوبندی وغیرہ ہے جس کے بارے میں عرب وعجم کے سیکڑوں علمائے کرام ومفتیان عظام نے انہیں کافر ومرتد قرار دیا اور بالاتفاق فرمایا:

من شك فی كفره وعذابه فقد كفر۔

یعنی جو ان کے عقائد پر مطلع ہوتے ہوئے ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔
اگر اس کی مراد تبلیغی جماعت سے وہابی و دیوبندی وغیرہ نہ ہو تو جو تمام فرقوں کو حق ماننے اور برابر سمجھتا ہو یعنی سب کو مسلمان جانتا ہوں تو یہ بھی کفر ہے۔اور جو شخص علماء کو فتنہ پرور کہے اس وجہ سے کہ وہ عالم دین ہیں، تو یہ توہین ہے اور یہ توہین فی الواقع علم دین کی توہین ہوگی، تو یہ بھی کفر ہے۔اگر علماء کی توہین مقصود نہ ہو بلکہ صرف ذاتی رنجش یا اپنی دنیاوی مفاد کے لئے ہو تو یہ صرف حرام وگناہ ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"من أعتقد أن الإيمان والكفر واحد فهو كافر"
(ج 2 کتاب السیر، باب المرتدین صفحہ 257)

مجموع الانہر میں ہے:

والاستخفاف بالاشراف والعلماء كفر. (ج 1 صفحہ 195)

کنز العمال میں ہے:

من آذى مسلماً فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله۔ والله تعالى اعلم
(ج 16 صفحہ 10)

کتبـــــہ
محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناچپور بنگال
۱۸ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ا اگست ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

لاعلمی میں دیوبندی نے نکاح پڑھا دیا تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے تعلق سے کہ زید اور بکر (جو ایک سنی عالم ہے) انجانے میں دونوں نے ملکر ایک ایسا نکاح پڑھایا ہے جس میں لڑکی سنیہ اور لڑکا

دیوبندی ہے تو کیا زید اور بکر دونوں کا انکا نکاح از روئے شرع درست ہوا؟

دونوں عالموں کے متعلق شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟ نیز جب دونوں عالموں کو بتایا گیا کہ لڑکا تو دیوبندی تھا تو کیا نکاح درست ہوگیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ لڑکا دیوبندی تھا اسکے بعد دونوں عالموں نے صرف تین لوگوں کی موجودگی میں توبہ کیا اب دریافت طلب امر یہ ہیکہ کیا یہی توبہ انکے لئے کافی ہوگئی یا اعلانیہ توبہ کرنا ہوگا اور دونوں عالموں کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہوگا یا نہیں اور اس نکاح میں نائب امام بھی شریک تھے اسکے بارے میں شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

مذکورہ تمام سوالات کا جواب مدلل ومفصل قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ سائل معراج الدین رضوی وجملہ علمائے کرام کھورا گاچھ مومن ٹولہ اررِیہ بہار

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجواب بعون الملك الوهاب

دیوبندی اپنے کفریات قطعیہ مندرجہ حفظ الایمان صفحہ ۸ تحذیر الناس صفحہ ۳'۱۴'۲۸ براہین قاطعہ کی بنیاد پر بمطابق فتاویٰ حسام الحرمین والصوارم الہندیہ کافر ومرتد ہیں اور مرتد کا نکاح ہرگز کسی بھی مسلمان سے نہیں ہوسکتا، دیوبندی لڑکے کا نکاح سنی لڑکی سے ہرگز ہرگز نہیں ہوا اگرچہ کلمہ پڑھانے کے بعد بھی نکاح پڑھایا گیا ہو، کیونکہ دیوبندی تو کلمہ پڑھتا ہی رہتا ہے، خلاصہ یہ ہیکہ دیوبندی کو کلمہ پڑھا کر اس سے نکاح پڑھا دینا شیطانی فریب ہے اور یہ بھی ہرگز جائز نہیں۔

لہٰذا امام مذکورہ لاعلمی میں نکاح پڑھائے ہیں جس پر انہیں افسوس بھی ہے اور تین لوگوں کے سامنے تائب بھی ہوئے البتہ یہ معاملہ لا علمی میں ہوا ہے جان بوجھ کر نہیں اس لئے اعلانیہ توبہ کی حاجت نہیں لہٰذا ان پر لازم ہے کہ نکاح مذکورہ کے باطل ہونے کا اعلان کرے اور نکاحانہ پیسہ لیے ہیں تو وہ بھی واپس کردیں اور امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا بالکل جائز ہے اور لڑکی کے والدین فوراً لڑکی کو اس سے جدا کریں اور اگر انکے علم میں تھا کہ لڑکا دیوبندی ہے تو یہ اعلانیہ توبہ واستغفار کریں۔

ہاں! اگر وہ لڑکا دیوبندیت سے توبہ کرلے اور دیوبندی پیشواؤں کو کافر ومرتد مانے اور سنی صحیح العقیدہ ہونے کا اقرار کرے تو اسکے بعد ایک زمانہ دراز تک اسے چھوڑ دیں اور اسکے احوال پر گہری نظر رکھیں جب پورا یقین ہوجائے وہ سنی صحیح العقیدہ ہوگیا نیاز وفاتحہ کرتا ہے اور دیوبندیوں سے میل جول نہیں رکھتا تمام باطل فرقوں سے نفرت کرتا ہے تب اسکا نکاح سنی لڑکی سے جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ماخوذ از فتاوی عالمگیری جلد اول کتاب النکاح وفتاوی شامی و بہار شریعت جلد اول حصہ دوم جلد دوم ہفتم وفتاوی بحر العلوم جلد دوم کتاب النکاح وفتاوی فقیہ ملت و جامع الاحادیث جلد اول و انوار الحدیث وفتاوی مشاہدی)

کتبـــــہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۲۴ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ اگست ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

****

ثعلبہ بن ابی حاطب منافق تھا یا صحابی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام ثعلبہ بن ابی حاطب کے بارے میں جو واقعہ مشہور ہے کہ اس نے زکاۃ ادا نہیں کی اور خلفائے ثلاثہ نے بھی ان کی زکاۃ قبول نہیں کی۔کیا یہ واقعہ درست ہے؟ اگر ہے تو ان کے متعلق فقہائے کرام نے کیا فرمایا ہے؟ المستفتی عاشق علی

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجــــــواب بعــــــون الملـــــك الوهــــــاب

ثعلبہ بن ابی حاطب کے تعلق سے جو واقعہ مشہور ہے درست ہے جیسا کہ تمام کتب تفاسیر میں ہمارے مفسرین کرام نے اسے منافق کہا ہے جس نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا جیسا کہ قرآن مجید کی آیت مقدسہ دال ہے:

ومنهم من عهد الله لئن اٰتنا من فضله لنصدّقن الاية

اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے۔

(قرآن مجید پارہ ۱۱ سورہ توبہ ۷۵)

اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کے قبل منافقین کا تذکرہ ہے آیت کریمہ میں منھم کی ضمیر مجرور متصل کا مرجع اوپر مذکور منافقین ہیں اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ منافق تھا اور تفسیر خازن میں ہے:

(ومنهم) من المنافقين (من عهد الله) اى حلف الله يعنى ثعلبه بن ابى حاطب بن ابى بلعة

(تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۱۶۲)

اسی طرح اصابہ میں حضرت علامہ ابن حجر مکی عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ منافق تھا پہلے یہ لکھا ہے: ذکرہ ابن اسحاق فیمن بنی مسجدا ضرار یعنی ابن اسحاق نے ذکر کیا یہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور محقق ہے کہ مسجد ضرار بنانے والے منافق تھے کچھ لوگوں نے یہ کہا تھا ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید ہیں اسے رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بدر میں شہید ہو گیے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا، اور اللہ تعالیٰ بدر والوں سے ارشاد فرماتا ہے:

اِعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم

یعنی جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا۔

اس کے بعد ابن حجر مکی نے فرمایا: فمن یکون بھذا المثابۃ کیف یعقبہ اللہ نفاقا فی قلبہ و ینزل فیہ ما نزل۔

جس کا یہ حال ہو کیسے اس کے دل میں بعد میں اللہ نفاق پیدا فرمائے گا اس کے بارے میں وہ نازل فرمائے گا جو نازل فرمایا۔ (اصابہ جلد اول صفحہ ۱۹۸)

ان تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ ثعلبہ بن ابی حاطب منافق تھا صحابی نہیں تھا اس کو مرتد کہنا صحیح نہیں مرتد وہ ہے جو اسلام قبول کرنے کے بعد اعلانیہ کفر کرے اور اسی پر مر جائے اس نے اگرچہ اعلانیہ کفر کیا کہ زکوۃ کو جزیہ کہا مگر پھر بھی زکوۃ لے کر حاضر ہوا اور جب زکوۃ قبول نہیں فرمائی گئی تو وہ اپنے سر پہ مٹی ڈالنے لگا یہ ظاہر اظہار ندامت اور توبہ ہے مگر اس میں بھی نفاق ہوگا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے قبول نہیں فرمایا ابتداءً منافقین کے نفاق پر چشم پوشی کا حکم تھا۔

ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑتا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے۔

آیت کریمہ کے نزول کے بعد ان کو بالکل علیحدہ کر دیا گیا اس لیے نفاق کی بنا پر ثعلبہ کی زکوۃ قبول نہیں کی گئی اور خلفاء ثلاثہ نے بھی قبول نہیں کیا، اور ایسے ہی خزائن العرفان و تفسیر نسفی میں ہے کہ ثعلبہ بن ابی حاطب منافق تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بحوالہ فتاوی شارح بخاری جلد اول کتاب العقائد صفحہ ۴۱ / ۴۲)

کتبـــــہ

محمد عمران القادری التنویری سدھارتھ نگر یوپی

۲۲ دسمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کفار ومشرکین کے شیر خوار مردہ بچے جنتی یا جہنمی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسئلہ کافر ومشرک کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ فورن انتقال کرجائے تو اس کا ٹھکانا کیا ہوگا جوب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل اختر رضا گھورنپوری

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

الجواب بعون الملك الوهاب

کفار ومشرکین کے وہ بچے جو شیر خواری میں مر گئے اس سلسلے میں فقہاء کا اختلاف ہے مگر قول راجح یہ ہیکہ وہ مغفور اور جنتی ہیں جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں ہے مگر جو کچھ کتاب وسنت کی نص سے بالبداہت ثابت ہے اور جس پر اہل دین کا اجماع ہو چکا ہے یہ ہیں کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جائیں گے۔ اور کفار کے بچوں کے متعلق تین قول ہیں پہلا وہ دوزخ میں جائیں گے، دوسرا ان کے بارے میں توقف کیا جائے اور کوئی فیصلہ صادر نہ کیا جائے، تیسرا یہ کہ وہ بھی جنتی ہیں۔

ان تینوں اقوال میں صحیح تر یہ تیسرا قول ہے کیونکہ دین سے بداہتہ یہ بات ثابت ہے کہ خدا تعالی کسی کو بھی بے گناہ عذاب نہ دے گا۔ واللہ تعالی اعلم

(اشعۃ اللمعات۔ اردو۔ ج اول صفحہ 333 مکتبہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس)

کتبـــــہ

محمد عمر علی قادری سیتامڑھی بہار

۱۴ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۸ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

* *

اگر کسی نے اپنی زمین ہندو کو دیا مندر بنانے کے لئے تو اس پر کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کے زید نے ہندوؤں کے مندر بنانے کے لئے اپنی زمین سے زمین دیا تو ایسے شخص کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے برائے مہربانی حوالے کے ساتھ تفصیلی اور تشفی بخش جواب عطا کریں بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل محمد اعجاز خان

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب بعـــــون المـــــلك الوهـــــاب

مندر میں معبود باطل کی عبادت ہوتی ہے جوکہ کفر وشرک ہے لہٰذا مندر کے لئے اپنی زمین دینا اعانت علی الشرک ہے قال اللہ تعالی فی کتابہ الکریم:

"وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"

نیز مندر کے لئے جگہ دینا گویا مندر کی اجازت دینا ہے اسی طرح پوجا سے بھی راضی ہونا ہے اور یہ رضا بالکفر ہے جوکہ کفر ہے عالمگیری وغیرہ کتب فقہ میں ہے:

"الرضا بالکفر کفر" (جلد دوم ص ۲۵۷)

لہٰذا شخص مذکور پر تین وجہ سے کفر عائد ہوگا فوراً توبہ واستغفار کرے اور دوبارہ کلمہ توحید پڑھ کر داخل اسلام ہو اور اگر بیوی والا ہو تو دوبارہ نکاح بھی کرے، درمختار میں ہے:

"مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یومر الاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح"

ملتقطا (ج ۴ ص ۲۴۶-۲۴۷، الشاملہ)

البتہ اگر مجبور کیا گیا ہو تو کفر نہ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

شان محمد المصباحی القادری گنج قنوج یوپی

۲۸ اکتوبر بروز اتوار ۲۰۱۸ عیسوی

****

دیوی دیوتاؤں پر چڑھاوا چڑھانا اور منت سماجت کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک سنی مسلمان مندر پر منت مانگتا ہے اور مورتی پر چنری چڑھاتا ہے تو اس آدمی کے لیے کیا حکم ہے تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل محمد سلمان رضا خان بہرائچ یوپی انڈیا

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب بعـــــون المـــــلك الوهـــــاب

جو شخص دیوی دیوتاؤں کو چڑھاوا دے یا دیوی دیوتاؤں سے منت وسماجت کرے وہ کافر

ومشرک ہے۔ (فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ 636 / 615)

لہٰذا فوراً پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح مرید ہو تو تجدید بیعت بھی کرے ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مکمل سخت سماجی بائکاٹ کردیں، مزید تفصیل کے لئے حوالہ میں مذکور کتاب کا مطالعہ مفید رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

****

آج کل کے وہابی و دیوبندی کو وہابی و دیوبندی نہ ماننا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد امبیٹھوی وغیرہ جن لوگوں پر اعلیٰ حضرت اور ائمہ حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ ان کو تو کافر مانتا ہے لیکن ان کے علاوہ دیوبندی اور وہابی کو کافر نہیں مانتا ہے اور نہ ہی آج کے دیوبندی اور وہابی کو کافر مانتا ہے، تو ایسے شخص کے بارے میں شرع متین کا کیا حکم ہے، مدلل اور مفصل جواب عنایت فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔ سائل: محمد سلیم قادری تلہر شاہجہانپور یوپی الھند

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب بعـــــون المـــــلك الوهـــــاب

صورت مسئولہ میں اگر وہ شخص جانتا ہے کہ وہ دیوبندی اور وہابی کی عقائد، جو اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد امبیٹھوی وغیرہ کی عقائد رکھتا تھا یا لوگ بھی وہی عقائد رکھتا ہے یہ سب اپنے کفریات کے سبب کافر ومرتد ہیں اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

شفاء شریف میں ہے:

ولهذا نكفر من لم يكفر من دان بغير ملة المسلمين من الملل أو وقف فيهم أو شك أو صحيح مذهبهم وان أظهر مع ذلك الاسلام و الاعتقده واعتقد أبطال كل مذهب سواه فهو كافر باظهاره بما أظهر من خلاف ذلك-

(فصل في بيان ما هو من المقالات صفحه 271)

درمختار میں ہے:

من شك فی كفره وعذابه فقد كفر۔

جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بالیقین خود کافر ہے۔

(کتاب الجهاد باب المرتد)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: اب وہابیہ میں کوئی ایسا نہ رہا جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ وہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد ہو۔

(جلد سوم 170)

لہٰذا اس شخص پر ضروری ہے کہ وہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز اتوار ۲

****

کیا جنّات انسان کے جسم میں تصرف کر سکتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سوال: کیا جنّات انسان کے جسم میں تصرف کر سکتے ہیں؟ سائل: محمّد آصف قاسم نثار رضا قادری پاکستان کراچی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــــــالیٰ

بیشک جنات انسان کے اندر تصرف کرسکتا ہے جیسا کہ امام اہل سنت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ جن وشیاطین بعض وقت آدمی پر دخل کرتے ہیں کبھی بیہوش کر دیتے ہیں اور کبھی اس کی زبان سے بولتے ہیں اور طرح طرح کی حرکات کرتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ ج 11 ص 19 رضا اکیڈمی ممبئی)

اور شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ جنوں کے سوار

ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ گھوڑا سوار ہونے والے کی طرح سوار ہوتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ انسان کے حواس کو بے کار کر کے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے، اور اس کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے سورۂ بقرہ میں ہے کہ:

" الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس "اھ (پ3 سورہ بقرہ آیت 275)

ترجمہ: یعنی وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو، اس سے معلوم ہوا کہ شیطان انسان کے حواس کو بے کار کر دیتا ہے اور شیطان سرکش جن کو کہتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شارح بخاری: عقائد متعلقہ قرآن جنات وشیاطین ج 1 ص 667)

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۳۰ جنوری بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

قادیانیوں کے چند عقائد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ یہ قادیانیت کیا ہے ہمارے کن کن عقیدوں کے خلاف ہیں وہ، بھولے بھالے (لاعلم) سنی بھائیوں کو کون کون سی ضروری باتیں بتائی جائیں جس سے بچا جاسکے۔ سائل: محمد عارف خاں سورت گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــــــالیٰ

مرزا غلام احمد قادیانی کہ پیرو ہیں اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیاء کرام کی شان میں گستاخیاں کی خصوصاً حضرت عیسی روح اللہ اور آپکی والدہ کی شان میں مرزا قادیانی ۱۸۳۹ میں قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں پیدا ہوا اور ۱۸٦٤ میں سیالکوٹ میں ملازمت اختیار کی ۱۸٦۸ میں مختاری کے امتحان میں فیل ہوا اور ملازمت ترک کردی اور مذاہب کا تقابلی مطالعہ شروع کیا نیز آریوں اور

عیسائیوں سے مناظرے شروع کیے اس طرح مولوی مبلغ کہ بالکل اور شہرت حاصل کی اسی دوران میں صاحب ولی محدث کلیم مسیح زمان مثیل مسیح بن مریم ہونے کے دعوے کیے،۱۸۸۱ میں اس نے کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ وہ اللہ کی طرف سے مجدد ہے اور تمام اہل اسلام پر اسکی اطاعت ضروری ہے پھر بیعت کا سلسلہ شروع کیا اور پھر ۱۸۹۰ میں حیات مسیح کا کھلا انکار کیا اور وفات مسیح کہ عنوان میں پر ایک کتاب 'فتح اسلام' تصنیف کر ڈالی ۱۸۹۱ میں مہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر ڈالا ابھی تک مرزا قادیانی ختم نبوت کا قائل تھا بعدہ ۱۹۰۱ میں کھلم کھلا نبی ورسول ہونے کا اعلان کر دیا۔

(ساٹھ زہریلے سانپ صفحہ ۷۵:۷)

قادیانیوں کے عقائد

۱: میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا اور میرا نام نبی رکھا،حقیقۃ الوحی۔

۲:: یہ بات بلکل واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔

حقیقت النبوۃ آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑی ہے،قرآن عظیم میں گندی گالیاں بھری ہیں بہت سخت زبانی ہے۔

یہ چند عقائد قادیانیوں کے یہاں بیان کیے ہیں تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ شریف وغیرہ کا مطالعہ کریں،اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی قادیانیوں کے مکروفریب سے حفاظت فرمائے اور سب کو مذہب حق اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم ودائم فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد امین قادری رضوی دیوان بازار مرادا باد یوپی

۲۳ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۸ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

حاتم طائی مومن تھا یا کافر؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ حاتم طائی جو سخاوت میں مشہور تھا وہ مومن تھا یا کافر؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد حامد رضا

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــــــــالیٰ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب حاتم طائی کی بیٹی کو ایک جنگ کے موقع پر گرفتار کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا تو حاتم طائی کی بیٹی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک عریضہ پیش کیا جسے نبی کریم ﷺ نے سنا اور جواب مرحمت فرمایا حاتم طائی کی بیٹی اور نبی کریم ﷺ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اسے درج ذیل حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

فقالت يا محمد ان رايت ان تخلي عني و ما اتشمت بي احياء العرب فاني ابنة سيد قومي و ان ابي كان يحي الذمار و يفك العاني و يشبع الجائع و يكسو العاري و يقري الضيف ويطعم الطعام و يشفي السلام ولم يرد طالب حاجة قط انا ابنة حاتم طيئي قال النبي ﷺ جارية هذه صفة المومنين حقا لو كان ابوك مسلما ۔

نوادر الاصول میں " اسلامیا " ہے، بدایہ ونہایہ میں " مومنا " ہے:

لترحمنا عليه خلوا عنها فان اباها كان يحب مكارم الاخلاق و الله تعالى يحب مكارم الاخلاق الخ۔

یعنی حاتم طائی کی بیٹی نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے رہا فرمادیں اور اہل عرب کو مجھ پر نہ ہنسائیں میں اپنی قوم کی سردار کی بیٹی ہوں میرا باپ قوم کی حفاظت کرتا ہے اور قیدی کو چھڑاتا بھوکوں کو کھانا کھلاتا مہمان نوازی کرتا اور کھانا کھلاتا اور سلام پھیلاتا اور کبھی حاجتمند کو نہ لوٹاتا میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لونڈی تمام باتیں مومنین کی صفت ہیں اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا تو ضرور ہم اس کے لئے دعا رحمت فرماتے (پھر آپ نے صحابہ کو حکم دیا) اسے چھوڑ دو اس لئے کہ اس کا باپ اخلاقی خوبیوں کو پسند کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ اخلاقی خوبیاں پسند فرماتا ہے۔

(كنز العمال لمتقي الهند ج 3 ص 664، نوادر الاصول لحكيم الترمذي ج2ص 727،دلائل النبوة للبهقي ج5ص 341 /بدايه و النهايه ج2 ص 271،احياء علوم الدين للامام الغزالي ج2ص 453)

دوسری حدیث میں ہے کہ:

ان عدی ابن حاتم اتی نبی ﷺ فقال یا رسول ان ابی کان یصل القرابة و یحمل الکل و یطعم الطعام قال هل ادرك الاسلام قال لا قال ان اباك کان یحب ان یذکر فذکر۔

یعنی حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے اور کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے اور کھانا کھلاتے تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا انہوں نے اسلام پایا کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ تمہارا باپ شہرت پسند کرتے تھے تو وہ مشہور ہو گئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج6ص 197)

مذکورہ بالا روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حاتم مسلمان نہیں ہے۔ رہا حاتم طائی کو "سخی" کہنا تو اس میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے البتہ بطور مدح اس کو سخی نہیں کہنا چاہیے مذکورہ بالا حدیث سے اس کا کافر ہونا ثابت ہے اور از روئے شرع کافر تو کافر کسی فاسق کی مدح جائز نہیں ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ: ان الله عز و جل یغضب اذا مدح الفاسق فی الارض۔

یعنی جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ عز وجل غضب فرماتا ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ: اذا مدح الفاسق غضب الرب و اهتز له العرش۔

یعنی جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ عز وجل غضب فرماتا ہے اور اس کی وجہ سے عرش الہی کانپ جاتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(شعب الایمان للبیہقی ج4ص 231: فی حفظ اللسان)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۳۱ اگست بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

قرآن و داڑھی کو تشبیہات قبیحہ سے یاد کرنا کفر ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید حافظ قرآن ہے بکر نے زید کو کہا کہ تیرے

سینے میں قرآن نہیں بلکہ سور ہے اور کہا کہ تیرے چہرے پر داڑھی نہیں سور ہے تیرا چہرا سور جیسا ہے تو بکر کے بارے میں عندالشرع کیا حکم ہے جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ۔سائل محمد اختر حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالیٰ

بکر کا قرآن و داڑھی کی تحقیر کرنا کفر ہے اس لئے بکر اسلام سے خارج ہوگیا،اس پر توبہ صادقہ کے ساتھ تجدید ایمان، اور اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے اور اگر کسی پیر کا مرید ہے تو تجدید بیعت کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف ج 9 نصف اول ص 30 میں ہے ۔اگر داڑھی چھوڑنے یا نیچی رکھنے کی تحقیر اور ان لوگوں سے کہ ایسا کرتے ہیں استہزا اور انہیں تشبیہات وتمثیلات قبیحہ سے یاد کرے گا تو قطعا کافر ہے کہ یہ سنن متواترہ سے ہے اور اس کی سنیت قطعی الثبوت ایسی سنت کی توہین وتحقیر اور اس کے اتباع پر استہزا بالاجماع کفر ہے۔

(کما ھو مصرع فی الکتب الفقھیہ و الکلامیہ)

اور اگر ایسا نہ کرنے پر مسلمانوں پر لازم کہ اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کریں اس سے کسی طرح کا میل جول نہ رکھیں مرجائے تو نہ اسکی نماز جنازہ پڑھیں اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد عمر علی قادری سیتامڑھی بہار

۱۴ دسمبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

کافر کے لئے تندرستی کی دعا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کافر کے لیے اس کی صحت وتندورستی کی دعا کرنا کیسا؟ تفصیلی جواب ارسال فرمائیں ۔سائل معین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالیٰ

کافر کے لیے دعائے صحت کرنے کی ایک صورت جو علماء کرام نے حدیث مبارکہ سے استخراج فرمایا اور وہ یہ ہیکہ کافر مریض کے لئے ”شفاء“ کی غرض سے دعا کرنا جائز اس صورت میں ہے جبکہ اس کے اسلام لانے اور اس کا دل مائل کرنے کا قصد کیا گیا ہو ۔اور اسی طرح مرض کی حالت میں اس کی عیادت کرنا بھی جائز ہے ۔چونکہ حالت مرض میں آدمی کا دل نرم پڑ جاتا ہے اور حق قبول کرنے کی

صلاحیت بڑھ جاتی ہے اس مناسب سے کافر مریض کی عیادت کرنا بیحد مفید ہے جیسا کہ عہد رسالت ﷺ میں ایک بار ایک یہودی غلام (بچہ) بیمار پڑ گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عیادت کی اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر اس سے کہا اسلام لے آؤ تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہاں موجود تھا تو باپ نے کہا کہ ابو القاسم کی اطاعت قبول کر لو پس اس نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے اور کہہ رہے تھے کہ بڑائی ہے اس کی جس نے اس کو آگ سے نجات دی۔ واللہ تعالی اعلم
(صحیح بخاری:1356)

کتبہ
امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار
۲۴ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۸ عیسوی

****

مندر میں جا کر بھجن گانا اور گنوانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین شرح متین اس مسئلے میں کہ زید مندر میں جا کر بھجن گاتا اور گواتا ہے سود کھلے عام لیتا ہے شراب کھلے عام پیتا ہے جوا کھلے عام کھیلتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد یعقوب احمد چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالیٰ
صورت مسئولہ میں زید اگر واقعی ایسا کرتا ہے جیسا سوال میں ذکر کیا گیا تو زید خارج از اسلام ہو گیا توبہ وتجدید ایمان ونکاح لازم ہے، مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ فتاویٰ شارح بخاری میں اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: جو شخص ہندوؤں کے پوجا کے گیت اور بھجن میں شریک ہوتا ہے وہ مسلمان نہیں وہ اسلام سے نکل گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔
(جلد دوم صفحہ ٦١٧)

مشیر اسد مقیم حال ممبئی
۹ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار

****

والدین کو رب کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ

ماں باپ کو رب کہنا کیسا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا؟ سائل محمد شفیق الاسلام برکاتی گاؤں آسام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالیٰ

اضافت کے ساتھ غیر خدا پر مجازا رب کا اطلاق درست ہے جیسا کہ قرآن مجید میں رب کا استعمال غیر خدا کے لئے بھی ہوا ہے جیسا کہ سورہ یوسف میں ہے:

إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ "

وہ (عزیز مصر) تو میرا رب پرورش کرنے والا ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا اور دوسری جگہ ہے۔

" اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ "

یعنی اپنے رب (بادشاہ) کے پاس ذکر کرنا اور فرمایا: ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً " اور اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا۔

ان تینوں آیت میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی مراد بادشاہ مصر ہے یہاں ہر جگہ رب بمعنی مجازی ہے۔

(فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ ۱۳۴)

اور ایک بات جان لیں کہ مجازاً درست تو ہے لیکن کچھ الفاظ ذات باری تعالی کے لیے مستعمل ہو اور مخصوص ہو اور غیر خدا کے لیے بولا جائے جسے سننے کے بعد غلط مفہوم و مطلب نہ سمجھ لے اس طرح کے الفاظ سے بچنا ہی اولی و بہتر ہے کیونکہ لفظِ رب اللہ تعالی کے لیے ہی مستعمل ورائج ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۲۶ ستمبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

حضرات شیخین ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دینے والا کافر ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام سے سوال عرض ہے کہ جو شخص شیخین حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضوان للہ تعالی اجمعین کو گالیاں نکالتا ھے انہیں گالیاں دینے سے کافر ھوگا یا نہیں۔کیا حکم شرع لگتا ھے ایسے شخص پر؟ بحوالہ جواب عنایت ہوگی۔ سائل ذیشان احمد لاھور پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالیٰ

حضرات شیخین کریمین خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں تبرا بکنا اور انہیں گالی دینا کفر ہے فقہاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں۔جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں بحوالہ درمختار ہے۔

" فی البزازیة عن الخلاصه ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین و یلعنهما فهو کافر ۔واللہ تعالی اعلم

(ج:2/ص:86/کتاب السیر)

کتبہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۱۴ اگست بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

وہابی دیوبندی سے تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالی وبرکاتہ
سوال: وہابی دیوبندی صلح کلی سے تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟ سائل حافظ توحید عالم اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالیٰ

کسی بھی بدمذہب دیوبندی وہابی وغیرہ سے علم دین حاصل کرنا جائز نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

عن ابن سیرین قال ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم
(مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسّنۃ الخ جلد اول صفحہ ۵۶)

حضرت ابن سیرین سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بیشک یہ علم یعنی قرآن وحدیث کا جاننا دین ہے لہٰذا تم دیکھ لوکہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو اور اس سے علم سیکھنے میں بظاہر تعظیم بھی پایا جائے گا اور بدمذہب کی تعظیم کرنا اسلام کو ڈھانے کے مثل ہے۔

عن ابراھیم بن میسرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقّر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام

حضرت ابراہیم بن میسرۃ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ" جس نے بدمذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے پر مدد کی۔ واللہ تعالی اعلم
(صحیح مسلم شریف باب فی الاسناد من الدین صفحہ ۱۱)

کتبہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۸ فروری بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

بدمذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں یہ صرف اعلیٰ حضرت کا قول ہے یا حدیث سے بھی ثابت ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ زید کہتا ہے کہ صرف اعلیٰ حضرت نے کہا ہے کہ وہابی دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز وحرام ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا ہے کہ وہابی دیوبندی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہیے اور کہا کہ سعودی عرب کے وہابی دیوبندی کے پیچھے نماز ہوجائے گی اس لئے کہ ہم وہاں مجبور رہتے ہیں تو دریافت طلب یہ ہے کہ زید کا قول صحیح ہے یا نہیں؟ جواب عطا فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل اعجاز احمد قادری ویسٹ بوکارو جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــــہ تعـــــــــــــــالیٰ

زید بدمذہب اوراس کے ہمنواؤں (وہابیہ دیابنہ وغیرہم) کا یہ کہنا کہ صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہی نے فرمایا ہے کہ بدمذہبوں وہابیہ دیابنہ وغیرہم کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز وحرام ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا ہے، یہ اس زید بے قید اوراس کے ہمنواؤں کا کھلا فراڈ صاف بہتان عظیم ہے۔

حضور نبی اکرم تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدمذہبوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے ان کی عیادت کرنے ان کے جنازہ میں شامل ہونے ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے صاف صاف منع فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیں حدیث پاک:

"عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اياكم واياهم لايضلونكم ولايفتنونكم فان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلاتشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم ولا تجالسوهم ولاتشاربوهم ولاتواكلوهم ولاتناكحوهم ولاتصلوا عليهم ولاتصلوامعهم"

(مسلم, ابوداود, ابن ماجه, عقيلي, ابن حبان)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب سے دور رہو اورانہیں اپنے قریب نہ آنے دو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

(انوارالحدیث صفحہ 48 مطبوعہ مکتبہ فقیہ ملت دہلی)

اوررد المحتار کے حوالے سے حضرت صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ رد المحتار میں ہے:

" كما وقع فی زماننا فی اتباع ابن عبد الوهاب الذين خرجوا من النجد

وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذالك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتیٰ کسر الله شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عسا کر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف"

یہ لوگ گمراہ بے دین ہیں ان کے پیچھے نماز جائز نہیں اختلاط ومصاحبت ممنوع " ایاکم وایاهم لایضلونکم ولایفتنونکم "

(الحدیث)

ان کے ساتھ مناکحت میل ملاپ ابتدا بالسلام نادرست ہے مسلمانوں کو ان کی صحبت سے پرہیز لازم ہے۔

(فتاویٰ صدر الافاضل باب العقائد صفحہ 104 / 105 مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور)

وہابیہ دیابنہ وغیرہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ ورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے اور اپنے عقائد باطلہ کی بنا پر کافر ومرتد ہیں اس لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان کے ساتھ میل ملاپ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے وغیرہ سے منع فرمایا ہے، نہ وہ کفر کرتے نہ تکفیر ہوتی رضا کی خطا اس میں سرکار کیا ہے۔

بدمذہب چاہے حرمین کا امام ہو یا بحرین کا امام ہو یا کہیں کا امام ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں، کسی کا یہ کہنا کہ عرب میں مجبوری ہے اس لئے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ملنی چاہیئے تو اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کتنی بھی مجبوری ہو سر کے بل نہیں پاؤں کے بل ہی چلا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہراشٹر

۲۶ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

کاہن کو ہاتھ دکھانا شرع میں کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام مفتیان اہلسنت وعلمائے اہل ملت کے بارگاہ میں عرض ہیکہ اپنا مستقبل جاننے کے لئے کسی کو اپنے ہاتھ کی لکیروں کو دکھانا اور اس پر یقین رکھنا کیسا ہے؟ دیکھنے والے اور دکھانے والے پر کیا حکم ہے حضرت بتادیں۔ سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالیٰ

کاہن کو ہاتھ دکھانا اور اس پر یقین رکھنا کفر ہے اور کاہن بھی کافر ہے جیسا کہ مجدد اعظم اعلحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے۔اسی کو حدیث میں فرمایا:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كَاهِنًا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ« "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس سے انکار کیا جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا گیا۔

(جامع الترمذی، الحدیث: ۱۳۵، ج۱،ص ۱۸۵)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۶ رضا فاونڈیشن لاہور)

مفسرِ شہیر مفتی احمد یار نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے مذکورہ حدیث شریف کی یوں شرح فرماتے ہیں:

”خیال رہے کہ یہاں سے شرعی کفر ہی مراد ہے،(یعنی جو کفر) اسلام کا مقابل (ہے)۔(یہ اس صورت میں ہے کہ جب) کاہن نجومی کو عالم الغیب جان کر اس سے فال کھلوائیں یا غیبی خبریں پوچھیں اور اگر گناہ سمجھ کر یہ کام کریں،تو فسق ہے،کفر نہیں یا یہاں کفر سے مراد لغوی معنی ہیں ناشکری۔“

" وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " »مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِنْ عِلْمِ النُّجُومِ لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللَّهُ، فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ، الْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ، وَالْكَاهِنُ سَاحِرٌ، وَالسَّاحِرُ كَافِرٌ« "

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علم نجوم کا کوئی باب اس کے سوا کے لیے حاصل کرے جو اللہ نے ذکر فرمایا تو اس نے جادو کا حصہ سیکھا، نجومی کاہن، جادوگر، اور کاہن جادوگر کافر ہے۔واللہ تعالی اعلم

(مراۃ المناجیح، کتاب الطہارت، حیض کا باب، دوسری فصل، جلد ۱، صفحہ ۲۵۱، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاھور)

کتبہ

فقیر محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی

۲۱ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

آقا لے لو سلام اب ہمارا اسلام مذکور پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ آقا لے لو سلام اب ہمارا پڑھنا کیسا کیا یہ پورا اسلام نہیں پڑھنا چاہئے؟ جلد جواب عنایت فرمائیں۔　　سائل محمد عرفان رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعـــــــــــالیٰ

آقا لیلو سلام اب ہمارا یہ سلام پڑھنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے لیکن اس سلام میں ایک مصرع ایسا، ہے جو قابل گرفت ہے امتی کیا خود خدا، ہے شیدا تمہارا ،اللہ تعالیٰ کو حضور ﷺ کا شیدا کہنا جائز، نہیں جیسا کہ حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدا کہنا جائز نہیں کہ اس میں معنیٰ سوء کا احتمال ہے شیدا کا معنیٰ آشفتہ، فریفتہ، مجنون، عشق میں ڈوبا ہوا عاشق ہے جو اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ ہے"

(فتاویٰ شارح بخاری جلد اول، صفحہ ۱۴۱)

میں کہتا ہوں کہ سرکار اعلیٰ حضرت کے دو مشہور زمانہ سلام پڑھے جائیں:

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کعبے کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں درود

تا کہ کوئی شک وشبہ نا رہے کہ یہ پورا سلام پڑھنا چاہیے یا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۳ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

وہابی دیوبندی کو جہنمی کہنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

میرا ایک سوال ہے اس کا جواب اگر کسی حضرات کے پاس ہو تو حوالے کے ساتھ بتائیں مہربانی ہوگی، کیا غیر مقلد (وہابی، دیوبندی، اہل حدیث) کو جہنمی کہہ سکتے ہیں؟ سائل محمد اسحاق یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالیٰ

غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، اہلحدیث و دیگر فرقہ باطلہ وغیرہم کو جہنمی کہہ سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، اہلحدیث گمراہ و بدمذہب فرقے ہیں ترمذی شریف صفحہ ۸۹ / اور مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰ / پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ و تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی

• ترجمہ: بنی اسرائیل ۷۲ / بہتّر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت ۷۳ / فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں ایک فرقہ والوں کے سوا باقی تمام فرقے والے جہنمی ہوں گے (صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ ایک فرقہ والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی طریقے پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

(ترمذی شریف صفحہ ۸۹ / مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰ /)

اور پیشوایان وہابیت و دیوبندیت مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی اپنی عبارتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تکذیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور عقیدۂ دینیہ ضروریہ ختم نبوت کا انکار کرنے کے سبب بحکم شریعت اسلامیہ قطعاً یقیناً کافر ومرتد ہیں چنانچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ! تحذیر الناس، فتویٰ دستخطی مہری گنگوہی، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی عبارات کفریہ التزامیہ پر اسلامی نقطۂ نظر سے بحث مکمل کر لینے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

ھٰؤلاء الطوائف کلھم کفارون مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین وقد قال فی البزازیہ والدرر والغرر والفتاویٰ الخیریۃ ومجمع الانھر والدر المختار وغیرھا من معتمدات الاسفار فی مثل ھٰؤلاء الکفار من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر.

یعنی یہ طائفے (مولوی نانوتوی ،مولوی گنگوہی، انبیٹھی ،تھانوی اور ان کے ہم عقیدے چیلے) سب کے سب کافر ومرتد ہیں باتفاق امت، اسلام سے خارج ہیں اور بے شک بزازیہ، درر، غرر، فتاویٰ خیریہ، مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ معتبر کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو شخص ان کے کفری عقائد سے آگاہ ہو کر ان کے کافر ہونے اور عذاب دیئے جانے پر شک کرے تو وہ بھی کافر ہے۔

(حوالہ: حسام الحرمین صفحہ ۱۰۸/ المعتمد والمستند صفحہ ۲۰۵/ ۱۳۲۱ھ ہجری مطبع تحفۂ حنفیہ پٹنہ بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت)

حاصل یہ کہ غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، اہلحدیث یہ سب گمراہ و بدمذہب فرقے ہیں اور گمراہ و بدمذہب فرقوں کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابومحمد حامد رضا محمد شریف الحق رضوی ! امام وخطیب نوری رضوی جامع مسجد رسول گنج عرف کوئی ضلع سیتامڑھی باشندہ کٹیہار، بہار،

۶/ فروری بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

حرمین شریفین کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ھذا کے سلسلہ میں کہ جب ہم اہل سنت و جماعت عمرہ شریف یا حج بیت اللہ کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ حاضری دیں تو وہاں امام حرم کی اقتدا میں نماز پڑھیں یا پھر اپنی نماز علاحدہ نماز ادا کریں۔ برائے مہربانی جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی محمد دانش شیخ انعامی نقش بندی ثم ربانی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

صورت مستفسرہ میں حرمین شریفین کی دونوں مساجد کے امام نجدی ہیں اور ابن عبد الوہاب نجدی کے عقیدے پر ہیں یہ تحقیق شدہ بات ہے اور ابن عبد الوہاب نجدی کے عقائد ونظریات کے تعلق

سے ردالمحتار میں حضرت علامہ ابن عابدین شامی حنفی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ، لَكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُونَ، وَاسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتَّى كَسَرَ اللَّهُ تَعَالَى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفِرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِينَ عَامَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ وَأَلْفٍ

(الجزء الرابع الصفحه ۲۶۲. دار الفکر بیروت)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نجدیوں کا عقیدہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں ان کے علاوہ دنیا کے تمام مسلمان مشرک ہیں، نیز وہابیہ نجدیہ شان رسالت میں انتہائی گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں سارے جہاں میں مسلمان تو بہت ہیں اور جو کسی ایک مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

"ایما امرء قال لاخیه کافرا فقد باء بها احدهما ،زاد مسلم ان کان کما قال والا رجعت الیه"

جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی، اگر جسے کہا وہ فی الحقیقۃ کافر ہے تو خیر، ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا۔

امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی معمولی گستاخی کرنے والا کافر ہے اس لیے نجدی وہابی دیوبندی اپنے کفری عقائد کی بنا پر کافر و مرتد ہیں اور جو کافر و مرتد ہوں اس کی خود کی نماز نماز نہیں نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز درست اس وجہ سے نجدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا گویا کہ نماز قضاء کرنا ہے اسی وجہ سے اپنی نماز الگ پڑھیں اسی میں خیر ہے ورنہ ہاں اور ایک بات ذہن نشین کرلیں کہ مکہ مکرمہ کی شان یہ ہے کہ وہاں ایک نیکی پر ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے وہیں، ایک گناہ پر لاکھ گناہ لکھا جاتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد منظر رضا نوری
۱۵ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

ہے خدا ناراض اب سارے مؤذن ہو گئے ایسا کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شعر کے بارے میں؟ جو مندرجہ ذیل ہے۔

ملاقاتیں عروج پر تھیں اذان کا جواب تک نہ دے سکے لوگ
اب محافظ روٹھا ہوا ہے تو سب مؤذن بنے بیٹھے ہیں

تمام مفتیان عظام توجہ فرمائیں اور بحوالہ جواب عنایت فرمائیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔ سائل نظام اختر پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

آدمی جب عیش وآرام میں ہوتا ہے تو اتراتا ہے یاد الٰہی سے غافل نظر آتا ہے اور رب کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنے قوت بازو کا کمال سمجھتا ہے مگر جوں ہی کسی تکلیف یا مصیبت و پریشانی بیماری ناداری میں مبتلاء ہوا تو فوراً اپنی ساری دھماچوکڑی بھول جاتا ہے اور رب کی بارگاہ میں روتا گڑگڑاتا فریادیں کرتا اور خوب لمبی لمبی دعائیں کرتا ہے، رب قدیر وکریم جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى ٱلْإِنسَـٰنِ أَعْرَضَ وَنَـَٔا بِجَانِبِهِۦ وَإِذَا مَسَّهُ ٱلشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ

(پارہ 25 سورہ حم سجدہ آیت نمبر 51)

ترجمہ: اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو چوڑی دعا والا ہے۔

(کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اور اس احسان کا شکر بجا نہیں لاتا اور اس نعمت پر اتراتا ہے اور نعمت دینے والے پروردگار کو بھول جاتا ہے یاد الٰہی سے تکبر کرتا ہے کسی قسم کی پریشانی بیماری یا ناداریوں وغیرہ پیش آتی ہے خود بدعائیں کرتا ہے روتا ہے گڑگڑاتا ہے اور لگاتار دعائیں مانگنے جاتا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان صفحہ 698)

شعر مذکو راسی تناظر میں کسی واقف حال نے کہا ہے جو شعر تو نہیں معلوم پڑ تا کہ وہ کسی بحر ووزن پر ہومگر رب تعالیٰ کے لئے" روٹھنے" کا جملہ درست نہیں اگر چہ شعر کہنے والا یہ کہنا چاہتا ہے کہ جب احوال ٹھیک تھے تو اذان کا جواب دینے کی فرصت نہ تھی اب جب کہ رب ناراض ہوگیا تو سب مؤذن بنے بیٹھے ہیں اس لئے شعر مذکو راس طرح لکھیں کہیں:

تھیں ترقی پر ملاقاتیں اذاں بھولے تھے لوگ

ہے خدا ناراض اب سارے مؤذن بن گئے

اچھا انسان وہ ہے جو ہر حال میں اپنے پروردگار کا شکرادا کرتا ہے اس کی دی نعمت پر اتراتا نہیں ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی

* *

معظم دینی کی توہین وتحقیر کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنے بیوی بچوں میں جھگڑا کیا بیوی اور بچوں کو گندی گندی گالیاں دینے لگا چونکہ اس کا بڑا بیٹا سعودی عربیہ میں رہ چکا تھا بیٹے نے اپنے باپ زید سے کہا کہ مجھے اتنی گندی گندی گالی مت دو میں کعبہ مدینہ دیکھ کر آیا ہوں زید کی بیوی کا بیان ہے کہ اتنا سن کر میرا شوہر زید غصہ میں آ کر کعبہ مدینہ کو ملا کر بدکلامی کے ساتھ کعبہ شریف ومدینہ شریف کو بری بری گالیاں دینے لگا بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کی توہین کی لہذا زید پر شریعت کا کیا حکم ہے اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا کیسا ہے برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں عین کرم ہوگا۔ سائل محمد عرفان امام مسجد برگد پروہ ضلع بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــالیٰ

معظم دینی جیسے قرآن حدیث انبیاء کعبہ فرشتہ کی توہین کفر ہے جیسا کہ کفریہ کلمات کے بارے میں

سوال و جواب میں بحوالہ غمز عیون البصائر مرقوم ہے کہ قرآن مسجد و دیگر معظمین یعنی جس کی عظمت شرعا مسلم ہے مثلا انبیاء فرشتے قرآن حدیث پاک وغیرہم کی توہین کفر ہے لہذا زید کہ جس نے کعبہ شریف کو گالیاں دینے کی وجہ سے کفر کیا اس پہ توبہ استغفار تجدید ایمان و نکاح لازم ہے اگر ایسا نہ کرے تو سارے مسلمان اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کرے کقولہ تعالی:

وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

امجد رضا امجدی

۲۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ جولائی ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

کیا اعلی حضرت اور اشرف علی تھانوی ایک ہی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

آج کل یہ میسیج بہت عام ہو رہا ہے کہ اعلی حضرت نے اور اشرف علی تھانوی نے ایک ساتھ میں پڑھائی کی حالانکہ یہ سراسر غلط ہے مگر مع دلیل جواب دی جئے مہربانی ہوگی، اعلی حضرت کی تعلیمی دور اور اشرف علی تھانوی کا زمانہ مع حوالہ ارسال کریں۔ بہت مہربانی ہوگی۔ سائل آفتاب عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور یہ بلکل جھوٹ ہے کہ اعلی حضرت قدس سرہ اور اشرفعلی تھانوی ایک ہی مدرسہ کے پڑھے ہوے ہیں اعلی حضرت نے کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں حاصل کی گھر پر ہی رہ کر پوری تعلیم حاصل کی اور اعلی تعلیم اپنے والد ماجد سند المحققین مولانا و مفتی نقی علی خان سے حاصل کیا اور اشرفعلی تھانوی نے اپنی ابتدائی تعلیم تھانہ بھون میں حاصل کی اور تکمیل دیوبند کے مدرسہ میں کیا اور اعلی حضرت قدس سرہ نے پہلا فتوی 14 شعبان 1286ھ میں لکھا اس وقت اشرفعلی تھانوی اپنے گاوں کے تھانہ بھون مدرسے میں

ابتدائی کتاب پڑھتے تھے مولوی اشرفعلی تھانوی کی فراغت مدرسہ دیوبند سے ١٣٠٠ھ میں ہوئی ہے جبکہ اعلی حضرت کے علم وفن کا ڈنکا ہر چہار عالم میں بج رہا تھا یہ وہابیوں کی خباثت ہے کہ نرا جھوٹ بولتے ہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شارح بخاری جلد سوم کتاب العقائد ص345)

کتبـــــہ

محمد اسماعیل خان امجدی انٹیا تھوک باز ار ضلع گونڈہ یو پی

****

راکھی باندھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں راکھی بندھوانا کیسا ہے مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد قمر رضا قادری جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالیٰ

راکھی بنادھنا سخت فسق اور فجور ہے جس نے باندھا اور جس نے بندھوایا سب فاسق و مستحق عذاب نار ہوئے اور ان سب پر توبہ لازم ہے حضرت مفتی شریف الحق علیہ الرحمہ جن مسلمان عورتوں نے ہندؤوں کو یہ ڈورا باندھا یا جن مسلمان مردوں نے ہندو عورتوں سے یہ ڈورا بندھوایا فاسق و فاجر گنہگار مستحق عذاب نار ہوئے لیکن کافر نہ ہوئے اس لیے کہ یہ راکھی بندھن پوجا نہیں ان کا قومی تہوار ہے اور ان کا یہ قومی شعار ہے مذہبی شعار نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شارح بخاری جلد 2 ص565)

کتبـــــہ

الفاظ قریشی نجمی

۴ مارچ بروز سوا موار ۲۰۱۹ عیسوی

****

علماء اسلام کو گالی دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر کسی شخص نے اہل سنت وجماعت کے عالم کو گالی دیا اس پر کیا حکم ہے اس کا فتوٰی دلیل سے روشن کیجئے فقط والسلام۔ سائل امیر الحسن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالٰی

صورت مستفسرہ میں فقہاء کرام فرماتے ہیں شخص مذکورہ سخت گنہگار ہیں توبہ کریں۔

فتوی تاج الشریعہ ا ص (۴۹۴)

اور حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں حکم شرع بتانے پر عالم دین کو گالیاں دیں اس لئے شخص مذکورہ پر لازم ہے توبہ تجدید ایمان اور بیوی ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے اس لئے کہ حکم شرعی بتانے پر کسی عالم کو گالی دینا حقیقت میں حکم شرع کو گالی دینا ہے جو بلاشبہ کفر ”الاشباہ والنظائر میں ہے: والاستہزاء بالعلم والعلماء۔ واللہ تعالی اعلم

(فتوی شارح بخاری (۲) ص (۲۱۸)

کتبـــــــہ

محمد راشد مکی

۱۰ جنوری بروز جمعرات ۲۰۱۹

****

جن اسکولوں میں شرکیہ تعلیم ہو وہاں بچوں کو پڑھنے کے لئے بھیجنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ انگریزی تعلیم کے لیے بچوں کو اسکول میں بھیجنا کیسا ہے؟ جہاں قرآن وحدیث کے خلاف اور اولیائے کرام کی شان کے برعکس پڑھایا جاتا ہو مثلاً: (معاذ اللہ)

۱. پرتھوی (دنیا) گھوم رہی ہے۔

۲.انسان پہلے بندر تھے۔
۳.حضرت اورنگ زیب (رضی اللہ عنہ) کی شان میں گستاخیاں کرنا۔
۴.کافروں کے بتوں کی جئے بلوانا؛لکھوانا۔
۵.کافر استاد کے لیے یا انکی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا.البتہ کافروں کی تعظیم کرنا۔
۶.موہنداس کرم چند گاندھی کے نام کے آگے مہا آتمہ جیسے تعظیمی الفاظ کا استعمال کرنا،مہا تمہ (روح القدس)
۷.جن گن من پڑھنا۔
۸.وندے ماترم پڑھنا۔
۹.سنسکرت زبان میں شامل اشلوک پڑھنا.جن میں بتوں کی تعریف اور اوصاف ہوں۔
۱۰.غرض کہ ایسی بہت سی مشرکانہ چیزیں جن میں پرارتھنا کروانا. ہاتھ جوڑ کر اور بہت سی ایسی باتیں ہیں۔

تو ایسی صورت میں بچوں کو اسکول بھیجنا کیسا؟ اور جو بھیجتا ہے اس پر شریعت میں کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں یا ائمۂ مجتہدین کے اجتماع کی روشنی میں حوالجات کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں اور تحریری نسخہ بھی عنایت فرمائیں۔سائل:محمد عرفان رضا جام نگر گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالٰی

ایسے اسکول میں بچوں کو تعلیم کے لئے بھیجنا اشد حرام ہے اور منجر الی الکفر ہے پوجا سرسوتی کی ہو یا کسی دیوی دیوتا کی شرک ہے اور وندے ماترم کا گانا خود مشرکانہ ہے ماتھے پر ٹیکا لگانا کفر ہے یہ خاص ہندوں کا مذہبی شعار ہے اور ہندو ہونے کی علامت بچے تو غیر مکلف بھی ہیں اور نا سمجھ اور ماں باپ کے تابع ہیں ماں باپ جہاں بھیجیں گے چلے جائیں گے لیکن جب معلوم ہے کہ ان اسکولوں میں پوجا ہوتی ہے وندے ماترم کا گانا بچوں کو سکھایا جاتا ہے پیشانی پر قشقہ ٹیکا لگایا جاتا ہے ان اسکولوں میں بچوں کو بھیجنا کفر پر راضی ہونا ہے اور رضا بالکفر کفر ہے،ارشاد ہے انکم اذا مثلھم لوگوں کو سمجھایا جائے اور یہ فتوی دکھایا جاے مان جائیں تو بہتر ہے سمجھانے اور فتوی دکھانے پر جو لوگ نہ مانیں پھر بھی بچوں کو بھیجیں وہ لوگ اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو جائیں گے انکی بیویاں انکے نکاح سے خارج ہو جائیں

گی ان کے سارے اعمال حسنا اکارت ہو جائیں گے اللہ تعالی مسلمانوں کو ہدایت دے۔واللہ تعالی اعلم
(فتاوی شارح بخاری جلد دوم ص 591)

کتبـــــہ
محمد اسماعیل خان امجدی
۱۵ نومبر بروز جمعرات ۲۰۱۸

****

کسی سنی صحیح العقیدہ کو وہابی یا کافر کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید جو کہ ایک مسجد کا امام ہے اس نے بکر کو جو سنی صحیح العقیدہ ہے اسے دیوبندی وہابی کے عقیدے سے تشبیہ دیا نیز کافر ہونے کا بھی الزام لگایا ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔سائل مولانا منصور رضا سمنانی نگھرڑ یابہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالیٰ

وہابیہ دیابنہ اللہ تبارک وتعالی جل شانہ ورسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے اور اپنے عقائد باطلہ کی بنا پر کافر ومرتد ہیں علمائے حرمین شریفین نے یہاں تک کہ فرمایا:

من شك فی كفره وعذابه فقد كفر

یعنی جو شخص ان کے عقائد پر مطلع ہو کر پھر بھی ان کے کفر وعذاب کے بابت شک کرے وہ خود کافر ہے۔

لہذا زید کا بکر کو ان کے مثل یا کفار کے مثل بطورِ زجر وتوبیخ کہنا سخت حرام ہے اور اعتقاد کر کے کہنا کفر ہے حضرت شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کو اے کافر کہنا سخت حرام ہے صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذاقال الرجل لاخیه یاکافر فقد باء بها احدهما فان کان کماقال والارجعت علیه

ترجمہ: جب کوئی شخص اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ان دونوں میں سے ایک کی طرف لوٹاتا ہے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا ہے تو فبہا ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الآداب من کفر اخاہ بغیر الخ)

مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں:

من دعا رجله بالکفر اقال عدوالله ولیس کذالك إلا عادعلیه

جو کسی شخص کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے یا کہتا ہے اے اللہ! کے دشمن اور وہ ایسا نہیں تو اس کہنے والے پر لوٹے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان)

(فتاویٰ حدیثیہ مترجم صفحہ نمبر 388 ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت داتا دربار مارکیٹ لاہور)

اسی فتاویٰ کے دوسرے صفحہ پر ہے:

جس نے کسی مسلمان کو اے کافر کہہ دیا ہے حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ معتمد قول یہ ہے کہ اگر اس نے یہ کلمہ کسی مسلمان کو اس کے دین کی وجہ سے کہا ہے تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر کہا ہے کتاب الروضۃ اور اس کی مختصرات وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔

(ایضاً صفحہ نمبر 390)

فلہذا زید مذکور نے اگر اعتقاد کرکے بکر کو کافر کہا حالانکہ بکر کافر نہیں ہے تو وہ خود کافر ہوگیا ہاں اگر بکر کے کسی قول وفعل وعمل سے زید کے نزدیک اس کا کفر ثابت ہے تو کفر زید پر نہیں لوٹے گا اور اگر بکر کے کسی قول وفعل وعمل سے بکر کا کفر ثابت نہیں ہے تو زید توبہ وتجدید ایمان کرے اور اگر بطور زجر وتوبیخ کہا تو سخت گناہ گار ہوا توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس قسم کی باتیں کہنے سے بچنے کا پکا عہد کرے اور جب توبہ واستغفار وغیرہ کرلے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی

****

حرام کام پر سبحان اللہ یا ماشاء اللہ کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال اگر حضرت کوئی شخص حرام کام پر سبحان اللہ ماشاء اللہ کہے اس پر شرعی حکم کیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل امید علی راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــالی

حرام کام پر" سبحان اللہ ما شاء اللہ" کہنا ناجائز وحرام ہے قائل پر لازم ہے کہ توبہ و استغفار کرے کیونکہ ماشاء اللہ، سبحان اللہ، یہ جملے اللہ کی حمد سے متعلق ہیں اور حمد کے بارے میں سید الفقہاء علامہ ابن عابدین الشامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

"اما الحمدلة فتجب فی الصلاۃ و تحرم بعد اکل الحرام الخ۔ واللہ تعالی اعلم (ج۱/ص۷۰ مطبع زکریا بکڈپو)

کتبــــه

اسرار احمد نوری نینی تال اتراکھنڈ

13 فروری 2021 بروز ہفتہ

****

کیا انسان مرنے کے بعد بھوت بن جاتا ہے؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال۔ اگر کوئی مسلمان بچے یا بچی گلے میں فانسی لیکر یا زہر پیکر انتقال ہو جائے تو وہ بھوت بن جاتے ہیں یا پھر نہیں برائے مہربانی حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی۔ کوثر رضا نوری کشنگنجوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــالی

خودکشی کرنا ناجائز وحرام ہے لیکن ایسی موت مرنے والا مسلمان بھوت نہیں بنتا ہاں کفار کے متعلق ایک قول مجدد اعظم اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے الملفوظ حصہ سوم صفحہ 30 پر کچھ

اس طرح فرمایا کہ مسلمان کا ہمزاد مقید کرلیا جاتا ہے اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے (یعنی وہ آزاد رہتا ہے) جب لوگ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں انکے ساتھ کراماً کاتبین اور شیاطین ہوتے ہیں۔

(فتوی شارح بخاری اول صفحہ 669)

نوٹ: لفظ بھوت جو عوام میں معروف ہے اور لوگ لفظ بھوت سے ہی خوفزدہ ہو جاتے ہیں پریشان ہو جاتے ہیں درحقیقت یہی آزاد کفار کے ہمزاد ہیں اور ہمزاد ہی کو بھوت بولتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۳.دسمبر بروز سوموار ۲۰۱۸

****

غیر مسلم سے دعا کروانا اوران کی عبادت گاہ میں جانا کیسا ہے؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا سوال یہ ہے کہ اک ایسا شخص جسکی بیماری اتنی بڑھ گئی ہے کہ ڈاکٹر نے اسکے پاؤں کاٹنے کو کہا ہے یعنی علاج ممکن نہیں ہے تو اب اسے دوا کے ساتھ دعا کی زیادہ ضرورت ہے تو کسی نے مشورہ دیا ہے کہ وہ شخص کرسچن کی عبادت میں جائے اور وہاں اپنے لیے دعا کروائے کیونکہ وہاں ایسے کیسز دیکھنے کو ملے ہیں کہ لوگ صحت یاب ہو جاتے ہیں تو کیا وہاں جانا اور دعا کروانا اس کے لیے جائز ہوگا۔ سائل حافظ توحید رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

اولا: یہ کہنا علاج ناممکن ہے از روئے شرع درست نہیں ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تداووا عباد اللہ فان اللہ لم یضع داء اِلاّ وضع لہ دواء غیر داءٍ واحد الھرم ، اخرجہ احمد وابو داؤدوالترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن اسامۃ بن شریك رضی اللہ تعالی عنہ بسند صحیح۔

ترجمہ: خدا کے بندو! دوا کروکہ اللہ تعالی نے کوئی بیماری ایسی نہ رکھی جس کی دوا نہ بنائی ہو مگر

ایک مرض یعنی بڑھاپا، (اس کو احمد، ابوداؤد، ترمذی نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

جامع الترمذی، ابواب الطب، باب ماجاء فی الدواء والحث علیہ، امین کمپنی دھلی، ۲/ ۲۵، سنن ابی داؤد، کتاب الطب باب الرجل یتداوی، آفتاب عالم پریس لاھور، ۲/ ۱۸۳

ثانیاً: کرسچن کی عبادت گاہ میں جانا اور ان سے دعا کروانا قطعی جائز و درست نہیں ہے، کیونکہ اگر کوئی شخص کرسچن سے اس نیت سے دعا کرائے کہ اس کے کلمات حق ہیں (حالانکہ عموماً غیر مسلم/ کرسچن لوگ کفریہ کلمات پڑھ کر دعا کرتے ہیں) ہیں یا اس کی وجہ سے ضرور میرا مرض صحیح ہو جائے گا تو صریح کفر ہے اور ایسا کرنے والا مسلمان کافر و مرتد ہو جائے گا، جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

اگر یہ احکام قطع ویقین کے ساتھ لگا تا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں، اس کی تصدیق کرنیوالے کو صحیح حدیث میں فرمایا:

قد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔

(بحوالہ جامع الترمذی، ابواب الطھارۃ باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان الحائض، امین کمپنی دھلی، ۱/ ۱۹، فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والإباحۃ، جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۱۰۱)

اور اگر یہ سب نہ بھی ہو پھر بھی حرام ہے اگر چہ کفر کی حد تک نہ پہنچے۔

ثالثاً: کفار (کرسچن کفار ہی کی جماعت میں شمار ہوتے ہیں) کی عبادت گاہ ان سے دعا کروانے جانا بھی حرام ہے، جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ ہندیہ و رد المحتار و بحر الرائق کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے:

یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنسیۃ وانما یکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین۔

ترجمہ: یہودیوں کی عبادت گاہ اور عیسائیوں کے گرجے (چرچ) میں کسی مسلمان کا داخل ہونا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیاطین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب الکراھیۃ الباب الرابع عشر، نورانی کتب خانہ پشاور، ۵/ ۳۴۶)

بحرالرائق میں ہے:

والظاہر انہا تحریمیۃ لانہا المراد عند اطلاقھم

ظاہر یہ ہے کہ کراہت سے کراہت تحریمی مراد ہے کیونکہ عندالاطلاق وہی مراد ہوا کرتی ہے۔

(بحواله ردالمحتار، بحواله بحرالرائق، کتاب الصلوٰة مطلب تکرہ الصلوٰة فی الکنسیة، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/۲۵۴، فتاوی رضویه، کتاب الحظر والإباحة، جلد۲۱، صفحه نمبر۱۶۱)

کتبــــــہ

محمد امتیاز حسین قادری

7اکتوبر بروز اتوار 2018

****

اگر کوئی مسلمان نادانستہ طور پر دیوبندی کی نماز جنازہ میں شرکت کی تو اسکے لئے بعد وفات دعائے مغفرت کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام مفتیان عظام کی بارگاہ میں نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ ایک مسئلہ پیش خدمت ہے کہ ایک علاقہ ہے جہاں کچھ ایسے مسلمان تھے جوکہ دیوبندی اور سنی کے تعلق سے کچھ جانکاری نہیں تھی اس علاقہ میں دو مسجد ہے لوگ دونوں مسجد میں جایا کرتے تھے کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ وہاں کے ایک مسجد میں کچھ دیوبندی کے علماء آئے اور وہاں کے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا اور لوگ ان دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے کہ کسی کو انکے بارے میں معلوم نہیں تھا دوسرے مسجد میں سنی علمائے کرام دیوبندیوں کے بدعقیدوں سے لوگوں کو آگاہ کیا تو لوگ الگ الگ بٹ گئے کچھ سنی مسجد میں جاتے تو کچھ دیوبندی میں جاتے ہیں لیکن سب آس پاس کے گھروں میں ہی رہنے والے ہیں لہذا اڑوس پڑوس میں کچھ دیوبندی ہیں تو انکے نماز جنازہ میں بھی شریک ہوتے تھے لوگ انکے عقیدہ کو سہی سمجھ کر نہیں فقط پڑوسی یا دوستی ہونے کے بنا پر لیکن جیسے جیسے لوگ مسئلہ سے آگاہ ہوئے تو انسے

دوستی اور نماز جنازہ میں جانا ترک کر دیے لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ لوگوں کا پہلے انکے پیچھے نماز پڑھنا اور پھر انکی نماز جنازہ میں شریک ہونا کیسا ہے، حضرت یہ معاملہ 1991 سے بہت پہلے کی بات ہے یہ اس لیے بتائیں کہ اگر انکا ایمان چلا گیا تو اب انکے نام سے ایصال ثواب کر سکتے ہیں یا نہیں نیز ایسی صورت میں تجدید ایمان، نکاح اور بیعت کے بارے میں کیا حکم شرع ہے۔

لوگوں سے سننے میں آیا ہے کہ اگر اعلیٰ حضرت یا تاج الشریعہ رضی اللہ عنہما سے مرید ہونے والے لوگوں کو تجدید بیعت کی ضرورت نہیں کیا لوگوں کا یہ کہنا درست ہے، علمائے کرام تشفی بخش جواب عنایت فرمائے کرم نوازش ہوگی۔ (سائل محمد نور عالم آسام)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے مذکورہ مرحومین نے ان دیوبندیوں کو حق پر جانتے ہوئے ان کے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے بلکہ محض تعلقات کی بنا پر شامل ہوئے ایسی صورت میں سنی صحیح العقیدہ کے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ ان کے نماز جنازہ میں شریک ہونا قطعی جائز نہیں ہے لیکن اب چونکہ ان کا انتقال ہوگیا ہے لہٰذا ان کے دعاء مغفرت وایصال ثواب میں کوئی قباحت نہیں بلکہ باعث اجر وثواب ہے۔

(عام کتب فقہ وفتاویٰ)

مسئلہ ثانی رہا تجدید بیعت کا مسئلہ تو فعل مذکور کی وجہ سے مذکورہ افراد کو تجدید بیعت کرنا کچھ لازم و ضروری نہیں ہے ہاں اگر کسی سے کفریہ کلمات واَفعال کا ارتکاب ہو جائے تو اس پر تجدید بیعت کی حاجت ہوتی ہے اور اس کے لیے (کفریہ افعال کے مرتکب کے لیے) چاہے کسی کا بھی مرید ہو سب کے لیے بیعت سابقہ کالعدم ہو گئی یہ کہنا کہ اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے مریدین کے لیے تجدید بیعت نہیں ہے محض افواہ ومن گھڑت ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد امتیاز حسین قادری

23 اکتوبر بروز منگل 2018

****

دیوی دیوتاؤں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور کا کھانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

دیوی دیوتاؤں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور کا کھانا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں۔سائل مولانا غلام محمد صاحب،مرزاپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اسی طرح کے سوال کے جواب میں حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں: کہ مشرکین اپنے بتوں کے لئے سانڑ چھوڑتے ہیں جسے سائبہ کہتے ہیں جسے کان چیر کر چھوڑتے ہیں اسے بحیرہ کہتے ہیں اوران جانوروں کو حرام جانتے،اللہ تعالیٰ نے ان کارد فرمایا:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ، وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ، وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ"

یعنی اللہ تعالیٰ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا نہ بحار نہ وصیلہ اور نہ حامی ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء باندھتے ہیں اوران میں اکثر نرے بےعقل ہے۔

(پارہ ٦ سورۃ المائدہ)

یعنی یہ باتیں اللہ نے ٹھرائیں نہیں بلکہ جھوٹ باندھتے ہیں تو ان جانوروں کا حرام بنانا کافروں کا طریقہ ہے اور قرآن مجید کے خلاف ہے اور آیہ ما اھل بہ لغیر اللہ اس جانور کے لئے ہے جسکے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے چھوڑے ہوئے جانور سے اسے کوئی تعلق نہیں نہ کہ مٹھائی تک پہونچے یہ تعصب وہابیوں کے جاہلانہ خیال ہے کہ،، جاندار یا بے جان ذبیحہ ہو یا غیر،، جس چیز کو غیر خدا کی طرف کرکے پکاریں گے حرام ہو جائے گی،ایسا ہو جائے تو ان کی عورتیں بھی ان پر حرام ہوں کہ وہ بھی انھیں کی عورتیں کہہ کر پکاری جاتی ہیں اللہ کا نام ان پر نہیں لیا جاتا ایسے بیہودہ خیالوں سے بچنا لازم ہے،ہاں بت کے چڑھاوے کی مٹھائی وغیرہ مسلمانوں کو نہیں لینا چاہئے کہ کافر اسے صدقہ کے طور پر بانٹتے ہیں وہ لینا ذلت بھی ہے اور معاذ اللہ جو چیز انہوں نے تعظیم بت کے لئے بانٹیں اسکا ان کے موافق مراد استعمال بھی ہے بخلاف چھوڑے ہوئے جانور کے کہ اسکا کھانا کافروں کے خلاف مراد اور اسکی ذلت

ہے اس میں حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ فتنہ نہ ہو ورنہ فتنہ سے بچنا لازم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

فتنہ قتل سے شدید تر ہے۔

(جلد ۲۰ صفحہ ۲۶۰)

اور اسی جلد میں دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر وہ حلال جانور جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کیا جائے وہ حلال ہے، کما قال اللہ تعالیٰ: " وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ "

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ تمہیں کیا ہوا کہ نہیں کھاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام پکارا گیا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ہر وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کیا جائے وہ حلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۶۳)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی

۲۰ جولائی بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

شریعت میں دخل اندازی کرنے والی پارٹی کو ووٹ دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

ایسی پارٹی جو شریعت میں مداخلت کرے جیسے ۳ طلاق وغیرہ کے مسئلہ میں۔ انکو بڑھاوا یا ووٹ دینا کیسا؟ شریعت کی روشنی میں جواب ارسال فرمائیں حضرت۔ سائل: پٹھان معین رضا خاں گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مسئولہ میں ایسے لوگوں کو بڑھاوا دینا جائز نہیں کہ یہ مسلمین پر ظلم ہے اور جو ہماری شریعت میں مداخلت کرے ایسے پارٹی کو ووٹ دینا یعنی ان کی حمایت کرنا حرام اشد حرام ہے۔

(ماخوذ فتاوی شارح بخاری جلد دوم ص 364)

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْن

(سورہ انعام ٦٨)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۲ اکتوبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

میں شرابی ہوں وہابی نہیں کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتیں ہیں علماء کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں شرابی ہوں لیکن وہابی نہیں ایسا کہنا درست ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں آپ حضرات کی مہربانی ہوگی۔ سائل حافظ اعجاز نوری خلیل آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

سوال میں مذکورہ جملہ حماقت پر مبنی ہے اور یہ ایک شعر ہے جسکو میں نے ایک اسٹیج پر خود سنا اس شاعر پر میں نے ایک عالم دین کو نصیحت کرتے دیکھا کہ اس طریقے اشعار پڑھنا حماقت و جہالت ہے جن کا پڑھنا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔

اول! اس کوئی شک نہیں سب سے عظیم نعمت و دولت ایمان ہے اور دیوبندی و وہابی و دیگر فرقہائے باطلہ سب کے سب اپنے عقائد کفریہ کے سبب دائمی جہنمی ہیں لیکن کوئی صاحب ایمان اگر جواری و شرابی یا کسی بھی گناہ کا مرتکب ہے تو کیا وہ موجب لعنت و مستحق عذاب نار نہیں؟ ضرور ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن عبداللہ عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یدخل الجنۃ عاق ولا قمار ولا منان ولا مدمن خمر"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا جوا کھیلنے والا احسان جتانے والا اور شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

اور ارشاد فرمایا:

" عن ابی امامة قال قال رسول اللهﷺ حلف ربی لایشرب عبدمن عبدی جرعة من خمر الا سقیته من الصدید مثلها ولا یترکها من مخافتی الاسقیته من حیاض القدس "

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہے قسم ہے میری عزت کی میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیئے گا میں اس کو اسی طرح پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے ڈر سے شراب پینا چھوڑ دے گا میں اس کو مقدس حوضوں میں سے شراب طہور پلاؤں گا۔

(مشکوۃ المصابیح صفحہ۳۱۷ تا۳۱۸/باب بیان الخمر و وعید شاربها)

اسکے علاوہ متعدد احادیث کریمہ و اقوال ائمہ و بزرگادین سے ثابت ہے کہ شراب نوشی کرنے والا بے شمار وعیدات کا مستحق ہے جب تک کہ صدق دل سے توبہ نہ کرے۔

لہذا صورت مسئولہ میں اس طریقے کے اشعار پڑھنا اور جو مسلمان شرابی ہو کر ایسے جملے بولے وہ دین سے بہت غافل ہے البتہ اگر کوئی صحیح العقیدہ مسلمان بدقسمتی سے شراب کا عادی ہو جائے اور بنا توبہ کئے مرجائے تو ایسے شخص کے بارے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شرابی تھا مگر بے ایمان نہیں کیوں کہ جو بندہ حالت ایمان میں فوت ہو جائے اگرچہ کتنا ہی بڑا گنہگار کیوں نہ ہو اسکی مغفرت امید ہے رب چاہے تو سزا دے پھر بخشے یا بغیر سزا دیئے بخش دے یہ اسکی رحمت سے بعید نہیں۔ " ان الله غفور الرحیم " واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

ماہ محرم الحرام میں سیاہ کپڑے پہننا بوجہ تشبہ رافضی منع ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال ماہ محرم الحرام میں کالا کپڑا پہننا کیسا ہے جیسا کہ کرتا پاجامہ جواب عنایت کریں۔سائل فیاض احمد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

کالا کپڑا پہننا جائز ہے مگر ایام محرم میں پہننا منع ہے،اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ محرم الحرام میں (خصوصاً یکم تا دس محرم الحرام) میں تین رنگ کے لباس نہ پہنے جائیں،سبز رنگ کا لباس نہ پہنا جائے کہ یہ تعزیہ داروں کا طریقہ ہے۔لال رنگ کا لباس نہ پہنا جائے کہ یہ اہلبیت سے عداوت رکھنے والوں کا طریقہ ہے اور کالے کپڑے نہ پہنے جائیں کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے،لہذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔واللہ تعالی اعلم

(احکام شریعت)

کتبـــــــہ
الفاظ قریشی نجمی

****

جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی عورت کے لئے کیا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ جنت میں مردوں کے لیے حوریں ملیں گی خدمت کے لیے لیکن عورتوں کے لیے کون ہے جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔سائل علی احمد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

جنت میں عورتوں کو ان کا شوہر ملے گا قرآن مجید میں ان تمام باتوں کو سورہ واقعہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"إنا أنشأهن إنشاء فجعلنهن ابكارا عربا اترابا لاصحاب اليمين"
(سورہ واقعہ)

اہل جنت کی بیویوں کو ہم نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنادیں گے اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں اور انکی ہم، یہ سب کچھ داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہوگا۔
(سورہ واقعہ)

اہل ایمان میں مردوں کے ساتھ کوئی خاص معاملہ نہ ہوگا بلکہ ہرنفس کو اسکے اعمال کے بدولت نعمتیں عطا کی جائیں گی اور ان میں مرد وعورت کی کوئی تخصیص نہ ہوگی اور جنت کی خوشیوں کی تکمیل خواتین کی رفاقت میں ہوگی۔

قرآن مجید میں فرمان الہی ہے:

أُدخلوا الجنة أنتم وازواجكم تحبرون۔ (سورہ زخرف)

ترجمہ:۔ داخل ہوجاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں تمہیں خوش کردیا جائے گا۔(سورہ زخرف)

اور اگر کسی کا شوہر جہنمی ہے تو اس کی عورت کو کسی جنتی مرد سے نکاح کردیا جائے گا۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۸ دسمبر بروز منگل ۲۰۱۸

****

کافر مرنے کے بعد زندہ ہوگا یا نہیں، نیز محشر کے میدان میں حاضر ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ کافرین مرنے کے بعد زندہ ہوتے ہیں؟ اور میدان محشر کے روز زندہ اٹھائے جائیں گے جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد ابوذر فیضی مہراج گنج

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

مرنے کے بعد ہر کافر کی روح اسکے بدن میں دوبارہ ڈالی جاتی ہے اور سوال وجواب بھی ہوتا

ہے رہی بات محشر کے روز حاضری کی تو صرف کافر کی کیا تخصیص ساری مخلوقات کو اللہ تعالیٰ دربارہ زندہ فرمائے گا ہاں کافروں کے ساتھ سختی برتی جائے گی کوئی منہ کے بل، کسی کو فرشتے گھسیٹ کر لے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی المختصر۔

حدیث شریف میں آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ارشاد فرماتے ہیں:

حدثنا أنس بن مالك، أنّ رجلاً قال: يا رسول الله " كيف يحشر الكافر على وجهه يوم القيمة؟ قال: أليس الذى أمشاه على رجليه فى الدنيا قادراً على أن يمشيه على وجهه يوم القيمة؟

صحيح مسلم, كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، يحشر الكافر على وجهه، الحديث: ۲۸۰٦، ص۱۵۰۸، صحيح البخارى كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، الحديث:٦۵۲۳، ج۴، ص۲۵۳)

اور اس حدیث کی تشریح میں حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدانِ حشر کو جائے گا کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ (۱) ص (۱۳۲) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند
۱٦ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

کس صورت میں انسان فرشتوں سے افضل ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ پیدائشی طور پر انسان نہ تو فرشتہ ہے اور نہ ہی شیطان لیکن اپنے اعمال کی بدولت فرشتے سے بہتر بھی ہوسکتا ہے اور شیطان سے بدتر بھی زید کا سوال یہ ہے کہ انسان اپنے اچھے اعمال کی بدولت فرشتوں سے بہتر ہوسکتا ہے کیا ایسا کہنا درست ہے؟

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

جس انسان پر اس کا نفس غالب آجائے وہ لذات وشہوات کا اسیر اور بیہودگی وآوارگی کا تابع بن جاتا ہے اور ایسی ایسی حرکتوں کا اس سے صدور ہونے لگتا ہے کہ اسے دیکھ کر باشعور لوگ برملا کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو جانوروں سے بدتر ہے اور جس انسان پر اس کی عقل وشعور غالب ہو کر شہوات وخواہشات کو مغلوب کردیتی ہے تو پھر اس سے اچھی اچھی باتیں صادر ہوتی ہے اور وہ طاعات وعبادات میں ایسا کمال حاصل کرلیتا ہے کہ دیکھنے والے برملا کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص کیا ہی فرشتہ صفت انسان ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

جس انسان پر اس کا نفس غالب آجاتا ہے وہ شہوات کا قیدی ہو جاتا ہے اور بیہودگی کا تابع بن جاتا ہے اس کا دل تمام فوائد سے محروم ہو جاتا ہے جس کسی نے بھی اپنے اعضاء کی زمین کو شہوات سے سیراب کیا اس نے اپنے دل میں ندامت کی کاشت کیا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسموں پر پیدا فرمایا ہے۔

(1) فرشتوں کو پیدا فرمایا ان میں عقل رکھی مگر شہوات سے پاک ومنزہ رکھا۔

(2) جانوروں کو پیدا کیا ان میں شہوت رکھی مگر عقل سے عاری کردیا۔

(3) انسان کو پیدا کیا ان میں عقل وشہوت دونوں ودیعت فرمائے۔

اب جس انسان کی عقل پر اس کی شہوت غالب آجاتی ہے وہ جانوروں سے بدتر ہے اور جس مسلمان کی شہوات پر اس کی عقل غالب آجاتی ہے وہ فرشتوں سے افضل ہے۔

(مکاشفۃ القلوب صفحہ 61 مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

صورت مسئولہ میں واقعی انسان پیدائشی طور پر نہ ہی فرشتہ ہوتا ہے اور نہ ہی شیطان ہاں بعد شعور جو راستہ اختیار کرتا ہے اسی سے اس کی شخصیت کی پہچان ہوتی ہے لہٰذا اگر اچھی راہ پر گامزن ہے طاعات وبندگی میں لگا ہے تو مرسلین ملائکہ کے سوا فرشتوں سے افضل ہے نہیں تو جانوروں سے بدتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق قادری رضوی

۱۰ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

جنت کے طبقات میں سب سے بڑھ کرکون ساطبقہ ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ کتابوں میں جو ذکر ہے کہ جنت الفردوس اور جنت النعیم اور جنت عدن مذکورہ بالا سے مراد کیا ہے اور کون کس پر فوقیت رکھتا ہے نیز جنت کے طبقات کتنے ہیں؟ سائل محمد فیروز احمد قادری نہرنیاں ہرلاکھی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعــــــــــــالی

جنت کے کل آٹھ طبقات کتب احادیث وفقہ میں وارد ہیں اور ہر طبقہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتا ہے جس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

(۱) دارا الجلال یہ پورا نور ہی نور ہے (۲) دارا القرار اس میں تمام چیزیں مرجان کی ہیں (۳) دارا السلام اس میں تمام چیزیں یاقوت احمر کی ہیں (۴) جنت عدن اس میں تمام چیزیں زبرجد کی ہیں (۵) جنۃ الماوٰی یہ خالص سونے کی ہے (۶) جنت الخلد یہ خالص چاندی کی ہے (۷) جنت الفردوس یہ موتی کی ہے اور اس کی دیوار کی اینٹیں ایک سونے کی اور ایک چاندی کی اور ایک یاقوت کی اور ایک زبرجد کی ہیں اور اس کا گارا خالص مشک کا ہے (۸) جنت النعیم یہ بھی زبرجد کی ہے۔

(حوالہ مخزن معلومات ص (۱۴۴) مکتبہ نعیمہ مٹیا محل جامع مسجد دہلی)

ان سب میں سب بڑا مرتبہ جنت الفردوس کا ہے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: یعنی جنت کے درجوں میں سب سے اونچا درجہ جنت الفردوس ہے جو سب سے آخری درجہ ہے جس کے اوپر عرش الٰہی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(مرآۃ المناجیح جلد (۵) ص (۷۰۲))

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند

۷ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

کفار کو رزق کیوں ملتا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسلہ میں کہ کفار ومشرکین اللہ تعالیٰ کی اتنی نافرمانی کرتے ہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ انہیں رزق کیوں دیتا ہے۔مہربانی کرکے جلد از جلد مع دلائل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل سید سلیم الدین رضوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــــــه تعـــــــــــــالی

جس طرح اللہ تبارک وتعالی سب کا خالق ومالک ہے ہوں ہی سب کا رازق بھی ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَاب"

(آل عمران:۳۷)

چاہے مسلمان ہو یا کافر رزق سب کو عطا فرماتا ہے لیکن یہ رزق کبھی کبھی آزمائش کے لیے بھی ہوتا ہے۔

"وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ"

(بقرہ:۱۵۵)

کبھی یہی مال ودولت وبال جان وفتنہ بھی ہوتا۔

اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ"

(انفال:۲۸)

کافر کو رزق اس کے نیک اعمال کی بنیاد دیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الۡكَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً اُطۡعِمَ بِهَا طُعۡمَةً مِنَ الدُّنۡیَا وَاَمَّا الۡمُؤۡمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَدَّخِرُ لَهٗ حَسَنَاتِهٖ فِی الۡاٰخِرَةِ وَیُعۡقِبُهٗ رِزۡقًا فِی الدُّنۡیَا عَلٰی طَاعَتِهٖ.وَفِیۡ رِوَایَةٍ: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظۡلِمُ مُؤۡمِنًا حَسَنَةً یُعۡطٰی بِهَا فِی الدُّنۡیَا وَیُجۡزٰی بِهَا فِی الۡاٰخِرَةِ وَاَمَّا الۡكَافِرُ

فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ لِلّٰہِ تَعَالٰی فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَۃِ لَمْ یَکُنْ لَہُ حَسَنَۃٌ یُجْزٰی بِھَا "

حضرت سَیِّدُ نا اَنس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ سے مَروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "جب کافر کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اُس کے بدلے میں دنیا میں ہی اس کو کھانا کھلا دیا جاتا ہے اور مؤمن کی نیکیوں کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ آخرت کے لیے جمع فرماتا ہے اور دنیا میں اُس کو رِزق اُس کی اِطاعت اور فرمانبرداری کرنے پر عطا فرماتا ہے۔

(فیضان ریاض الصالحین، جلد چہارم، صفحہ ۵۱۰)

مذکورہ حدیث مبارکہ اس پر دال ہیکہ کفار کو رزق اس کے اعمال خیر کا بدلہ ہے جو دنیا ہی میں عطا کر دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی اجر نہیں بلکہ اس کے لیے عذاب ہی عذاب ہے کافر اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس نیکی کا بدلہ اُسے دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے کافر جب خدا کی بارگاہ میں جائے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی مسلمان کی نیکیاں آخرت میں جمع ہوتی رہتی ہیں بندہ مؤمن کو جو دنیا میں رزق ملتا ہے وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اطاعت اور فرمابرداری کرنے کے صلہ میں ملتا ہے جبکہ آخرت میں جو اسے جزا دی جائے گی وہ فضل خداوندی کے سبب ہوگی۔اور زندگی گزارنے کے لیے رزق ضروری ہے تو جب کفار کو اللہ نے زندگی دی تو انکی ضروریات مثلا کھانے، پینے اور پہننے کی وہ تمام چیزیں جن کی دنیوی زندگی پوری ہونے تک انسان کی ضرورت ہے من جانب اللہ ہے لیکن کفار کو فقط دنیا میں ملے گا اور مؤمنین کو دنیا و آخرت دونوں جگہ عطا کیا جائے گا اور یہ اللہ تبارک وتعالی کا مؤمنین پر بڑا فضل و کرم ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

جابر القادری رضوی

۲۶ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

کیا اپاہج آدمی قیامت میں بھی اپاہج رہے گا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

معزز مفتیان اہلسنت وعلمائے اہل ملت کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اگر کوئی انسان دنیا میں اپاہج

مثلا لنگڑا ہے تو کیا قیامت میں وہ حالت اپاہج میں اٹھائے جائیں گے حضرت جواب عنایت کریں۔سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر کوئی شخص دنیا میں اندھا گونگا بہرا لنگڑا لولہ اپاہج یا پولیوزدہ رہا ہے تو قیامت میں اور بعد قیامت جنت دوزخ میں متذکرہ بیماریوں میں مبتلا نہ ہوگا بلکہ ان بیماریوں سے ٹھیک ہوکر اچھا بھلا ہوجائے گا جیسا کہ حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

قیامت میں اور بعد قیامت جنت و دوزخ میں کوئی اندھا بہرا یا گونگا نہ ہوگا اگرچہ بعض لوگ دنیا میں بہرے یا اندھے یا گونگے رہے ہوں گے یہ فائدہ ونادی اصحاب الجنۃ الخ سے حاصل ہوا دیکھو جنتی پکاریں گے اور سارے دوذخی سنیں گے جنتی لوگوں کا جواب دیں گے یہ کام زبان کان آنکھوں ہی سے ہوسکتے ہیں۔واللہ تعالی اعلم

(تفسیر نعیمی جلد 8 سورۃ الاعراف صفحہ 540 مطبوعہ مکتبہ رضویہ نئی دہلی)

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۹ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

کیا یہ حدیث ہے کہ علم حاصل کرو ماں کی گود سے قبر تک؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علماء اہل سنت کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے علم حاصل کرو ماں کی گود سے لیکر قبر تک کیا یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے؟ سائل محمد سلمان جون پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

علم حاصل کرو ماں کے گود سے قبر تک یہ محض ایک لوگوں کی بنائی ھوئی بات ہے حدیث نبوی

نہیں ھے لہذا اسکی حضور ﷺ کی جانب نسبت کرنا درست نہیں ہے حدیث رسول اسے ہی کہا جاتا ھے جو بات سرکار ﷺ نے کہی ہو یا آپ نے کی ہو یا آپ کے سامنے کوئی بات کہی گئی ہو یا کوئی کام کیا گیا ہو اور آپ نے اس پر کوئی نکیر نہ فرمائی ہو جس کو اصطلاح حدیث میں تقریر رسول ﷺ کہتے ہیں یہ بات گو درحقیقت درست ھے لیکن یاد رہے ہر عمدہ اور اچھی بات حدیث نہیں ھوا کرتی البتہ ہر حدیث عمدہ اور اچھی ھوا کرتی ھے۔

حافظ ابوالحجاج حلبی مزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

کسی کو یہ حق نہیں ھے کہ وہ ہر عمدہ اور خوبصورت بات کو نبی کریم ﷺ کی جانب منسوب کرے گو کہ وہ کلام کتنا ہی دل نشیں اور دل ربا ہو، کیونکہ معاملہ یہ ھے کہ ہر حق اور سچی بات حدیث نہیں ھوا کرتی ھے ہاں ہر حدیث حق اور سچ ضرور ہوا کرتی ھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

کلیم حنفی رضوی کرلا (مغرب) ممبئی مہاراشٹر الھند

۲۳ جمادی الاخر ۱۴۴۲

****

آسمانوں پر جو خدا ہے اس سے میری یہی دعا ہے کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک شعر بار بار پڑھ رہا ہے کہ آسمانوں پر جو خدا ہے اس سے میری یہی دعا ہے چاند ہر روز میں دیکھوں تیرے ساتھ میں یہ شعر کہاں تک درست ہے اور زید پر شریعت کا کیا حکم عائد ہوگا قرآن وحدیث کے روشنی میں جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی؟ سائل محمد رضوان القادری سمرباری دودھی کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــــــالی

اس شعر کا پڑھنا کفر ہے اس لئے کہ شاعر کا. یہ کہنا. کہ،، آسمانوں پر جو خدا ہے یعنی اللہ عزوجل کو آسمانوں پر مان رہا جبکہ اللہ عزوجل کے لئے جہت ومکان ماننا کفر ہے جیسا کہ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فتاوی شارح بخاری میں فرماتے ہیں:

پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالی کیلئے مکان ثابت کرنا کفر ہے سوائے چند گمراہ فرقوں کے اور کسی کا یہ قول نہیں پھر چند سطر کے بعد فرماتے ہیں اگر اللہ عزوجل کی ذات کو محدود مانیں تو قرآن کا انکار لازم آئے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآن مقدس میں حکم ہے:

اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ

سنو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے۔

اور جب بنص قرآن اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے تو پھر اس کو کوئی چیز گھیر نہیں سکتی اور ایسا قول کرنا جس سے لازم آئے اس کو کوئی چیز گھیرے ہوئے ہے اس آیت کریمہ کے انکار ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔ (فتاوی شارح بخاری ا/ص ۲۰۴)

اس لئے زید پر توبہ تجدید ایمان، تجدید نکاح اور مرید ہے تو تجدید بیعت کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہرپورواباچپٹی سیتامڑھی بہار

۱۶ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

انبیاء کرام دنیا میں نبی بن کر مبعوث ہوتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت موسیٰ علیہ سلام کے بعد اللہ جل جلالہ نے ہارون علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا اب سوال یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام تو پیدا ہو چکے تھے اور جناب موسیٰ علیہ السلام بھیتو پھر قصص الانبیاء میں اس طرح کی روایت کیوں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ جل جلالہ نے ہارون کو نبی بنایا حالانکہ وہ دنیا میں آنے قبل ہی نبی تھے۔ تو حضرت اس طرح کی روایات سے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے لہذا آپ تسلی بخش جواب عطا فرمادیں۔ سائل شاہد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــــالی

قصص الانبیاء یہ غیر معتبر کتاب ہے اور دیگر کتابوں میں دیکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اظہار نبوت کا حکم فرمایا یعنی نبی تو پہلے ہی سے تھے مگر نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا جب حکم ربی ہوا تو

اعلان نبوت فرمایا جیسا کہ بہار شریعت ج ۱/حصہ ۱/ ص ۱۳ میں ہے:

نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعے سے حاصل کر سکے بلہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے نبوت ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چالیس سال جب عمر شریف ہوئی تب اعلان نبوت فرمایا جبکہ حدیث شریف ہے:

من كان النبي وأدم بين الماء والطين

اس لئے جن معتبر شخصیت کو اللہ تعالیٰ نبوت کے اعلیٰ منصب پر فائز فرماتا ہے وہ پیدا ہوتے ہی نبی ہوتے ہیں مگر وقت کے تقاضہ کے تحت اعلان نبوت فرماتے ہیں اس لئے قرآن مقدس میں حکم ہے:

الله يعلم حيث يجعل رسلته ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

جہاں بھی کتب احادیث میں انبیا کرام علیہم السلام کے متعلق چالس سال کے بعد نبویت ملنے پر منقول ہیں وہ بعثت کے اعتبار سے نہیں بلکہ اعلان کے اعتبار سے یعنی بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو چالس سال کے بعد اعلان نبوت کا حکم ہوا ورنہ انبیاء کرام پیدائشی نبی ہوا کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوتے ہی اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۴ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

کتاب الطھارۃ

(طہارت کا بیان)

زخم وغیرہ سے چپک یا بہتا خون بہے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

معزز ومکرم اربابِ علم وفن کی بارگاہ طیبہ میں عرض یہ ہے کہ زید کے پیچھے والے مقام پر زخم ہے اور اس زخم سے تھوڑا سا چیپا نکل آتا ہے لیکن کچھ محسوس نہیں ہوتا ہے اور جب پاخانہ کرنے کے لئے بیٹھتا ہے تو پیپ دیکھتا اگر روئی یا پٹی زخم پر لگالیں تو وہ چیپا روئی کی وجہ سے باہر نہیں نکلتا ہے اور روئی پر اس کا گھراؤ ہوتا ہے اب اس حالت میں وضو اور نماز کا کیا حکم ہوگا کیا روئی یا پٹی لگا کر (جس سے کہ وہ چیپا اس پٹی میں جزب ہو جائے) زید امامت کرسکتا ہے برائے کرم جواب عنایت فرما کر ممنون ومشکور ہوں۔سائل عبدالکلام رضوی بریلی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

زخم پھوڑا پھنسی جس سے صرف چپک بہتا ہو اس سے نہ کپڑا ناپاک ہوگا نہ ہی وضو ٹوٹے گا ہاں اگر سیلان والی چیز نکلی کہ بہہ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچی تو اب وہ نجاست کے حکم میں ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جائے گا کپڑا بھی ناپاک ہوگا اس کی تفصیلات درجہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

اگر وہ چپک صرف نم ہوتی ہے جس میں قوتِ سیلان نہیں کپڑا الگ کر اُسے چھڑا لاتا ہے اگرچہ بار بار مختلف جگہ مس ہونے سے قدر درہم سے زائد آلود ہو جاتا ہو تو اُس سے نہ وضو جائے گا نہ کپڑا ناپاک ہوگا۔اور اگر وہ رطوبت سیلان کرتی ہے اور لنگوٹ کے سبب غایت یہ کہ پاجامہ اُس کے تلوّث سے محفوظ

اور اُس کا سیلان لنگوٹ تک محدود رہے تو اس صورت میں ضرور جتنی بار بہہ کر خروج کرے گی فی نفسہ حدث وناقض وضو ہے اور لنگوٹ اگر قدر درہم سے زائد بھر جائے تو بذاتہٖ ناپاک ہے اور پاجامہ کا پاک ہونا اس کی پاکی کو کافی نہیں۔

ہاں اگر لنگوٹ باندھنا اس کے سیلان ہی کو منع کر دیتا ہے تو ضرور اُس پر فرض ہے کہ لنگوٹ باندھے اور جب تک سیلان سے مانع ہوگا نہ وضو جائے گا نہ کپڑا ناپاک ہوگا۔ پہلی اور تیسری صورت میں اسے امامت کی بھی اجازت ہے اور دُوسری صورت میں اگر معذوری کی حد کو نہ پہنچا تو بے طہارت کاملہ خود اس کی اپنی نماز بھی نہ ہوگی اُس پر فرض ہوگا کہ جب سیلان ہو وضو کرے اور جب کپڑا ناپاک ہو بدلے یا دھوئے۔

ہاں اگر کبھی اسے یہ تجربہ ہو کہ ایک وقت کامل شروع سے آخر تک گزر گیا کہ اُسے وضو کر کے فرض پڑھنے کی مہلت نہ ملی تو اب دو ۲ صورتیں ہیں اگر اس حالت کے بعد نماز کے پانچوں وقتوں میں یہ عارضہ برابر ہوتا رہا اگر چہ ہر وقت میں ایک ایک بار، تو معذور ہے، اس کی اپنی نماز ہو جائے گی مگر امامت نہیں کر سکتا مگر ایسے شخص کی جو اسی عذر میں مبتلا ہو اور اگر ایسا نہیں بلکہ اس کے بعد کوئی وقت کامل ایسا گزرا کہ وہ عارضہ بالکل نہ ہوا تو حکم معذور جاتا رہا پھر اگر شروع ہو تو دوبارہ معذور ہونے کے لئے وہی درکار ہوگا کہ ایک وقت کامل شروع سے آخر تک گزر جائے جس میں اُسے طہارت کر کے فرض کی مہلت نہ ملے ولہذا وہ اوقات جن میں وہ لنگوٹ نہیں بدلتا اگر پُوری طہارت کے ساتھ گزر جاتے ہیں تو اُن میں تو اُس کی اپنی نماز بھی صحیح ہے اور امامت بھی صحیح فرائض ہوں خواہ تراویح مگر صبح کو جو پھر عارضہ کا آغاز ہوگا ابھی معذور نہ ٹھہرے گا ہر بار عارضہ آنے پر وضو کرنا اور کپڑا ناپاک ہونے پر دھونا یا بدلنا پڑے گا جب تک وہی تجربہ ایک وقت کامل میں نہ ہو جائے کل کا تجربہ آج کیلئے کافی نہ ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے:

قال فی الفتح معناہ اذا کان بحیث لولا الربط سال لان القمیص لو تردد علی الجرح فابتل لاینجس مالم یکن کذلك لانه لیس بحدث اھ ای وان فحش کما فی المنیة

فتح القدیر میں فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس صورت میں ہو کہ باندھنے کے بغیر جاری ہو جاتا ہو کیونکہ اگر قمیص زخم سے ٹکرا کر تر ہو جائے تو اس وقت ناپاک نہ ہوگی جب تک وہ (زخم) اس

صورت میں نہ ہو (یعنی جاری ہونے کی صورت میں ناپاک ہوگی کیونکہ وہ نہ جاری ہونے والا حدث نہیں اگر چہ زیادہ ہو جیسا کہ منیہ میں ہے۔

اُسی میں ہے:

فی البزازیة اذا قدر ذوجرح علی منع دم بربط لزم و کان کالاصحاء

بزازیہ میں ہے اگر زخمی (زخم کو) باندھنے کے ذریعے خُون روکنے پر قادر ہو تو اس پر (باندھنا) لازم ہے اور وہ شخص غیر معذور لوگوں کی طرح ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۴) ص (۳۷۱ / ۳۷۲) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۵ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

شہوت کا غلبہ تھا لیکن جماع نہیں کیا سو کے اٹھنے پر تری پایا تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام وعلمائے عظام اس مسئلے میں کہ کسی شادی شدہ شخص نے اپنی بیوی سے جماع کرنے کا ارادہ کیا اور شہوت کا غلبہ بھی تھا لیکن کسی وجہ سے جماع نہیں کر سکا اور صبح میں کچھ تری پائی اب اسے شک ہے کہ وہ سفید پانی ہے یا پھر منی تو کیا شک کی بنا پر غسل واجب ہو جائے گا یا نہیں۔

جواب عنایت فرمائیں۔ سائل کونین رضوی کرنا ٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

جب ایسی نوبت آجائے تو یہ جنب پر اکتفا کرتا ہے کہ اس کا دل کیا گواہی دیتا ہے اگر منی کی طرف مائل ہو تو غسل واجب ورنہ نہیں جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

اگر سونے سے پہلے شہوت تھی آلہ قائم تھا اب جاگا اور اس کا اثر پایا اور مذی ہونا غالب گمان ہے اور اِحتلام یاد نہیں تو غسل واجب نہیں، جب تک اس کے مَنی ہونے کا ظن غالب نہ ہو اور اگر سونے

سے پہلے شہوت ہی نہ تھی یا تھی مگر سونے سے قبل دب چکی تھی اور جو خارِج ہوا تھا صاف کر چکا تھا تو مَنی کے ظن غالب کی ضرورت نہیں بلکہ محض احتمالِ مَنی سے غُسل واجب ہوجائے گا۔ یہ مسئلہ کثیرُ الوُقوع ہے اورلوگ اس سے غافل ہیں۔اس کا خیال ضرور چاہیے۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ (۲) ص (۳۲۴) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی گرام ملک پور ضلع کٹیہار بہار ہند

۲۸ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

حالت حیض میں بیوی سے ہمبستری کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ اگر کوئی شخص اپنے بیوی سے حیض کے حالت میں اُس کے رضا مندی سے ہم بستری کرلی تو کفارہ کیا ہے جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔ المستفتی: محمد ابو الکلام برکاتی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــــالی

حالت حیض میں بیوی سے ہمبستری کرنا قطعاً ناجائز وحرام ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں صراحۃً اس سے منع فرمایا ہے کہ:

وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ "اھ

(پ2 سورہ بقرہ آیت 222)

اگر زوجین کی رضامندی سے اس گناہ کا ارتکاب ہوا ہے تو دونوں گنہگار ہوئے، تو دونوں پر توبہ و استغفار کرنا فرض ہے اور اگر ابتداء حیض کا واقعہ ہو تو ایک دینار اور اخیر حیض کا ہو تو نصف دینار یا اس کی قمیت صدقہ کر دینا مستحب ہے جیسا کہ درمختار مع شامی میں ہے کہ:

فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدينا رأو نصفه ثم قيل إن كان الوطء

فی أول الحیض فبدینار أو آخرہ فبنصفہ ، وقیل : بدینار لو الدم أسود و بنصفہ لو أصفر قال فی البحر : ویدل لہ ما رواہ أبو داود والحاکم وصححہ "إذا واقع الرجل أھلہ وھی حائض ، إن کان دما أحمر فلیتصدق بدینار ، وإن کان أصفر فلیتصدق بنصف دینار "اھ

(درمختار مع الشامی ج1 ص494 زکریا، باب الحیض)

اور بہار شریعت میں ہے کہ ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کرلیا تو سخت گناہ گار ہوا اس پر توبہ فرض ہے اور آمد کے زمانے میں کیا تو ایک دینار قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب ۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص 382)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۱ دسمبر بروز منگل ۲۰۱۸

****

جنبی شخص کا پسینہ ناپاک ہے یا پاک ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جنبی کا پسینہ ناپاک ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی ۔المستفتی محمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

جنب شخص کا پسینہ پاک ہے اور ایسی حال میں پاک کپڑے پسینے سے بھیگ بھی جائے تو ناپاک نہیں ہوں گے ۔سرکار اعلی حضرت فرماتے ہیں: نہیں (جنب) کا پسینہ مثل اس کے لعاب دہن کے پاک ہے۔

فی الدر المختار سؤر الآدمی مطلقا ولو جنبا اوکافرا طاھر وحکم

العرق كسؤر۔

درمختار میں ہے: آدمی کا جھوٹا مطلقا پاک ہے چاہے جنبی ہو یا کافر ہو، اور پسینے کا حکم جھوٹے جیسا ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف ج ۴، ص ۳۸۰، رضا فاونڈیشن)

ایسا ہی بہار شریعت ج ۱، ح ۲ آدمی اور جانوروں کے جھوٹے کا بیان ص ۳۴۴ مکتبہ دعوت اسلامی پر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد ریحان رضا

****

حیض کی ابتداء کب سے ہوئی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال حیض کی شروعات کب سے ہوئی جواب عنایت فرمادیں۔ المستفتی: محمد رضوان خان

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالى

اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض حضرات کے نزدیک حیض کی ابتداء بنی اسرائیل سے ہوئی جیسا کہ عبد الرزاق نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ تخریج کی:

قال: كان الرجل والنساء فی بنی اسرائیل يصلون جميعا كانت المراة تستشرف للرجل فالقى الله تعالى عليهن الحيض ومنعهن من المساجد" وعنده عن عائشة رضى الله تعالى عنهما نحوه

(بنايه شرح هدايه)

جبکہ بعض کے نزدیک حضرت حوا رضی اللہ تعالی عنہا کو سب سے پہلے حیض آیا اور یہی زیادہ صحیح راجح ہے جیسا کہ حاکم و ابن منذر نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا" ان ابتداء الحيض كان على حق حوا عليها السلام بعد ان هبطت من الجنة" (بنایہ) صاحب بنایہ فرماتے ہیں یہی (بعد والی روایت) زیادہ اقرب واوجہ ہے اسلئے کہ طبری نے عبد اللہ ابن عباس وغیرہ رضی اللہ تعالی سے روایت کیا کہ "ان قوله تعالى فى قصة

ابراهيم عليه السلام'وامراته قائمة فضحكت'ای حاضت

بنایہ,ج ۱,ص ۶۲۰) اسی میں ہے" واما سبب الحيض فى الابتداء فقيل ان امنا حوا عليها السلام لما تناولت من شجرة الخلد ابتلاها الله بذالك وبقى فى بناتها الى يوم القيمة"

(المرجع السابق ص ۶۲۲)

ایسا ہی حاشیہ ھدایہ عبدالحی لکھنوی میں ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
شان محمد المصباحی القادری گنج قنوج یو پی
۲۷ اکتوبر بروز سنیچر ۲۰۱۸ عیسوی

****

تیل کے ڈبے میں چوہے گر کر مر جائیں تو پاک کیسے کریں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ تیل کے ڈبے میں اگر دو چوہے گر کر مر جائیں تو وہ تیل پاک ہے یا ناپاک کھانے کے قابل ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔سائل: محمد ارسلان رضا قادری متعلم دار العلوم غوث الوری ڈانگا لکھیم پور کھیری یو پی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالى

اگر تیل کے ڈبے میں چوہے گر کر مر جائیں تو ایسی صورت میں تیل ناپاک ہو جائے گا جب تک اس کو پاک نہیں کریں گے کھانے کے قابل نہیں ہوگا،اور اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جتنا تیل ہو اتنا یا اس سے زائد پانی ڈال کر اس کو پکائیے،جب پانی جل جائے تو پھر پانی ڈال کر جلائیے اس طرح تین دفعہ کرنے سے تیل پاک ہو جائے گا یا ایسا کریں کہ جتنا تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلائیے،جب وہ پانی کے اوپر آجائے تو کسی طرح اٹھا لیجیے،اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھا لینے سے پاک ہو جائے گا۔

بدائع الصنائع میں ہے کہ:

ثم الحيوان إذا مات في المائع القليل . فلا يخلوا إما إن كان له دم

سائل أو لم يكن وإن كان له دم سائل فإن كان بريا ينجس بالموت سواء كان ماءً أو غيره الخ ۔ (بدائع الصنائع ج 1 ص 231: احکام الابار، مطبوعہ زکریا)

اوراس کے پاک کرنے کا طریقہ جیسا کہ درمختار مع الرد المحتار میں ہے کہ:

" يطهر لبن وعسل ودبس ودهن يغلى ثلاثا " اه

اسی کے تحت رد المحتار میں ہے کہ: لو تنجّس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلى حتى يعود إلى مكانه ، والدهن يصب عليه الماء فيغلى فيعلو الدهن الماء فيرفع بشئ هكذا ثلاث مرات " اه وهذا عند أبي يوسف خلافًا لمحمد وهو أوسع وعليه الفتوى كما في شرح الشيخ إسماعيل عن جامع الفتاوى

(در مختار مع الرد المحتار ج 1 ص 543 : كتاب الطهارة، باب الانجاس)

اور بہار شریعت میں ہے کہ: ناپاک تیل کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر خوب ہلائیں، پھر اوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں، یوہیں تین بار کریں یا اس برتن میں نیچے سوراخ کر دیں کہ پانی بہ جائے اور تیل رہ جائے، یوں بھی تین مرتبہ میں پاک ہو جائے گا یا یوں کریں کہ اتنا ہی پانی ڈال کر اس تیل کو پکائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے اور تیل رہ جائے ایسا ہی تین دفعہ میں پاک ہو جائے گا اور یوں بھی کہ پاک تیل یا پانی دوسرے برتن میں رکھ کر اس ناپاک اور اس پاک دونوں کی دھار ملا کر اوپر سے گرائیں مگر اس میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ ناپاک کی دھار اس کی دھار سے کسی وقت جدا نہ ہو، نہ اس برتن میں کوئی قطرہ ناپاک کا پہلے سے پہنچا ہو نہ بعد کو ورنہ پھر ناپاک ہو جائے گا بہتی ہوئی عام چیزیں، گھی وغیرہ کے پاک کرنے کے بھی یہی طریقے ہیں ۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج 1 ص 403: نجاستوں کا بیان)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

اجنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۵ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

کیا نجس کپڑا پاک میں مل کر پاک کو بھی ناپاک کر دیتا ہے؟ نیز کیا کپڑا پاک ہونے کے لیے سوکھنا بھی ضروری ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ناپاک کپڑے کے ساتھ اور پاک کپڑا صرف میں بھیگا

نے سے کیا وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے کیا اور ناپاک کپڑے کو تین پانی سے دھونے کے بعد وہ پاک ہو جاتا یا سوکھنے کے بعد وہ پاک ہوتا ہے۔ تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل حافظ صدر عالم کشی نگر یوپی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالى

جب ایک نجس کپڑے کو دوسرے پاک کپڑے کے ساتھ اس طرح ملا دیا کہ اس نجس کپڑے سے وہ پاک کپڑا اس طرح تر ہوگیا کہ اگر نچوڑا جائے تو قطرہ ٹپکے تو وہ بھی نجس ہو جاتا ھے وہ سوال میں جو صورت ھے وہی پاک کپڑے کے ناپاک ہونے والی صورت ھے اس لیے پاک کپڑے بھی ناپاک ہو جائیں گے، درمختار میں ہے: لف طاهر فی نجس مبتل بماء ان بحيث لو عصر تنجس والالا۔ (ج۱/ص۵۶۱ کتاب الطهارة دار الكتب العلمية بيرت)

اسی طرح حاشیہ طحطاوی میں ہے: اعلم انه اذا لف طاهر فی نجس مبتل بماء اكتسب منه شيأ فلا يخلو اما ان يكون كل منهما بحيث لو انعصر قطر و حيئنذ ينجس الطاهر اتفاقا۔ (ص ۱۵۹ کتاب الطهارة المكتبة الفيصل)

تین بار نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے بلکہ اگر غیر موسوس ہو اور ایک بار ہی میں غلبہ ظن ہو جائے تو ایک ہی بار میں کپڑا پاک ہو جاتا ہے ہاں موسوس کے لیے تین بار ضروری ہے اب بعدہ طہارت کے لیے سوکھنے کے کوئی قید نہیں نماز وغیرہ میں استعمال کر سکتا ہے۔

درمختار میں ہے ص ۵۳۹-۴۰ پر ہے: يطهر محل غيرها ای غیر مرئية بغلبة ظن غاسل طهارة محلها بلا عدد به يفتیٰ وقدر ذالك لموسوس بغسل وعصر ثلاثا اه ملخصاً

(هكذا في الفتاوى الرضوية في الجزء الثاني رضا اكيڈمی بمبئ)

طحطاوی میں ہے: وغلب علی ظنه انه طهر جاز استعماله۔ والله تعالى اعلم

(ص ۱۶۱)

کتبـــــــــه
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

احتلام ہونے کے بعد منی سوکھ جائے اور اس کپڑا کو پہن لے تو کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ پاجامہ میں احتلام ہوگیا اور بعد میں احتلام سوکھ گیا پھر اسی پاجامہ کو پہن لیا تو اس سے آدمی ناپاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟ جواب بحوالہ تحریر کیا جائے بشکل فتوی کسی کو بتانا ہے سرکار کرم نوازش ہوگی۔سائل شاہد رضا ثقافی مقام گیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــالی

بدن پاک رہے گا ہاں اگر پسینہ سے وہ ناپاک جگہ بھیگ گئی اور پھر اس سے بدن تر ہوگیا تو بدن ناپاک ہوجائے گا. چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

نجس کپڑا پہن کر یا نجس بچھونے پر سویا اور پسینہ آیا، اگر پسینہ سے وہ ناپاک جگہ بھیگ گئی پھر اس سے بدن تر ہوگیا تو ناپاک ہوگیا ورنہ نہیں۔

(بہار شریعت،طہارت کا بیان،نجاستوں کا بیان،116 / 1 مطبوعۃ:مکتبۃ المدینہ،کراچی)

بدن ناپاک سے مراد وہ جگہ نجس ہوئی جس جگہ منی کی تری لگی ہے نا کہ پورا بدن ناپاک ہوا اور نہ ہی موجب غسل (نہانا) ہوگا بلکہ جس جگہ نجس لگی وہاں دھونا واجب ہے نا کہ غسل واجب ہوا ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــه

محمد ایوب خان یارعلوی بہرائچ شریف یوپی

****

عورت کے ساتھ ہمبستری کرتے وقت جو کپڑا جسم پر ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟

السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورت کے ساتھ ہمبستری کرنے کے وقت میں جو کپڑا جسم میں ہوتا ہے کیا وہ ناپاک ہوجاتا ہے چاہے نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو جواب عنایت فرمائیں،عین نوازش ہوگی۔سائل محمد علاؤالدین پیاگپور بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

عورت کے ساتھ ہمبستری کرنے کے وقت جسم پر جو کپڑا ہوتا ہے وہ ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کپڑے میں نجاست نہ لگے۔ اور نجاست کا حکم یہ ھے کہ جتنی جگہ پر نجاست لگے گا صرف اتنی جگہ ناپاک ہوگا۔ باقی کپڑے پاک ہیں۔ جیسا کہ علامہ تطہیر احمد رضوی بریلوی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

کافی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شوہر بیوی کے ہمبستری کرنے سے ان کے سارے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ جس کپڑے کے جس حصے پر ناپاکی ہو صرف وہی ناپاک ہے باقی پاک ہے۔ کپڑے کے ناپاک حصے کو تین بار دھودیا جائے اور ہر بار دھوکر خوب نچوڑ لیا جائے تو پھر اسی کپڑے سے نماز پڑھ سکتے ہیں اور جس کپڑے پر ناپاکی مثلاً مرد وعورت کی منی نہ لگی ہو وہ بغیر دھوئے پاک ہے۔ (غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح صفحہ ۲۸)

نجاست لگ جانے سے کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے مگر کتنا لگ جائے تو دھونا فرض ہے اور کب واجب اور کب سنت تو یہ جان لو کہ نجاست جب ایک درہم سے زیادہ ہو تو دھونا فرض ہے اور جب ایک درہم ہو تو دھونا واجب اور ایک درہم سے کم ہو تو دھونا سنت ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا:

اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر بہ نیت استخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر ایک درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر ایک درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کیے نماز ہوگئی مگر خلاف سنت ہوئی اور اس کا اعادہ بہتر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ ۹۶ نجاست کا بیان)

کتبـــــہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی سدھارتھ نگر یوپی

۱۴ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۸ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

****

پانی کی ٹنکی میں اگر مینڈک گر کر مر جائے اور پھول پھٹ جائے تو پانی کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ.

سوال: جو مینڈک زمین پر رہتا ہے وہ اگر ٹنکی میں گر جائے اور اس میں مر جائے اور پھول کر پھٹ جائے تو کیا وہ پانی پاک رہیگا یا نہیں؟ سائل: عبداللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

مینڈک خشکی میں رہتا ہو یا تری میں اگر وہ ٹنکی میں گر جائے اور اس میں مر جائے اور پھول کر پھٹ جائے یہاں تک کہ سڑ جائے تب بھی پانی نجس نہیں ہوگا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

خشکی اور پانی کے مینڈک کا ایک حکم ہے یعنی اسکے مرنے بلکہ سڑنے سے بھی پانی نجس نہیں ہوگا" اھ

(ح:2/ص:338/کوئیں کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ: و موت ما يعيش فى الماء لا يفسده كالسمك والضفدع والسرطان و فى غير الماء قيل غير السمك يفسده و قيل لا و هو الاصح والضفدع البحرى والبرى سواء كذا فى الهداية ۔ واللہ تعالی اعلم

(ج:/ص:24/الفصل الثانی فیمالا یجوز بہ التوضؤ/ بیروت)

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۲۱ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۶ جمادی الآخرۃ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

****

کپڑا پاک کرنے کا طریقہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کا کپڑا پوری طرح ناپاک ہے اور زید پاک صاف کرنا چاہتا ہے تو بہترین طریقہ کپڑا پاک کرنے کا کیا ہے حوالے کے

ساتھ جواب عنایت فرمائیں،عین وکرم ہوگا۔سائل محمد عنایت رسول رضوی بہرائچ شریف یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

نَجاست اگر دَلدار ہو جیسے پاخانہ،گوبر،خون وغیرہ تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے،اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا،ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نَجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔اگر نَجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ اثر رنگ یا بُو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے،ہاں اگر اس کا اثر بدقّت جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھولیا پاک ہو گیا،صابون یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں اگر نَجاست رقیق (پتلا) ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقوت نچوڑنے سے پاک ہوگا اور قوت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے ،اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہوگا۔پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے اور تیسری بار نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی اور جو کپڑے میں اتنی تری رہ گئی ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ بوند ٹپکے گی تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں،پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا اور اس کی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہو گیا،پھر اگر پہلی بار کے نچوڑنے کے بعد بھیگا ہے تو اسے دو مرتبہ دھونا چاہیے اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ کی تری سے بھیگا ہے تو ایک مرتبہ دھویا جائے۔یوہیں اگر اس کپڑے سے جو ایک مرتبہ دھو کر نچوڑ لیا گیا ہے،کوئی پاک کپڑا بھیگ جائے تو یہ دو بار دھویا جائے اور اگر دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد اس سے وہ کپڑا بھیگا تو ایک بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

(بہار شریعت،جلد اول،حصہ دوم،نجس چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ)

کپڑے پاک کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ بالٹی میں ناپاک کپڑے ڈال کر اُوپر سے نل کھول دیجئے،کپڑوں کو ہاتھ یا کسی سَلاخ وغیرہ سے اِس طرح ڈَبوئے رکھئے کہ کہیں سے کپڑے کا کوئی حصہ پانی کے باہَر اُبھرا ہوا نہ رہے۔جب بالٹی کے اُوپر سے اُبل کر اتنا پانی بہ جائے کہ ظنّ غالِب آ جائے کہ پانی نَجاست کو بہا کر لے گیا ہوگا تو اب وہ کپڑے اور بالٹی کا پانی نیز ہاتھ یا سلاخ کا جتنا حصّہ پانی کے اندر تھا سب پاک ہو گئے جبکہ کپڑے وغیرہ پر نَجاست کا اثر باقی نہ ہو۔اِس عمل کے دَوران یہ احتیاط ضَروری ہے کہ پاک ہو جانے کے ظنّ غالب سے قبل ناپاک پانی کا ایک بھی چھینٹا آپ کے بدن یا کسی

اور چیز پر نہ پڑے ۔ بالٹی یا برتن کا اوپری کنارا یا اندرونی دیوار کا کوئی حصہ ناپاک پانی والا ہے اور زمین اتنی ہموار نہیں کہ بالٹی کے ہر طرف سے پانی ابھر کے نکلے اور مکمّل کنارے وغیرہ دھل جائیں تو ایسی صورت میں کسی برتن کے ذریعے یا جاری پانی کے نل کے نیچے ہاتھ رکھ کر اُس سے بالٹی وغیرہ کے چاروں طرف اِس طرح پانی بہایئے کہ کنارے اور بقیّہ اندرونی حصّے بھی دُھل کر پاک ہو جائیں مگر یہ کام شروع ہی میں کر لیجئے کہیں پاک کپڑے دوبارہ ناپاک نہ کر بیٹھیں، ایک طریقہ یہ ہے کہ واشنگ مشین میں کپڑے ڈالکر پہلے پانی بھر لیجئے اور کپڑوں کو ہاتھ وغیرہ سے پانی میں دبا کر رکھئے تاکہ کوئی حصّہ ابھرا ہوا نہ رہے، اوپر کا نل کھلا رکھئے اب نچلا سُوراخ بھی کھول دیجئے، اِس طرح اوپر نل سے پانی آتا رہے گا اور نچلے سوراخ سے بہتا رہے گا جب ظنّ غالب آجائے کہ پانی نَجاست کو بہا لے گیا ہوگا تو کپڑے اور مشین کے اندر کا پانی پاک ہو جائے گا جبکہ نَجاست کا اثر کپڑوں وغیرہ پر باقی نہ ہو ۔ضرورتاً مشین کے اوپری کنارے وغیرہ مذکورہ طریقے پر شروع ہی میں دھو لینے چاہئیں ۔

مذکورہ طریقے پر پاک کرنے کیلئے بالٹی یا برتن ہی ضروری نہیں نل کے نیچے ہاتھ میں پکڑ کر بھی پاک کرسکتے ہیں ۔مَثلاً رومال ناپاک ہوگیا، تو بیسن میں نل کے نیچے رکھ کر اتنی دیر تک پانی بہایئے کہ ظنّ غالِب آجائے کہ پانی نَجاست کو بہا کر لے گیا ہوگا تو پاک ہو جائے گا ۔بڑا کپڑا یا اس کا ناپاک حصّہ بھی اسی طریقے پر پاک کیا جاسکتا ہے ۔مگر یہ احتیاط ضروری ہے کہ ناپاک پانی کے چھینٹے آپ کے کپڑے، بدن اور اَطراف میں دیگر جگہوں پر نہ پڑیں ۔واللہ تعالی اعلم

(حوالہ: کپڑے پاک کرنے کا طریقہ صفحہ نمبر ۷)

کتبـــــہ
محمد اکبر انصاری مانخورد ممبئی
۲۰ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۵ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

بندر اگر کنوئیں سے پانی پی لے تو کنواں پاک رہیگا یا ناپاک ہو جائے گا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سوال بندر اگر کنواں میں جا کر پانی پی لے تو وہ کنویں کا پانی پاک ہے یا ناپاک ناپاک ہو تو کیسے پاک کیا جائے ۔سائل اصغر علی منگلور کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

بندر ایک درندہ جانوروں میں سے ہے تو جس طرح اور درندے جانوروں کا لعاب جھوٹا اور گوشت ناپاک ہے اگر یہ کنویں میں اپنا منہ ڈال دیں تو سارا پانی ناپاک ہو جائے گا یعنی پورا پانی نکالا جائے گا اسی طرح اگر بندر اپنے منہ کنویں میں جا کر پانی میں منہ ڈال دیں تو سارا پانی ناپاک ہو جائے گا، درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ:

"وسور خنزیر و کلب وسبع بهائم نجس "اھ

(در مختار مع رد المحتار ج 1 ص 389: مطبوعہ زکریا)

اور درمختار میں ہے کہ:

"لو خرج حیا ولیس بنجس العین ولا به حدث أو خبث لم ینزح شئ إلا أن یدخل فمه الماء فیعتبر بسؤره فان نجسا نزح الکل والالا هو الصحیح" اھ

(در مختار ج 1 ص 410: کتاب الطھارۃ)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

" وإن أدخل فاه فیه فالمعتبر بسؤره. فإن کان سؤره طاهرا فالماء طاهر وإن کان نجسا فنجس "اھ

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 22: کتاب الطھارۃ باب المیاہ. الثالث)

اور طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے کہ:

" و قسم الثانی سؤر نجس .... الی قوله ...... و القرد لتولد لعابها من لحمها وهو نجسٌ "اھ

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص 81)

اور فقہ اسلامی وادلتہ میں ہے کہ:

" سؤر نجس نجاسة مغلظة. لا یجوز استعماله بحال إلا للضرورة کأکل المیتة : وهو ما شرب منه کلب أو خنزیر أو سباع البهائم کالأسد والفهد

والذئب والقرد والنمر والضبع "
(الفقه الاسلامی و أدلته ج 1 ص 284 : كتاب الطهارة)
اور بہار شریعت میں ہے کہ:
سُوئر، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔
(بہار شریعت ج 1 ص 342)
اور اسی میں ہے کہ: سوئر کے سوا اگر اور کوئی جانور کوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا اور اس کے جسم میں نَجاست لگی ہونا یقینی معلوم نہ ہو، اور پانی میں اس کا موتھ نہ پڑا تو پانی پاک ہے، اس کا استعمال جائز، مگر اِحتیاطاً بیس ۲۰ ڈول نکالنا بہتر ہے اور اگر اس کے بدن پر نَجاست لگی ہونا یقینی معلوم ہو تو کل پانی نکالا جائے اور اگر اس کا موتھ پانی میں پڑا تو اس کے لُعاب اور جھوٹے کا جو حکم ہے وہی حکم اس پانی کا ہے، اگر جھوٹا ناپاک ہے یا مشکوک تو کل پانی نکالا جائے۔
(بہار شریعت ج 1 ص 337: کوئیں کا بیان)
مذکورہ جزئیات سے معلوم ہوا کہ بندر کا جھوٹا ناپاک ہے اس لئے کہ بندر درندہ جانوروں میں سے ہے تو جس طرح اور درندہ جانوروں کا جھوٹا نجس ہے جیسے (جیسے کتا، شیر، چیتا، گیدڑ، بھیڑیا) اگر کنویں میں گرا اور اس کا منہ پانی سے لگا تو کنواں ناپاک ہوگیا اور کل پانی نکالا جائے اسی طرح بندر کے بھی کنویں میں گرا اور اس کا منہ پانی سے لگا تو کنواں ناپاک ہوجائے گا اور سارا پانی نکالا جائے گا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۴ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۹ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

پیشاب کرنے کے بعد پانی کے بجائے کپڑے سے شرمگاہ صاف کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل کے بارے میں اگر کوئی شخص پیشاب کرنے کے بعد اگر پانی کے بجائے کوئی کپڑے سے شرم گاہ کو پوچھ لیں یہ صاف کرلیں تو کیا وہ پاک ہے یہ ناپاک ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل: مصدر رضا فیضی کٹیہار بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی

اگر کوئی شخص پیشاب کرنے کے بعد پانی کے بجائے کپڑے سے شرمگاہ کو صاف کرے تو بھی جائز ہے جیسا کہ رد المختار میں ہے کہ:

"قال فی البدائع: السنة هو الاستنجاء بالاشياء الطاهرة من الأحجار والامدار والتراب والخرق البوالی" اھ

(رد المحتار ج 1 ص 601 : كتاب الطهارة، فصل فی الاستنجاء، دار الكتب العلميه بيروت)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے کے حکم میں ہیں، ان سے بھی صاف کر لینا بلا کراہت جائز ہے، دیوار سے بھی استنجا سکھا سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ دوسرے کی دیوار نہ ہو، اگر دوسرے کی ملک ہو یا وقف ہو تو اس سے استنجا کرنا مکروہ ہے اور کر لیا تو طہارت ہو جائے گی، جو مکان اس کے پاس کرایہ پر ہے اس کی دیوار سے استنجا سکھا سکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج 1 ص 411: استنجے کا بیان)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۹ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۳ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

****

حالت حیض میں طواف کا حکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

وہ عورت جو کہ حالت حیض میں ہے وہ طواف کر سکتی ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟؟ سائل محمد شریف کرنیل گنج کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی

حالت حیض طواف کرنا حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ

ترجمہ: اے محبوب تم سے حیض کے بارے میں لوگ سوال کرتے ہیں تم فرمادو وہ گندی چیز ہے تو حیض میں عورتوں سے بچو۔

(پارہ دوم سورۃ البقرہ)

صحیح بخاری میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں ہم حج کیلئے جب سرف میں پہنچے مجھے حیض آیا تو میں رو رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے فرمایا تجھے کیا ہوا کیا تو حائضہ ہوئی عرض کی ہاں فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالی نے بنات آدم پر لکھ دیا ہے تو سوا خانہ کعبہ کے طواف کے سب کچھ ادا کر جسے حج ادا کرنے والا ادا کرتا ہے اور فرماتی ہیں حضور نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔

(بخاری شریف)

قرآن مقدس اور حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حالت حیض میں عورت ناپاک ہوتی ہے اور حالت ناپاکی میں طواف حرام ہے۔

(بہار شریعت/ ۶ / ۶۲)

طواف نماز کی طرح عبادت ہے اس لئے حالت ناپاکی میں عورت کو طواف کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار
۱۶ جولائی بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

حالت حیض میں کتب فقہ کا چھونا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال: حالت حیض میں کتب فقہ کا پڑھنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں۔ سائلہ آمنہ عطاریہ

وعلیكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

جن پر غسل فرض ہو ان کو فقہ وتفسیر وحدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے

سے چھوا اگر چہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حرج نہیں ہے مگر موضع آیت پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ 327)

اور اگر معلمہ کو حیض یا نفاس ہوا تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور ہجے کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ 379)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بیار

۱۱ دسمبر ۲۰۱۸ بروز منگل

****

لیکوریا کے رساؤ کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ عورت کے اگر لیکوریا کے پانی کا رساو ہوتا رہے تو ایسی صورت میں کیا عورت پاک ہے اور وہ نماز ادا کر سکتی ہے؟ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ سائل شکیل احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

لیکوریا کے مرض میں مبتلا عورت کے رحم سے اگر سیال مادہ مسلسل رِستا رہتا ہے اور ایک نماز کے مکمل وقت میں اتنی ساعت (مثلاً پانچ منٹ) بھی میسر نہیں آتی جس میں پاکی مل جائے تو ایسی عورت معذور شمار ہوگی اور اس کے احکام مریض کے ہوں گے۔ اس لیے لیکوریا کی مریضہ نماز کے لیے وضوء کرے اور نماز ادا کرلے دورانِ نماز بھی اگر سیال مادہ بہتا رہے تب بھی وضوء قائم رہے گا، کیونکہ وہ معذور ہے۔ لباس کی پاکی کے لیے پیڈ یا اندرونی کپڑا استعمال کرے اور ہر نماز کے لیے وضوء کرنے سے پہلے اچھی طرح استنجا کر کے پیڈ یا اندرونی کپڑا تبدیل کرلے اور وضوء کر کے نماز ادا کرے لیکوریا اور سلسل بول کے مریضوں کے لیے ایک ہی طرح کا حکم ہے کہ وہ مسلسل جاری رہنے

والے پیشاب یا لیکوریا کے قطروں سے لباس کو محفوظ رکھنے کے لیے پیڈ یا کپڑا وغیرہ باندھ کر اور وضوء کر کے نماز ادا کریں۔

فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:

والمستحاضة و من به سلس البول او استطلاق البطن او انفلات الريح او رعاف دائم او جرح لا يرقأ يتوضؤون لوقت كل صلاة و يصلون بذالك الوضوء فی الوقت ما شاؤا من الفرائض والنوافل هكذا فی البحر الرائق۔ واللہ تعالی اعلم

(ج:1/ص:41/ الفصل الرابع فی احكام الحيض والنفاس والاستحاضة/ بيروت)

کتبـــــــہ

محمد امین قادری رضوی مراد ابادیوپی

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

ناپاک کپڑا کتنی بار دھونے سے پاک ہو جائے گا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ ناپاک کپڑے کو تین دفعہ نچوڑ کر نہیں دھوتے صرف صابن وغیرہ لگا کر پانی سے کھنگال لیتے ہیں حالانکہ نجاست دور ہو جاتی ہے جو لگی رہتی ہے تو اس گیلے کپڑے سے کسی کا کپڑا یا جسم مس ہو جائے تو مس ہوا کپڑا یا جسم ناپاک ہو جاتا ہے، علماء کرام رہنمائی فرمائیں۔ سائل احمد علی سعودی عرب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

نجس کپڑے کو تین بار اچھی طرح نچوڑنا یا ایک بار میں اتنا پانی بہا دینا کہ یقین ہو جائے اب نجاست دور ہو گئی کپڑا پاک ہو جائے گا جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

نجاست دھونے میں ضرور ہے کہ دھونے والا پانی زائل ہوجائے اور نجاست کے زوال کا ظن غالب ہوجائے جسے غیر مرئیہ میں تین بار دھونے سے مقدر کیا ہے۔
(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد (۴) ص (٦٩٠) مکتبہ دعوت اسلامی)

(۲) ناپاک کپڑے میں پاک کپڑا لپیٹا یا پاک میں ناپاک اور اس ناپاک میں صرف سیل باقی تھی وہ سیل پاک میں بھی آجائے تو اس سے ناپاک نہ ہوگا، ہاں تری آجائے تو ناپاک ہوجائے گا۔ واللہ تعالی اعلم
(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد (۴) ص (٦٨٩) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

نجاست کی مقدار اور اسکی طہارت کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ پر کہ ایک درہم کا مطلب کیا ہے اور اگر ایک درہم نجاست لگی ہے یا اس کم یا اس سے زائد تو اس پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد رضوان احمد اسمعیلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

درہم کی مقدار فقہا کے نزدیک ہتھیلی کی گہرائی ہے تو اگر نجاست کپڑے میں یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصدا پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر بنیت استخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے اور پڑھیں تو گنہگار بھی ہوگا اور نماز واجب الاعادہ ہوگی اور درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے بے پاک کیے نماز پڑھی تو ہوگی مگر خلاف سنت ہوگئی اور اس کا اعادہ یعنی لوٹانا بہتر ہے۔ واللہ تعالی اعلم
(بہار شریعت قدیم حصہ دوم صفحہ ٩٦ / ٩٧ مطبع المجمع المصباحی مبارکپور)

کتبـــــہ
محمد عمر رضا خان المسعودی النیفالی ضلع بہرائچ شریف
۲۷ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ جولائی ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

حالت جنابت میں موبائل پر قرآن مجید کی آیت لکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام کے بارگاہ میں ایک سوال عرض ہیکہ! جس شخص کے اوپر غسل واجب ہوگیا وہ شخص موبائل کے اسکرین پر قرآن مجید کی آیت لکھ سکتا ہے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی: محمد اسلم

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالى

حالت جنابت میں موبائل کے اسکرین پر قرآن مجید کی آیت کی کمپوزنگ اور اس کی ٹائپنگ کرنا ناجائز نہیں اگر چہ کمپوزنگ و ٹائپنگ کرتے وقت اس پر نظر پڑے اور خیال ہی خیال میں اسے پڑھتا جائے ہاں اسکرین کو اس صورت میں بھی اسے چھونا نہ چاہیئے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ:

ولا يكره النظر اليه أي القرآن لجنب و حائض و نفساء لان الجنابة لا تحل العين۔ (ج 1 ص 316: كتاب الطهارة)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:
قرآن مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حرج نہیں اگر چہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور خیال میں پڑھتے جائیں۔ واللہ تعالی اعلم
(بہار شریعت ج 1 ص 327: غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۴ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

* *

حیض و نفاس کے احکام

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ اگر کوئی عورت شب برات کی رات میں حیض یا نفاس کی حالت میں ہو تو وہ کیا پڑھ سکتی ہے اور کیا نہیں پڑھ سکتی ہے جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائے۔ سائل اکبر علی سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــــالی

حالت حیض ونفاس میں نماز وروزہ تلاوت قرآن نہیں کرسکتی ہے خواہ شب برأت کی رات میں ہو یا کسی اور رات میں البتہ کلمہ طیبہ ودرود شریف اور قرآن کی وہ آیت یا سورہ جو دعا پہ مشتمل ہو جیسے معوذ تین سورہ اخلاص وآیت الکرسی اس کے علاوہ آیتیں جو دعا پہ مشتمل ہیں بنیت ذکرو دعا جائز ہے نیز اذان کا جواب بھی دے سکتی ہے:

"يجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذالك"

(عالمگیری)

اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فلو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء أو شيئا من الآيات التي فيها معنى الدعاء ولم ترد القراءة لا بأس به۔

(شامي جلد اول ص ۴۲۳ مطبع بیروت)

اور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

قرآنِ مجید کے علاوہ اَورتمام اذ کار کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے اوران چیزوں کو وُضو یا کُلّی کر کے پڑھنا بہتر اور ویسے ہی پڑھ لیا جب بھی حَرَج نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(حوالہ: بہارشریعت، جلد 1 ،حصہ دوم،صفحہ 379،مکتبہ المدینہ کراچی)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۸ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

نابالغ بچہ دہ در دہ سے کم پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا نابالغ بچے دہ در دہ سے کم میں ہاتھ ڈال دیں تو کیا اب بھی اس پانی سے وضو یا غسل نہیں کر سکتے ہیں؟ سائل غلام یسین عطاری گجرات

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــــالی

اگر بچے کے ہاتھ پر نجاسب کا معلوم ہونا یقینی ہے تو پانی نجس ہوگیا قابل غسل وضوء نہ رہا اور اگر نجاست کا نہ ہونا یقینی طور پر معلوم ہے تو پانی پاک غیر مستعمل ہے جبکہ نہ سمجھ ہو یہاں استعمال میں اصلا کوئی حرج نہیں اور اگر کچھ حال معلوم نہیں تب بھی استعمال کرنے میں حرج نہیں وضوء وغسل کیا جا سکتا ہے اگر چہ اسکے غیر کی موجودگی میں غیر سے کر لینا بہتر ہے۔

ھندیہ میں ہے:

"اذا ادخل الصبی یدہ فی کوز ماء اور رجله فان علم ان یدہ طاھرۃ بیقین یجوز التوضوء به ان کان لا یعلم انها طاھرۃ او نجسة فالمستحب بغیرہ مع ھٰذا لو توضأ اجزأہ کذا فی المحیط اھ

(الھندیه ج۱ص۲۵قدیم)

اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ القدسی فرماتے ہیں کہ نہ سمجھ بچے نے وضوء کیا جس طرح دو تین سال کے اطفال ماں باپ کو دیکھ کر بطور نقل وحکایت وضوء کرنے لگتے ہیں پانی مستعمل نہ ہوگا کہ نہ قربت ہے نہ حدث۔

(فتاوی رضویہ ج اول ص ۲۳۹ رضا اکیڈمی ممبئی)

یہاں سے معلوم ہوا اگر نہ سمجھ بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو مستعمل نہیں ہوتا کیونکہ نہ وہاں قربت ہے نہ حدث ہے ہاں اگر سمجھ دار بچہ ماء قلیل میں ہاتھ ڈال دے تو پانی وضوء وغسل کے لائق نہیں رہیگا کہ جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے:

اذا ادخل الصبی یدہ فی اناء علی قصد القربة فلا شبه انه یصیر مستعلا اذا کان الصبی عاقلا لانه من اهل القربة

(ج اول ص ۳۵۸ مکتبة زکریا بدیوبند)

یہ حکم ماء قلیل کا تھا اور کثیر میں ہاتھ ڈال دے تو پانی مستعمل نہ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور یکمری

۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

* *

منی کپڑے میں لگ کرخشک ہو جائے تو کیاوہ تین مرتبہ دھونے ہی سے پاک ہوگا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منی خشک ہونے کے بعد کیا اس کپڑے کو تین مرتبہ دھونا ضروری ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد شمشاد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

اگر منی کپڑے میں لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہوجائے گا دھونے کی ضرورت نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں بحوالہ فتاوی ھندیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”منی کپڑے میں لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہوجائے گا اگر چہ بعد ملنے کے کچھ اس کا اثر کپڑے میں باقی رہ جائے“ اھ

اور اسی میں بحوالہ درمختار ہے: اس مسئلہ میں عورت و مرد اور انسان و حیوان و تندرست و مریض جریان سب کی منی کا ایک حکم ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(ج:1/ ح:2/ ص:400)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۱۳ ستمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

* *

جس کمرے میں قرآن مجید رکھا ہو کیا اس میں بیوی سے ہمبستری کر سکتے ہیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کے بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ جس کمرے میں قرآن پاک رکھا ہو کیا اس میں ہمبستری کر سکتے ہیں؟ تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل توفیق رضا کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

جی ہاں جس کمرے میں قرآن مجید رکھا ہو اس میں بیوی سے ہمبستری کر سکتے ہیں جبکہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہوا ہو جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں:

”جس گھر میں قرآن مجید رکھا ہو اس میں بیوی سے صحبت کرنا جائز ہے جبکہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہوا ہو۔

(ح:16/ص:496/قرآن مجید اور کتابوں کے آداب/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے:

"یجوز قربان المرأۃ فی بیت فیه مصحف مستور كذا فی القنیة۔ واللہ تعالی اعلم

(ج:5/ص:322/الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شئ من القرآن نحو الدراهم والقرطاس أو كتب فيه اسم الله تعالى/بيروت)

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اتراکھنڈ

۲۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

کیا ناپاک پانی سے بنا ہوا برف پاک ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء اکرام کی بارگاہ نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ ایک سوال عرض ھے کہ یہ جو برف کا سلی ھوتا ھے اگر اسکو کسی نے ناپاک پانی سے جمایا تو کیا وہ برف بننے کے بعد پاک ھو جائے گا علماء اکرام رہنمائی فرمائیں اور جواب دیکر عند اللہ ماجور ھوں۔ سائل محمد عرفان بہرائچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

ناپاک پانی سے بنا ہوا برف ناپاک ہی رہے گا کیوں کہ پاک پانی میں اگر ایک بوند ناپاک

پانی شامل ہو جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے تو وہ تو پورا برف ہی ناپاک پانی سے بنا ہے فلہذا وہ برف ناپاک ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(ماخوذ بہار شریعت حصہ دوم پانی کا بیان)

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری بلرامپور

۸ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

نجاست غلیظہ وخفیفہ کیا کیا چیز ہے؟ نیز دونوں کے احکام کیا ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کونسی نجاست نجاست غلیظہ ہے اور کونسی نجاست نجاست خفیفہ ہے علماء کرام رہنمائی فرمائیں فقط والسلام۔ سائل عبداللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

وعليكم السلام ورحمةالله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

انسان کے بدن سے ایسی چیز نکلے کہ اس سے وضو یا غسل واجب ہو جاتا ہو تو وہ نجاست غلیظہ ہے جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے اور دکھتی آنکھ کا پانی وغیرہ اور حرام چوپائے جیسے کتا، شیر، لومڑی، بلی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی اور سور وغیرہ کا پاخانہ پیشاب اور گھوڑے کی لید اور ہر حلال جانور کا پاخانہ جیسے بھینس کا گوبر بکری اور اونٹ درندے چوپایوں کا لعاب یہ سب نجاست غلیظہ ہیں اور دودھ پیتا لڑکا یا لڑکی انکا پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہے جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے، بکری، بیل، بھینس اور بھیڑ وغیرہ انکا پیشاب اور جس پرندے کا گوشت حرام ہے جیسے کوا، چیل، شکرا باز اور بہری وغیرہ کی بیٹ یہ سب نجاست خفیفہ ہیں۔

اور نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اسکا پاک کرنا فرض ہے کہ بغیر پاک کئے نماز پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور اگر نجاست غلیظہ ایک درہم کے برابر لگ جائے تو اسکا پاک کرنا واجب ہے کہ بغیر پاک کئے پڑھ لی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا

دو بارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر نجاست غلیظہ ایک درہم سے کم لگی ہے تو اسکا پاک کرنا سنت ہے کہ بغیر پاک کئے نماز پڑھ لی تو ہوگئی مگر خلاف سنت ہوئی ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا بہتر ہے۔

اور نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ نجاست خفیفہ بدن یا کپڑے کے جس حصہ میں لگی ہے اگر اسکی چوتھائی سے کم ہے مثلا دامن میں لگی ہے تو دامن میں چوتھائی سے کم ہے یا آستین میں لگی ہے تو اسکی چوتھائی سے کم میں لگی ہے یا ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم میں لگی ہے تو معاف ہے اور اگر پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

(مزید معلومات وتفصیلات کے لئے بہار شریعت ح:2 / نجاستوں کا بیان/ مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی/ کا مطالعہ کریں اور فتاوی ھندیہ ج:1 / الفصل الثانی فی الاعیان النجسۃ/ بیروت/ کا مطالعہ فرمائیں)

کتبـــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ
۲ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

سلام پھیرنے کے وقت جماعت میں شامل ہونے کا حکم اور جس رسی پر ناپاک کپڑا اسکھایا اس میں پاک کپڑا اسکھانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال زید نماز فجر کی جماعت میں جیسے ہی اللہ اکبر کہکر تشہد میں بیٹھا کہ امام نے پہلا سلام پھیر دیا یا پھر بیٹھتے بیٹھتے سلام پھیر دیا تو کیا زید جماعت میں شامل ہوگیا؟ اگر نہیں ہوا تو کیا زید نماز دہرائیگا اور جماعت میں شامل ہونے کیلئے امام کے ساتھ کم از کم کتنی دیر ٹھہرے گا۔ جس رسی پہ کپڑے سکھاتے ہیں اس رسی پر گیلا ناپاک کپڑا اسکھایا تو اس رسی کو بغیر دھوئے پاک گیلا کپڑا اسکھا سکتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد معراج عالم رضوی فریدیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

ا۔ زید کا جماعت میں شمار نہیں کیا جائے گا کیونکہ مقتدی کو اپنے امام کے ساتھ کم از کم تشہد کا ملنا ضروری ہے اگرچہ تشہد پورا ہونے سے پہلے ہی امام سلام پھیر دے اگر اتنی بھی مہلت نا ملی کہ تشہد میں

شامل ہوتو اب وہ تنے تنہا نماز پڑھے یا دوسری جماعت ہو رہی ہو تو اس میں شامل ہو جائے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

اگر سجدۂ سہو واجب نہ تھا مگر اس کے لیے سلام پھیر رہا تھا یا سہو ہونا یاد تھا اس کے باوجود بہ نیت قطع وہ سلام میں مشغول تھا یا ختم نماز کے لیے سلام پھیر رہا تھا اور سہو نہیں تھا تو ان صورتوں میں سلام پھیرنے کے وقت آنے والا اگر جماعت میں شریک ہوگا تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اس لیے کہ سلام میں مشغول ہوتے ہی وہ نماز سے خارج ہو گیا اور اس صورت میں ظاہر یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ دوبارہ کہے گا۔
(فتاویٰ فیض الرسول جلد ا ص ۳۴۹)

۲۔نہیں اسے دھو کر ہی اس رسی پر کپڑا سکھائیں اگر چہ پلاسٹک میں بھی نجاست جذب نہیں ہوتی مگر دھونے کا حکم ہے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

ایسی چیزیں جس میں نجاست جذب نہ ہوتی ہو جیسے چینی، لوہا، پیتل تانبا وغیرہا دھاتوں کی چیزیں اگر ناپاک ہو جائے تو تین بار دھو لینا کافی ہے یہ ضروری نہیں کی اتنی دیر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم ص (۴۰۱) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲۷ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

پیشاب اور پاخانہ نجاست نہیں اسکی کیا صورت ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

پاخانہ اور پیشاب نجاست نہیں اس کی کیا صورت ہے؟ علمائے کرام جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل محمد سمیر رضا

وعلیکم السلام ورحمةالله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

پاخانہ، پیشاب جب تک کہ جسم کے اندر ہوتے ہیں نجاست نہیں ہوتے جسم سے نکلنے کے بعد

نجاست ہوتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو پیشاب پاخانہ کی معمولی حاجت میں بھی نماز باطل ہو جائے اس لیے کہ نجاست کو لئے ہوئے نماز جائز نہیں ہوتی۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج 1 ص 36 بحوالہ فقہی پہیلیاں ص 81)

کتبــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۱ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

عورتیں استنجاء کا ڈھیلا کیسے لیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ خواتین کے لیے استنجا من الحجر جو مسئلہ ہے کہ آگے سے پیچھے کو لیجائے وہ تینوں ڈھیلے کا ہے یا کہ مثل رجل کے؟؟ اور خواتین کے لیے ایسا حکم کیوں دیا گیا؟ المستفتی محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی

عورتوں (خواتین) کا طریقہ مثل مرد نہیں بلکہ ہمیشہ آگے سے پیچھے کی طرف صاف کرے جیسا کہ شرح نور الایضاح میں ہے:

و کیفیة الاستنجاء ان یمسح بالحجر الأول من جهة المقدم الی خلف و بالثانی من خلف الی قدام و بالثالث من قدام الی خلف إذا کانت الخصية مدلاة وإن کانت غیر مدلاة یبتدیء من خلف الی قدام والمرأة تبتدیء من قدام الی خلف خشیة تلویث فرجها،

”استنجاء کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پتھر کے ساتھ آگے سے پیچھے کی طرف پونچھے دوسرے پتھر کے ساتھ پیچھے سے آگے کی طرف اور تیسرے کے ساتھ آگے سے پیچھے کی طرف (پونچھے) جب کہ خصئے لٹکے ہوئے ہوں اگر لٹکے ہوئے نہ ہوں تو پیچھے سے آگے کی طرف ابتداء کرے اور عورت شرمگاہ کے آلودہ

ہونے کے خوف سے (ہمیشہ) آگے سے پیچھے کی طرف صاف کرے،عورت کا معاملہ چونکہ ہمیشہ ایک جیسا ہی رہتا ہے موسموں کی تبدیلی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی اگر پہلے پتھر کو پیچھے سے آگے کی طرف لایا جائے تو شرمگاہ کے نجاست آلود ہونے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا ہمیشہ آگے سے پیچھے کی طرف ابتداء کی جائے۔واللہ تعالی اعلم

(شرح نورالایضاح استنجاء کا بیان ص (۳۴) مکتبہ قادریہ لاہور)

کتبــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۱۱ اکتوبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

جسکو بار بار پیشاب کا قطرہ آتا ہو وہ معذور ہے ہر وقتی نماز کے لیے تازہ وضوء کرے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ نماز کے دوران پیشاب کی چھینٹے نکلتے ہیں تو وہ نماز کیسے پڑھے اس حالت میں۔سائل محمد اظہر الدین عظیمی کھگڑیا بہار پھلتوڑا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــہ تعــــــــالی

اگر اسکو ہر وقت قطرہ آتا ہے یعنی بغیر قطرہ آئے اتنا وقت بھی نہیں مل پاتا کہ وضوء بنا کر فرض نماز ادا کرسکے تو ایسی صورت میں یہ شخص معذور کہلائے گا،جیسا کہ درمختار میں ہے:

"صاحب عذر من به سلس بول لا يكمن امسا كه - ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ و يصلي فيه خاليا عن الحدث اھ"

(الدر المختار علی تصویر الابصار ج ۱/ص ۵۰۴ زکریا بکڈپو)

تو یہ معذور ہوا اور معذور کو ہر وقتی نماز کے لیے نیا وضوء کرنا ضروری ہے،جیسا کہ مراقی الفلاح میں ہے:

من به عذر سلس بول یتوضؤن لوقت کل صلاۃ اھ

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص ۱۴۹ المکتبۃ الفیصل)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں وہ تدبیر بجالانا جس سے قطرہ رک جائے واجب ھے اور اگرکسی طرح نہ رکے اورایک نماز کاوقت اول سے آخرتک گزرجائے کہ وضوء کرکے فرض پڑھنے کی مہلت نہ ملےتو وہ معذورھے جب تک نماز کے ہروقت میں کم ازکم ایک بارآتارہےگااسے تازہ وضوء کرلینا کافی ہوگا۔

(فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۱۵۹ غیرمترجم رضااکیڈمی ممبئی)

لھذاایسا معذور شخص ایک باروضوء کرلیگا تواسی وضوء سے وقتی نماز مکمل کرسکتاھے پیشاب کے قطرہ آنے سے کوئی فرق نہیں پڑےگااوراگرکوئی اورناقض وضوء پایاگیا توازسرےنوپھرسے وضوء کرنا ہوگااور ایسے معذور شخص کے لیے ضروری ہے کہ مقام خاص پرکوئی کپڑارکھےاور ہرنماز کے وقت تبدیل کرے کیونکہ مسلسل پیشاب کے قطرے ٹپکنے سے کپڑے کاوہ حصہ ناپاک ہے اگر درہم سے زائد ہوتوپاک کرنافرض بناپاک کئے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور درہم سےکم ہےتوپاک کرنا سنت بناپاک کئے نماز اداکی تو ہوجائے گی لیکن کراہت تنزیہی کے ساتھ۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
مشاہدرضا حشمتی رام پورکمیری
۱۰ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروزاتوار

****

تالاب میں کتایاخنزیرمنھ ڈال دے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کتایاسورکسی تالاب سے پانی پی لے تو اس تالاب کا پانی استعمال کرنا کس طور پر درست ہوگا؟ اور کیسے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔المستفتی محمدلقمان رضابہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــالی

اگروہ تالاب دہ دردہ کے حکم میں ہےتب توپاک ہےاس کااستعمال جائزہےاوراگردہ دردہ

کے حکم میں نہیں ہے یعنی اس سے کم ہے تو ناپاک ہے۔

نورالایضاح کتاب الطہارۃ میں:

" ماء نجس وھو الذی حلت نجاسة و کان راقدا قلیلا والقلیل ما دون عشر فی عشر فینجس وان لم یظھر اثرھا فیہ"

مفہوم یعنی پانی میں نجاست گرگئی اور وہ تالاب دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا یوں ہی بیس ہاتھ لمبا پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا چار ہاتھ چوڑا غرض کل لمبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو اور اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریبا ساڑھے پینتیس ہو گہرائی اتنی ہو کہ چلو سے پانی لینے میں زمین نہ دکھے اس میں کتے خنزیر وغیرہ نے منھ ڈال دیا تو پاک ہے اسکا استعمال جائز ہے اور اگر اس سے کم ہے تو ناپاک ہے اس صورت میں اس کا استعمال ناجائز ہے۔ "لا یجوز استعمالہ وھو ما شرب منہ الکلب او الخنزیر "واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۸ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

واشنگ مشین میں کپڑا پاک کرنے کا طریقہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ واشنگ مشین میں کپڑا پاک کرنے طریقہ کیا ہے بحوالہ مدلل جواب سے نوازیں۔سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

کپڑے کو پاک کرنے میں اصل نجاست کا ازالہ ہے وہ چاہے جس طریقہ سے بھی حاصل ہو جائے،اب جو واشنگ مشین ہوتی ہے اس میں دو سُراخ ہوتے ہیں ایک پانی ڈالنے والا اور ایک نکالنے والا،اب کپڑا پاک کرنے والے کو کرنا یہ ہے کہ کپڑا مشین میں ڈال کر اوپر سے خوب پانی ڈالنا ھے نیز کپڑے کو ہاتھ یا کسی چیز سے دبائے رکھے تا کہ پانی بہنے سے کپڑے کا کوئی حصہ باقی نہ رہے

اب وہ پانی نیچے سے نکلتا جائے یا نکالتا جائے، بس یہی عمل اس وقت تک کرنا ہے جب تک کہ غالب ظن نہ ہو جائے کہ نجاست زائل ہو چکی اسکے بعد کپڑا پاک ہو جائے گا، اس صورت میں تین بار نچوڑنا ضروری نہیں۔

جیسا کہ حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں ہے:

"وانما العبرة لغلبة الظن لو بدون الثلاث كما في غاية البيان وبه يفتى كما في البحر عن منية المصلي حتى لو جرى الماء على ثوب نجس وغلب على ظنه انه طهر جاز استعماله اه" واللہ تعالیٰ اعلم

(ص ۱۶۱ كتاب الطهارة المكتبة الفيصل)

کتبـــــہ

مشاہد رضا حشمتی رام پور کمیری

۲۶ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

باب الوضوء والغسل

(وضو اور غسل کا بیان)

مرد وعورت کو غسل خانے میں برہنہ غسل کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علمائے اکرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ! مرد وعورت کو غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنا کیسا، اور کیا اس طرح غسل ہو جائے گا، نیز اگر برہنہ ہو کر غسل کرنا چاہیں تو کس طرح کر سکتے ہیں، اکثر غسل خانوں میں شاور بھی لگا ہوتا ہے۔سائل محمد خالد رضا نوری شاہجہاں پور یو پی الھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالٰی

مرد ہو یا عورت غسل خانے (حمام) میں برہنہ نہانے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

پردے کے اندر ننگے (برہنہ) نہانے میں کوئی حرج نہیں۔

(نزھۃ القاری، شرح البخاری، جلد اول، صفحہ ۷٤۱)

البتہ میاں بیوی کا ایک ساتھ برہنہ ہو کر غسل کرنا ناپسندیدہ ہے جیسا کہ فتاویٰ امجدیہ، میں ہے بیوی کے سامنے برہنہ ہونے میں حرج نہیں البتہ کمال حیاء یہ ہے کہ بے ضرورت بیوی کے سامنے بھی برہنہ نہ ہو۔

(جلد اول صفحہ ۱۳ باب المیاہ)

برہنہ ہو کر غسل کریں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ منھ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہ ہو شاور سے نہانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۷ جمادی الثانی ۱۴۴۲ ہجری

* *

جس پر غسل فرض ہو اسکو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ اگر کسی آدمی پر غسل فرض ہو تو وہ جس طرح قرآن کریم نہیں پڑھ سکتا تو اردو ترجمہ پڑھنے کا کیا حکم ہوگا جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد شہید اختر رضوی کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونــــــــه تعـــــــالی

جس آدمی پر غسل فرض ہے وہ قرآنِ کریم کا اردو ترجمہ بھی نہیں پڑھ سکتا جس طرح قرآن مجید اس شخص پر پڑھنا حرام ہے اسی طرح اس کا ترجمہ بھی جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کے جیسا حکم ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(حوالہ بہار شریعت ج ا ح ۲ ص ۳۲۷ مکتبہ المدینہ کراچی دعوت اسلامی)

کتبـــــه
محمد اشفاق عطاری نیپال
۱۷ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

پیشاب کرتے وقت جو قطرے بلاشہوت نکلتے ہیں اس سے غسل فرض ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت غیر شادی شدہ ہے جب پیشاب کرتے وقت سفید منی کی طرح جاتا ہے اس پر غسل فرض ہے یا نہیں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ السائل محمد رفیق امجدی کرنا ٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونــــــــه تعـــــــالی

وہ منی نہیں بلکہ (ودی) ہے اور اس کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

قال ابن المنذر حدثنا محمد بن یحیی حدثنا ابو حنیفة حدثنا عکرمة عن عبدربه بن موسیٰ عن امه انها سألت عائشة رضی الله تعالی عنها عن المذی فقالت ان کل فحل یمذی وانه المذی والودی والمنی فاماالمذی فالرجل یلاعب امراته فیظهر علی ذکره الشیئ فیغسل ذکره وانثییه ویتوضأولا یغتسل واماالودی فانه یکون بعد البول یغسل ذکره وانثییه ویتوضأولایغتسل،

ابن المنذر نے کہا: ہم سے محمد بن یحیٰی نے حدیث بیان کی،انہوں نے کہا ہم سے ابوحنیفہ نے حدیث بیان کی،انہوں نے کہا ہم سے عکرمہ نے حدیث بیان کی،انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے،انہوں نے اپنی ماں سے روایت کی،کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مذی کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا ہرنر کو مذی آتی ہے۔اور مذی،ودی،منی تین چیزیں ہیں۔مذی یہ کہ مرد اپنی بیوی سے ملاعبت کرتا ہے تو اس کے ذکر پر کچھ ظاہر ہوجاتا ہے۔وہ اپنے ذکر اور انثیین کو دھوئے اور وضو کرے،اسے غسل نہیں کرنا ہے۔اور ودی پیشاب کے بعد آتی ہے۔ذکر اور انثیین کو دھوئے گا اور وضو کرے گا،غسل نہیں کرنا ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۲)ص(۱۲ ۷)مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ
محمد راشد مکی گلیہار بہار ہند
۱۸ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

اگر کسی نے جانور سے وطی کیا اور انزال نہ ہوا تو غسل کا کیا حکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ اگر کسی نے جانور سے وطی کی اور انزال نہ ہوا تو کیا اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں ہونا چاہئے۔بہت ہی ضروری ہے جلد از جلد جواب دیں مہربانی ہوگی۔سائل عبدالمجید قادری گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

اگر کسی شخص نے جانور سے وطی کی اور انزال نہ ہوا تو غسل نہیں اور اگر انزال ہوگیا تو غسل

واجب ہے جیسا کہ صاحب نورالایضاح نے فرمایا کہ:

وانزال المنی بوطی میتة او بهیمة ۔ (فصل ما یوجب الغسل)

اسی طرح فتاویٰ قاضی خان میں ہے: وإن اولج بهيمة أو ميتة ولم ينزل لا يفسد صومه ولا يلزم الغسل

یعنی اگر کسی نے روزہ کی حالت میں کسی جانور سے یا مردہ (عورت یا مرد) سے صحبت کرلی اور انزال نہیں ہوا تو وہ روزہ بھی نہیں گیا اور غسل بھی واجب نہیں اسی طرح شرح وقایہ جلد اول میں ہے:

ولا وطی بهیمة بلا انزال ۔ والله تعالی اعلم

کتبـــــہ
امجد رضا امجدی
۲۳ جولائی بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

ستر عورت کھل جانے سے وضو کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا ستر عورت کھل جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے علمائے کرام رہنمائی فرمائیں ۔سائل محمد سجاد حیدر مسکن دربھنگہ بہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے یہ محض بے اصل بات ہے ہاں! وضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے ۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ دوم مسئلہ نمبر ۲۹، وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان)

کتبـــــہ
محمد معصوم رضا نوری
۴ جون بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

وُضو کے بعد برش کرنے سے وُضوٹو ٹتا ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ وضو کے بعد اگر کوئی دانت کو برش کرے تو کیا وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔ المستفتی: حافظ نجیب رضا قادری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالى

وضو کے بعد دانتوں کو برش کرنے سے وضونہیں ٹوٹتا ہاں اگر برش کرتے وقت دانتوں سے خون نکلے اور وہ خون تھوک کے مساوی یا تھوک پر غالب ہوتو وضوٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے کہ: إن كانت الغلبة للبزاق لا يكون حدثا، لأنه ما خرج بقوة نفسه. وإن كانت الغلبة للدم يكون حدثا، لأن الغالب إذا كان هو البزاق لم يكن خارجا بقوة نفسه فلم يكن سائلا، وإن كان الغالب هو الدم كان خروجه بقوة نفسه فكان سائلا، وإن كانا سواء فالقياس أن لا يكون حدثا وفي الاستحسان يكون حدثا۔

یعنی لعاب کا غلبہ ہے تو وہ ناقض وضونہیں، اس لئے کہ خون اپنی قوت سے نہیں نکلا اور بہنے والا بھی نہیں۔ اگر خون کا غلبہ ہے تو وہ ناقض وضو ہے۔ اس لئے کہ جب لعاب غالب تھا تو خون خود سے نہیں نکلا تھا اور بہنے والا نہیں تھا اور خون کا غلبہ ہوتو وہ اپنی قوت سے نکلا اور بہنے والا ہوا، اگر خون اور لعاب دونوں برابر ہوں تو یہ ناقض وضو ہے۔ (بدائع الصنائع ج1 ص421)

اور درمختار مع شامی میں ہے کہ: وينقضه دم مائع من جوف أو فم غلب على بزاق

والله تعالى اعلم

(درمختار مع الشامی ج1 ص268 زکریا)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

6 دسمبر بروز جمعرات 2018

* *

اعضاء وضو کو کسی کپڑے سے پوچھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مفتیان کرام کی خدمت میں عرض کی وضو کے پانی کپڑے میں پوچھنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔سائل محمد شاہنواز پورنیا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

صورت مسئلہ کے جواب کے متعلق چند صورتیں ہیں۔

صورت اولیٰ: خبر طبیب حاذق مسلم مستور سے معلوم ہوا کہ نہ پوچھنا ضرر شدید کا باعث ہوگا جب تو صاف کرلینا واجب اگر چہ بنہایت مبالغہ کہ نم کا نام بھی نہ رہے۔

صورت ثانیہ: اگر حاجت خفیف ہو جیسے کہ ٹھنڈ کے دنوں میں پانی کا عضو پر باقی رہنا زیادیا ٹھنڈ کا موجب جو باعث تکلیف خفیف اس لیے اس صورت میں پونچھ لینا مستحب ہے۔

صورت ثالثہ: ہاں اگر نہ ضرورت شدیدہ نہ خفیفہ بلکہ عمل و ترک دونوں صاحب وضو کے لیے برابر اس صورت میں نہ پوچھنا اولیٰ۔

ھٰذا خلاصۃ ما قال الامام احمد رضا قدس سرہ القدسی فی رسالتہ ای تنویر القندیل فی اوصاف المندیل

(فتاوی رضویہ ج اول ص ۲۰ تا ۳۱ رضا اکیڈمی ممبئی)

الانتباہ: ہاں اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ وضو کا پانی بدن سے کسی صورت میں بھی صاف نہ کرنے کی صورت میں اعضاء وضو سے ٹپک ٹپک کر مسجد میں نہ گرے ورنہ گنہگار ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی

****

کھڑے ہو کر وضو کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ کھڑے ہو کر وضو کر سکتے ہیں؟ المستفتی: عبد الصمد قادری دیوریا یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

وضو کے من جملہ آداب کے یہ ہے کہ کسی بلند مقام پر بیٹھ کر وضو کیا جائے اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر وضو کرلے تو یہ خلاف ادب ہے لیکن وضو ہو جائے گا جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج 1 ' کتاب الطھارۃ' الفصل الثالث فی المستحبات میں ہے کہ:

" و من الادب دلك اعضائه والجلوس فی مکان مرتفع کذا فی التبیین " واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی

۲۱ جون بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

بغیر وضو کے قران کریم چھونا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ محدث کے تعلق سے قرآن مجید یعنی عین مصحف، عین آیت۔ غیر مصحف میں عین آیت مطلق غیر مصحف جس میں آیت ہو۔ چھونے کے بارے میں کیا حکم ہے تفصیل بیان فرما کر، عنداللہ ماجور ہوں۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

محدث کے لئے قرآن مجید یعنی عین مصحف یا عین آیت چھونا حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ:

لا یمسه الا المطھرون "اھ

(پ 27 سورہ واقعہ آیت 79)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

محدث کو مصحف شریف چھونا حرام ہے خواہ اس میں صرف نظم قرآن عظیم مکتوب ہو یا اس کے ساتھ ترجمہ وتفسیر ورسم خط وغیرہ بھی کہ ان کے لکھنے سے نام مصحف زائل نہ ہوگا آخر اسے قرآن عظیم ہی کہا

جائے گا ترجمہ یا تفسیر یا اور کوئی نام نہ رکھا جائے گا یہ زوائد قرآن عظیم کے توابع ہیں اور مصحف شریف سے جدا نہیں لہذا حاشیہ مصحف کی بیاض سادہ کو چھونا بھی ناجائز ہوا بلکہ پٹھوں کو بھی بلکہ چولی پر سے بھی بلکہ ترجمہ کو چھونا خود ہی ممنوع ہے اگر چہ قرآن مجید سے جدا لکھا ہو" اھ

(فتاوی رضویہ ج 1 ص 222 کتاب الطھارہ، باب الغسل)

اور فتاوی ہندیہ میں ہے کہ: منها حرمة مس المصحف لا يجوز لهما و للجنب والمحدث مس المصحف الا بغلاف متجاف عنه كالخريطة و الجلد الغير المشرز لا بما هو متصل به هو الصحيح هكذا في الهدايه وعليه الفتوى كذا في الجوهرة النيرة و الصحيح منع مس حواشي المصحف والبياض لا كتابة عليه هكذا في التبيين

اسی میں ہے کہ: ولو كان القرآن مكتوبا بالفارسية يكره لهم مسه عند أبي حنيفة و كذا عندهما على الصحيح هكذا في الخلاصة۔

(ج 1 ص 39 / 38، کتاب الطھارۃ، فصل فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضۃ)

اور غیر مصحف جیسے تفسیر کی کتاب اسی طرح حدیث اور فقہ کی کتاب کو مس کرنا مکروہ تنزیہی ہے ناجائز نہیں، لہذا بے وضو شخص تفسیر کی کتاب اسی طرح دیگر کتب دینیہ کو مس کر سکتا ہے بلا وضو ان کتابوں کو مس کرنا جائز ہے لیکن ان کتابوں میں جہاں آیت کریمہ لکھی ہو اس جگہ بے وضو ہاتھ لگانا ناجائز وحرام ہے اور افضل یہی ہے کہ ان کتابوں کو بھی بلا وضو مس نہ کرے جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ:

" وفي السراج عن الايضاح : ان كتب التفسير لا يجوز مس موضع القرآن منها ، وله أن يمس غيره و كذا كتب الفقه اذا كان فيها شئى من القرآن بخلاف المصحف فان الكل فيه تبع للقرآن " والله تعالى اعلم

(ج 1 ص 286، کتاب الطھارۃ، مطلب یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی

۳۰ نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۸

****

انجکشن کے ذریعہ جوخون نکلتا ہے اس سے وضوٹو ٹتا ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ انجکشن کے ذریعہ جوخون نکالا جاتا ہے کیا اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں؟ المستفتی: محفوظ عالم رضوی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــــالى

انجکشن لگوانے سے وضونہیں ٹوٹتا ہاں اگرانجکشن لگوانے سے اتنا خون نکل گیا جو بہنے کے قابل ہے یا طبیب نے سیرنج میں اتنا خون کھینچ لیا کہ اگر سیرنج سے باہر ہوتا تو بہہ جاتا تو ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا جیسا کہ جوھرہ النیر ہ میں ہے کہ: و الدم و القيح اذا خرجا من البدن فتجاوز الى موضع يلحقه حكم التطهير

(ج1ص10 کتاب الطهارة)

اورشرح وقایہ میں ہے کہ: اومن غيره ان كان نجسا سال الى ما يطهر

(شرح وقايه ج1ص65)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ: لا يشترط فى النقض بما من غير السبيلين الاالخروج بالسيلان على ظاهر البدن۔

(فتاوى رضويه ج1ص55 قديم)

اور درمختار میں ہے کہ: (وكذا ينقضه) علقة مصت عضواً و امتلأت من الدم لإنها لو شقت يخرج منها دم سائل۔

(درمختار مطلب نواقض الوضوء ج1ص129)

اور بہار شریعت میں ہے کہ: جونک یابڑی کلی نےکون چوسااوراتنا پی لیا کہ خودنکلتا تو بہہ جاتا وضوٹوٹ گیاورنہ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(بہارشریعت ج1ص305 وضوکابیان)

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی
۲۲فروری بروز جمعہ ۲۰۱۹عیسوی

****

منہ بھر قے ناقض وضو ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
قے ہو جانے سے وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد شاداب بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

اولا یہ جان لیں کہ منہ بھر قے کھانے یا پانی یا صفرا کی ہو تو یہ وضو کو توڑ دیتی ہے منہ بھر قے کا مطلب یہ ہے کہ اسے بے تکلف نہ روک سکے چنانچہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

درمختار میں ہے:ینقضه قئ ملائفاه من مرة او طعام او ماء اذا وصل الی معدته وان لم یستقر وھو نجس مغلظ ولو من صبی الخ

(باب نواقض وضو جلد ا صفحہ ۲۵)

یعنی نیز صفرا یا کھانے پانی کی قے منہ بھر وضو کو توڑ دیتی ہے جب وہ معدہ تک پہونچے اگر چہ وہاں نہ ٹھرے وہ نجاست غلیظہ ہے اگر چہ دودھ پیتے بچے کی ہو اور یہی صحیح ہے کیونکہ وہ نجاست سے مل جاتی ہے۔

(جلد اول صفحہ ۳۶۴)

اور ایک بات یہ ہے کہ بلغم کی قے ناقض وضو نہیں اگر چہ زیادہ ہو۔

(بہار شریعت حصہ دوم نواقض وضو کا بیان)

اور فتاوی رضویہ میں حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:لا ینقضه قئ من بلغم علی المعتمد اصلا

یعنی قول معتمد کی بنیاد پر بلغم کی قے اصلا ناقض وضو نہیں۔ (درمختار کتاب الطھارۃ جلد ۱ ۲۶)

مزید تفصیل کے لئے بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۹۴ مطالعہ کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی
(۲۳ فروری بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی)

****

محض شک کے بنا پر وضو نہیں ٹوٹتا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ اگر وضو کے نا ہونے میں شک ہو اور یہ زندگی میں پہلی بار ہوا ہو تو اب کیا حکم ہوگا اس بارے میں اور اگر یہ روزانہ ہوا تو کیا حکم ہوگا، برائے مہربانی مدلّل جواب عنایت فرما کر ممنون ومشکور ہوں۔ سائل عبد الکلام رضوی بریلی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر دَورانِ وُضو کسی عُضو کے دھونے میں شک واقع ہوا اور اگر یہ زندگی کا پہلا واقِعہ ہے تو اِس کو دھولیں اور اگر اکثر شک پڑا کرتا ہے تو اس کی طرف توجُّہ نہ دیں اِسی طرح اگر بعدِ وُضو بھی شک پڑے تو اِس کا کچھ خیال نہ لیں۔

(بحوالہ: بہارِ شریعت ج ا ص ۳۱۰، حوالہ: وضو کا طریقہ رسالہ دعوت اسلامی)

آپ باوُضو تھے اب شک آنے لگا کہ پتا نہیں وُضو ہے یا نہیں ، ایسی صورت میں آپ باوُضو ہیں کیونکہ صرف شک سے وُضو نہیں ٹوٹتا۔

(اَیضاً ص ۳۱۱)

وسوَسے کی صورت میں اِحتیاطاً وُضو کرنا اِحتیاط نہیں اِتِّباعِ شیطان ہے۔

(اَیضاً)

یقیناً آپ اُس وقت تک باوُضو ہیں جب تک وُضو ٹوٹنے کا ایسا یقین نہ ہو جائے کہ قَسم کھا سکیں کوئی عُضو دھونے سے رَہ گیا ہے مگر یہ یاد نہیں کون سا عُضو تھا تو بایاں (یعنی اُلٹا) پاؤں دھو لیجئے۔ واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ: دُرِّمُختار ج ا ص ۳۱۰، حوالہ: وضو کا طریقہ رسالہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

ابو حنیفہ محمد اکبر اشرفی

۹ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

بندر پانی کی ٹنکی میں مونھ ڈال دے تو اس پانی سے وضو وغسل کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

حضرت مفتی صاحب قبلہ آپ کی بارگاہ میں ایک سوال ہے بندر نے پانی کی ٹنکی میں منہ ڈال دیا اب اس پانی سے وضو یا غسل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔سائل نعمان رضا جبلپور

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــالى

اس طرح کی ٹنکیوں میں جو پانی ہوتا ہے وہ چوں کہ عموماً ماء راکد قلیل (ٹھہرا ہوا تھوڑا پانی) ہوتا ہے اس لیے بندر کے منھ ڈالنے سے ایسا پانی ناپاک ہوجائے گا۔ اور اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ٹنکی میں ایک طرف سے پانی داخل کیا جائے اور دوسری طرف سے نکالا جائے، دوسری طرف سے پانی نکلتے ہی ٹنکی اور پائپ وغیرہ سب پاک ہوجائیں گے۔ پاک کرنے کے لیے پانی کی کوئی خاص مقدار نکالنا ضروری نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بندر کے پیتے وقت جتنا پانی ٹنکی میں موجود ہے اتنا پانی نکال دیا جائے اس طرح وہ ٹنکی پاک ہوجائے گی جیسا کہ الفتاوی الھندیہ میں ہے کہ:

حوض صغير تنجس ماؤه فدخل الماء الطاهر فيه من جانب وسال ماء الحوض من جانب آخر۔ (الفتاوی الھندیہ ج1 ص 17)

اور الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین (رد المحتار) میں ہے کہ: و العرف الآن أنه متى كان الماء داخلًا من جانب وخارجًا من جانب آخر يسمى جاريًا وإن قل الداخل۔

(در مختار مع رد المحتار ج1 ص 197)

اور رہا وضو اور غسل کا مسئلہ تو اگر بندر کو ٹنکی سے پانی پیتے ہوئے دیکھا گیا ہو تو چوں کہ یہ پانی اس صورت میں ناپاک ہوجائے گا اس لیے اس سے وضو اور غسل کرکے پڑھی گئی نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

جیسا کہ الدر المختار مع الشامي میں ہے کہ: سور خنزير و كلب و سبع بهائم نجس والله تعالى اعلم

(ج۱ ص۳۸۹)

کتبــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۰ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۵ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

غسل جنابت کرے اور وضو نہ کرے تو کوئی عبادت کرسکتا ہے کہ نہیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع کے بارے میں کہ غسل جنابت کرکے وضو بھی نا کرے تب بھی قرآن مجید اور دوسری عبادت کرسکتے ہیں یا نہیں مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد روشن علی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

غسل کرنے کے بعد از سرنو وضو کی ضرورت نہیں جب کہ غسل میں ناک ومنہ میں پانی پہنچایا ہو تو وہی نماز کے لیے کافی ہے جب تک نواقض وضو نہ پایا جائے جیسا کہ تفہیم المسائل میں ہے کہ:

غسل کرنے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے وضو کی ضرورت نہیں رہتی اگر غسل میں پورے بدن پر پانی ڈالنے سے پہلے صحیح طریقے سے کلی کرلی ہے اور ناک میں اندر پانی ڈال لیا تو اب غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں ہے تاہم غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے سنت کے مطابق باقاعدہ وضو کریں اور پھر پورے بدن پر پانی ڈالیں غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں اندر پانی ڈالنا فرض ہے غسل طہارت اور غسل مسنون میں فرض نہیں ہے سنت ہے۔

(تفہیم المسائل ج 1 ص 49)

لہذا مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ غسل جنابت کرنے کے بعد بغیر وضو کے قرآن پاک اور دوسری عبادت کرسکتا جب کہ کوئی نواقض وضو نہ پایا گیا ہو۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی

۲۵ اکتوبر بروز جمعرات ۲۰۱۸

****

جراب پر مسح کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مسئلہ علماء کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ جرابوں پر مسح کرنا کیسا؟ نیز موزے پر مسح کرنا

کیوں جائز ہے؟ اسکے متعلق دلائل وفتاویٰ جات درکار ہیں، جمعہ کے خطبہ میں وضاحت کرنا ہے۔سائل محمد حسنین پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

خُفَّین پر مسح کرنا متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ پیر دھونے کے بجائے چمڑے کے موزوں پر مسح بھی کیا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ قرآن کریم میں وضاحت کے ساتھ پیروں کے دھونے کا ذکر آیا ہے، میں اُس وقت تک موزوں (چمڑے کے) پر مسح کا قائل نہیں ہوا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متواتر احادیث سے میرے پاس نہیں پہنچ گیا۔

غرضیکہ قرآن کریم میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ وضو کے صحیح ہونے کے لئے دونوں پیروں کا دھونا شرط ہے۔لیکن اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد (چمڑے کے) موزے پہن لے تو مقیم ایک دن وایک رات تک اور مسافر تین دن و تین رات تک وضو میں پیروں کو دھونے کے بجائے (چمڑے کے) موزوں کے اوپری حصہ پر مسح کرسکتا ہے جیسا کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

اگر کوئی شخص چمڑے کے بجائے سوت یا اون یا نایلون کے موزے پہنے ہوئے ہے تو جمہور فقہاء وعلماء کی رائے ہے کہ ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ پیروں کا دھونا ہی ضروری ہے۔اس مسئلہ کو سمجھنے سے قبل موزوں کے اقسام کو سمجھیں اگر موزے صرف چمڑے کے ہوں تو اُنہیں خُفَّین کہا جاتا ہے اگر کپڑے کے موزے کے دونوں طرف یعنی اوپر و نیچے چمڑا بھی لگا ہوا ہے تو اسے مجلدین کہتے ہیں اگر موزے کے صرف نچلے حصہ میں چمڑا لگا ہوا ہے تو اسے منعلین کہتے ہیں۔جورب سوت یا اون یا نایلون کے موزوں کو کہا جاتا ہے،ان کو جراب بھی کہتے ہیں۔

موزے کی ابتدائی تینوں قسموں پر مسح کرنا جائز ہے،لیکن جمہور فقہاء وعلماء نے احادیث نبویہ کی روشنی میں تحریر کیا ہے کہ جراب یعنی سوت یا اون یا نایلون کے موزوں پر مسح کرنا اسی وقت جائز ہوگا جب ان میں ثخین (یعنی موٹا ہونے) کی شرائط پائی جاتی ہوں،یعنی وہ ایسے سخت اور موٹے کپڑوں کے بنے ہوں کہ اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پاؤں تک نہ پہنچے۔معلوم ہوا کہ سوت یا اون یا نایلون کے موزوں جیسا کہ موجودہ زمانے میں عموماً پائے جاتے ہیں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول باب المسح علی الخفین اس پر مذکور ہے:

"ویمسح علی الخفین او جوربیہ الثخینین ای بحیث یستمسکان علی الساق بلا شد منعلین و مجلدین الخ"

یعنی دونوں موزوں پر یا جرابوں پر مسح کریں جو کہ موٹے ہیں اس طرح کہ باندھے بغیر پنڈلی میں لگے رہے تو اصح قول کے مطابق اس پر بھی مسح درست ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی
۲۱ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۶ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

جمعہ کے دن غسل کرنا کب سنت ہے؟

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

ایک سوال ہے علماء کرام سے کسی نے کہا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے تو اس سے مراد کیا ہے جمعہ کی نماز کے بعد یا جمعہ کی نماز سے پہلے وضاحت وحوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل حافظ اعجاز نوری خلیل آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی

نماز جمعہ کی ادائیگی کی نیت سے قبل نماز جمعہ کو جو غسل کیا جاتا ہے یہاں پر وہی غسل مراد ہے جیسا کہ حضرت امام عبد الرحمن صفوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس شخص کے لئے مغفرت و بخشش کی دعائیں کرتے ہیں جو نماز جمعہ کی ادائیگی کی نیت سے غسل کرتا ہے آپ کا ارشاد ہے کہ بیشک جمعہ کا غسل بالوں کی جڑوں سے بھی خطاؤں کو نکال باہر کرتا ہے۔

(نزہتہ المجالس مترجم جلد اول صفحہ 537 مطبوعہ مکتبہ رضویہ دہلی)

صورت مسئولہ میں قبل نماز جمعہ غسل کرنا سنت ہے یہی غسل ہے جو کہ نماز کی ادائیگی کی نیت سے نماز سے پہلے کیا جاتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی

****

ناپاک کپڑا پہن کر غسل کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ناپاک کپڑا پہن کر غسل صحیح ہوگا یا نہیں برائے مہربانی حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد عامر حسین ضلع کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

درست نہیں فتاوی فیض الرسول میں ہے کہ نجس کپڑا پہن کر غسل کرنے کے بارے میں حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

اگر غسل کرنے والے نے اپنے کپڑے پر بہت پانی ڈالا تو وہ پاک ہوجائے گا اور جب کپڑا پاک ہوجائے گا تو صحت غسل کو مانع نہ ہوگا۔

فتح القدیر جلد اول ص ۱۸۵ میں ہے:

قال ابو یوسف فی ازار الحمام اذا صب علیه ماء کثیر وهو علیه یطهر بلا عصر

اس لئے کہ غسل میں بہت زیادہ پانی ڈالنا یقینا تین مرتبہ دھونے اور نچوڑنے کے قائم مقام ہوجائے گا جیسا کہ بحر الرائق جلد اول ص ۲۳۸ میں ہے:

ولا یخفی ان الازار المذکوران کان متنجسا فقد جعلوا الصب الکثیر بحیث یخرج ما اصاب الثوب من الماء ویخلفه غیر ثلاثا قائما مقام العصر "

لیکن لوگ عموما زیادہ پانی نہیں ڈالتے جس سے نجاست اور پھیل جاتی ہے بلکہ ہاتھ میں نجاست لگ جاتی ہے پھر بے احتیاطی سارا بدن یہاں تک کہ برتن بھی نجس ہوجاتا ہے اس لئے پاک ہی کپڑا پہن کر غسل کرنا چاہئے یا تو محفوظ مقام پر ننگا نہانا چاہئے ہاں اگر ندی وغیرہ میں غسل کرے اور نجاست ایسی ہو کہ بغیر ملے زائل نہ ہو تو اسے مل کر دھوئے اور اگر ایسی نہ ہو تو پانی کے دھکے اور بہاؤ سے کپڑا خود بخود پاک ہوجائے گا۔

شامی جلد اول ص ۲۲۲ میں ہے:

الجریان بمنزلۃ التکرار والعصر ھو التصحیح والسراج" واللہ تعالی اعلم
(فتاوی فیض الرسول جلد اول کتاب الطہارت ص ۱۶۶)

کتبـــــــہ
امجد رضا امجدی

****

احتمال منی سے غسل واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
مفتی صاحب کی بارگاہ میں عرض یہ ہے کہ سو کر اٹھنے کے بعد اگر کپڑے پر ایسا کوئی واضح نشان نظر نہیں آتا ہے احتلام کا اور نہ ہی اس میں ایسی چپ چپاہٹ ہے جس طرح کی احتلام میں پائی جاتی ہے لیکن جس طرح احتلام میں بدبو آتی ہے۔ کچھ اسی طرح کی بدبو لگ رہی ہوتی ہے تو کیا فقط بدبو آنے سے غسل فرض ہوجائے گا؟ اور ان کا کہنا ہے کہ اس طرح سے معاملہ کئی بار ہوچکا ہے نشان ایک احتلام کا جو ہوتا وہ واضح طور پر نظر نہیں آتا ہے لیکن احتلام کی سی بو محسوس ہوتی ہے حکم شرعی بیان فرمادیں تفصیلا
جزاک اللہ خیرا۔ المستفتی عبداللہ بھائی گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی
سو کر اٹھنے کے بعد تری دیکھتا ہے جس میں احتلام کے جیسی بدبو بھی آتی ہے تو اس سے احتلام کا احتمال پیدا ہوجاتا ہے اور احتمال احتلام سے غسل واجب ہوتا ہے لہذا اس شخص پر غسل واجب ہے اور رہی یہ بات کہ نشان احتلام کے نشان کی طرح نہیں ہوتا تو ممکن ہے کہ منی پتلی پڑ گئی ہو یا پسینہ کے سبب بہہ گئی ہو۔
فتاوی رضویہ میں ہے:
اور شکل اول یعنی چہارم میں کہ منی کا احتمال ہو خواہ یوں کہ منی و مذی محتمل ہوں یا منی و ودی یا تینوں (اور ودی سے مراد ہر وہ تری کہ منی و مذی کے سوا ہو) ان سب صورتوں میں دونوں حضرات باتفاق روایات غسل واجب فرماتے ہیں۔

(ج ۱، ح ۲، ص ۶۳۲)

ردالمحتار میں ہے: یجب عندھما فیما اذا شك فی الاولین (ای المنی والمذی) او فی الطرفین (ای المنی والودی) او فی الثلاثۃ احتیاطا ولا یجب عند ابی یوسف للشك فی وجود الموجب" واللہ تعالی اعلم

(ج۱،ص۶۳۱،مکتبہ شاملہ)

کتبــــــہ
شان محمد المصباحی القادری

****

عورتیں وضو میں سر کا مسح کس طرح کریں؟

السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام کہ عورت وضو میں مسح کس طرح کرے گی برائے مہربانی وضاحت فرمائیں۔المستفتی شکیل احمد ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

فتاوی برکاتیہ میں ہے وضو میں سر کے مسح کا مستحب طریقہ دو طرح ہے اول یہ کہ پوری ہتھیلیاں انگلیوں کے سرے تک تر کرکے پھر انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کا سرا دوسرے ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کے سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گدی تک مسح کرتا ہوا اس طرح لائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا ہوا آگے تک واپس لائے ایسا جوہرہ نیرہ عنایہ اور کفایہ میں ہے:

واللفظ للكفاية كيفيته ان يضع من كل واحدة من اليدين ثلاث اصابع على مقدم راسه ولا يضع الابهام والمسبحة ويجا فی كفيه ويمدهما الى القفا ثم يضع كفيه على موخر راسه ويمدهما الى المقدم اه

فتاوی رضویہ میں مسح کے اس طریقہ کو بہتر فرمایا اور بہار شریعت میں اسی طریقے کو بیان کیا گیا اور مسح کا دوسرا مستحب طریقہ یہ ہیکہ سب انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر اور ہاتھ

جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے جیسا کی فتاویٰ قاضی خاں اور عالمگیری میں ہے:

واللفظ للھندیہ یضع کفیہ واصابعہ علی مقدم راسہ ویمد ھما الی قفاہ علی وجہ یستوعب جمیع الراس اھ۔

شرح نقایہ اور عمدۃ الرعایہ میں اسی دوسرے طریقے پر جزم کیا اور فتاوی رضویہ میں فرمایا کہ سر کے مسح میں ادائے سنت کو یہ طریقہ بھی کافی ہے۔

ردالمحتار اور بحر الرائق میں ہے:

قال الزیلعی تکلموا فی کیفیۃ المسح والاظھر ان یضع کفیہ واصابعہ علی مقدم راسہ ویمدھما الی القفا علی وجہ یستوعب جمیع الراس اھ۔

طحطاوی علی المراقی میں فرمایا:

وقال الزاھدی ھکذا روی عن ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالیٰ اھ۔

لہذا عورتیں اور مرد بھی اگر پوری انگلیاں اور ہتھیلیاں سر کے اگلے حصے پر جما کر گدی تک لے جائیں اور پھر ہاتھ پیشانی پر واپس نہ لائیں تو ادائے مستحب کے لیے یہ طریقہ بھی کافی ہے۔واللہ تعالی اعلم
(ماخوذ از فتاوی برکاتیہ صفحہ ۶۰ کتب خانہ امجدیہ)

کتبـــــہ
مشرف اعظم

****

داڑھی میں خلال کب مکروہ ہے؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے: کب داڑھی میں خلال کرنا مکروہ ہے؟ جواب عنایت فرمائیں حضور عین نوازش ہوگی۔المستفتی: محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

جب آدمی احرام باندھے ہو تو ایسے وقت میں داڑھی کا خلال کرنا مکروہ ہے جیسا کہ الاشباہ و

النظائر میں ہے کہ:

تخلیل الشعر سنة فی الطهارة ویکره للمحرم "والله تعالی اعلم
(الاشباه والنظائر ص 91)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

آنکھ سے پانی یا کیچڑ نکلے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ آنکھ سے پانی اور کیچڑ نکلے اور اس کو بغیر صاف کیے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیچڑ چاہے کبھی کبھار نکلتا ہو یا ہمیشہ برائے کرم تھوڑا جلد جواب تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔سائل دلشاد احمد سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

جو پانی یا کیچڑ آنکھوں سے دانہ یا ناسور یا کسی بھی بیماری کی وجہ سے خارج ہو تو وہ ناقض وضو ہے اور اگر یہ ایک ایسا وقت پورا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا وہ معذور ہے اس کے لئے حکم ہے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرے اور اس وضو سے جتنی نمازیں چاہیے پڑھے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

" و الغرب فی العین بمنزلة الجرح فیما یسیل منه ینقض الوضوء کذا فی فتاوی قاضی خان ولو کان فی عینه رمد او عمش یسیل منهما الدموع قالوا یؤمر بالوضوء لوقت کل صلوة لاحتمال ان یکون صدیدا او قیحا کذا فی التبیین "اه

(فتاوی عالمگیری ج1 ص 11 : باب نواقض الوضوء/حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص48)

اور درمختار، کتاب الطہارۃ میں نواقض وضو کے بیان کے تحت مذکور ہے کہ:

" فمن بعینه رمد أو عمش ناقض فان استمر صار ذا عذر "اھ

(در مختار ج1 ص279: کتاب الطھارۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور رد المحتار میں ہے کہ: " قوله: (ناقض الخ) قال في المنية: وعن محمد: إذا كان في عينه رمد و تسيل الدموع منها آمره بالوضوء لوقت كل صلوة لاني أخاف ان يكون يسيل منها صديدا فيكون صاحب العذر "اھ

(رد المحتار ج1 ص280: کتاب الطھارۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور بہار شریعت میں ہے کہ" ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وُضو کے ساتھ نمازِ فرض ادا نہ کرسکا وہ معذور ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وُضو کرلے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وُضو سے پڑھے، اس بیماری سے اس کا وُضو نہیں جاتا، جیسے قطرے کا مرض، یا دست آنا، یا ہوا خارِج ہونا، یا دُکھتی آنکھ سے پانی گرنا، یا پھوڑے، یا ناصور سے ہر وقت رطوبت بہنا، یا کان، ناف، پستان سے پانی نکلنا کہ یہ سب بیماریاں وُضو توڑنے والی ہیں" اھ

(بہار شریعت ج1 ص385: استحاضہ کا بیان)

اور اسی میں ہے کہ" دُکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے نَجاست غلیظہ ہے۔ یونہیں ناف یا پستان سے درد کے ساتھ پانی نکلے نَجاستِ غلیظہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص390: نجاستوں کا بیان)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

کس صورت میں انگلیوں کا خلال فرض ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ کس صورت میں انگلیوں کا خلال فرض ہے؟

المستفتی: عبد لطیف قادری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــــالی

تیمم کرنے کی صورت میں اگر غبار انگلیوں کے درمیان نہیں پہونچا تو اس پر انگلیوں کا خلال کرنا فرض ہے جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے کہ:

" ثم إذا لم يدخل الغبار بين اصابعه فعليه (اى يجب عليه) ان يخلل اصابعه "اھ (شرح وقايه ج1 ص90 كتاب الطهارة، باب التيمم)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

" انگلیوں کا خلال جب کہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا مثلاً پتھر وغیرہ کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو خلال فرض ہے" واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص356: تیمم کا بیان)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

انزال ہونے سے غسل فرض ہو جاتا ہے اور پیشاب ہونے سے نہیں ایسا کیوں ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے علمائے اکرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ! انزال ہونے سے غسل فرض ہو جاتا ہے لیکن پیشاب سے نہیں حالانکہ دونوں ہی کا اخراج ایک ہی جگہ سے ہے۔سائل محمد خالد رضا نوری شاہجہاں پور یو پی الھند

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــــالی

قرآن مجید میں جنب کے متعلق مبالغہ کا صیغہ آیا ہے جیسا کہ پارہ چھ رکوع چھ میں ہے:

وان كنتم جنبا فاطهروا

اور اس میں طہارت کے لئے حکم کو وضو کی طرح بعض اعضاء کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا جس

سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ پورے بدن کی طہارت مطلوب ہے اوراس کی تین وجہیں ہیں۔

اول یہ کہ انزال منی کے ساتھ قضائے شہوت میں ایسی لذت کا حصول ہوتا ہے کہ جس سے پورا بدن متمتع ہوتا ہے اس لئے اس کے شکریہ میں پورے بدن کے دھونے کا حکم ہوا اسی سبب سے وجوب غسل کے لئے علی وجہ الدفق والشہوۃ کی قید ہے کہ بغیر ان کے لذت کا حصول نہیں ہوتا اسی لئے اس صورت میں وضو واجب ہوتا ہے نہ کہ غسل۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جنابت پورے بدن کی قوت سے حاصل ہوتی ہے اسی لئے اس کی زیادتی کا اثر پورے جسم سے ظاہر ہوتا ہے لہٰذا جنابت سے پورا بدن ظاہر و باطن بقدر امکان دھونے کا حکم ہوا اور یہ باتیں پیشاب وغیرہ میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے لئے کمال نظافت چاہیئے اور کمال نظافت پورے بدن کے غسل ہی سے حاصل ہوگا مگر پیشاب وغیرہ جس کا وقوع کثیر ہے اس میں خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندوں کی آسانی کے لئے وضو کو غسل کے قائم مقام کردیا اور جنابت کا وقوع چونکہ کم ہے اس لئے اس میں پورے بدن کا دھونا لازم قرار دیا گیا۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ 167)

تفصیل کے لئے تفسیر روح البیان عربی جلد دوم صفحہ 355 اور بدائع الصنائع جلد اول صفحہ 36 ملاحظہ فرمائیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۶ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

فون پر بات کرتے وقت پانی نکل آئے تو موجب غسل ہے کہ نہیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں فون پہ بات کرتے وقت پانی نکل آتا ہے تو کیا غسل کرے یا وضو جواب عنایت فرمائیں فقط والسلام۔ سائل محمد ارشاد امامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر وہ پانی مذی کا ہے تو اس صورت میں غسل فرض نہ ہوگا کیونکہ مذی موجب غسل نہیں ہاں اگر وہ پانی منی کا ہے اور شہوت سے نکلی ہے تو اس صورت میں منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر

عُضْو سے نکلنا سبب فرضیتِ غُسل ہے اگر شہوت سے اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی تو غسل فرض نہیں جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: اگر شَہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی تو غسل واجب نہیں، اگر مَنی پتلی پڑ گئی کہ پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلاشَہوت نکل آئیں تو غسل واجب نہیں البتہ وُضو ٹوٹ جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم، غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے صفحہ ۳۲۳)

کتبـــــہ

محمد عامل رضا المعروف ضیاء انجم قادری

۲۷ ستمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

کس صورت میں احتلام سے غسل فرض ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی کو سونے میں احتلام ہو جائے اور اٹھنے کے بعد پتہ چلا تو اس جگہ کو اور کپڑے میں اس جگہ کو جہاں لگا ہوا سکو دھولیں اور نماز فجر ادا کرلیں تو کیا نماز ہوگی کہ نہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ طارق انور کٹھہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالیٰ

صرف دھوکر کے نماز پڑھنا درست نہیں ہے کہ اس پر غسل فرض ہے پہلے غسل کرنا ضروری ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

احتلام یعنی سوتے سے اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی اور اس تری کے منی یا مذی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب ہے اگر چہ خواب یاد نہ ہو اور اگر یقین ہے کہ یہ نہ منی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا پیشاب یا وَدی یا کچھ اور ہے تو اگر چہ احتلام یاد ہو اور لذت انزال خیال میں ہو غسل واجب نہیں اگر منی نہ ہونے پر یقین کرتا ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں ورنہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۲۰)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی (۲ نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۸)

****

تیمم صرف اسی امت کے لئے خاص ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا تیمم صرف اسی امت کے لئے خاص ہے؟ سائل حافظ توحید پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

بیشک تیمم امت محمدیہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اس سے قبل سابقہ امتیوں کو تیمم کا حکم نہیں ملا تھا ارشاد باری تعالی ہوا:

وان کنتم مرضی اوعلی سفر اوجاء احد منکم من الغائط اولمستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم

اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں کا کوئی پاخانہ سے آیا عورتوں سے جماع کیا اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرکے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔

(القرآن المجید پارہ ۶ سورہ مائدہ)

اس آیت کے فوائد بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیمم مسلمانوں کے سوا کسی امت کو نہ ملا

(تفسیر نعیمی، پارہ ۶ تحت آیت ۶ سورہ مائدہ)

ماہ شعبان المعظم (5) ہجری میں تیمم کا حکم نازل ہوا تیمم اس امت کے لیے باعث تشکر ہیکہ اللہ تبارک وتعالی نے کس قدر عظیم الشان تخفیف فرمادی جو گزشتہ کسی بھی امتوں کو یہ حاصل نہ تھی۔ واللہ تعالی اعلم

(نظام شریعت صفحہ 58/59)

کتبـــــه
محمد راشد مکی
(۱۸ نومبر بروز اتوار ۲۰۱۸)

****

احتلام ہونا یاد ہے مگر نجاست کپڑے وجسم پر نہ لگی تو ایسی صورت میں غسل کرنا واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ کسی کو احتلام ہوا لیکن نجاست کے اثر یعنی کوئی نشان موجود نہ ہوتو ایسی صورت میں غسل فرض ہوا یا نہیں۔علماء کرام تفصیلی جواب ارشاد فرمادیں۔سائل حسنین علی شہداد پور سندھ پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

احتلام ہونا یاد ہے مگر جسم کپڑے وغیرہ میں اس کا کوئی اثر نہیں تو ایسی صورت میں غسل فرض نہیں جیسا کہ حضور فقیہ اعظم ہند خلیفۂ سرکار اعلی حضرت مفتی امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں اگر احتلام یاد ہے مگر اس کا کوئی اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں غسل واجب نہیں۔

(بہار شریعت ج1 ح2 غسل کا بیان ص 321 مکتبہ دعوت اسلامی)

اور سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:
"تری کپڑے یا بدن کسی پر نہ دیکھی۔" دیکھی اور یقین ہے کہ یہ منی یا مذی نہیں بلکہ ودی یا بول یا پسینہ یا کچھ اور ہے ان دونوں صورتوں میں مطلقاً اجماعاً غسل اصلا نہیں اگر چہ خواب میں مجامعت اور اس کی لذت اور انزال تک یاد ہو۔

غنیہ میں ہے:

تذكر الاحتلام ولم يربللا لاغسل عليه اجماعا "

کسی کو خواب دیکھنا یاد آیا اور تری نہ پائی تو بالاجماع اس پر غسل نہیں۔

درمختار میں ہے:

لاان تذكر ولو مع اللذة والانزال ولم يربلا اجماعا "

بالاجماع غسل نہیں ہے اس صورت میں جب کہ خواب یاد آیا اگر چہ لذت اور انزال بھی یاد ہو مگر

تری نہ پائی۔

ردالمحتار میں ہے:لا یجب اتفاقا فیما اذا علم انه ودی مطلقا

بالاتفاق مطلقاً غسل واجب نہیں اس صورت میں جب کہ اسے تری کے ودی ہونے کا یقین ہو۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ جلد ۱،حصہ،دوم ص،٦٢٤،رضافاونڈیشن،لاہور)

کتبـــــہ

محمد ریحان رضا رضوی

****

وہ کونسا پانی جسکو پینا ناجائز اور وضو جائز؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

ایسا کون سا پانی ہے جس کو پینا حرام مگر اس سے وضو کرنا جائز ہے۔باحوالہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔سائل محمد شان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

وہ جانور جو پانی میں زندگی بسر کرتا ہو اگر کوئیں میں مرے یا مرا ہوا گر جائے تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا اگر چہ پھولا پھٹا ہو اور اس کے اجزاء پانی میں مل جائیں تو اس پانی سے وضو جائز ہے اور اس کا پینا جائز نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه لحرمة لحمه۔

(فتاوی شامی،جلد اول،صفحہ ۲۹٦)

بہار شریعت میں ہے پانی کا جانور یعنی وہ جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کوئیں میں مرجائے یا مرا ہوا گرجائے تو ناپاک نہ ہوگا اگر چہ پھولا پھٹا ہو مگر پھٹ کر اس کے اجزاء پانی میں مل گیا تو اس کا پینا حرام ہے۔

(حصہ دوم،صفحہ ۵۲،مطبع قادری کتاب گھر،تحقیقی فتاوی طلباء جامعہ صمدیہ،صفحہ ۷۲)

کتبـــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی

۱ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

دوبارہ جماع (ہمبستری) کرنے کیلئے غسل کرنا ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
سوال شوہر نے ایک بار ہمبستری کر لی پھر دوبارہ ہمبستری کرنا چاہتا ہے تو پہلے غسل کریگا؟ براے کرم جلد جواب عنایت فرمائیں بہت ضروری ہے بڑی نوازش ہوگی۔سائل محمد سرفراز قادری ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

غسل کرنا ضروری نہیں البتہ دوبارہ جماع کرنے سے پہلے وضو کر لینا بہتر ہے جیسے کہ مسلم شریف میں ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس دوبارہ جانا چاہے تو وُضو کر لے۔واللہ تعالیٰ اعلم
(بحوالہ؛ صحیح مسلم،کتاب الحیض، باب جواز نوم الجنب اِلخ، الحدیث: ۳۰۸،ص ۱۷۴،ماخوذ از بہار شریعت جلد اول حصہ ۲ ص ۳۱۷ مطبوعہ مکتبہ مدینہ،دعوت اسلامی)

کتبــــــه
محمد راشد مکی

****

جس پر غسل فرض ہوگیا وہ اردو میں بات کرسکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
سوال کسی کو احتلام ہوجائے تو بغیر غسل کئے موبائل پر اردو میں بات چیت کرسکتا ہے؟تفصیلاً جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔المستفتی اصغر علی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

بات کرسکتا ہے کوئی حرج نہیں، کیونکہ جب حالتِ جنابت میں درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں حرج نہیں تو ظاہر ہے کہ بات کرنے میں کوئی حرج ہی نہیں،البتہ مسلمان کو ہمیشہ پاک رہنا چاہئے اگر احتلام ہوجائے یا بیوی سے صحبت کرے تو جتنا جلد ہوسکے پاکی حاصل کرلے۔واللہ تعالیٰ اعلم
(بہار شریعت حصہ دوم وعامۂ کتب)

کتبــــــه
محمد معصوم رضا نوری

****

جہاں پر وضو کے لئے پانی اور تیمم کے لئے زمین کی جنس نہ ملے تو وہاں نماز کس طرح ادا کی جاے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید ہوائی جہاز سے سفر کرتا ہے جہاں اسے نماز کے وقت میں وضو کے لیے پانی اور تیمم کے لیے زمین کی جنس سے کوئی شئ نہیں ملتی ہے تو ایسی صورت میں زید کس طرح نماز ادا کرے گا اگر اس نے بغیر طہارت کے نماز پڑھ لی تو اس نماز کا لوٹانا واجب ہے کہ نہیں. جواب مع حوالہ کتب معتبرہ فرما کر مشکور فرمائیں ۔سائل: محمد علی اصغر اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

اگر کوئی شخص سفر میں یا ایسی جگہ ہو جہاں نہ اس کے پاس پانی ہو نہ ہی پاک مٹی ہو تو فقہاء کی اصطلاح میں ایسے شخص کو فاقد الطہورین کہتے ہیں اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آجائے تو وہ نماز ادا نہ کرے بلکہ نماز کی ہیئت اختیار کرے اور اس میں نہ نیت کرے نہ قراءت کرے اور جب قادر ہو جائے تو اس نماز کا اعادہ کرے جیسا کہ تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ:

(و المحصور فاقد) الماء و التراب (الطهورين)بأن حبس في مكان نجس ، ولا يمكنه إخراج تراب مطهر ، و كذا العاجز عنهما لمرض (يوٴخرها عنده، و قالا : يتشبه)بالمصلين وجوبا ، فيركع إن وجد مكانا يابساً ، و إلا يوٴمي قائماً ، ثم يعيد كالصوم ،(به يفتي، و إليه صح رجوعه)أي: الإمام كما في الفيض "اه

(التنوير مع الدر المختار : كتاب الطهارة ج1 ص39، دار الكتب العلمية)

اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ پانی ملتا ہے نہ پاک مٹی کہ تیمم کرے تو اسے چاہیے کہ وقت نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکات نماز بلا نیّت نماز بجالائے" واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص353)

اور ایسا ہی حضرت علامہ غلام رسول سعیدی شرح مسلم ج1 ص 864 پر تحریر فرمایا ہے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبـــــــه

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

شرمگاہ کو چھونے سے وضو کا کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کی بارگاہ میں ایک سوال ہے وضو کے بعد اپنے شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے کیا وضو ٹوٹ جائیگا جزاک اللہ خیرا۔سائل اصغر علی منگلور کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے جیسا کہ یہ اقول صحابہ وتابعین وفقہائے کرام سے ثابت ہے :قال محمد اخبرنا ابراھیم بن محمد المدنی اخبرنا صالح مولیٰ التوأمة عن ابن عباس (رضی اللہ عنھم اجمعین) قال لیس فی مس الذکر وضوء انتھی

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شرمگاہ چھونے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں اسی طرح متعدد صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیھم کا قول ہے۔

دوسری جگہ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :لا وضوء فی مس الذکر وھو قول ابی حنیفة وفی ذالك آثار كثيرة انتھی۔ واللہ تعالی اعلم

(مؤطا الامام محمد رحمته اللہ علیه ص ۱۱ مجلس برکات)

کتبہ
محمد مشاہد رضا حشمتی

****

وضوء کا بچا ہوا پانی نیز زمزم کس طرح پیا جائے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کی زید کہتا ھے کی وضو اور زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا چاہئے اور بکر اس بات کا انکار کرتا ھے اور کہتا حضور نے فرمایا بیٹھ کر کھاؤ بیٹھ کر پیو زید و بکر میں درست کون ھے حدیثِ پاک کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب سے نوازیں ۔ سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئلہ میں زید کی بات درست ہے اور بکر کی بات درست نہیں بکر نے غلط مسئلہ بتایا اسے

توبہ کرنی چاہیے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے عام پانیوں کو بیٹھکر پینے کا حکم دیا جبکہ آب زمزم اور وضو کے پانی کو احتراما کھڑے ہو کر پینے کا حکم چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

" عن ابی حیّۃ وھو ابن قیس قال رائت علیا توضأ فغسل کفیه حتی انقاھما ثم تمضمض ثلثا وغسل وجھه ثلثا وغسل ذراعیۃ ثلثا ثم مسح برأسه ثم غسل قدمیه الی الکعبین ثم قام فاخذ فضل طھورہ فشرب وھو قائم ثم قال احببت ان اریکم کیف طھور النبی ﷺ "

حضرت ابوحیہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا یہاں تک کہ انہیں صاف ستھرا کر دیا تین مرتبہ کلی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا تین مرتبہ چہرہ کو دھلا تین مرتبہ کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھویا ایک مرتبہ سر کا مسح کیا تین مرتبہ ٹخنوں تک پیروں دھویا پھر وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا اور حضرت علی نے کہا میں نے یہ چاہا کہ تمہیں نبی کریم ﷺ کے وضو کا طریقہ دکھاؤں۔

(سنن نسائی جلد اول ص ۱۳)

حدیث شریف میں ہے:

" عن ابن عباس قال سقیت رسول اللہ ﷺ من زمزم فشرب وھو قائم "

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زمزم شریف کا پانی پیش کیا آپ ﷺ نے اسے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

(الصحیح المسلم جلد ثانی ص ۱۷۳ مجلس برکات)

اور سرکار ﷺ نے عام پانیوں کو بیٹھ کر پینے کا حکم دیا حدیث شریف میں ہے:

" عن قتادۃ عن انس رضی اللہ عنھما عن النبی ﷺ انه نھی ان یشرب الرجل قائما قال قتادۃ فقلنا فاکل فقال ذاك اشر او اخبث "

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے کو منع فرمایا حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے میں نے حضرت انس سے پوچھا (نبی) نے کھانے سے بھی منع فرمایا انہوں نے کہا یہ بدترین یا زیادہ خبیث کام ہے۔

دوسرے مقام پر سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لایشربن احدمنکم قائما فمن نسی فلیستقی"

خبردار تم میں سے کوئی بھی پانی کھڑے ہو کر کے نہ پیئے اگر بھول کر کے پیلے تو قے کر دے (ایضا)

مذکورہ احادیث طیبہ سے ثابت ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی وزمزم احتراما کھڑے ہو کر پینا اور عام پانی بیٹھ کر پینا، آب زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینے کی ایک وجہ یہ بھی ہیکہ چونکہ کھڑے ہو کر پانی پینے سے پانی پورے بدن میں فورا سرایت کر جاتا ہے اور مذکورہ پانی جیسا کہ مبارک و برکت ہے اسلئے کھڑے ہو کر پینے سے بذریعۂ پانی فورا پورے بدن میں برکت سرایت کرجاتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۱۸ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

کان کا بہنا کب ناقض وضو ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ' کان کا بہنا نواقض وضو میں سے ہے یا نہیں۔ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل مدثر اقبال ہزاری باغ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر کان سے پیپ یا خون بہا اور وہ موضع تطہیر کو پہنچ گیا یعنی وہ اس حصہ تک آگیا جس کا غسل میں دھونا فرض ہوتا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کان سے فقط پانی نکلا تو غور کیا جائے گا کہ یہ پانی درد و تکلیف کے ساتھ نکلا ہے یا بلا تکلیف نکلا ہے اگر بلا تکلیف نکلا ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر تکلیف کے ساتھ نکلا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

لہذا صورت مذکورہ مستفسرہ میں کان کھجلانے سے یا کھجائے بغیر اگر پیپ نکلا اور کان کے اندر رہا

باہرنہ نکلا، تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹے گا اور اگر باہر اُس حصہ تک نکل آیا، جس کا غسل میں دھونا فرض ہے، تو وضوء ٹوٹ جائے گا، پیپ کے بہنے یا درد کے باعث پانی نکلنے اور موضع تطہیر تک پہونچ جانے کی صورت میں وہ ناقض وضو ہوتا ہے ورنہ نہیں۔

شامی میں ہے:

ناقلاً عن البحر: بل الظاهر إذا كان الخارج قيحاًأو صد يداً لنقض، سواء كان مع وجع أو بدونه لأنهما لا يخرجان إلا عن علةٍ نعم هٰذا التفصيل حسن في ما إذا كان الخارج ماء ليس غير

(شامی زکریا/۱ ۲۷۹)

درمختار میں ہے:

(وينقضه) خروج منه كل خارج (نجس) بالفتح ويكسر (منه) أي من المتوضء الحي معتادا أو لا، من السبيلين أولا (إلى ما يطهر) بالبناء للمفعول: أي يلحقه حكم التطهير۔ والله تعالى اعلم

(الدرالمختار: ۱۳۴/۱، دارالفکر، بیروت)

کتبـــــہ

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

****

مٹی کے برتن سے تیمم جائز ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا مٹی کے برتن سے تیمم جائز ہے اگر چہ اس پر گرد نہ ہو علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔سائل محمد سلمان اویسی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــالى

مٹی کے برتن سے تیمم جائز ہے، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ: پکی اینٹ چینی یا مٹی کے برتن

سے جس پر کسی ایسی چیز کی رنگت ہو جو جنس زمین سے ہے جیسے گیر و کھریا مٹی یا وہ چیز جس کی رنگت جنس زمین سے تو نہیں مگر برتن پر اس کا جرم نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس سے تیمم جائز ہے * اور اگر جنس زمین سے نہ ہو اور اس کا جرم برتن پر ہو تو جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۸۰)

کتبـــــہ
محمد شاہد رضا قادری

****

ہمبستری کے بعد انزال نہیں ہوا تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال: شوہر نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی مگر انزال نہیں ہوا تو غسل فرض ہوگا یا نہیں؟ جلد جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: شاداب خان بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر شوہر نے اپنی بیوی سے ہمبستری کیا اور حشفہ غائب ہوگیا تو غسل واجب ہو جائے گا چاہئے انزال ہو یا نہ ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقی الختانان و غابت الحشفة وجب الغسل انزل اولم ینزل۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دونوں شرمگاہ مل جائیں اور حشفہ غائب ہو جائے تو غسل واجب ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط ج10 ص 201، بنایہ شرح ھدایہ ج1 ص332)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

الایلاج احد السبیلین إذا توارت الحشفة یوجب الغسل علی الفاعل و المفعول به انزل اولم ینزل و ھذا ھو المذھب لعلمائنا کذا فی المحیط۔

(فتاوی عالمگیری ج1 ص15)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

حشفہ یعنی سر اذکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غسل واجب کرتا ہے شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت، انزال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ دونوں مکلف ہوں۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص323)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

برف سے وضو وغسل جائز ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایسا برف کے ابھی پگھلا نا ہو یا ایسا باریک برف کے ابھی پگھلنے کے قریب ہو پر پگھلا نا ہو مذکورہ برف سے وضو کرنے سے کیا وضو ہو جائیے گا یا وضو صرف خالص پانی کی ضروت ہے۔ سائل شیخ رضوان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالی

اگر وہ برف جما ہوا ہی ہے ذرا بھی نہیں پگھلا تو جائز نہیں ہاں اگر پگھل کر ٹپک گیا تو اب جائز ہوگا کیوں کہ اس میں سیلان پایا گیا جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

اجماع ہے کہ غسل بالفتح یعنی کسی عضو کے دھونے میں اُس پر پانی کا بہنا ضرور ہے صرف تر ہو جانا کافی نہیں کہ وہ مسح ہے اور حضرت عزت عز جلالہ، نے غسل ومسح دو وظیفے جُدا رکھے ہیں الا ما حکی عن الامام الثانی رحمہ اللہ وھو مؤول کما تقدم (مگر وہ جو امام یوسف سے منقول ہے وہ مؤول ہے جیسا گزر چکا) تو پانی کا اپنے سیلان پر باقی رہنا قطعاً لازم۔

وقال فی البنایۃ التوضی بالثلج یجوز ان کان ذائبا یتقاطر والا فلاثم قال

وفی مسألة الثلج اذاقطر قطرتان فصاعدا جاز اتفاقا والافعلی قولهما لایجوز وعلی قول ابی یوسف یجوز اھ

اقول: ماکان ینبغی ان یقال قوله الموهم خلاف الواقع فانما هی حکایة نادرة عنه وقد قال قبله فی البنایة السیلان شرط فی ظاهر الروایة فلایجوز الوضوء مالم یتقاطر الماء وعن ابی یوسف انه لیس بشرط اھ ثم الروایة مؤولة کما علمت ثمه، فلاینبغی ذکرهاالابتاویلها کیلا یتجرأ جاهل علی مخالفة امر ا لله تعالٰی متشبثا بها۔

نایہ میں ہے کہ برف سے وضو جائز ہے بشرطیکہ پگھل کر ٹپک رہا ہو ورنہ نہیں، پھر برف کے مسئلہ میں فرمایا جب اُس سے دو یا زائد قطرے ٹپکیں تو وضو جائز ہے اتفاقاً ورنہ طرفین کے قول پر جائز نہیں ہے اور ابو یوسف کے قول پر جائز ہے اھ

میں کہتا ہوں یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ ان کا وہم پیدا کرنے والا قول خلاف واقع ہے کیونکہ یہ تو ان سے ایک نادر حکایت ہے اور اس سے قبل وہ بنایہ میں فرما چکے ہیں کہ سیلان ظاہر روایت میں شرط ہے تو جب تک پانی کے قطرے نہ ٹپکیں وضو جائز نہیں، اور ابو یوسف سے ہے کہ سیلان شرط نہیں اھ یہ روایت مؤول ہے جیسا آپ نے جانا تو اس کو بلا تاویل ذکر کرنا درست نہیں تاکہ کوئی اس کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی جُراٴت نہ کر بیٹھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲) ص (۹۰۲) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

کیا دودھ پلانے سے عورت کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ میں کہ اگر عورت باوضو بچے کو دودھ پلائے تو اس کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں؟ سائل محمد جاوید رضا مرادآباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

بچہ کو دودھ پلانے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا کہ پاک رطوبتیں جو بدن سے عادۃً نکلتی ہیں، وہ ناقض وضو نہیں ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

ما کان خروجه معتادا ولا ینقض لا ینقض ایضاً اذا فحش وان عد حینئذ علة فیما یعد الاترى ان العرق لا ینقض فأذا فحش جدا كما فی بحران الحموم او بعض الامراض لم ینقض ایضاً و کذلك الدمع واللبن والریق"

یعنی جو چیز عادتاً خارج ہوتی ہو، اور ناقض وضو نہیں، وہ خواہ کتنی ہی مقدار میں کیوں نہ ہوں، ناقض وضو ہوگی اور وہ خواہ بیماری ہی کیوں نہ سمجھی جائے جیسے پسینہ وضو کو نہیں توڑتا ہے اب اگر یہ بہت زائد ہوجائے جیسے بخار کی صورت میں اور بعض دوسرے امراض میں تو بھی ناقض وضو نہیں، یہی حال آنسو، دودھ تھوک کا بھی ہے" اھ

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۴۴۰ / فتاویٰ مرکز ترتیب افتاء ج ۱، باب الوضوص ۷۹ فقیہ ملت اکیڈمی اوجھا گنج بستی)

مذکورہ عبارت سے واضح ہوگیا کہ بچہ کو دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

کیا پٹی وزخم کو دھونا ضروری ہے یا صرف مسح کرلے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی نے اپنی آنکھوں کا آپریشن کرایا اور وہ وضو میں چہرہ نہیں دھل سکتا باقی فرض وضو کے پانی سے ادا کرسکتا ہے تو اس کو کیا کرنا چاہئے تیمم یا وضو تفصیلی جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی محمد عرفان رضا شاہ پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــالی

جہاں تک پانی پہچانا ممکن ہے پہچانا ضروری ہے باقی مسح کرلے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (القرآن)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

کسی پھوڑے یا زخم یا فصد کی جگہ پر پٹی باندھی ہو کہ اس کو کھول کر پانی بہانے سے یا اس جگہ مسح کرنے سے یا کھولنے سے ضرر (تکلیف) ہو تو اس پٹی پر مسح کرلیں اور اگر پٹی کھول کر پانی بہانے میں ضرر نہ ہو تو دھونا ضروری ہے یا خود اس پر مسح کرسکتے ہو تو پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں اور زخم کے ارد گرد اگر پانی بہانا ضرر نہ کرتا ہو تو دھونا ضروری ہے ورنہ اس پر مسح کرلیں اور اگر اس پر بھی مسح نہ کرسکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرلیں پوری پٹی پر مسح کرلیں تو بہتر ہے اکثر حصہ پر ضروری ہے اور ایک بار مسح کافی ہے تکرار کی حاجت نہیں اور اگر پٹی پر بھی مسح نہیں کرسکتے ہو تو خالی چھوڑ دیں جب اتنا آرام ہو جائے کہ اس پر مسح کرنا ضرر نہ کرے تو فوراً مسح کرلیں پھر جب اتنا آرام ہو جائے پٹی پر پانی بہانے میں نقصان نہ ہو تو پانی بہائیں پھر جب اتنا آرام ہو جائے کہ خاص عضو پر مسح کرسکتا ہوں تو فورا مسح کرلے پھر جب اتنی صحت ہو جائے کہ عضو پر پانی بہا سکتا ہے تو بہائے غرض اعلی پر جب قدرت حاصل ہو اور جتنی حاصل ہوتی جائے ادنیٰ پر اکتفا جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم (بہار شریعت حصہ ۲ ص ۳۶۸ تا ۳۷۹ مکتبہ مدینہ دھلی)

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی بریلی شریف یوپی

۲۱ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

* *

باب الاذان والاقامۃ

(اذان واقامت کا بیان)

ہاتھ چھوڑ کر اذان پڑھنا اور مؤذن مصافحہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک مؤذن صاحب جو اذان سیدھے کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں کانوں میں انگلیاں نہیں ڈالتے ہیں نہ کان پر ہاتھ رکھتے ہیں تو کیا اس طرح اذان ہو جائے گیا اور وہ مصافحہ سے بھی دور بھاگتے ہیں جو میرے پیارے آقا ﷺ کی پیاری سنت ہے تو ایسے مؤذن کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے جو اذان سیدھے کڑھے ہو کر پڑھے اور مصافحہ سے دور بھاگے بہت بار ان سے منع کیا گیا ہے ان باتوں کے بارے میں لیکن نہیں مانتے ہیں علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔سائل محمد کلیم خان بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

کانوں کے سوراخوں میں ہاتھ ڈال کر اذان پڑھنا مستحب ہے بلا شبہ ہاتھ کھول کر بھی اذان پڑھنے سے ہو جائے گی جبکہ اور کوئی وجہ شرعی نہ پائی جائے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

اَذان کہتے وقت کانوں کے سُوراخ میں انگلیاں ڈالے رہنا مستحب ہے اور اگر دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لیے تو بھی اچھا ہے اور اوّل احسن ہے کہ ارشاد حدیث کے مطابق ہے اور بلندی آواز میں زیادہ معین۔کان جب بند ہوتے ہیں آدمی سمجھتا ہے کہ ابھی آواز پوری نہ ہوئی،زیادہ بلند کرتا ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم ص(۴۷۲) مکتبہ دعوت اسلامی)

رہی بات مصافحہ نہ کرنے کی تو کسی سنت کا نہ اپنانا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ اس کا منکر ہے جب تک یہ واضح نہ ہو جائے محض خیال ہی خیال میں برا سوچ کر اپنی آخرت برباد کرنا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مؤمن کے حق میں اچھا گمان کرو۔(الحدیث)

ہاں اگر وہ شخص انکا منکر ہے تو ضرور خطا پر ہے اس کو مؤذنی سے برخاست کیا جائے کیونکہ مؤذن کا مرد صالح باشرع ہونا چاہئے جو سنن و مستحبات کا پابند ہو جیسا کہ دوسری جگہ تحریر میں آیا ہے:

مستحب یہ ہے کہ مؤذن مرد، عاقل، صالح، پرہیزگار، عالم بالسنۃ ذی وجاہت، لوگوں کے احوال کا نگراں اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں ان کو زجر کرنے والا ہو، اَذان پر مداومت کرتا ہو اور ثواب کے لیے اَذان کہتا ہو یعنی اَذان پر اجرت نہ لیتا ہو، اگر مؤذن نابینا ہو، اور وقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتادے، تو اس کا اور آنکھ والے کا، اَذان کہنا یکساں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(حوالہ سابق ص (۴۰۹) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند
۱۴ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا اور اسی حالت میں اذان دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ مؤذن حالت جنابت میں تھا کہ اذان کا وقت ہوگیا کوئی دوسرا اذان دینے والا نہیں ہے تو کیا بغیر غسل کئے مسجد میں داخل ہوسکتا ہے اور اذان دے سکتا ہے؟ اور اگر ایسا کر دیا تو کیا اذان دوبارہ دینی چاہیے؟؟ مسئلہ حل فرمائے عین نوازش ہوگی۔سائل محمد رفیق رضوی شیرانی ناگور راجستھان الھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

جس شخص پر غسل واجب ہو وہ نہ مسجد میں داخل ہوسکتا ہے اور نہ ہی اذان دے سکتا ہے اگر مسجد میں داخل ہوا تو سخت گنہگار حرام کا مرتکب ہوگا اور اگر اذان دیگا تو وہ اذان مکروہ تحریمی ہوگی اس کا اعادہ کیا جائے گا جیسا کہ بہارشریعت میں ہے: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا طواف کرنا قرآن مجید چھونا اگر چہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چَولی چُھوئے یا بےچُھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مُقَطَّعات کی انگوٹھی حرام ہے۔ (بہارشریعت حصہ دوم)

جنابت یعنی جس پر غسل فرض ہو اس حالت میں اذان دینا مکروہ تحریمی ہے اگر کوئی جنبی شخص اذان دے دے بعد میں معلوم ہو جائے تو بہتر ہے کہ اس اذان کا اعادہ کیا جائے اگر اعادہ نہ کیا گیا اور نماز ادا کرلی گئی تو نماز ہو جائے گی۔ (شامی ۵۵-۵٦ / ۲، فتاوی ہندیہ ٥٤)

خنثیٰ و فاسق اگر چہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچّے اور جنب کی اَذان مکروہ ہے، ان سب کی اَذان کا اعادہ کیا جائے درمختار نشہ والے پاگل اور ناسمجھ بچے کی اذان باطل ہے جیسا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ جد الممتار ج ۲، ص ۸۸ پر البحر الرائق کے حوالے سے فرماتے ہیں: نشہ والے پاگل اور ناسمجھ بچے کی اذان باطل ہے کیونکہ صحتِ اذان کے لیے عقل اور اسلام شرط ہے۔

(البحر الرائق، کتاب الصلاۃ باب الأذان، ج۱، ص۴٦۰)

البتہ بقیہ مذکور افراد کی اذان مکروہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(الدر المختار کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۲ ص۷۵، بہار شریعت حصہ سوم باب الاذان)

کتبـــــــہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی الھند

۲۱ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱٦ اپریل ۲۰۲۰ بروز جمعرات

* *

کیا بچے کے کان میں عورت اذان کہ سکتی ہے نیز بچے کے کان میں موبائل سے اذان کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بچے کے کان میں بعد پیدائش موبائل سے اذان دینا کیسا ہے؟ اگر کوئی اذان دینے والا نہ ہو تو بچہ کے کان میں عورت اذان دے سکتی ہے کہ نہیں؟ اور اگر کوئی اذان دینے والا مرد اس کے باوجود تو بچہ کے کان میں عورت اذان دے سکتی ہے یا نہیں؟ سائل محمد مظہر بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــالی

(۱) نومولود کے کان میں اذان واقامت کہنا مستحب ہے جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے اذان کہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ بلائیں دور ہو جائیں گی بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔
(بہار شریعت جلد سوم حصہ پانزدہم/ص ۱۵۳/نومولود کے کان میں آذان کہنے کا مقصد دفع مصیبت و بلاء ہے اس لئے اگر موبائل وغیرہ سے اذان کہتے ہیں تو مقصود کے حصول کی بنا پر درست ہے مگر بہتر نہیں ہے۔

(۲) عورت کی اذان کو فقہاء نے مکروہ تحریمی کہا ہے عورتوں کو اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے کہیں گی تو گنہگار ہوں گی اور اعادہ کی جائے گی بحوالہ بہار شریعت ج ۱/ح ۳/ص ۲۶/ اسی طرح صاحب ہدایہ کہتے ہیں:

کذالك المرأة توذن (عطف علی قوله) والجنب احب ان يعيد، ليقع اى الاذان علی وجه السنته

جنبی کی طرح عورت کی اذان کو بھی لوٹانا مستحب ہے اب اگر عورت نومولود کے کان میں پردہ میں رہتے ہوئے اور پست آواز کے ساتھ جسے کوئی غیر نہ سنے اذان کہ دیتی ہے تو لوٹائی نہیں جائے گی حصول مقصد کی بنا پر مگر کہنا منع ہے خیال رہئے عورت کی آواز بھی عورت ہے حاشیہ ہدایہ میں نہایہ سے

نقل کرتے ہیں:

لان اذان النساء لم یکن فی المتقدمین فکان من جملة المحدثات المرأة منھیة عن رفع الصوت لان فی صوتھا فتنة

(حاشیہ ھدایہ ج۱/ص۲۸۴/)

(۳) جب کوئی مرد موجود ہے تو اس سے نہ اذان دلوائی جائے عورت کی اذان بمعنی اعلان واعلام مکروہ تحریمی ہے قطعی طور سے عورت اذان نہ کہئے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہرپور وا باچپٹی سیتا مڑھی بہار

۱۹ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

اقامت بیٹھ کر کیوں سنتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال یہ ہے کہ اقامت میں کیوں بیٹھتے ہیں۔ حوالہ کے ساتھ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد صدام حسین رضوی اشاعتی محمدی پوری سمستی پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

اقامت کے وقت بیٹھنے کی وجہ یہ ہے کہ اقامت کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے بیٹھ کر سننا اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا مستحب ہے اقامت میں جب مقیم (اقامت کہنے والا) حی علی الفلاح پر پہونچے اس وقت نمازی کو کھڑا ہونا چاہئے چونکہ یہ عمل شرعا مستحب ھے، اقامت کی ابتداء ہی سے کھڑا نہ ہو کہ یہ مکروہ ہے یہاں تک کہ نمازی اگر مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب کہ اقامت ہو رہی ہو تو حکم یہ ہے کہ داخل ہوتے ہی بیٹھ جائے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو۔

جیسا کہ درمختار میں ہے:

"دخل المسجد و المؤذن یقیم قعد الی القیام فی مصلاہ"

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

قوله قعد و یکره له الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح

(ردالمحتار ج/۲ص۱، کتاب الصلاۃ باب الاذان دار الکتب العلمیه بیروت)

الحاصل: عبارات بالا سے معلوم ہوگیا کہ اقامت بیٹھ کر اس لیے سنتے ہیں کہ یہ مستحب ہے اور کھڑے ہوکر سننا مکروہ ہے تو استحباب پر عمل کرنے اور کراہت سے بچنے کے لئے حی علی الفلاح تک بیٹھ کر اقامت سنی جاتی ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
مشاہدرضا حشمتی رام پور کمیری
۲۱جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

اتفاقاًاور عادتاًبغیر وضو اذان کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بے وضو اذان دینا درست ہے یا نہیں اور اسکی عادت ڈالنا کیسا ہے اور بے وضو اذان دیئے ہوئے سے نماز ہوگی یا نہیں۔المستفتی دلشاد احمد سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــــالی

بغیر وضو کے اذان کہنا صحیح ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں ہے اور جو اذانیں کراہت کے ساتھ ہوئیں ان کا اعادہ شرع کو محبوب ہے،حضرت شیخ علامہ حسن بن علی شرنبلالی علیہ الرحمہ نے نورالایضاح میں لکھا:

ویکرہ التلحین واقامۃ المحدث واذانه

کہ گا گا کر اذان کہنا اور بے وضو اذان واقامت مکروہ ہیں!

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمہ نے طحطاوی علی مراقی الفلاح حاشیہ نور الایضاح میں عبارت بالاکی تائید میں یہ حدیث پاک پیش کی ہے۔

لایؤذن الا متوضی

ترجمہ: باوضو شخص ہی اذان دے۔

(فتاویٰ یورپ کتاب الصلاۃ صفحہ 231)

اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بے وضو کی اذان صحیح ہے مگر بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے۔

(بہار شریعت، حصہ دوم اذان کا بیان)

تاہم بغیر وضو اذان کہنا اگر چہ صحیح ہے اس معنیٰ کر کہ کتب فقہ میں اس اذان کو دہرائے جانے کی تاکید بھلے نہیں ہے لیکن بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے، اور بغیر وضو اذان کہنے کی عادت ڈال لینا سخت برا ہے۔

بلکہ اذان کے لیے کسی نیک پرہیز گار کو مقرر کیا جائے جو بلا وضو اذان کہنے کا عادی نہ ہو حضرت خلیل ملت مفتی خلیل احمد خان قادری مارہروی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

کہ بے وضو اذان کہنا اگر چہ صحیح ہے بایں معنیٰ کہ اس کا اعادہ نہ کیا جائے لیکن بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے، ایک سطر بعد لکھتے ہیں کہ:

لیکن اس صحت کے معنیٰ یہ نہیں کہ آدمی اس کا عادی بن جائے اور کوئی مؤذن اس کا عادی ہو تو اسے اس منصب سے جدا کیا جائے اور اس کی جگہ کسی مرد صالح پرہیز گار کو مقرر کیا جائے ایسے لوگوں کا کیا اعتبار۔ واللہ تعالی اعلم

(احسن الفتاوی المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ جلد اول باب الاذان صفحہ 210)

کتبـــــہ

ابو الاحسان محمد مشتاق قادری رضوی مہاراشٹر

۲ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

جماعت ثانی کے لئے اقامت کہنا کیسا؟

سوال جماعت ثانی کے لئے اقامت کہنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں مع دلائل کے ساتھ۔سائل سمیع الدین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

جب مسجد میں جماعت ثانیہ ہوتو اقامت کہ سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہاں مکروہ اس وقت ہے جب نئی اذان بھی کہی جائے،ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم میں ہے،اور حضور اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ: کراہت کا محل صرف اس صورت میں ہے کہ لوگ باذان جدید جماعت ثانیہ کریں ورنہ بالاجماع مکروہ نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۳۲۰)

اور ردالمحتار جلد اول میں جماعت ثانیہ کے متعلق ہے:

اذا صلی فی مسجد المحلة جماعة بغیر اذان حیث یباح اجماعا

اور فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۸۳ میں ہے:

اذا صلوا بغیر اذان یباح اجماعا

یعنی جماعت ثانیہ بغیر اذان محلہ کی مسجد میں قائم کریں تو بالاجماع مباح ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۸ جوئی ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ

****

کیالاؤڈ اسپیکر کی اذان کا جواب اور اس پر خاموشی ضروری ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال مائک میں دی گئی آذان کا حکم وہی ہے جو بغیر مائک کے اذان دی جاتی ہے بعض

لوگ کہتے ہیں کہ مائک میں دی گئی اذان کا جواب دینا ضروری نہیں اگر دیدے ادباً تو بہتر ہے کیا یہ درست ہے۔سائل محمد نور عالم آسام

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــــه تعــــــــــــالی

علماے محققین کے نزدیک یہ اختلاف ہے کہ لاؤڈاسپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے یا نہیں بعض علماء بعینہ متکلم کی آواز مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے تو اگر لاؤڈاسپیکر سے اذان ہو اور لاؤڈاسپیکر کی آواز متکلم کی آواز نہ مانیں تو خاموش رہے اور جواب دینے کے بارے میں وہ حکم نہ ہوگا جو اذان کی اصل آواز پر ہے۔

اور اگر متکلم کی آواز مانیں تو پھر وہی حکم ہوگا جو اذان کی اصل آواز پر ہے کہ جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لئے سلام کلام اور جواب سلام تمام کام کاج چھوڑ دیا جاے اور ان کو غور سے سنا جاے اور اذان کا جواب دیا جاے کہ جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہتا ہے اس پر معاذاللہ خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ ہے اور احتیاط بھی یہی ہے کہ اذان کے وقت خاموش رہیں خواہ لاؤڈاسپیکر سے اذان ہو یا بغیر لاؤڈاسپیکر کے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول ۱۵۹)

کتبــــــه

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی

۲۲ جون ۲۰۲۹ء بروز بدھ

****

بھول کر اذان میں کوئی کلمات چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں بتائیں کہ اذان دینے میں اگر کسی سے کوئی کلمہ چھوٹ گیا یا ایک ہی کلمہ کو دو زیادہ مرتبہ بول دیا گیا ہے مغرب کے وقت تو کیا اذان ہوگی یا نہیں رہنمائی فرمائیں۔سائل محمد تبریز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــالی

بھول کر اذان میں اگر کوئی کلمہ چھوٹ گیا یا ایک ہی کلمہ کو دو مرتبہ زیادہ کہہ دیا تو اذان ہو جائے گی لیکن لوٹانا بہتر ہے اگر کلمات اذان یا اقامت میں کسی جگہ تقدیم وتاخیر ہوگئی تو اتنے کو صحیح کرلے سرے سے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر صحیح نہ کئے اور نماز پڑھ لی تو نماز کے بعد اعادہ کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۹/)

کتبـــــہ
ابومحمد حامد رضا، محمد شریف الحق رضوی کٹیہار، بہار، انڈیا
۲۳ جنوری ۲۰۱۹ء بروز بدھ

****

اذان میں جو لوگ لفظ اللہ کو آللہ اور اکبر کو اکبار کہتے ہیں انکی اذان کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال اذان میں جو لوگ لفظ اللہ کو آللہ اور اکبر کو اکبار کہتے ہیں انکی اذان ہوتی ہے کہ نہیں مفصل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل نفیس احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــالی

ایسوں کی اذان اذان نہیں ایسوں کی اذان کا اعادہ کیا جائے مؤذن ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو صحیح طریقے سے اذان دے کلمات اذان میں لحن حرام ہے مثلاً اللہ اکبر کے ہمزے کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا یونہی اکبر میں ب کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(حوالہ بہار شریعت حصہ سوئم صفحہ ۲۸/)

کتبـــــہ
ابومحمد حامد رضا محمد شریف الحق رضوی کٹیہار، بہار، انڈیا
۲۶ جنوری ۲۰۱۹ عیسوی بروز سنیچر

****

سمجھدار بچے کی اذان کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی 9 یا 10 سال کا لڑکا جو جان کار ہے اور اسکا تلفظ بھی صحیح ہو اگر اذان دے تو کیا اذان ہو گی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد قمر الحسن چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سمجھدار بچے کی اذان بلاشبہ درست ہے ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 31 پر دُرِّ مختار کے حوالہ سے ہے اور اس مسئلہ میں سمجھدار بچہ کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ اسکا معیار یہ ہے کہ جب لوگ اسکی اذان سنیں تو اسکو کھیل نہ سمجھیں۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں: یصح اذان الکل سوی الصبی الذی لا یعقل لان من سمعه لا یعلم انه مؤذن بل یظنه یلعب بخلاف الصبی العاقل۔ (ردالمحتار جلد اول صفحہ 264)

فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ 93 لہذا جب وہ نو یا دس سال کا بچہ سمجھدار اور درست تلفظ والا ہے تو اسکی پڑھی ہوئی اذان بلاشبہ درست ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ
محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)
۲۲ اپریل ۲۰۱۹ عیسوی بروز سوموار

****

قبل اذان واقامت درود شریف پڑھنا جائز ومستحسن ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال جو تمہارے یہاں مسجد میں اذان سے پہلے درود شریف پڑھا جاتا ہے یہ قرآن وحدیث سے ثابت کیجئے۔المستفتی: محمد اسلم رضا

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــالى

قبل اذان و اقامت درود شریف پڑھنا جائز و مستحسن ہے اس میں کوئی حرج نہیں قرآن و حدیث میں اس کا حکم مطلق ہے تو اسے اپنی طرف سے مقید نہیں کیا جاسکتا البتہ درود شریف پڑھنے کے بعد قدرے ٹھہر جائے پھر اذان و اقامت پڑھے تاکہ دونوں کے درمیان کچھ فصل ہوجائے یا درود شریف کی آواز اذان و اقامت کی آواز سے پست رہے تاکہ امتیاز رہے علماء کرام وفقہائے عظام نے اذان واقامت اور اس قسم کے دوسرے مواقع میں دورود شریف پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ:

" نص العلماء على استحبابها فى مواضع يوم الجمعة و ليلتها و عند دحول المسجد و الخروج منه و عند زيارة قبره الشريف صلى الله تعالى عليه وسلم و عقب اجابة المؤذن و عند الاقامة و عند طنين الأذن " اه ملخصا

(ج1 ص518)

اور مجدد اعظم امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ" درود شریف قبل اقامت پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز اقامت کی آواز سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۹۵، اور فتاوی مرکز تربیت افتاء ج 1 ص 160)

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۶ اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز بدھ

****

جمعہ کی اذان ثانی کہاں ہونی چاہئے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کی بارگاہ عالیہ میں گزارش ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی کہاں ہونی چاہیئے برائے کرم مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔ احقر محمد سجاد حیدر مسکن در بھنگہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــــالی

جمعہ کی اذان ثانی خارج مسجد خطیب کے سامنے ہونی چاہیے مسجد کے اندر اذان دینی مکروہ تحریمی ہے۔

عن السائب بن یزید کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر

(ابوداؤد شریف جلد اول)

یعنی حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر وعمر کے زمانہ میں رائج تھا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان دروازہ پر پڑھنا سنت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر کے زمانے میں مسجد کے دروازے پر ہی اذان ہوتی تھی اسی لئے فقہائے کرام مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرماتے ہیں۔

جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری صفحہ ۷۸، فتاویٰ عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ۵۵، اور بحرالرائق جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے:

لا یوذن فی المسجد

ترجمہ: مسجد کے اندر اذان دینا منع ہے۔

فتاویٰ ہندیہ کتاب الصلاۃ فصل الثانی فی کلمات الاذان الخ جلد اول صفحہ ۵۵، بحرالرائق کتاب الصلاۃ باب الاذان جلد اول صفحہ ۴۴۴، فتاویٰ قاضی خاں جلد اول صفحہ ۳۸، اور فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۱۵ میں ہے:

قالوا لا یوذن فی المسجد

یعنی فقہائے کرام نے ارشاد فرمایا کہ مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔

فتح القدیر کتاب الصلاۃ باب الاذان جلد اول صفحہ ۲۵۰ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۷ میں ہے:

یکرہ ان یوذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم
یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قھستانی میں نظم سے ہے۔
(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاۃ باب الاذان صفحہ ۱۹۷)
لہذا اذان مسجد کے باہر ہی دینی چاہیے اگر کوئی شخص مسجد کے اندر اذان دیتا ہے تو یہ اذان دینا مکروہ تحریمی ہے جو باعث گناہ ہے۔واللہ تعالی اعلم
(انوارالحدیث صفحہ ۱۹۱)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریلی در بھنگہ بہار
۶ محرم الحرام ۱۴۴۰ مطابق ۲۷ ستمبر بروز جمعرات

****

بغیر اذان کے جماعت سے نماز ادا کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
ایک مسئلہ ہے کہ اگر مسجد میں بغیر اذان پڑھے جماعت کرادی جائے تو اسکا کیا حکم ہے براے کرم مع حوالہ پیش کریں۔سائل محمد نور کمال اشرفی
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی
مسجد میں بغیر اذان جماعت بلا کراہت درست ہے مگر اذان ترک کرنا گناہ ہے۔
بہار شریعت میں خانیہ، ہندیہ وغیرہ سے ہے:
فرض پنج گانہ کہ انھیں میں جمعہ بھی ہے جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کیے جائیں تو ان کے لیے اَذان سنت مؤکدہ ہے اوراس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے یہاں تک کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر کسی شہر کے سب لوگ اَذان ترک کردیں تو میں ان سے قتال کروں گا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے ماروں گا اور قید کروں گا۔ (ج3ص468)

اور اگر اذان واقامت دونوں ترک کیں یا صرف اقامت ترک کی تو یہ مکروہ ہے.

ہندیہ میں ہے :ویکرہ أداء المکتوبة بالجماعة فی المسجد بغیر أذان وإقامة. کذا فی فتاوی قاضی خان ولا یکرہ ترکھما لمن یصلی فی المصر إذا وجد فی المحلة ولا فرق بین الواحد والجماعة. ھکذا فی التبیین والأفضل أن یصلی بالأذان والإقامة کذا فی التمرتاشی وإذا لم یؤذن فی تلك المحلة یکرہ له ترکھما ولو ترك الأذان وحدہ لا یکرہ کذا فی المحیط ولو ترك الإقامة یکرہ. کذا فی التمرتاشی۔

(ھندیه، ج1،ص54)

بہار شریعت میں ہے: مسجد میں بلا اَذان واقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(ج3 ص468)

کتبـــــــہ
انیس الرحمن حنفی رضوی بہرائچ شریف
۲۸ جون ۲۰۱۹ عیسوی بروز جمعہ

****

خشخشی داڑھی والے کی اذان واقامت ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کسی بغیر داڑھی والے یا خشخشی داڑھی والے کی اذان واقامت ہوگی یا نہیں اور اگر نہیں ہوگی اور کوئی داڑھی والا موجود نہ ہو تو کیا حکم ہے حوالے کے ساتھ جواب عطاء فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد اختر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور ایک مٹھی سے کم کرنا حرام ہے،لہذا داڑھی منڈے یا خشخشی داڑھی رکھنے والے کی اذان کو فقہائے کرام نے بالاتفاق مکروہ تحریمی فرمایا ہے۔

جیسا کہ تنویر الابصار اور درمختار میں ہے:

یکرہ اذان جنب وامرأۃ وفاسق ولو عالما عورت

اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اگرچہ وہ عالم ہو اور کنز الدقائق و بحر الرائق میں ہے:

کرہ اذان الجنب والمرأۃ والفاسق تلخیصا

یعنی جنب عورت فاسق کی اذان مکروہ ہے۔

ھٰکذا صرحوا بکراھۃ اذان الفاسق من غیر تقیید نکونہ عالما او غیرہ

یعنی عالم غیر عالم کی قید کے بغیر اذان فاسق کے مکروہ ہونے کی فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے پھر چونکہ اذان شعائر اسلام ہے اور فاسق کی اذان سے بھی اقامت شعار کا مقصد حاصل ہے اس لئے بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ فاسق کی اذان صحیح ہے مگر اذان کا مقصود اصل چونکہ دخول وقت کا اعلان ہے اور فاسق کی خبر دیانات میں نہیں اس لئے بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ فاسق کی اذان صحیح نہیں۔ (فتح القدیر جلد اول ۲۱۶)

فھٰکذا فی القھستانی اعلم ان اعادۃ اذان الجنب والمرأۃ والمجنون والسکران و الصبی و الفاجر و الراکب و القاعد و الماشی و المنحرف عن القبلۃ واجبۃ لانہ غیر معتد بہ و قیل مستحبۃ فانہ معتد بہ الا انہ ناقص وھو الاصح کما فی التمرتاشی

قہستانی میں ہے کہ جنب عورت، مجنون، نشہ والا، بچہ، فاسق، سوار اور بیٹھ کر اذان پڑھنے والا ؛ چلتے ہوئے اور قبلہ سے انحراف کے ساتھ اذان کہنے والا ان سب کی اذان کا اعادہ واجب ہے اور بعض لوگوں نے فرمایا کہ مستحب ہے اس لئے کہ اذان ہو جاتی ہے مگر ناقص ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ تمرتاشی میں ہے۔

اور پھر حدیث شریف میں ہے:

یؤذن لکم خیارکم

اس لئے فاسق کی اذان کا اعادہ مستحب ہے اور انوار الحدیث میں جو درمختار اور بہار شریعت کے حوالے سے ہے کہ فاسق کی اذان کا اعادہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اعادہ مستحب ومندوب ہے اور اعادہ واجب نہ ہو مگر مستحب ومندوب ہو اس میں تعارض نہیں۔

فتاوی رضویہ جلد دوم مطبوعہ لائل پور ص 388 میں ہے کہ لہذا مندوب ہے کہ اگر فاسق نے اذان دی ہو تو اس پر قناعت نہ کریں بلکہ دوبارہ مسلمان متقی پھر اذان دے۔ مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے فتاوی فیض الرسول جلد اول ص 183 تا 185 کا مطالعہ فرمائیں۔

فاسق کی اذان کا اعادہ کرنے کی صورت میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو اعادہ کی بھی حاجت نہیں اور فاسق اقامت بھی نہ کہے لیکن اگر کہہ دیا تو اعادہ نہ کرے کہ اقامت کا اعادہ مشروع نہیں مگر جہاں غیر فاسق موجود نہ ہو اس صورت میں اعادہٴ واجب یا مستحب دونوں صورتوں میں متقی کے ذریعہ یہاں اعادہ ممکن ہی نہیں ہے (غیر موجودگی کی سبب) اس لئے اس صورتِ خاصہ میں فاسق کی اذان واقامت ہی کافی ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند

۵ فروری بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

اذان کے وقت بات چیت کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال: کیا اذان کے وقت بات چیت کرنا حرام ہے؟ سائل فیضان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام وکلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کردے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کردے اور اذان کو غور سے سنیں اور جواب دے یوں ہی اقامت میں جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ درمختار عالمگیری بحوالہ بہار شریعت صفحہ نمبر ۳۱)

کتبہ

محمد عمر رضا خان قادری مسعودی لوکاہی بازار (نیپال)

۱۲ جنوری ۲۰۱۹ عیسوی بروز سنیچر

****

اذان مئذنہ پر ہونی چاہئے اگر مئذنہ نہ ہوتو کسی اونچی جگہ پر دی جائے یا جس طرف نمازیوں کی تعداز یادہ ہو؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لوگ پرانی مسجد شہید کرکے مدرسے میں نماز ادا کررہے ہیں لیکن اذان دائیں جانب سے دے رہے ہیں جس پر زید کا کہنا ہے کہ اذان بائیں جانب سے دیناواجب ہے کیا صحیح ہے؟ جواب ضرور عنایت فرمائیں۔سائل فرید اظہر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

زید کا یہ کہنا کہ اذان بائیں جانب سے دیناواجب ہے یہ صحیح نہیں حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اذان مئذنہ پر ہونی چاہئے اور اگر مئذنہ بنانہ ہوتو فصیل وغیرہ کسی اونچی جگہ پر ہو, پھر اگر داہنی طرف نمازیوں کی زیادہ تعداد ہوتو داہنی طرف اور بائیں طرف زیادہ رہتے ہوں تو بائیں جانب بہتر ہے, اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ اذان بائیں طرف ہونی چاہئے بالکل غلط ہے داہنے بائیں کی تخصیص نہیں بلکہ وہ جگہ اختیار کریں کہ اسمع للجیران (پڑوسیوں کو جہاں سے زیادہ سنائی دینے والی) ہو۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

السنّۃ ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع للجیران۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی امجدیہ جلد اول ص 55)

کتبـــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۱۸ صفر المظفر ۱۴۴۰ ہجری مطابق ۲۸ اکتوبر ۲۰۱۸ عیسوی بروز اتوار

****

اقامت کے وقت کب کھڑا ہونا سنت ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اقامت کے وقت بیٹھنا کیسا ہے اور کھڑا ہونا کیسا ہے کیا کوئی کھڑا ہوجائے تو اس میں کوئی قباحت ہے۔ سائل: محمد سجاد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

نمازی اقامت کے وقت بیٹھا رہے یہاں تک کہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو مقتدی اور امام سب کھڑے ہو جائیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

إِنَّهُ يَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ "اھ

یعنی جب مؤذن حی علی الفلاح " کہے تو اس وقت امام اور نمازی کھڑے ہوں ، یہ صحیح قول ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک ہے۔ اور اگر نمازی تکبیر کے وقت مسجد میں آیا تو کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو کھڑا ہو جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْإِقَامَةِ يُكْرَهُ لَهُ الِانْتِظَارُ قَائِمًا وَلَكِنْ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ إِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَهُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ " واللہ تعالی اعلم

(فتاوی عالمگیری، کتاب الصلاۃ الباب الثانی، الفصل الثانی ج 1 ص 57: دار الفکر لبنان)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۴ فروری ۲۰۱۹ عیسوی بروز اتوار

****

اذان سے پہلے مسجد میں جماعت سے کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ ایک مسجد کے قریب ایک غیر مسلم انتظامیہ کا کالج ہے جس میں مسلم بچے بھی پڑھتے ہیں اور ان کو دوپہر 12:30 تا 01:00 بجے تک ٹھہرانہ کا وقفہ دیا جاتا ہے اس دوران مسلم طلبہ مسجد جا کر ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں جبکہ اس مسجد میں اذان ہی نہیں ہوئی ہوتی ہے سوالات یہ ہیں کہ اذان سے پہلے پہلے مسجد میں جماعت بنا کر نماز پڑھنا کیسا ہے اور ایک ہی مسجد میں

دو جماعتیں ہوتی ہیں کیا اس سے کچھ اور شرعی حکم لگے گا اور دو جماعتوں کا اور اذان سے پہلے نماز کا روزانہ کا معمول بھی بن سکتا ہے ایسی عادت بنالینے پر کیا حکم شرعی ہے اور اس کالج میں نماز پڑھنے کا انتظام بھی نہیں اور پھر کالج ختم ہونے تک 00:05 بجے تک نماز پڑھنے کا موقعہ بھی نہیں ملیگا۔سائل ساجد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

مسجدِ محلہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو، امام محلہ نے اذان و اقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان و اقامت کے ساتھ ہیأت اُولی پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعتِ ثانیہ ہوئی، تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعتِ ثانیہ نہ ہوگی۔ ہیئت بدلنے کے لیے امام کا محراب سے دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے، شارع عام کی مسجد جس میں لوگ جوق جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں، اس میں اگرچہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعتِ ثانیہ قائم کی جائے کوئی حرج نہیں، بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت کرے، یوہیں اسٹیشن و سرائے کی مسجدیں۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ سوم اذان کا بیان)

کتبــــــہ
محمد اسماعیل خان امجدی ضلع گونڈہ یوپی
۳ جولائی ۲۰۱۹ء بروز منگل

****

کیا عالم و متعلم کو جواب اذان نہ دینے کی رعایت ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسلہ کے بارے میں کہ دوران اذان گفتگو کی جاسکتی ہے:
زید کہتا ہے دوران اذان گفتگو نہیں کرنی چاہیے اس لئے کہ اذان کا جواب دینا واجب ہے بکر نے کہا کہ اذان کے دوران گفتگو کی جاسکتی ہے مگر دنیاوی نہ ہو دینی ہو اب اس میں صحیح کون کہ رہا ہے جواب عنایت فرمادیں۔سائل محمد رضا برکاتی نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

بکر کا قول صحیح ہے تاہم اتنا خیال رہے کہ اس قسم کے مسائل عوام الناس کے درمیان لا کر علماء سے بدگمانی کا شکار نہ بنائیں شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
علماء نے فرمایا ہے اگر کوئی تلاوت کر رہا ہے اور اذان کی آواز آئی تو تلاوت روک کر اذان بغور سنے اور اس کا جواب دے لیکن اگر فقہاء علمی تذکرے میں ہوں تو ان کے لئے وہ حکم نہیں۔
تنویر الابصار و درمختار میں ہے:
" ویجیب من سمع الاذان ولو جنبا لا حائضا (الی ان قال)وتعلیم علم وتعلمہ بخلاف القرآن
اس کے تحت شامی میں ہے:
"ای شرعی فیما یظھر ولذا عبر فی الجوھرہ بقراءۃ
(جلد اول صفحہ نمبر 396)
یعنی جو اذان سنے وہ جواب دے اگرچہ جنبی ہو حائضہ جواب نہ دے نہ وہ جو علم کی تعلیم دینے یا تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہے قرآن کی تلاوت کرنے والا جواب دے علم سے مراد علم شرعی ہے۔
(تقریظ جلیل بر فتاویٰ برکاتیہ صفحہ نمبر 11/ 12)
واضح رہے کہ علمائے کرام اور طلبائے علوم اسلامیہ کو یہ رعایت فرض و واجب کے طور پر نہیں ہے کہ اس جزیہ کا سہارا لے کر جواب اذان سے غفلت برتیں ممکن حد تک جواب اذان کا التزام رکھیں علماء نوافل ترک کریں گے تو عوام سنن سے غافل ہوں گے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی میرج شریف مہاراشٹر

۳۰ ستمبر ۲۰۱۹ عیسوی بروز سوموار

****

قبل وقت کہی گئی اذان اور نماز کا مسئلہ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال اگر وقت سے پہلے آذان دے دی گئ ہو تو کیا وہ نماز ہو جائے گی۔سائل علاء المصطفی علیمی سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

وقت شروع ہونے سے پہلے اگر اذان کہی گئی تو اذان ہی نہیں ہوئی لہذا وقت ہونے پر پھر سے اذان کہی جائے حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

قبل وقت اذان اذان ہی نہیں اگر چہ اذان فجر ہو بلکہ اگر قبل وقت شروع کی اور وقت میں ختم کی تو اس کے بھی اعادہ کا حکم ہے۔

درمختار میں ہے:

" فیعاد اذان وقع بعضہ قبلہ "

چند سطر بعد فرماتے ہیں کہ: اور جو جماعت بغیر اذان ہوئی مکروہ ہوئی

عالمگیری میں ہے:

" ویکرہ اداء المکتوبتہ بالجماعتہ فی المسجد بغیر اذان واقامتہ "

کذا فی فتاویٰ قاضی خاں

اور ایسی جماعت کا اعادہ بہتر ہے کہ جو نماز خلاف سنت ادا ہوئی اس کا اعادہ بہتر۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ نمبر 53 باب الاذان والاقامتہ)

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۸ اکتوبر ۲۰۱۹ عیسوی بروز جمعہ

****

اقامت کہاں کہی جائے امام کے محاذات میں یا دائیں یا بائیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے پہلی صف میں داہنی طرف سے امام صاحب سے دور ہوکر تکبیر کہی تو کیا حکم ہے، جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: محمد نعمان رضا

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالى

تکبیر ہوجائے گی لیکن سنت یہ ہے کہ اقامت امام کی محاذات میں کہی جائے اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو داہنی طرف لفضل اليمين عن الشمال (اس لئے کہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر فضیلت حاصل ہے) ورنہ بائیں طرف " لحصول المقصود بكل حال" (اس لئے کہ مقصود ہر حال میں حاصل ہوتا ہے) واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۵ /صفحہ ۳۹۷ /)

کتبـــــــہ

ابو حامد محمد شریف الحق رضوی سیتامڑھی بہار

۱ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۶ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

اگر کسی نے قبلہ سے دوسری طرف رخ کر کے اذان دیا تو کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ کعبہ شریف کی طرف رخ نا کر کے کسی دوسری طرف رخ کر کے اذان دی تو اذان ہوگی یا نہیں برائے مہربانی اس کا جواب دے کر ممنون ہوں۔ سائل عبد الکلام رضوی بریلی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالى

اگر کسی نے قبلہ سے دوسری طرف رخ کر کے اذان دے دیا تو اسکا اعادہ بہتر ہے مگر جب

مسافر سواری پر اذان کہے اور اسکا مونھ قبلہ کی طرف نہ ہوتو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم
(حوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ ۳ اذان کا بیان ص ۴۷۸، ایسا ہی نظام شریعت ص نمبر ۱۰۲)

کتبــــــہ
محمد ایوب خان یار علوی بہرائچ شریف الھند
۱۷ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

****

مشروعیتِ اذان کب اور کیسے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
معزز ومکرم باوقار علماے کرام ومفتیان عظام بعدہ عرض ہے کہ ہم نے کسی سے سنا ہے کہ جب نماز کا حکم ہوا تھا تو کسی صحابی رسول نے اذان کے الفاظ خواب میں سنے تھے وہ خواب نبی پاک کو بیان کیا گیا تھا تو نبی پاک نے بھی انہیں کلمات کے ساتھ اذان کا حکم دیا مع ترتیب اور اصلاح فقیر کو مدلل نوازیں عین نوازش ہوگی۔ سائل فقیر ضیاء صدیقی قادری مبارکپور سہرسہ بہار ھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

فرضیت نماز کے ایک طویل عرصہ کے بعد ۲ ہجری میں اذان کی تعلیم وحکم ہوا اذان کی تعلیم بذریعہ خواب صحابہ کرام ہوئی جو کہ متعدد صحابہ کرام کو دکھایا گیا جیسا کہ کتب احادیث میں مذکور ہے:

روی أبو داود في " سننه " قال: »اهتم النبي - عليه السلام - للصلاة كيف يجمع الناس لها وقيل له انصب راية عند حضور الصلاة فإذا رأوها أذن بعضهم بعضا فلم يعجبه ذلك قال. فذكر له القنع - يعني الشبور - فلم يعجبه ذلك فقال: هو أمر اليهود قال: فذكر له الناقوس، فقال: هو من أمر النصارى، فانصرف عبد الله بن زيد وهو مهتم لهم رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فأري الأذان في منامه فغدا على رسول الله - صلى الله عليه وسلم -

فأخبره فقال يا رسول الله إني لبين النائم واليقظان إذ أتاني آت فأراني الأذان فقال وكان عمر - رضي الله عنه - قد رآه قبل ذلك فكتمه عشرين يوما، ثم أخبر النبي - صلى الله عليه وسلم - فقال: ما منعك أن تخبرني فقال سبق عبد الله بن زيد فاستحييت فقال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: يا بلال قم فانظر ما يأمرك به عبد الله بن زيد فافعله " قال: فأذن بلال - رضي الله عنه"*

ابو داوٗد نے اپنی سنن میں روایت کیا راوی کہتے ہیں" نبی علیہ السلام نماز کیلئے فکرمند ہوے کہ کس طرح لوگ نماز کیلئے جمع ہوں (مشورہ کی مجلس منعقد ہوئی اور اس میں صحابہ نے راے پیش کیں) اور آپ سے عرض کیا گیا نماز کے وقت ایک پرچم نصب کر دیا جاے جب اسے دیکھیں تو بعض بعض کو اطلاع کر دیں (مگر) اسے پسند نہیں فرمایا راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ سے بگل کا ذکر کیا اسے بھی پسند نہیں فرمایا اور فرمایا کہ یہ یہودیوں کا امر ہے راوی بیان کرتے ہیں آپ سے ناقوس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا یہ نصاری کا امر ہے (مجلس برخواست ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ کسی راے پر اتفاق نہیں ہوا تو نبی کریم نے فرمایا اللہ تعالی کسی سبیل کی خبر دے گا) تو عبداللہ بن زید واپس ہو گئے اور نبی کریم صحابہ کیلئے فکرمند تھے، عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان ملاحظہ فرمائی تو صبح میں حاضر بارگاہ ہوے اور اس کی خبر دیتے ہوے عرض گزار ہوے یا رسول اللہ میں سونے اور بیداری کی حالت میں تھا (یعنی اونگھ، ایک روایت میں ہے عبداللہ بن زید سوتے نہیں لہذا اذان کا معاملہ کشف کی حالت کا ہے) اچانک آنے والا آیا اور مجھے اذان دکھائی راوی فرماتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ اس سے قبل ہی اذان دیکھ چکے تھے اور بیس دن چھپاے رکھا پھر نبی کریم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا تمہیں مجھ سے بیان کرنے میں کس چیز نے منع کیا عرض کیا عبداللہ بن زید سبقت کر گئے تو مجھے حیا آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال کھڑے ہو اور اسے دیکھو جس کا عبداللہ بن زید حکم کریں اور ویسا ہی کرو (یعنی جو وہ کہیں تم اسے بلند آواز سے کہو) راوی فرماتے ہیں تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی"

وروى أبو داود أيضا من حديث عبد الله بن زيد - رضي الله عنه قال: (حذف كلمات)وأنا نائم رجل يحمل ناقوسا في يده،

فقلت: يا عبد الله أتبيع الناقوس؟ قال: وما تصنع به؟ فقلت: ندعو به إلى الصلاة. قال: أفلا أدلك على ما هو خير من ذلك؟ فقلت: له بلى.

قال: " تقول الله أكبر، الله أكبر. الله أكبر، الله أكبر. أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله. حي على الصلاة، حي على الصلاة، حي على الفلاح، حي على الفلاح. الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله " قال: ثم استأخر عني غير بعيد ثم قال: ثم تقول إذا أقيمت الصلاة: " الله أكبر الله أكبر. أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، حي على الصلاة. حي على الفلاح، قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة، الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله " فلما أصبحت أتيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فأخبرته بما رأيت، قال: " إن هذه الرؤيا حق إن شاء الله تعالى فقم مع بلال فألق عليه ما رأيت، فليؤذن به فإنه أندى صوتا منك " فقمت مع بلال فجعلت ألقيه عليه ويؤذن قال: فسمع ذلك عمر بن الخطاب - رضي الله عنه - وهو في بيته فخرج يجر رداءه ويقول: والذي بعثك بالحق يا رسول الله لقد رأيت مثل ما رأى فقال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: فلله الحمد"

عبداللہ بن زید کی حدیث سے ابو داؤد نے اسے بھی روایت کیا" میں سو رہا تھا (خواب میں دیکھا) ایک شخص کے ہاتھ میں ناقوس ہے میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا ناقوس فروخت کرو گے اس نے کہا اس کا کیا کرو گے میں نے کہا اس سے ہم نماز کیلئے بلائیں گے تو اس نے کہا کیا اس سے بہتر نہ بتادوں میں نے کہا کیوں نہیں تو اس نے کہا اللہ اکبر الخ (مکمل اذان) پھر مجھ سے کچھ پیچھے ہٹ کر کہا جب نماز قائم کرو (تکبیر اقامت) تو کہو اللہ اکبر الخ (مکمل تکبیر) پھر جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے خواب کی خبر دی آپ نے فرمایا یہ خواب حق ہے ان شاء اللہ

تعالی، تم بلال کے ساتھ کھڑے ہوجاؤ اور انہیں وہ بتاؤ جو دیکھا (یعنی کلمات اذان انہیں بتاتے جاؤ اور وہ بلند آواز سے اسے کہیں) وہ اس کے ذریعہ اعلان، اذان دیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں میں بلال کے ساتھ کھڑا ہوگیا اور انہیں بتانے لگا اور وہ اذان دینے لگے۔

راوی بیان کرتے ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے سنا اور وہ اپنے گھر تھے (گھر سے نکلے (جلدی میں چادر نہیں سنبھالی) چادر گھسٹ رہی تھی اور کہ رہے تھے قسم ہے اس ذات کی جس نے یا رسول اللہ آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں نے بھی اسی کے مثل دیکھا جو انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا۔

بعض روایات میں ہے کہ نماز کے ساتھ شب اسراء نبی کریم اذان بھی لاے مگر یہ روایات صحت کو نہ پہنچیں امام نسائی نے متروک قرار دیا۔

(بنایہ شرح ہدایہ، ج۱ص ۷۴، ۷۵)

لہذا قائل نے جو سنا وہ صحیح ہے مگر حکم نماز کے ایک طویل عرصہ بعد اذان کا حکم ہوا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

شان محمد المصباحی القادری جراری فرخ آبادیوپی

۸ دسمبر ۲۰۱۹ عیسوی بروز اتوار

****

مؤذن نے اگر "اشھد ان لا الہ الا اللہ" کی جگہ "لا الہ الا اللہ" پڑھ دیا تو اذان ونماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض یہ ہے کہ مؤذن نے اذان میں جملہ " اشھد ان لا الہ الا اللہ " کی جگہ " لا الہ الا اللہ " پڑھا تو اذان ہوگی یا نہیں ہوگئی تو ٹھیک ہے نہیں ہوگی تو اس اذان سے جو نماز پڑھی گئی اسکا کیا حکم ہے؟ سائل عبد القیوم بدایونی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر مؤذن نے " اشھد ان لا الہ الا اللہ " کی جگہ " لا الہ الا اللہ " پڑھا تو اتنے کو صحیح کرلے شروع سے لوٹانے کی ضرورت نہیں اور اگر صحیح نہ کیا اور نماز ادا کرلی تو نماز ہوگئی اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ" اگر کلمات اذان یا اقامت میں کسی جگہ تقدیم وتاخیر ہوگئی تو اتنے کو صحیح کرلے سرے سے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر صحیح نہ کئے اور نماز پڑھ لی تو نماز کے اعادہ کی حاجت نہیں ۔

(ح:3 /ص:469 / اذان کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:

و اذا قدم فی اذانه او فی اقامته بعض الكلمات على بعض نحو ان يقول اشهد ان محمدا رسول الله قبل قوله اشهد ان لا اله الا الله فالافضل فی هذا ان ما سبق على اوانه لا يعتد به حتى يعيد فی اوانه و موضعه و ان مضى على ذالك جازت صلاته كذا فی المحيط ۔ والله تعالى اعلم

(ج:1/ص:56/ الفصل الثانی فی كلمات الاذان والاقامة و كيفيتهما / بيروت)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۲۰ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۵ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں نبی کریم ﷺ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو جونماز پڑھائی تو اس کی اذان واقامت کس نے پڑھی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کرام کے ساتھ نماز پڑھائی تو وہاں اذان واقامت کس نے پڑھی حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں ۔سائل عبد الحکیم رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو جونماز پڑھائی اس نماز کی اذان واقامت حضرت جبریل امین علیہ السلام نے پڑھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(اسلامی حیرت انگیز معلومات ص:233 / الھدی پبلیکیشنز)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۱۹ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

اقامت کا جواب دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا اذان کے طرح اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے اگر ہے تو قد قامت الصلوٰۃ کا جواب کس طرح دیں برائے کرم اس کو حل فرمائیں بہت کرم ہوگا۔ المستفتی: محمد غلام جیلانی جیبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اذان کی طرح اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے لیکن " قد قامت الصلوۃ " کے جواب میں " اقامھا اللہ و ادامھا ما دامت السموات و الارض کہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ:

ويجيب الإقامة ندباً إجماعاً كالأذان، ويقول عند " قد قامت الصلاة " أقامها الله وأدامها، وقيل: لا يجيبها، وبه جزم الشُّمُنِّي " انتهى۔

(درمختار مع الرد المحتار ج2ص87: کتاب الاذان، مطلب فی کراھۃ تکرارِ الجماعۃ فی المسجد)

اورفتاوی عالمگیری میں ہے:

و إجابة الاقامة مستحبة هكذا فى فتح القدير ، واذا بلغ قوله : قد قامت الصلوة " يقول السامع : اقامها الله و ادامها ما دامت السموات و الارض وفى سائر الكلمات يجيب كما يجيب فى الاذان كذا فتاوى الغرائب۔

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 57 : کتاب الصلوۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

اقامت کا جواب مستحب ہے اس کا جواب بھی اس طرح ہے فرق اتنا ہے کہ " قد قامت الصلوة " کے جواب میں " اقدمها الله و ادامها ما دامت السموات و الارض " کہے یا اقدمها الله و ادامها جعلنا من صالحي اهلها احياء و امواتا ۔ والله تعالى اعلم

(بہار شریعت ج 1 ص 473: اذان کا بیان)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۹ جون ۲۰۱۹ عیسوی بروز بدھ

****

بغیر اقامت کے نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکا

علماء کرام رہنمائی فرمائیں جماعت کے لئے اگر اقامت نہ پڑھی گئی ہو بغیر اقامت کے امام نماز پڑھا دے تو کیا نماز ہو جائے گی۔سائل احمد علی سعودی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالى

مکروہ ہے کہ بغیر اقامت مسجد میں جماعت کرنا مکروہ۔ہندیہ میں ہے:

يكر أأء المكتوبة بالجماعة في المسجد بغير أ ا قامة. كذا في فتا قاضي خا يكر تركهما لمن يصلي في المصر ا جد في المحلة فر بين الواحد الجماعة. هكذا في التبيين ا فضل أ يصلي با ١١ قامة كذا في

التمرتاشي ا لم يؤ في تلك المحلة يكر له تركهما لو ترا ا احد يكر كذا في المحيط لو ترا قامة يكر. كذا في التمرتاشي"

(ہندیہ،ج1،ص54)

بغیر اذان و اقامت مسجد میں جماعت کے ساتھ فرض نماز ادا کرنا مکروہ ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے شہر میں نماز پڑھنے والے کیلیے اذان و اقامت کا ترک کرنا مکروہ نہیں جبکہ محلہ میں پائی جائے (یعنی اس محلہ میں کہیں اذان ہوئی ہو) اور تنہا و جماعت میں کوئی فرق نہیں یہ تبیین میں ہے اور افضل یہ ہے کہ اذان و اقامت کے ساتھ پڑھے یہ تمرتاشی میں ہے اور جب اس محلہ میں اذان نہ ہوئی ہو تو نمازی کیلئے اذان و اقامت چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اگر تنہا اذان ترک کی تو مکروہ نہیں یہ محیط میں ہے اور اگر اقامت ترک کی تو مکروہ ہے یہ تمرتاشی میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــه

محمد انور رضا پور بہرائچ شریف یوپی

۱۹ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

داڑھی منڈانے والے کی اذان و اقامت کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ جو بندہ داڑھی کٹواتا ہے یا منڈواتا ہے اس کی اذان اور اقامت کا کیا حکم ہے۔ سائل محمد حسین عزیز پاکستان

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالى

داڑھی منڈانے والا فاسق ہے جیسا کہ ردالمختار میں ہے کہ:

يحرم على الرجل قطع لحية

یونہی ایک مشت سے کم کرنے والا بھی فاسق ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے کہ:

امام الا خذدون ذلك كما يديفعله بعض المغاربه ومخنثة الرجل

فلم یجز احد

یعنی ایک مشت سے کم داڑھی کرنا جیسا کہ بعض مغاربہ اور ہجڑے کرتے ہیں اسے کسی نے جائز نہیں کیا اس قسم کے لوگ فاسق ہے اور فاسق کی آذان مکروہ ہے جیسا کہ تنویر الابصار مع ردالمختار میں ہے کہ:

ویکرہ اذان فاسق ملخصاً

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

یکرہ اذان الفاسق ولا یعاد ھکذا فی الذخیرہ ولکن فی القھستا نی واعلم ان اعادۃ اذان الجنب والمرأۃ والمجنون والسکران والصبی والفاجر والماشی والمنحرف عن القبلۃ واجبۃ لانه غیر معتد به وقیل مستحبۃ فانه معتدبه الاانه فاقص وھو الاصح کمافی التمر تاشی وقال فی البحر وینبغی ان لا یصح اذان الفاسق بالنسبۃ الی قبول قوله والاعتماد علیه لما قدمنامن انه لایقبل قوله فی الامور الدینیه

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

خنثی وفاسق اگر چہ عالم ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔

(ماخوذ از فقہی معلومات ص ۴۹ تا ۵۰ سوال نمبر ۷۹)

اور جو حکم اذان کا ہے وہی حکم اقامت کا بھی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد سلطان رضا شمسی نیپال

۱۴ فروری ۲۰۱۹ عیسوی بروز جمعرات

****

وہابی کی اذان اذان نہیں لہذا اذان کا جواب دینے کی حاجت نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال وہابی دیوبندی کی اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟ سائل محمد توفیق رضا خان قادری جلگاوں مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

وہابی کے اذان کا جواب دینے کی حاجت نہیں جیسا کہ " فتاوی رضویہ شریف جلد 5 صفحہ 421 مطبوعہ قدیم میں سرکار اعلی حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اسم جلالت (اللہ تعالی) پر کلمۂ تعظیم اور رسالت (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھیں اگر چہ یہ اسمائے طیبہ کسی کی زبان سے ادا ہوں مگر وہابی کی اذان اذان میں شمار نہیں جواب کی حاجت نہیں اور اہل سنت کو اس پر اکتفا کی اجازت نہیں بلکہ ضرور دوبارہ اذان کہیں۔

درمختار میں ہے:

ویعاد اذا کان کافر و فاسق

(باب الاذان جلد 1 صفحہ 64 مطبوعہ مجتبائی)

یعنی کافر اور فاسق کی اذان لوٹائی جائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی مہاراشٹر

۲۳ نومبر ۲۰۱۹ عیسوی بروز سنیچر

****

مسجد میں اذان کیوں نہیں دی جاتی ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مسجد میں اذان کیوں نہیں دی جاسکتی ہے جبکہ اذان اتنا افضل ہے قرآن مجید مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے تسبیح پڑھی جاسکتی ہے اور دیگر اذکار کی جاسکتی ہے تو اذان کیوں نہیں۔ سائل محمد اصغر علی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بیشک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے

(فتاویٰ قاضی خاں طبع مصر جلد اول صفحہ نمبر 78)

" لا یوذن فی المسجد "

مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے

(فتاویٰ خلاصہ قلمی صفحہ نمبر 62)

" لا یوذن فی المسجد "

مسجد کے اندر اذان نہ کہیں

(غنیہ شرح منیہ صفحہ نمبر 377)

" الا ذان انما یکون فی المئذنته او خارج المسجد والاقامته فی داخله"

اذان نہیں ہوتی مگر مینارہ یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر 228)

چند سطر بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

" بلا شبہ مسجد کے اندر (اذان) ہونا خلاف سنت ہے

(ایضاً صفحہ نمبر 229)

حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ فقہائے کرام نے مسجد کے اندر اذان کہنے کو مکروہ فرمایا ہے۔

"لا یوذن فی المسجد ویکرہ ان یؤذن فی المسجد"

(فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ نمبر 64)

اور حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جمعہ کی اذان خواہ اول ہو یا ثانی یونہی نماز پنجگانہ کی اذان سب کے لئے حکم شرعی یہ ہے کہ وہ خارج مسجد ہو کیونکہ مسجد کے اندر اذان ممنوع ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ نمبر 208)

اب رہا یہ سوال کہ آخر اذان مسجد کے اندر کیوں نہیں ہوسکتی یا کیوں نہیں دی جاتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسجد کے اندر اذان دینا خلاف سنت ہے نیز اذان نماز کا اعلان ہے تاکہ نمازیوں کو معلوم ہوجائے کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے آؤ خدا کی بندگی کے لئے آؤ کامیابی حاصل کرنے کے لئے۔
لہذا یہ اعلان مسجد کے باہر ہی بہتر ہے۔

کتبـــــہ
ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۱۳اکتوبر ۲۰۱۹ عیسوی بروز اتوار

****

درمیان اقامت کلام کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں، زید اقامت پڑھ رہا تھا اسی درمیان جب زید یا حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر پہنچا تو امام صاحب سے کہا کہ امام صاحب نماز پڑھاییے اس کے آگے بھی کچھ کہا تو کیا اقامت کے درمیان اس طرح کے کلام کرنا کیسا ہے؟ اور ایسی تکبیر کا کیا حکم ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد آصف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

دوران اقامت کلام کرنا ناجائز وگناہ ہے زید کو چاہئے توبہ کرے اور آئندہ ہرگز ایسا نہ کرے البتہ اقامت کا اعادہ نہ کیا جاے درمختار میں ہے:

لا یتکلم فیھما اصلا ولو رد السلام الخ
یعنی اذان واقامت کے درمیان بلکل بھی کلام نہ کرے اگرچہ سلام کا جواب دینا ہو
(ج ۲/ص ٥٦ باب الاذان)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: اذان واقامت کے بیچ کلام کرنا ناجائز ہے۔
(بہار شریعت ح ۳ ص ٤٧٢ دعوت اسلامی)

مراقی الفلاح میں ہے:

یکرہ الکلام فی الاقامة لتفویت سنة الموالات یستحب اعادته ای الاذان بالکلام فیہ لان تکرارہ مشروع کما فی الجمعة دون الاقامة اھ
ص ۲۰۰ مکتبۃ الفیصل یعنی درمیان اقامت میں بات کرنا مکروہ (تحریمی) ہے پے در پے کے فوت ہونے کی وجہ سے جو کہ سنت ہے تو ایسے اذان کا اعادہ مستحب ہے جس میں بات چیت کی ہو کیونکہ اذان کی تکرار جائز ہے جیسا کہ جمعہ میں لیکن اقامت کی نہیں۔
بحر الرائق میں ہے :لو جعل الاقامة اذانا لا یعید لان تکرار الاذان مشروع دون الاقامة الخ۔ واللہ تعالی اعلم
(ج۱ص۴۴۸دار الکتب العلمیہ)

کتبـــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۱۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

اذان کا جواب کس طرح دیا جائے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
سوال اذان کا جواب کس طرح دیا جائے گا علماء کرام رہنمائی فرمائیں۔سائل توصیف رضا اسماعیلی
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی
اذان کا جواب دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس طرح مؤذن کلمات اذان کہے اسی طرح جواب دینے والا کہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب اذان سنے تو جواب دینے کا حکم ہے یعنی مؤذن جو کلمہ کہے سننے والا بھی وہی کلمہ کہے مگر حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہےاور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے اتنا لفظ اور ملالے ماشاءاللہ کان ومالم یشأ لم یکن۔
درمختار ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ:الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و

بررت وبالحق نطقت کہے۔واللہ تعالی اعلم

(بہارشریعت حصہ سوم صفحہ ۹۹/ ۱۰۰)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۹فروری ۲۰۱۹عیسوی بروز سنیچر

****

ایک شخص کو ایک ہی وقت میں دو مسجدوں میں اذان دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک مسجد میں اذان دی پھر اسی وقت دوسری مسجد میں اذان دینے چلا گیا تو کیا ایسا کرنا درست ہے اذان ہوگی یا نہیں۔سائل سلمان رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے:

یکرہ له أن یؤذن فی مسجدین۔

اور ردالمحتار میں ہے: (فی مسجدین) لأنه اذا صلی فی المسجد الأول یکون متنفلا بالاذان فی المسجد الثانی والتنفل بالأذان غیر مشروع و لأن الأذان للمکتوبة و هو فی المسجد الثانی یصلی النافلة فلا ینبغی أن یدعو الناس الی المکتوبة و هو لا یساعدهم فیها۔بدائع۔" واللہ تعالی اعلم

(ج:2/ص:71/کتاب الصلاۃ/باب الأذان/ دارعالم الکتب)

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ
۱۹ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱جولائی ۲۰۲۰ء مطابق بروز سنیچر

****

بغیر اذن مؤذن کے اقامت کا حکم؟ بزرگان دین کی مزارات کے طواف کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال (۲) مؤذن کے بغیر کوئی دوسرا شخص اقامت کہے تو کیا حکم ہوگا (۲) سوال بزرگان دین کے مزارات کا طواف کرنا کیسا ہے، علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔سائل نعمان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

- جس نے اَذان کہی، اگر موجود نہیں، تو جو چاہے اِقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے اور مؤذن موجود ہے، تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کو ناگوار ہو، تو مکروہ ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۴، بہار شریعت حصہ سوم اذان کا بیان)

- مزاروں کا طواف کرنا مزاروں کا طواف (چکر) اگر تعظیم (بڑائی ظاہر کرنے) کی نیت سے کیا جائے تو ناجائز ہے کیونکہ طواف کے ساتھ تعظیم صرف کعبہ شریف کے ساتھ خاص ہے، اور مزار کو چومنا بھی ادب کے خلاف ہے، آس پاس کی اونچی لکڑی یا دونوں طرف کے چوکھٹ کو چوم سکتے ہیں۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 529)

کتبـــــہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی الھند

۱۵ اگست ۲۰۱۹ عیسوی بروز سوموار

****

اذان کی آواز سنے بغیر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام سے میرا یہ سوال ہے جس گاؤں میں مسجد ہو اور بنا لاؤڈ اسپیکر کے اذان ہوتی ہو پورے گاؤں میں اذان کی آواز نہ جاتی ہو تو اگر کوئی گھر پر نماز ادا کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے شریعت میں کسی بھی گاؤں سے اذان کی آواز نہ آتی ہو۔مستفتی غلام یاسین مرادابادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــواب بعونـــــہ تعـــــالی

وہاں کے لوگ جماعت کا ٹائم یاد رکھیں اور اسی ٹائم پر مسجد میں پہنچ کر جماعت سے نماز ادا کرے اس لیے کہ جماعت واجب ہے ترک جماعت پر گنہگار و مستحق قہر غضب و فاسق مردود الشہادہ ہے ہاں اگر کوئی عذر شرعی ہو مثلا تیز بارش، رات کی تاریکی جس میں خطرہ ہو وغیرہ وغیرہ تو گھر پے ہی نماز پڑھیں اگر چہ اذان کی آواز نہ سنائی دیتی ہو لیکن وقت تو ہو گیا ہے وقت کا ہونا شرائط نماز سے ہے نہ کہ اذان کا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتٰبا موقوتا

بے شک نماز مومنوں کے اوپر اپنے وقتِ مقررہ پر فرض ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(پ ۵ رکوع ۱۲ سورۃ النساء)

کتبـــــہ
محمد قمر الرضوی پیلی بھیت شریف
۲۶ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

قد قامت الصلاۃ میں صلاۃ کی تا کو حالت وقف میں کیسے پڑھیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کی مکبر صاحب جب نماز کے لئے تکبیر کہتے ہیں تو (قَدْ قَامَتِ الصلاۃ) کی جگہ قد قامت الصلات تائے مطوّلہ کے ساتھ کہتے ہیں (صلات کہنے کی صورت میں کیا خرابی لازم آرہی ہے نیز ایسی صورت میں تکبیر کا کیا حکم ہے مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــواب بعونـــــہ تعـــــالی

خرابی تو لازم نہیں آئے گی البتہ اس طریقے سے پڑھنا تجوید کے خلاف ہے قاعدہ ہے کسی کلمہ کے آخیر میں گول تا، ۃ، ہے تو حالت وقف میں اسکو، ہ، سے بدلیں گے مثلا صلاۃ سے صلاہ، اسکو وقف بالابدال کہتے ہیں اور ہاں اگر ایک ہی سانس میں دونوں پڑھیں پہلی صلاۃ کی تا کو مرفوع و دوسری صلاۃ کی تا کو ہا پڑھیں۔ واللہ تعالی اعلم

(حوالہ معرفۃ الوقوف وضیاء القراءت وغیرہ میں وقف وسکتہ کا بیان دیکھیں)

کتبـــــہ
عبید اللہ رضوی بریلوی بریلی شریف یو پی
۲۶ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

****

بچے کی پیدائش میں کان میں اذان واقامت دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے بچے پیدا ہوتے ہی کان میں اذان دینا ضروری ہے اگر اذان نہیں دیا تو گنہگار رہوگا؟ حوالے کے ساتھ جواب عطا فرمائیں۔سائل محمد حسین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــــــہ تعـــــــــالی

بچے کی پیدائش میں اذان واقامت دینا مسنون طریقہ میں سے ہے اذان کیوں دی جاتی ہے تو اس کے متعلق فقہائے کرام فرماتے ہے کہ بچہ پیدا ہو تو ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہی جاتی ہے اور اس کا اصل مقصد یہ ہیکہ بچے کے کان میں اللہ رب العزت کی عظمت کو پہچانا ہوتا ہے۔
(فیوضات رضویہ فی تشریحات ہدایہ جلد دوص ۷۶)

اور اذان واقامت کا مسنون طریقہ یہ ہیکہ دہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے ایک غلط رسم ورواج کا بھی رد ضروری ہے اور وہ یہ کہ بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے۔ یہ نہ چاہیے بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان واقامت کہی جائے۔

صورت مسئولہ میں بچے کی پیدائش میں اذان نہ دے تو گنہگار تو نہیں ہوگا البتہ خدشہ ہیکہ شیطان کے وسوسے کا شکار ہوسکتا ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد جابر القادری رضوی جھارکھنڈ
۲۰ ستمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

بیٹھ کر اذان دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ اذان بیٹھ کر دیا تو ہوجائیگی ؟
المستفتی: محمد حسین خان شیرانی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــــواب بعونـــــــــــه تعــــــــالى

بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے اگر اس طرح اذان کہی گئی تو اس کا اعادہ کرنا بہتر ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

" يكره الاذان قاعدا و ان اذن لنفسه قاعدا فلا بأس به والمسافر إذا اذن راكبا لا يكره وينزل للاقامة "اھ

(فتاوى عالمگیری ج1 ص54 : کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول)

اور ردالمحتار میں ہے کہ:

" قوله: (تنزيها) لقول المحيط: الأحسن ان يستقبل "اھ

(ردالمحتار ج2ص69)

اور بہار شریعت میں ہے کہ: بیٹھ کر اَذان کہنا مکروہ ہے، اگر کہی اِعادہ کرے (یعنی دوبارہ دے) مگر مسافر اگر سواری پر اذان کہہ لے تو مکروہ نہیں اور اقامت مسافر بھی اتر کر کہے اگر نہ اترا اور سواری ہی پر کہہ لی تو ہوجائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

(بہارِشریعت ج1 ص468:اذان کابیان)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۱ جولائی ۲۰۱۹ عیسوی بروز اتوار

****

فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کہنا بھول جائے تو اذان ہوگی یا نہیں اس مسئلے کی رہنمائی فرمائیں۔سائل محمد بابر عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اذان ہو جائے گی دوبارہ اذان کہنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ مذکورہ کلمہ فجر کی اذان میں ناہی فرض ہے ناہی واجب ناہی سنت بلکہ مستحب ہے۔

جیسا کہ حضور فقیہ اعظم ہند خلیفۂ سرکار اعلیٰ حضرت مفتی صدر الشریعہ بدر الطریقہ امجد علی اعظمی رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں صبح (فجر) کی اذان میں فلاح کے بعد الصلاۃ خیر من النوم کہنا مستحب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت ج1 ح3 اذان کا بیان ص470 مسئلہ 39 مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبہ
محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار انڈیا

****

مؤذن اذان میں بے ہوش ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر مؤذن دوران اذان بے ہوش ہو جائے تو اذان ابتداء کے پڑھی جائے یا جہاں سے باقی بچی ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔سائل: جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر مؤذن اذان دیتے وقت بے ہوش ہو جائے تو اذان سرے سے کہی جائے گی وہی کہے یا

کوئی دوسرا جیسا کہ غنیۃ المتملی میں ہے کہ:

" یجب الاستیناف إذا غشی علیه او مات او سبقه الحدث فذهب و تؤضا او حصر و لم یلقنه احد او اخرس فانه یجب أن یستقبل الاذان و الاقامة "اھ

(غنیة المتملی ص375 : فصل فی السنن الصلاۃ)

اور درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ:

" و یجب استقبالهما لموت مؤذن و غشیه و خرسه و حصره و لا ملقن و ذهابه للوضو لسبق حدث "اھ

(در مختار مع رد المحتار ج2ص75 : کتاب الصلاۃ، باب الأذان، دار الکتب العلمیه بیروت)

اور بہار شریعت میں ہے کہ" اگر اَثنائے اَذان میں مؤذن مرگیا یا اسکی زبان بند ہوگئی یا رُک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بے ہوش ہوگیا، تو ان سب صورتوں میں سرے سے اَذان کہی جائے، وہی کہے، خواہ دوسرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت ج1 ص467: اذان کا بیان)

کتبہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

کتاب الصلٰوۃ

(نماز کا باب)

نماز میں قیام کی حالت میں ایک پیر پر زور دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں قیام کی حالت میں ایک پیر پر زور دے کر کھڑا ہونا کیسا ہے؟ المستفتی: محمد حسیب رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــالی

نماز میں قیام کی حالت میں کبھی اس پیر پر روز دینا کبھی اُس پیر پر زور دینا یہ سنت ہے لیکن دائیں بائیں جھومنا مکروہ ہے۔

جیسا کہ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں ہے کہ:

" یکرہ التمایل علی یمناہ مرۃ و علی یسراہ أخری إن راوح المصلی بین قدمیہ فی قیامہ فھو أفضل و ھو یتکی علی ھذا القدم مرۃ و علی الأخری مرۃ "اھ (حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی ج 1 ص 276 : کتاب الصلاۃ، فصل فیما یکرہ فی الصلاۃ وما لا یکرہ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور بہار شریعت میں ہے کہ: داہنے بائیں جھومنا مکروہ ہے اور تراوح یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر یہ سُنّت ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

(بہار شریعت ج 1 ص 634: مکروہات کا بیان)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی نماز پڑھی ہے جس میں رکوع قیام کے مثل تھی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کی ایسی کوئی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام الیل میں چار رکعت نماز پڑھی اور پہلی رکعت میں (سورۂ بقراۃ) پڑھی اور اتنی ہی دیر رکوع میں لگائی جتنی دیر میں سورۂ بقرۃ میں لگائی اگر ایسی کوئی حدیث ہو تو برائے مہربانی رہنمائی فرمائیں۔ سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

عن حذیفة أنه رأى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یصلی من اللیل و کان یقول اللہ اکبر ثلثا ذوالملکوت والجبروت والکبریاء والعظمة ثم استفتح فقرأ البقرة ثم رکع فکان رکوعه نحوا من قیامه فکان یقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثم رفع رأسه من الرکوع فکان قیامه نحوا من رکوعه یقول لربی الحمد ثم سجد فکان سجوده نحوا من قیامه فکان یقول فی سجوده سبحان ربی الاعلی ثم رفع رأسه من السجود و کان یقعد فیما بین السجدتین نحوا من سجوده و کان یقول رب اغفرلی فصلی أربع رکعات قرأ فیهن البقرة وآل عمران والنساء والمائدة والانعام شك شعبة رواه ابو داؤد۔

یعنی روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رات میں نماز پڑھتے دیکھا آپ تین بار فرماتے تھے اللہ اکبر ملکوت جبروت کبریائی وعظمت والا پھر نماز شروع کی سورۂ بقرہ پڑھی پھر رکوع کیا تو آپکا رکوع آپکے قیام کے مثل تھا اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتے رہے پھر رکوع سے سر اٹھایا آپکا قومہ رکوع کے مثل تھا فرماتے تھے لربی الحمد پھر سجدہ کیا تو آپکا سجدہ قومہ کی مثل تھا اپنے سجدہ میں فرماتے تھے سبحان ربی الاعلی پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور آپ دو سجدوں کے بیچ سجدے کے مثل ہی بیٹھتے تھے اور کہتے تھے مولیٰ! مجھے بخش دے چار رکعتیں پڑھیں جن میں بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ یا انعام پڑھیں شک شعبہ کو ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

(مشکوٰۃ المصابیح ج:1/ص:110/ باب صلوٰۃ اللیل/ الفصل الثانی/ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

کتبہ

اسرار احمد نوری نینی تال اتراکھنڈ

۱۴ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

محلے کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ایک آدمی ہے وہ اپنے محلے کی مسجد کو چھوڑ کے دوسری مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائے۔سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا اگر چہ جماعت قلیل ہو جامع مسجد سے افضل ہے اگر چہ جامع مسجد میں بڑی جماعت ہو؛ اور اگر مسجد محلے میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان واقامت کہے نماز پڑھے وہ جامع مسجد کی جماعت سے افضل ہے؛؛ البتہ اگر محلے کی مسجد میں جماعت نہ ملی تو دوسری مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے اور اگر دوسری میں بھی جماعت نہ ملے تو محلے ہی کی مسجد میں اولی ہے اور اگر مسجد محلہ میں تکبیر اولی یا ایک دو رکعت چھوٹ گئ اور دوسری مسجد میں مل جائے گی تو اس کے لئے دوسری میں نہ جائے محلے کی مسجد میں پڑھ لے؛ پس محلہ کے امام کے اندر اگر کوئی ایسی خرابی ہے جس کی وجہ سے اس کی اقتداء میں نماز منع ہو تو محلے کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے اور ہو سکے تو امام کو معزول بھی کر دے۔

(ماخذ بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۹۴ احکام مسجد کا بیان ناشر فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دھلی)

الانتباہ:۔ بلا وجہ یعنی امام کے اندر کوئی شرعی خرابی نہیں ہے مگر ذاتی رنجش کی بنا پر ایسا کرتا ہے کہ محلے کی مسجد کی جماعت چھوڑ کر دوسری میں اس لئے جاتا ہے کہ امام کو تکلیف ہو یا لوگوں میں انتشار ہو اور امام کو معزول کر دیا جائے تو یہ ہرگز درست نہیں ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۱۴ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

فجر کے بعد اعلان عام کے ذریعے عوام کو نماز سے روکنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہوتے وقت ائمہ حضرات جو اعلان کرتے ہیں کہ سورج نکلنا شروع ہوگیا ہے اب کوئی نماز فجر نہ پڑھے بلکہ بیس منٹ بعد نماز فجر پڑھیں ۔تو اس طرح اعلان کرنا کیسا ۔میں نے یہ سنا ہے کہ عوام کو نماز پڑھنے سے منع نہی کرنا چاہئے وقت چاہے کوئی بھی ہو مع حوالہ مدلل و مفصل جواب سے نوازیں ۔سائل انور علی رامپور یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

وقت طلوع آفتاب سے بیس منٹ تک کوئی بھی نماز چاہے ادا ہو یا قضاء فرض ہو یا سنت پڑھنا منع ہے یہ مکروہ وقت لیکن یاد رہے یہ حکم خواص کیلئے ہے عوام کیلئے نہیں کہ عوام جس وقت بھی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مبارک نام لے روکا نہ جائے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

بایں ہمہ اپنا یہ مسلک ہے کہ ایسی جگہ عوام جس طرح بھی للہ و رسول کا نام لیں روکا نہ جائے نہ خود شرکت کی جائے اگر عدم شرکت میں فتنہ نہ ہو ورنہ بہ بنیتِ نفل مشارکت ممکن کہ اختار اھونھما (دونوں میں سے آسان کا اختیار رکھا گیا ہے)

درمختار میں ہے: کرہ تحریما وکل مالایجوز مکروہ صلاۃ مع شروق الا العوام فلا یمنعون من فعلھا لانھم یترکونھا والاداء الجائز عند البعض اولی من الترک کما فی القنیۃ وغیرھا "

یہ مکروہ تحریمہ طلوع آفتاب کے وقت مطلق نماز اور ہر وہ عمل جو جائز نہیں وہ مکروہ ہے، مگر عوام لوگوں کو اس وقت نماز کی ادائگی سے روکا نہ جائے کیونکہ وہ بالکل ہی ترک کردیں گے، اور اداء جائز بعض علماء کے نزدیک بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے ۔جیسا کہ قنیہ وغیرہا میں ہے۔

نیز درمختار باب العیدین میں ہے: لا یکبر فی طریقھا ولا یتنفل قبلھا مطلقا وکذا بعدھا فی مصلاھا فانہ مکروہ عند العامۃ وھذا للخواص اما العوام فلا

یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلۃ رغبتھم فی الخیرات بحر وفی ھامشہ بخط ثقۃ ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رأی رجلا یصلی بعد العید فقیل اما تمنعہ یا امیر المومنین فقال اخاف ان ادخل تحت الوعید قال اللہ تعالی ارأیت الذی ینھی عبدا اذا صلی

نماز عید کے لئے عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستے میں تکبیرات نہ کہے اور اس سے پہلے نفل نہ پڑھے کیونکہ یہ اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہیں اور یہ معاملہ خواص کا ہے رہا عوام کا معاملہ تو انھیں نہ تکبیر سے روکا جائے اور نہ ہی نفل پڑھنے سے کیونکہ بھلائی میں ان کی رغبت بہت کم ہوتی ہے بحر اور اسکے حاشیہ میں ثقہ تحریر میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو عید کے بعد نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ سے عرض کیا گیا اے امیر المؤمنین! اسے آپ منع کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: مجھے خوف آتا ہے کہ کہیں میں اللہ تعالی کی بیان کردہ اس وعید کے تحت داخل نہ ہو جاؤں ارشاد باری تعالی ہے: کیا آپ نے اس کو نہیں دیکھا جو بندے کو نماز سے منع کرتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (٦) ص (٣٦٧ / ٣٦٨) مکتبہ دعوت اسلامی)

مذکورہ مسئولہ میں ائمہ مساجد کا یوں اعلان کرنا درست نہیں کہ جاہل عوام جس طرح بھی اللہ ورسول ﷺ کا نام لیں تو اسے روکا نہ جائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد راشد مکی پور کٹیہار بہار
۲۱ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

کیا عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ عورتوں کو بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہو کر؟ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل شکیل احمد قادری بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــالی

عورتوں کو بھی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھنے کا حکم ہے کیونکہ فرض واجب وتر وعیدین وسنت فجر

یں قیام فرض ہے۔ یہ حکم مرد وعورت دونوں پر یکساں ہے۔ اگر بلا عذر شرعی یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئیں تو ادا نہ ہوگی۔ اس کو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: فرض وتر عیدین اور سنت فجر میں قیام فرض ہے یعنی بلا عذر صحیح یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئیں تو نہ ہوگی۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث القیام، جلد دوم ۲، صفحہ ۱۶۳۔)

بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۹۲ میں ہے:

وھو فرض فی الصلاۃ للقادر علیہ فی الفرض وما ھو ملحق بہ اھ

اور فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ٦٤ میں ہے:

وھو فرض فی صلاۃ الفرض والوتر ھکذا فی الجواھرۃ النیرۃ والسراج الوھاج اھ

اور شامی جلد اول صفحہ ۲۹۹ میں ہے:

وسنۃ الفجر لا تجوز قاعدا من غیر عذر باجماعھم کما ھو روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ کما صرح بہ فی الخلاصۃ اھ

اور بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ٦٩ میں غنیہ سے ہے: اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہوسکتا ہے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔ اگر چہ کچھ دیر بھی کھڑا ہوسکتا ہے، اگر چہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے

(غنیۃ المتملي، فرائض الصلاۃ، الثاني، صفحہ ۲٦۱)

اور فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ٥٢ میں تنویر الابصار و در مختار سے ہے:

ان قدر علی بعض القیام ولو متکئا علی عصا او حائط قام لزوما بقدر ما یقدر ولو قدر اٰیۃ او تکبیرۃ علی المذھب اھ

اور یہ حکم مردوں کے لئے خاص نہیں ہے یعنی جس طرح نماز میں قیام مردوں کے لئے فرض ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی فرض ہے۔

لہٰذا فرض وواجب تمام نمازیں جن میں قیام ضروری ہے بغیر عذر صحیح بیٹھ کر نہیں ہوسکتیں۔ جتنی نمازیں

باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی گئیں ان سب کی قضا پڑھنا اور توبہ کرنا فرض ہے ۔اگر قضا نہیں پڑھیں گی اور توبہ نہیں کریں گی تو سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہونگی ۔ہاں نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھی جاسکتی ہیں مگر کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے ۔اس لئے کہ کھڑے ہوکر پڑھنے میں بیٹھ کر پڑھنے سے دوگنا ثواب ہے اور وتر کے بعد جو دو رکعت پڑھی جاتی ہے اس میں بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے ۔واللہ تعالی اعلم

(ھکذا فی بہار شریعت)(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۴۰)

کتبــــــہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی سدھارتھنگر یوپی

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

****

عورتوں کو ایام مخصوصہ میں نماز معاف ہے اور روزے کی قضاء ہے

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کے بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ عورتوں کو جو ماہواری ناپاکی ہوتی ہے قدرتی طور پر اس ایام میں جو اس کے نماز اور روزے جو چھوٹتی ہیں تو کیا ان چھوٹے ہوئے نماز اور روزے کی قضاء کرنی پڑے گی ۔سائل عرفان احمد نظامی سات بنگلہ اندھری ویسٹ ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

ایامِ مخصوصہ یعنی حیض و نفاس کے دنوں میں عورت کو نمازیں معاف ہیں، وہ قضا ادا نہیں کرے گی حدیث مبارکہ میں ہے:

لَا تَقْضِي الْحَآئِضُ الصَّلٰوۃ، وَقَالَ جَابِرُ بنُ عبد اللہِ وَ اَبُوسَعِیدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : تَدَعُ الصَّلٰوۃ.

(بخارری ،شریف ،کتاب الحیض ،باب لا تقضی الحائض الصلاۃ، جلد 1: صفحہ 122)

حائضہ عورت نماز کی قضا نہ کرے، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما

نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حائضہ عورت نماز چھوڑ دے (اور روزوں کی قضاء کرے اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:
حیض ونفاس کے ایام میں نمازیں معاف ہیں انکی قضاء بھی نہیں اور روزوں کی قضاء اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔
(درمختار کتاب الطہارۃ باب الحیض جلد اول صفحہ ۵۳۲
بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۳۲ اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی تحریر فرماتے ہیں کہ:
خیال رہیں کہ حیض ونفاس میں نمازیں بالکل معاف ہیں اور روزوں کی ادا معاف قضاء واجب اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کی زیادتی کمی دین کے کمال ونقصان کا ذریعہ ہے خیال رہیں کہ مسافر اور مریض نماز وروزہ کے اہل ہیں اور حائضہ ونفساء ان کی اہل ہی نہیں وہ دونوں ناقص نہیں۔
مراۃ المناجیح جلد اول صفحہ ۱۷، اور شرحِ وقایہ میں ہے کہ:
فقال یمنع الصلوٰۃ والصوم یقضی ھو لا ھی ای یقضی الصوم لا الصلوٰۃ
یعنی مصنف علیہ الرحمۃ حیض کے احکام بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حیض نماز روزے کو منع کرتا ہے ایسی صورت میں روزے کی قضاء ہے نماز کی نہیں۔
(شرح وقایہ جلد اول باب الحیض)
روزہ کی قضاء کیوں ہے اور نماز کی قضاء کیوں نہیں اس میں ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ روزہ سال میں ایک مہینہ واجب ہے اسی لئے چند روزہ قضاء کرنے میں حرج لازم نہیں آتا بخلاف نماز کے کہ اگر کسی کو دس دن حیض آئے تو ہر ماہ میں پچاس پچاس نمازیں قضاء کرنے میں حرج عظیم لازم آئے گا یہی وجہ ہے کہ روزے کی قضاء ہے اور نماز کی نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ نے بھی فرمایا کہ:
تقضی الصیام ولاتقضی الصلوات ولان فی قضاء الصلوات حرجا لتضاعفھا ولا حرج فی قضاء الصوم
اور اسی طرح درمختار میں ہے کہ:
یمنع صلوۃ مطلقاً ولو سجدۃ شکر وجماعا وتقضیہ لزوما دونھا حرج
یعنی حائضہ عورت روزہ کی قضاء کرے اور نماز کی نہیں حرج اور مشقت کی وجہ سے اس لئے کہ نماز روزانہ پانچ مرتبہ فرض ہے اور روزہ سال میں ایک بار تو قضاء صوم میں حرج نہیں بخلاف نماز کے کہ

اس میں حرج اور دقت ہے۔

(باب الحیض حصہ اول صفحہ ۱۵۶)

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں دیتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ واللہ تعالی اعلم

(پارہ ۳ سورہ بقرہ)

کتبــــہ
محمد مظہر علی رضوی

****

مستحاضہ عورت پر نماز وروزہ کا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

حضرت ایک سوال ہے کہ اگر کسی عورت کو ہر دن خون آتا ہو بچپنے ہی سے تو وہ کیا کرے گی. نماز روزہ کیسے ادا کرے گی۔ سائل غلام احمد رضا برکاتی کلیا چک مالدہ بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــالی

ایسی عورت جس کو ایام مخصوصہ کے بعد اتنی مہلت نہ ملے کہ وضو کرکے فرض نماز ادا کر سکے اور اسی حالت میں پورا وقت گزر جائے ایسی عورت معذور کے حکم میں ہے لہٰذا ایسی عورت پر نماز روزہ وغیرہ کچھ بھی معاف نہیں اسکی ادائگی ہر حال میں ضروری ہے۔

جیسا کہ حدیث میں امام مالک وابو داد دارمی کی روایت میں ہے کہ ایک عورت کے خون بہتا رہتا ہے اس کے لئے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہُ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے فتویٰ پوچھا ارشاد فرمایا کہ: اس بیماری سے پیشتر مہینے میں جتنے دن راتیں حیض آتا تھا انکی گنتی شمار کرے مہینے میں انہیں کی مقدار نماز چھوڑ دے اور جب وہ دن جاتے رہیں تو نہائے اور لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھے۔

دوسری حدیث: ابو داؤد وترمذی کی روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں: جن دنوں میں حیض آتا تھا

ان میں نمازیں چھوڑ دے پھر نہائے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔
(بہار شریعت باب الاستحاضہ ج اول ح (۲) ص (۳۸۴) مکتبہ دعوت اسلامی)
اور ایام حیض تین دن ورات ہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن ورات مقرر کیئے گئے ہیں جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:
"اقل الحیض ثلثة أیام و لیا لیھا وما نقص من ذلك فھو استحاضة و أکثرہ عشر أیام والزائد استحاضة
حیض کم از کم تین دن رات ہے جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ ہے اور زیادہ سے زیادہ حیض دس دن ہے جو اس سے زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۲۷) ص (۶۰۵) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ
محمد راشد مکی

****

حالت سجدہ میں سر کہاں رہنا چاہیے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کیسی ہونا چاہیے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ سجدہ کی حالت میں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لو کی سیت میں اور ناک کی سیت میں رکھنا چاہیے یا کہیں بھی رکھ سکتے ہیں سجدہ کی حالت میں ہاتھ کی انگلیاں ٹیڑھی ہو جائین اور کعبہ کی طرف نہ ہوں تو نماز کا کیا حکم ہوگا برائے مہربانی حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں اور ثواب کے مستحق ہوں۔ سائل عبد الکلام رضوی بریلی شریف یوپی
وعلیکم السلام ورحمة الله وبر کاته
الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی
حالت سجدہ میں سر دونوں ہاتھوں کے درمیان رہے اور انگلیاں قبلہ کو رہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں

ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے نہ ہوں کہ پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں آور انگلیاں قبلہ کا ہوں اور کم ازکم تین بار سبحان ربی العظیم کہے۔

(ج:3/ص:504/505/نماز پڑھنے کا طریقہ/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

بہار شریعت کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حالت سجدہ میں سر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رہے اور ہاتھ انگلیاں قبلہ کو ہوں لیکن انگلیاں اگر ٹیڑھی ہو جائین جب بھی نماز ہو جائے گی مگر قصداً ٹیڑھی کرنا نہیں چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد اسرار احمد نوری

****

ٹائٹ لور پہن کر نماز پڑھی تو کیا نماز کراہت کے ساتھ ہوئی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی لور (लोवर) پہن کر نماز پڑھے اور جانگھ پر ٹایٹ ہو تو کیا کوی کراہت ہے؟ برائے کرم بحوالہ جواب عنایت فرمائیں بہت بہت مہربانی ہوگی۔ سائل صلاح الدین ضلع لکھیم پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

لور یا پاجامہ لنگی پینٹ اگر اتنا باریک ہوں کہ بدن چمکتا ہو ستر کے لئے کافی نہیں اور انہیں پہن کر نماز پڑھی تو نماز نہیں ہوگی اور ایسا کپڑا پہننا نماز کے علاوہ بھی حرام ہے جس سے ستر عورت نہ ہو بہار شریعت میں ہے کہ: اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو ستر کے لئے کافی نہیں اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی نیز اسی میں ہے کہ: بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی رہتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

(جلد اول حصہ سوم صفحہ ۲۰ فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دھلی)

ہاں اگر لوردبیز ہے۔جس سے بدن چھپ جاتا ہے۔جھلکتا نہیں ہے مگر وہ بدن سے اس قدر چمٹا ہوا ہے کہ بدن کا نشیب وفراز ظاہر ہوتا ہے تو ایسے کپڑے میں بلا کراہت نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسرے کو نگاہ کرنا جائز نہیں اور مردوں کو ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا منع عورتوں کے لئے بدرجۂ اولی ممانعت بلکہ ناجائز وگناہ ہے۔

اسی میں ہے کہ دبیز کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسرے کو نگاہ کرنا جائز نہیں اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا منع بھی ہے اور عورتوں کے لئے بدرجۂ اولی ممانعت بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں اس مسئلہ سے سبق لیں۔

(حوالہ سابق)

درمختار میں ہے:

امالو کان غلیظالایری منه لون البشرۃ الاانه التعصق بالعضوء وتشکل بشکله فصار شکل العضومرئیا فینبغی ان لایمنع جواز الصلوۃ لحصول الستر

(ج۲ص۸۴باب شروط الصلوۃ)

ایسا ہی فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول کتاب الصلاۃ صفحہ ۱۳۳ پر ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت نیپال

۲۷ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

عورت کو حالت نماز میں حیض آجائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ حالت نماز میں عورت کو حیض آجائے اس کے متعلق کیا احکام ہیں بیان فرمائیں۔سائل احسان رضا برکاتی شاہجہان پور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

فرض نماز میں عورت کو اگر حیض آجائے یا بچہ پیدا ہو جائے تو وہ نماز معاف ہے اور اگر نفل نماز ہو تو اسکی قضاء واجب ہے جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے:

لو افتتحت الصلاۃ فی آخر الوقت ثم حاضت لا یلزمھا قضاء ھذہ الصلاۃ بخلاف التطوع کذا فی الخلاصۃ۔

(ج:1/ص:38/الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضۃ/ بیروت)

اور ایسا ہی فتاوی رضویہ شریف ج:4/ص:351/ باب الحیض/مکتبہ دعوت اسلامی/ میں ہے۔

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

نماز پڑھتے میں حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا تو وہ نماز معاف ہے البتہ اگر نفل نماز تھی تو اسکی قضاء واجب ہے۔واللہ تعالی اعلم

(ح:2/ص:380/حیض ونفاس کے متعلق احکام/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۴ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

نقلی بال لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی نقلی بال لگا کر نماز پڑھے تو اس نماز کا کیا ہے کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟ سائل محمد سمیر چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

آدمی اور خنزیر کے علاوہ عورتوں کے لیے نقلی بال لگانا جائز ہے اور انکو لگا کر نماز پڑھنا بھی جائز ودرست ہے جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے:

ولا بأس بذلك من شعر البهيمة و صوفها لأنه انتفاع بطريق التزين بما يحتمل ذالك ولهذا احتمل الاستعمال في سائر وجوه الانتفاع فكذا في التزين
(ج:6/ص:503/ کتاب الاستحسان دار الکتب العلمیة)
اور اسی میں ص:524/کتاب البیوع میں ہے: ولو سقط سنه يكره أن يأخذ سن ميت فيشدها مكان الاولى بالاجماع ولكن يأخذ سن شاة ذكية فيشدها مكانها
اور فتاوی ھندیہ میں ہے: و قال محمد رحمه الله تعالىٰ ولا بأس بالتداوىٰ بالعظم اذا كان عظم شاة أو بقر أو بعير و فرس أو غيره من الدوابّ الا عظم الخنزير و الآدمي- اذا كان الحيوان ذكيا لأن عظمه طاهر رطبا كان أو يأبسا يجوز الانتفاء به جميع أنواع الانتفاعات رطبا كان أو يأبسا و أما اذا كان الحيوان ميتا فانما يجوز الانتفاع بعظمه اذا كان يأبسا
(ج:5/ص:354/الباب الثامن عشر في التداوىٰ والمعالجات/بيروت)
اور ایسا ہی فتاوی مشاہدی ص:102/ میں ہے:
اور کتے کے بال سے بھی احتراز واجتناب چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ
اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ
۷ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

آنکھوں میں لینس لگا کر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ آنکھوں میں لینس لگا کر نماز پڑھنا کیسا؟ جواب عنایت فرمائیں۔
وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته
الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی
لینس لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے یوں ہی اسے لگا کر وضو و غسل بھی صحیح ہے اگر چہ اتارنے میں

دشواری نہ ہو کیونکہ لینس آنکھ کے اندرونی حصے میں چھپاں ہوتا ہے جہاں وضو وغسل میں پانی کا پہنچانے کا حکم نہیں ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

و ایصال الماء الی داخل العینین لیس بواجب ولا سنۃ ولا یتکلف فی الاغماض و الفتح حتی یصل الماء الی الاشفار و جوانب العینین کذا فی الظھریۃ۔

(کتاب الطھارت باب الوضوج 1 ص 4)

اور فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ خاص لینس کے متعلق فرماتے ہیں کہ: خاص عینک کے نکالنے میں اگر دشواری نہ بھی ہوتی ہو تو بھی اس کے ہوتے ہوئے وضو وغسل جنابت صحیح ہوگا اس لئے کہ وضو وغسل میں آنکھ کے اندر کا حصہ دھونا ضروری یا واجب نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(ماہنامہ اشرفیہ، شوال المکرم 1422ھ)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی
۲۵ نومبر بروز اتوار ۲۰۱۸

****

جیب میں تمباکو رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اگر کوئی شخص جیب میں تمباکو رکھ کر نماز پڑھی تو کیا نماز ہوگی یا نہیں ہوگی جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد رضاء الحق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مسئولہ میں نماز ہوجائے گی فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ 309 پر ہے: تمباکو کھانا حرام نہیں اور جب حرام نہیں تو اسے جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے سے ظاہر ہے کہ نماز ہوجائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوری

****

نمازی کے آگے سے کتنی دوری سے گزرنا درست ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال یہ ہے کہ نمازی کے آگے سے کتنی دوری سے نکل سکتے ہیں؟ المستفتی عبدالقیوم بدایونی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــه تعــــــالی

نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو دیوار قبلہ تک نکلنا جائز نہیں جب تک بیچ میں آڑ نہ ہو اور صحرا یا بڑی مسجد میں پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود تک نکلنے کی اجازت نہیں اس سے باہر نکل سکتا ہے۔ موضع سجود کے یہ معنی ہیں کہ آدمی جب قیام میں اہل خشوع وخضوع کی طرح اپنی نگاہ خاص جائے سجود پر جمائے یعنی جہاں سجدے میں اس کی پیشانی ہوگی تو نگاہ کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جمائے وہاں سے کچھ آگے بڑھتی ہے جہاں تک آگے بڑھ کر جائے وہ سب موضع میں ہے اس کے اندر نکلنا حرام ہے اور اس سے باہر جائز۔

درمختار میں ہے:

مرور مارٍّ فی الصحراء اوفی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح اومرورہ بین یدیہ الیٰ حائط القبلة فی بیت ومسجد صغیر فانه کبقعة واحدة۔

نمازی کے آگے سے صحرا اور بڑی مسجد میں گزرنا اصح قول کے مطابق اس کی سجدہ کی جگہ سے گزرنا ہے یا گھر یا چھوٹی مسجد میں دیوار قبلہ تک گزرنا ہے کیونکہ یہ ایک ہی جگہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

(درمختار باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، بھارت ۱/ ۹۱)

ردالمحتار میں ہے:

قوله بموضع سجودہ کما فی الدرر وھذا مع القیود التی بعدہ انما ھو للاثم والافالفساد منتف مطلقا، قوله فی الاصح صححه التمرتاشی وصاحب البدائع واختارہ فخر الاسلام ورجحه فی النھایة والفتح انه قدرمایقع بصرہ علی المار لوصلی بخشوع ای رامیا ببصرہ الی موضع سجودہ اھ مختصرا۔

ماتن کا قول نمازی کے سجدہ کی جگہ جیسا کہ درر میں ہے یہ بات ان قیودات کے ساتھ جو بعد

میں ذکر کی گئی ہیں فقط گناہ کا سبب ہے ورنہ ہر حال میں نماز فاسد نہیں ہوتی، اس کا قول اصح قول کے مطابق ہے اسے تمرتاشی اور صاحب بدائع نے صحیح کہا اور اس کو فخر الاسلام نے اختیار کیا اور اس کو ترجیح دی۔ نہایہ اور فتح میں ہے کہ اس کی مقدار یہ ہے کہ خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے نمازی کی نظر گزرنے والے پر پڑے، اور خشوع سے مراد یہ ہے کہ وہ سجدہ کی جگہ دیکھنے کا ارادہ کئے ہوئے ہو اھ تلخیصا۔

(ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱ / ۴۶۹)

مسجد کبیر صرف وہ ہے جس میں مثل صحرا اتصال صفوف شرط ہے جیسے مسجد خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے، باقی عام مساجد اگرچہ دس ہزار گز مکسر ہوں مسجد صغیر ہیں اور ان میں دیوار قبلہ تک بلا حائل مرور ناجائز، کمابیّناہ فی فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ، ج7ص 41)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی

****

اللہ کے ایک ولی کے نماز پڑھنے کی کیفیت؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

علمائے کرام سے ادباً گزارش ہیکہ اگر کسی کے معلومات میں یہ باتیں ہوں رہنمائی فرمائیں غالباً امام غزالی علیہ رحمۃ ارشاد فرماتے ہیں یا کوئی اور بزرگ کہ جب نماز پڑھو تو یہ تصور کرو کہ سامنے خانہ کعبہ ہے اور اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے ایک طرف جنت ہے ایک طرف جھنم ہے ایسی کچھ باتیں ہیں اگر کسی کے نظروں سے گزری ہوں تو ارسال فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد علاؤالدین ضیاء برکاتی غوث نگر ادھیان پور نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نہیں ہے بلکہ حضرت حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ (بعض کتابوں میں حضرت حاتم اصم نام لکھا ہے) نے اپنی نماز پڑھنے کی کیفیت بیان فرمایا ہے:

واقعہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت حاتم زاہد (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں فرمایا کہ جب نماز کا وقت قریب آتا ہے تو اچھی طرح وضو کرتا ہوں پھر مصلے پر سیدھا کھڑا ہوتا ہوں اور دل میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کعبہ معظمہ میرے چہرے کے سامنے ہے اور مقام ابرہیم میرے سینے کے آگے اللہ پاک میرے پاس ہے جو میرے ہر حال کو دیکھ رہا ہے گویا کہ میرے قدم پل صراط پر ہیں اور جنت میرے داہنی طرف اور دوزخ میرے بائیں طرف ہے اور ملک الموت میرے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں اور ہر نماز کے متعلق میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے پھر تکبیر تحریمہ کہتا ہوں پھر قرآن پاک کی تلاوت اس طرح کرتا ہوں کہ ایک ایک لفظ کے معنی پر غور کرتا ہوں عاجزی کے ساتھ رکوع کرتا ہوں اور گریہ وزاری کے ساتھ سجدہ اور امید وقبول پر التحیات پڑھتا ہوں اور سنت کے طریقہ پر سلام پھیرتا ہوں پھر جب فارغ ہوتا ہوں تو نماز کے قبول ہونے کی امید اور مردود ہونے کے خوف میں مشغول ہوتا ہوں اور فرمایا کہ میں اس طرح تیس سال سے نماز پڑھ رہا ہوں۔

(تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ نمبر 130 / 131)

رب العالمین اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی

****

سوتے ہوئے کو نماز کے لئے جگانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ کوئی شخص سو رہا ہے اسے نماز کے لیے اٹھانا کیسا ہے؟ سائل محمد توصیف چشتی دھولیہا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

کوئی سو رہا ہے یا نماز پڑھنا بھول گیا ہے تو جسے معلوم ہے اسے واجب ہے کہ سوتے کو

جگا دے اور بھولے ہوئے کو یاد دلا دے ورنہ گنہگار ہوگا۔

(بہار شریعت ح ۴ قضا نماز کا بیان)

یاد رہے کہ جگانا یا یاد دلانا اس وقت واجب ہوگا جبکہ ظن غالب ہو کہ یہ نماز پڑھے گا ورنہ واجب نہیں محارم ہو بیشک خود ہی جگا دیں مگر نامحرموں کو مثلا دیور وجیٹھ وغیرہ محارم کے ذریعہ جگائیں۔ واللہ تعالی اعلم (بحوالہ اسلامی بہنوں کی نماز)

کتبـــــہ

محمد عامل رضا المعروف ضیاء انجم قادری

****

حالت قیام میں پیر پھیلانے کی حقیقت

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کے بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ اہل حدیث جو ٹانگ پھیلا کر نماز پڑھتا ہے اس کی اصل کیا ہے اور شہادت کی انگلی اٹھانے کے مٹھی بند کرتا ہے تو کھولتا نہیں اس کی کیا حقیقت ہے ٹانگ پھیلانے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے؟ رہنمائی فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی محمد افتخار عالم قنوج یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

وھابی غیر مقلد حالت قیام میں جس ہیئت پر کھڑے ہوتے ہیں وہ بے اصل، خلاف ادب اور سکون نماز کے خلاف ہے بطور دلیل یہ اور اس کے مثل احادیث کو پیش کرتے۔

عن ابی القاسم الجدلی قال سمعت النعمان بن بشیر یقول اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الناس بوجھہ فقال اقیموا صفوفکم ثلاثا واللہ لتقیمن صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم قال فرایت الرجل یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ ورکبتہ برکبۃ صاحبہ وکعبہ بکعبہ

(ابو داؤد، ج1، ص178)

مگر یہ کسی طور پر ان کے طریقہ قیام پر دال نہیں کہ اس حدیث پاک میں تین چیزوں کے ملانے کا حکم ہے کاندھے کو کاندھے، گھٹنہ کو گھٹنہ اور ٹخنہ کو ٹخنہ سے اور وہ ان تینوں چیزوں کو نہیں ملاتے بلکہ حالت قیام میں گھٹنہ کو گھٹنہ سے ملانا ممکن نہیں اسی طرح ٹخنہ کو ٹخنہ سے ملانا بھی مشکل اور اگر پیر کو پیر سے ملا بھی دیا تو کاندھے سے کاندھا نہ مل پائے گا اور اگر پیر کو پیر اور کاندھے کو کاندھے سے بمشکل ملا بھی دیں تو نماز ادا کرنا مشکل ہو جائے گا اور نماز کے سکون میں سخت خلل واقع ہوگا۔

غیر مقلد عالم عبداللہ روپڑی اپنے مجموعہ فتاوی میں لکھتے ہیں اور بعض لوگ قدم زیادہ چوڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں جس سے کندھے نہیں ملتے وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں جیسے قدم ملانے کا حکم ہے کندھے ملانے کا بھی ذکر ہے پس قدموں میں فاصلہ اتنا ہی ہونا چاہئے جتنا کندھوں میں ہے تاکہ دونوں مل جائیں۔

(فتاوی اہل حدیث، ج2ص276)

قعدہ میں انگلی اٹھانا سنت ہے اس کے بعد انگلیوں کے بند رکھنے یا کھولنے کے سلسلہ میں احادیث میں کوئی صراحت نہیں خواہ بند رکھے یا کھول لے اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ اللہ علیہ وسلم نماز میں بیٹھتے تو تو داہنی ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھتے اور تین انگلیوں کو بند کر کے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے۔

امام محمد نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کو ہم نے اور اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے بھی اختیار فرمایا ہے۔

(موطا امام محمد، ص ۶۸، مطبع کراچی)

امام ابن ہمام فرماتے ہیں دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا ران پر رکھنا اور انگلیاں بند کرنا بیک وقت ناممکن ہے تطبیق کی صورت یہ ہے کہ پہلے ہتھیلی کو کھلا رکھے پھر اشارہ کے وقت انگلیاں بند کر لے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتح القدیر، ج ا ص ۲۷۲)

کتبـــــہ

شان محمد المصباحی القادری

****

بھیگا ہوا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا کہنا ہے بھیگا ہوا کپڑ پہن کر نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوگی اور بکر کا کہنا ہے کہ نماز ہوجائے گی فرائض وواجبات شامل نہیں ہے تو اب کس کا قول درست ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد شاہد رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

اگر کپڑا بھیگا ہے اور پتلا ہونے کی وجہ سے جسم کی رنگت جھلک رہی ہے تو زید کا قول درست ہے ورنہ اگر بھیگنے کے باوجود جسم کی رنگت جھلک نہیں رہی ہے تو بکر کا قول درست ہے۔

فتاوی فقیہ ملت میں ہے:

کپڑا بھیگنے کی وجہ سے بدن ایسا چپکا ہوا تھا کہ دیکھنے سے صرف عضو کی ہیئت معلوم ہونے لگی تھی تو اس صورت میں نماز ہوگئی اور اگر ایسا ہے کہ بدن چمکنے لگا تھا اوراعضائے سترعورت کی سرخی،سفیدی،یا سیاہی نظر آنے لگی تھی تو اس صورت میں نماز نہیں ہوئی بشرطیکہ سترعورت کا چوتھائی حصہ ظاہر ہو۔

فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ 98 میں ہے:

"الثوب الرقيق الذى يصف ماتحته لاتجوز الصلاة فيه كذافى التبيين۔والاصح ان التقديرفى العور ة الغليظة والخفيفة بالربع هكذافى الخلاصه

درمختار جلد اول صفحہ 58 میں ہے:"ساتر لا يصف ماتحته"(302)

شامی میں اس کے تحت ہے: "ان الايرى منه لون البشرة"(320)۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــه

محمد عدیل احمد قادری رضوی

****

نماز میں بھول ہونے کی وجہ کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

ایک سوال ہے کہ نماز دوران امام سے جو بھول ہوتی ہے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مقتدی کا وضو جب خراب ہوتا ہے تو امام سے بھول ہوتی ہے کیا یہ بات صحیح ہے جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: حامد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

سہو کے اسباب میں سے ایک سبب مقتدی کا صحیح طریقہ سے طاہر کا نہ ہونا ہے نمازوں میں جو امام سے بھول ہوتی ہے وہ مقتدیوں کی اچھی طرح طہارت نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں سورہ روم پڑھتے تھے اور متشابہ لگا بعد بعد نماز ارشاد فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے انھیں کی وجہ سے امام کو قراءت میں شبہہ پڑتا ہے، اس حدیث کو نسائی نے شبیب بن ابی روح سے انہوں نے ایک صحابی سے روایت کیا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ:

عن شبیب ابی روح عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ صلی صلاۃ الصبح فقراء الروم فالتبس علیہ فلما صلی قال ما بال اقوام یصلون معنا لا یحسنون الطهور فإنما یلبس علینا القرآن أولئك۔

(سنن نسائی: کتاب الافتتاح، باب القراۃ فی الصبح بالروم)

جب بغیر کامل طہارت نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی نحوست کا کیا پوچھنا۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص282: کتاب الطہارۃ)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی خادم التدریس دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ

****

کفار ومشرکین کے عبادت خانوں میں نماز کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کافر اور مشرکین کی عبادت خانوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی: محمد نور اختر

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالى

کفار ومشرکین کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے جیسا کہ رد المحتار علی در المختار میں ہے کہ: كراهة الصلاة فى معابد الكفار لأنها مأوى الشياطين يكره للمسلم الدخول فى البيعة والكنيسة و انما يكره من حيث أنه مجمع الشياطين لا من حيث أنه ليس له حق الدخول۔

(رد المحتار على در المختار ج2 ص53 : كتاب الصلاة، مطلب تكره الصلاة فى الكنيسة)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں اور ظاہر کراہت تحریم۔ بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص630: مکروہات کا بیان)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی خادم التدریس دار مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئ

۲۲ جمادی الاول ۱۴۴۱ھ

****

چمڑے کا بیلٹ لگا کر نماز پڑھنا کیسا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال چمڑے کا بیلٹ یا چمڑے کی گھڑی پہن کر نماز ہوگی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں فقط والسلام۔ سائل علاء المصطفی علیمی سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

چمڑے کا بیلٹ اور چمڑے کی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ دباغت سے پاک کیا گیا ہو جیسا کہ شرح وقایہ میں مذکور ہے:

وکل اھاب دبغ فقد طھر

یعنی ہر وہ چمڑا جسکو دباغت دے دیا گیا وہ پاک ہے۔

الا جلد الخنزیر والادمی

مگر خنزیر اور آدمی کا چمڑا۔

خنزیر نجس العین ہونے کی وجہ سے اور آدمی مکرم یعنی اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے، دباغت کا مطلب یہ ہے کہ چمڑے کی بدبو اور گندگی کو دور کر دیا جائے دوائی یا دھوپ وغیرہ کے ذریعے۔

ان الدباغۃ ھی ازالۃ النتن والرطوبآت النجسۃ من الجلد فان کانت بالادویۃ کالقرظ الخ۔

(جلد اول کتاب الطھارۃ)

ان سے بنی ہوئی اشیاء کا استعمال جائز ہے لہٰذا ان سے بنائی گئی چیز مثلاً جیکٹ،، بیلٹ، وغیرہ پہننا اور پہن کر نماز پڑھنا درست ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی

****

اگر کسی نمازی کا دوران نماز وضو ٹوٹ جائے تو نمازی کیا کرے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ اگر کسی نمازی کا دوران نماز وضو ٹوٹ جائے تو اب نمازی کیا کرے جواب عنایت فرمادیں۔ المستفتی: عاشق عطاری اجین ایم پی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــالى

اگر کسی نمازی کا دوران نماز وضو ٹوٹ جائے تو واپس جائے اور وضو کرے اور جس رکن میں وضو ٹوٹا تھا اسی رکن سے بقیہ نماز ادا کرے اور اسے بنا کہتے ہیں البتہ ازسرے نو پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ بنا کے لئے ۱۳ شرائط ہیں جن کی عام آدمی کو رعایت کرنا مشکل ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اَصَابَهُ قَيْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ، ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَهُوَ فِي ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ

یعنی نماز میں قے، نکسیر، یا مذی آجائے وہ لوٹ کر وضو کرے اور جہاں نماز کو چھوڑا تھا وہیں سے شروع کردے لیکن اس دوران کلام نہ کرے۔

(ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلوة و السنة فيها، باب ماجاء في البناء على الصلاة، 2: 87، رقم: 1221)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ایک حدیث مبارکہ میں دورانِ نماز وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں صفوں سے نکل کر جانے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَأَحْدَثَ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى أَنْفِهٖ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ۔

یعنی اگر کوئی نماز میں بے وضو ہو جائے تو وہ ناک پکڑ کر علیحدہ ہو جائے۔

(ابن ماجه، السنن، 1: 386، رقم: 1222)

درج بالا احادیث میں دورانِ نماز وضو ٹوٹ جانے کے بعد صف میں کھڑا رہنے سے منع کیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں جس حد تک ممکن ہو دوسروں کی نماز میں خلل ڈالے بغیر مقتدی صف سے باہر آئے اور بغیر کسی سے بھی کلام کیے وضو کر کے دوبارہ جماعت میں شامل ہو جائے، اگر کوئی رکعت رہ گئی ہو تو اسے مکمل کر لے۔

اور درمختار مع شامی میں ہے کہ: و اللاحق من فاتته الركعات كلها أو بعضها لكن بعد اقتدائه بعذر كغفلة و سبق حدث۔

(الدر المختار)

وفی الشامیة:

و يبدأ بقضاء مافاته بلا قراءة عكس المسبوق ثم يتابع إمامه إن أدركه ثم ماسبق به" والله تعالى اعلم

(الشامی ج2ص345زکریادیوبند)

کتبـــــه

کریم اللہ رضوی

****

تہبند(لونگی)پہن کرنماز پڑھنا کیسا ہے جبکہ انڈرویر نہ پہنا ہو؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں تہبند (لونگی) پہن کرنماز پڑھنا کیسا ہے جبکہ انڈرویر نہیں پہنتا ہے کیا انڈرویر پہنا ضروری ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد تنویر احمد قادری

وعليكم السلام ورحمةالله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

صورت مذکورہ میں تہبند (لونگی) پہن کرنماز پڑھنا بلا کراہت جائز و درست ہے جبکہ مکمل طور پر ستر پوشی ہوخواہ اس کے نیچے انڈرویر پہنا ہو یا نہ پہنا ہو انڈرویر پہننا کوئی ضروری نہیں ہاں اگرتہبند (لونگی) اتنی باریک ہوکہ جس سے ران چمکتی ہوتو ایسی لونگی پہنکر نماز پڑھنے سے نماز نہ ہوگی جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں بحوالہ بہارشریعت حصہ سوم صفحہ 42 / ہے:

"حضرت صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض لوگ باریک ساڑیاں اورتہبند باندھکر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے انکی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے سترعورت نہ ہوسکے علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ج:1/ص:98)

کتبـــــه

محمد اسرار احمد نوری

****

عشاء کی نماز کے بعد دنیاوی باتیں کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے حق اہلسنت کی بارگاہ میں مسئلہ عرض ہے کہ بعد نماز عشا کے دنیاوی باتیں کرنا کیسا ہے۔سائل محمد خالد رضا نوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

بعد نماز عشاء باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں جنکے تفصیلی احکام حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(1) علمی گفتگو کسی سے مسئلہ پوچھنا یا اسکا جواب دینا یا اسکی تحقیق وتفتیش کرنا اس قسم کی گفتگو افضل ہے

(2) جھوٹے قصے کہانی کہنا مسخرہ پن اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے

(3) موانست کی بات چیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا مہمان سے اسکے انس کے لئے کلام کرنا یہ جائز ہے اس قسم کی باتیں کرے تو آخر میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوجائے اور تسبیح و استغفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہیے۔واللہ تعالی اعلم

(ح:16 /ص:436 / بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

****

اگر کسی شخص کی شہادت کی انگلی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اگر کسی بندے کی شہادت کی انگلی نہ رہے تو نماز میں کیا کرے؟ جواب عنایت فرمائیں حوالہ کے ساتھ مہربانی ہوگی۔سائل محمد مقصود عالم حمیدی اتر دینا جپور بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مستفسرہ میں جس بندے کی شہادت کی انگلی نہ ہو یا نہ رہے تو وہ التحیات پڑھتے وقت

"اشھد ان لا الہ" پرکسی اور انگلی سے اشارہ نہ کرے بلکہ یونہی بغیر اشارہ کئے نماز پڑھے اسکی نماز بلا کراہت ہوجائے گی اس لئے کہ التحیات میں "اشھد ان لا الہ" اشارہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے کہ: " و اذا انتھی الی قولہ اشھد ان لا الہ الا اللہ یشیر بالمسبحۃ والمختار أنہ لا یشیر کذا فی الخلاصۃ و علیہ الفتوی کذا فی المضمرات ناقلا عن الکبریٰ و کثیر من المشائخ لا یرون الاشارۃ و کرھھا فی منیۃ المفتی کذا فی التبیین۔ واللہ تعالی اعلم

(ج:1/ ص:75//76/ الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ و آدابھا و کیفیتھا / بیروت)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۲۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

کن کن صورتوں میں نماز توڑ سکتے ہیں؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ کن کن صورتوں میں نماز توڑ سکتے ہیں علماء کرام رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی عبداللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

کچھ صورتوں میں نماز توڑنا جائز ہے کچھ میں مستحب اور کچھ میں واجب ہے۔

سانپ یا کوئی بھی مہلک موذی جانور کے مارنے کے لئے جبکہ ایذاء کا اندیشہ صحیح ہو یا کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑئے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے اسی طرح اپنے یا پرائے ایک درھم کے نقصان کا خوف ہو مثلا دودھ ابل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جانے کا خوف ہو یا ایک درھم کی کوئی چیز اچکا لے بھاگا تو ان صورتوں میں یا ان جیسی صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

پاخانہ پیشاب معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی کہ ماں نماز نہ ہو یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھوڑ دیا تو نماز توڑ دینا مستحب ہے بشرطیکہ وہ تو جماعت نہ فوت ہو اور پاخانہ پیشاب کی

حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا البتہ فوت وقت کا لحاظ ہوگا۔

کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو اسی نمازی کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر کنویں میں گر جائے گا ان تمام صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جبکہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔

ماں باپ دادا دادی وغیرہ اصول کے محض بلانے سے نماز قطع کرنا جائز نہیں البتہ اگر ان کا کسی بڑی مصیبت کے لئے ہو جیسے اوپر مذکور ہوا تو توڑ دے یہ حکم فرض ہے اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس کا نماز پڑھنا معلوم نہ ہو اور پکارا تو توڑ دے اور جواب دے اگرچہ معمولی طور پر بلائیں۔

(بہار شریعت حصہ ۳ ص ۶۳۷ تا ۶۳۸ (مکتبہ مدینہ دھلی)

اسی طرح نور الایضاح میں ہے:

" یجب قطع الصلوٰۃ باستغاثہ ملھوف بالمصلی لابنداء احد ابویہ (الاالضرورۃ) ویجوز قطعھا بسرقۃیساوی درھماولولغیرہ وخوف ذئب علیٰ غنم اوخوف تردی اعمیٰ فی بئر ونحوہ واذاخافت القابلۃموت الولد والافلاباس بتاخیرھاالصلوۃوتقبل علی الولد'

(صفحہ ۹۶ تا ۹۷ مجلس برکات)

توڑی گئی نماز چاہے مجبوری یا بلا مجبوری دوبارہ ادا کرنا واجب ہے چاہے فرض ہو نفل۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلی شریف یوپی

۲۱ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

باب شروط الصلوۃ

نماز کی شرطوں کا بیان

نماز پڑھتے ہوئے اگر خاص عضو نہ چھپنے پائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسلہ ذیل میں کہ زید نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا نماز پڑھی پھر اس کو بعد میں پتا چلا کے اس نے جو پینٹ پہنی ہوئی تھی اس کی چین zip کھلی ہوئی تھی اور ذکر کھلا ہوا یعنی باہر تھا اس نے دوبارہ نماز نہی پڑھی تو کیا زید کی نماز ہوئی یا نہیں تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمّد زبیر رضوی مراد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــــالی

ذکر مع اپنے پرزوں یعنی حشفہ قصبہ قلفہ کے ساتھ اعضاء عورت میں سے ایک الگ عضو ہے اگر اسکی چوتھائی کھلی تھی اور اسی حال میں تکبیر کہی تو سرے سے نماز منعقد ہی نہیں ہوئی، یا پھر درمیان نماز میں ظاہر ہوا جبکہ بلا قصد تھا اور اسی حالت میں کوئی رکن مثلا رکوع وسجود ادا کیا نماز جاتی رہی، ہاں اگر چوتھائی سے کم کھلا اگر چہ تحریمہ سے سلام تک ہو نماز صحیح ہوگئی اگر چہ بعض صورتوں میں گناہ وسوئے ادب ضرور ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۳ / باب شروط الصلاۃ رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی طرح ردالمحتار میں ہے: اعضاء عورۃ الرجل ثمانیة الاول الذکر وماحوله الخ۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتار ج۲ ص۸۲ باب شروط الصلاۃ زکریا بکڈپو)

کتبـــــہ

مشاہد رضا حشمتی رام پور کمیری

۲۶ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

حالت نماز میں گھٹنے کھلے رہ جائیں تو نماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
نماز کی حالت میں گھٹنوں سے اوپر کپڑا ہو تو کیا نماز ہو جائے گی یا نہیں ہوگی۔سائل عمران اشرفی
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی
پاجامہ گھٹنے سے اتنا اوپر ہو کہ چوتھائی ران کی مقدار کھلا رہ جائے تو نماز نہیں ہوگی اور چوتھائی سے کم ہے تو نماز ہو جائے گی۔اور اسکا ثبوت قرآن مجید وفرقان حمید سے ثابت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہوا:
"یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ"
اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت اپنی زینت لے لو۔(سورہ اعراف آیت ۳۱)
مفسرین کرام نے فرمایا کہ زینتکم سے مراد ستر عورت ہے اور ستر عورت نماز وطواف و ہر حال میں واجب ہے۔
(تفسیر صراط الجنان سورہ اعراف آیت ۳۱)
مرد وعورت کے لیے ستر عورت یہ ہیکہ مرد کے لیے ناف سے لیکر گھٹنے تک اور عورت کے لیے پورا بدن سوائے چہرہ و ہتھیلی اور تلوؤں کے علاوہ پورے بدن کو چھپانا ضروری ہے ورنہ نماز قائم ہی نہ ہوگی۔
عامہ کتب فقہ: لیکن کیا ناف و گھنٹے ستر میں شامل ہیں یا نہیں تو اس کے متعلق علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مرد کا ستر آٹھ اعضا ہیں ۱ عضو مخصوص اور ارد گرد ۲ خصیتین اور اسکے ارد گرد ۳ دُبر اور ارد گرد ۴،۵ دونو سُرین کے حصے ۶،۷ دونوں رانیں گھٹنوں سیمت ۸ ناف تا زیر ناف سیمت پشت پیٹ اور دونوں پہلوؤں کے حصے جو اس کے مقابل ومحاذی ہیں۔
(ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ،ماخوذ فیوضات رضویہ فی تشریحات ہدایہ جلد دوم ص ۱۰۸)
مذکورہ بالا علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت و وضاحت سے ثابت ہوا کہ نماز میں گھٹنے چھپانا ضروری ہے کیونکہ یہ ستر عورت میں داخل ہے،نماز میں چوتھائی ران کھلے رہنے سے نماز شروع ہی نہیں ہوگی کیونکہ ستر عورت شرائط نماز میں سے اور بغیر شرط کے مشروط کا پایا جانا محال ہے۔واللہ تعالی اعلم
کتبہ: جابر القادری رضوی مسجد نور رجا چھور اڑیسہ مصدق: محمد فیضان المصطفی امجدیہ گھوسی مئو
۱۵ ستمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

اگر قبلہ متشبہ ہو تو تحری کرنا واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
اگر قبلہ مشتبہ ہو جائے تو تحری کرنا کیا واجب ہے؟ سائل مزمل گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

جہالت کے وقت یعنی جب قبلہ معلوم نہ ہو تو تحری کرنا واجب ہے، تحری کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتادے نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں نہ چاند سورج ستارے نکلے ہوں یا ہو لیکن اسکو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے تو ایسے کے لئے حکم ہے کہ تحری کرے یعنی سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی منہ کرے اسکے حق میں وہی قبلہ ہے اور اگر ایسا شخص بغیر تحری کئے اگر نماز پڑھ لے تو اگرچہ قبلہ ہی کی طرف منہ ہو نماز نہ ہوگی، مزید تفصیل کے لئے بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۲۷ مطالعہ کریں۔

اور ایسا ہی شرح وقایہ جلد اول باب شروط الصلوٰۃ صفحہ ۱۶۱ پر ہے:

وعدم من يسأله تحرى ولم يعد ان اخطأ وان علم به مصليا او تحول رائه الى جهة اخرى وهو فى الصلوة استدار اى ان علم بالخطاء فى الصلوة او تحول غلبة ظنه الى جهة اخرى وهو فى الصلوة استدار وان شرع بلا تحر لم يجز وان اصاب لان قبلته جهة تحريه ولم توجد۔

یعنی اگر جہت قبلہ معلوم نہ ہو اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس سے قبلہ کے متعلق دریافت کر سکے تو تحری یعنی غور وفکر کرے تحری میں غلطی ہو تو نماز کا اعادہ نہ کرے اور اگر حالت نماز ہی میں غلطی سے مطلع ہوا یا اسکا غلبہ ظن دوسری طرف بدل گیا حالانکہ وہ نماز میں ہے پھر بھی اسی طرف گھوم جائے اور اگر بلا تحری نماز شروع کی تو جائز نہیں ہے اگرچہ ٹھیک قبلہ ہی کے طرف پڑھی ہے کیونکہ اسکا قبلہ تحری کی جانب ہے اور وہ نہیں پائی گئی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی
۶ نومبر بروز منگل ۲۰۱۸

****

نابالغ نے اول وقت میں نماز پڑھی آخروقت میں بالغ ہوا نماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ نے وقت میں نماز پڑھی تھی پر اب آخری وقت میں بالغ ہوگیا تو اب وہ نماز کا کیا حکم ہے جواب حوالہ جات سے مزین فرمانے کی کوشش کریں۔سائل محمد شفیع رضا قادری پورنیہ

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــــالى

صورت مسؤلہ میں نماز کا اعادہ کرے جیسا کہ علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے:

وَصَبِيٍّ بَلَغَ، وَمُرْتَدٍّ أَسْلَمَ وَإِنْ صَلَّيَا فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، ۱/۳۵۷)

فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

الْوُجُوبُ يَتَعَلَّقُ عِنْدَنَا بِآخِرِ الْوَقْتِ بِمِقْدَارِ التَّحْرِيمَةِ حَتَّى أَنَّ الْكَافِرَ إذَا أَسْلَمَ وَالصَّبِيَّ إذَا بَلَغَ إذَا أَفَاقَ وَالْحَائِضَ إذَا طَهُرَتْ إنْ بَقِيَ مِقْدَارُ التَّحْرِيمَةِ يَجِبُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ عِنْدَنَا. كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ"

(الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، ج۱، ص۵۱۔دار الفكر)

اور حضور صدر الشریعہ و بدر الطریقہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں:

نابالغ نے وقت میں نماز پڑھی تھی اور اب آخروقت میں بالغ ہوا، تو اس پر فرض ہے کہ اب پھر پڑھے یوہیں اگر معاذ اللہ کوئی مرتد ہوگیا پھر آخر وقت میں اسلام لایا اس پر اس وقت کی نماز فرض ہے، اگرچہ اوّل وقت میں قبل ارتداد نماز پڑھ چکا ہو۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۰، فاروقیہ بکڈپو دہلی)

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی

****

اوقات مقررہ پر نماز ادا نہ کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہے علمائے کرامت ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید فجر کی نماز صبح 9 بجے پڑھتا ہے اور زید کا کہنا ہے میرے پیر صاحب نے مجھے ایک وظیفہ دیا ہے اور میرے پیر صاحب نے کہاں کہ فجر کی نماز صبح 9 بجے پڑھنا تو کیا زید کی نماز صحیح ہوتی یا نہیں ایسی صورت میں زید کے لیے کیا حکم ہے اور پیر صاحب کے لیے کیا حکم ہے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمادیں مہربانی ہوگی۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

زید کا یہ عمل عند الشرع ناجائز وگناہ بلکہ زید فاسق وسخت گنہگار ہوا کہ نماز کو قضا کر کے ادا کرتا رہا بیشک نماز کو اپنے وقتوں پر ادا کرنا نص قطعی سے ثابت ہے۔ارشاد باری تعالی ہوا:

"ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا"

اور فجر کا آخری وقت سورج نکلنے سے قبل ہے اور اس کا بھی ثبوت نص قطعی سے ثابت ہے۔

"سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ"

سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو۔

(سورہ،ق،آیت،۳۹)

مذکورہ آیت مبارکہ میں قبل طلوع الشمس سے مراد فجر کا آخیری وقت ہے جیسا کہ جلالین شریف اِس آیت کے تحت ہے۔

" قبل طلوع الشمس ای صلوٰۃ الصبح و قبل الغروب الشمس ای صلوٰۃ الظہر و العصر"

(جلالین شریف،سورۃ،ق،تحت آیت ۳۹)

مذکورہ آیت کی تفسیر سے ی واضح ہوتا ہیکہ فجر کا آخری وقت سورج نکلنے سے پہلے ہے بعد طلوع شمس فجر کی نماز ادا کرنا گویا جان بوجھ کر قضا کر کے پڑھنا اور جان بوجھ کر قضا کرنے پر سخت وعید قرآن

میں موجود ہے

"فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ"

لھذا زید کے پیر صاحب کا خلاف شرع حکم دینا اور زید کا اس پر عمل کرنا دونوں مستحق عذاب ہے دونوں پر توبہ واجب ہے اور زید پر فرض ہیکہ وہ اپنی نمازوں کو اپنے وقتوں پر ادا کرے اور ایسے پیر سے مرید بھی نہ ہو جو راہ راست سے گمراہی کے دہانے پر کھڑا کر دے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد عمر علی قادری

****

مرد عورت کو چوڑی دار پاجامہ پہننا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مرد و عورت کو چوڑی دار پاجامہ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ سائل محمد عثمان علی آسنسول بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

چوڑی دار پاجامہ مرد عورت دونوں کے لیے منع ہے کیونکہ اس میں جسم کی ہیت ظاہر ہوتی ہے اس کپڑے سے پڑھی گئی نماز ہو جائے گی۔

جیسا صاحب رد المحتار علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: " (قَوْلُهُ لَا يَصِفُ مَا تَحْتَهُ) بِأَنْ لَا يُرَى مِنْهُ لَوْنُ الْبَشَرَةِ احْتِرَازًا عَنْ الرَّقِيقِ وَنَحْوِ الزُّجَاجِ (قَوْلُهُ وَلَا يَضُرُّ الْتِصَاقُهُ) أَيْ بِالْأَلْيَةِ مَثَلًا. وَقَوْلُهُ وَتَشَكُّلُهُ مِنْ عَطْفِ الْمُسَبَّبِ عَلَى السَّبَبِ. وَعِبَارَةُ شَرْحِ الْمُنْيَةِ: أَمَّا لَوْ كَانَ غَلِيظًا لَا يُرَى مِنْهُ لَوْنُ الْبَشَرَةِ إلَّا أَنَّهُ الْتَصَقَ بِالْعُضْوِ وَتَشَكَّلَ بِشَكْلِهِ فَصَارَ شَكْلُ الْعُضْوِ مَرْئِيًّا فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَمْنَعَ جَوَازَ الصَّلَاةِ لِحُصُولِ السَّتْرِ. اھ

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب فی النظر إلی وجه الأمرد ج۱ ص۴۱۰ دار الفكر بيروت)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دبیز کپڑا، جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے

بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں ۔ اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجہ اَولیٰ ممانعت ۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں اس مسئلہ سے سبق لیں ۔
(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۴۸۱ ۔ مکتبۃ المدینہ)

جیسا کہ مجدد اعظم اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تنگ پائچے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے ۔ کہ یہ سب وضع فساق ہے ۔ اور ستر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے ۔ یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ نساء کاسیات عاریات ہوں گی کپڑے پہنے ننگیاں، اس کی وجوہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چست کرتیاں ۔

جیسا کہ صاحب ردالمحتار علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فِي الذَّخِيرَةِ وَغَيْرِهَا وَإِنْ كَانَ عَلَى الْمَرْأَةِ ثِيَابٌ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَأَمَّلَ جَسَدَهَا وَهَذَا إذَا لَمْ تَكُنْ ثِيَابُهَا مُلْتَزِقَةً بِهَا بِحَيْثُ تَصِفُ مَا تَحْتَهَا، وَلَمْ يَكُنْ رَقِيقًا بِحَيْثُ يَصِفُ مَا تَحْتَهُ، فَإِنْ كَانَتْ بِخِلَافِ ذَلِكَ فَيَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَغُضَّ بَصَرَهُ اه" وَفِي التَّبْيِينِ قَالُوا: وَلَا بَأْسَ بِالتَّأَمُّلِ فِي جَسَدِهَا وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ مَا لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ يُبَيِّنُ حَجْمَهَا، فَلَا يَنْظُرُ إلَيْهِ حِينَئِذٍ لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْ تَأَمَّلَ خَلْفَ امْرَأَةٍ وَرَأَى ثِيَابَهَا حَتَّى تَبَيَّنَ لَهُ حَجْمُ عِظَامِهَا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ« وَلِأَنَّهُ مَتَى لَمْ يَصِفْ ثِيَابُهَا مَا تَحْتَهَا مِنْ جَسَدِهَا يَكُونُ نَاظِرًا إلَى ثِيَابِهَا وَقَامَتِهَا دُونَ أَعْضَائِهَا ۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس، ج۶ ص۳۶۶ دار الفکر بیروت، فتاوی رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۔ ۱۶۲ جدید رضا فاؤنڈیشن لاھور)

کتبہ
محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار

****

تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنے کی حکمت کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ہذا میں کہ تشہّد کی حالت میں انگلی کیوں اٹھاتے ہیں؟ کس بنا پر؟ اس سے کیا فوائد ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں. بہت مہربانی ہوگی۔

سائل: جلال الدین

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجـــــواب بعـــــون الملـــــك الوهـــــاب

جواب اول:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھار دار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے۔ (مومن کی نماز صفحہ ۸۲) واللہ تعالی اعلم

محمد مشرف اعظم

جواب ثانی:

صورتِ سوال میں جواباً عرض ہے کہ حدیث شریف میں ہے جس کو ابو داود ونسائی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے (تشہد میں کلمہ شہادت پر پہونچتے) تو انگلی سے اشارہ کرتے اور حرکت نہ دیتے۔

(سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب الاشارۃ فی التشھد)

نیز ترمذی ونسائی وبیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ ایک شخص کو دو انگلیوں سے اشارہ کرتے دیکھا: فرمایا توحید کر۔ توحید کر (ایک انگلی سے اشارہ کر)

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی ثابت ہے اس لئے ایسا کیا جاتا ہے واللہ تعالی اعلم

محمد فداء المصطفیٰ صمدی انفاسی

جواب ثالث:
حلِّ جواب کیلئے فقیرِ برکاتی سید شمس الحق برکاتی عرض گزار ہے کہ نماز نام ہے قول وفعل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مجموعے پر عمل کا پس جو اعمال و افعال حضور نبی کریم علیہ السلام سے ثابت ہیں اور جنکے بجالانے کا حکم آپ نے دیا ہے انکے بارے میں کیوں اور کیا کی گنجائش نہیں رہتی۔
البتہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعطائے الٰہی حکیم ہیں اور حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے کچھ حکمتیں پیشرو مفتیانِ عظام نے بحوالہ حدیث پیش کر دیں۔
اب کچھ وہ باریکیاں جنہیں اصولِ عقائد و اعمال میں بجالانا ضروری ہوتا ہے انکی طرف توجہ مبذول کرانا لازمی ہے۔
جنہیں فقیر کے دورانِ درسِ حدیث اپنے مربّی امیر المومنین فی الحدیث حضور محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ مدظلہ العالی سے سماعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔
اصل اول:- نماز کی فرضیت کیلئے مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا شرط ہے۔
اصل دوم:- نماز کی ابتداء یعنی تکبیرِ تحریمہ سے سلام پھیرنے تک اسلام کا برقرار رہنا۔
اصل سوم شہادت میں ظاہر و باطن کا ایک ہونا۔
اصل چہارم تصدیق قلبی میں نفی و اثبات کا زائل نہ ہونا بلکہ ثابت ہونا۔
پس ان اصولوں کی بجا آوری نماز کے ہر حصے میں لازم ہے۔
جب تشہد نمازی شروع کریگا تو اشھدان لا الہ الاّ اللہ،، میں نفی اور اثبات کی گواہی دیگا، یعنی ”اشھدان لا الہ،، سے معبودانِ باطل کی نفی کر کے ان سے کفر کریگا جو ”فمن یکفر بالطاغوت،، کا حاصل ہے اور ”الاّ اللہ،، سے معبودِ حقیقی اللہ کی الوہیت و وحدانیت کے اثبات کی گواہی دیگا جو یؤمن باللہ،، کا حاصل ہے- اور یہ کفر بالطاغوت کفرِ ثابت ہے جبکہ ایمان باللہ ایمانِ ثابت ہے۔
کما قالَ اللہ تعالیٰ "فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن باللہ فقد استمسك بالعروۃ الوثقٰی لانفصام لھا واللہ سمیع علیم،، (پارہ ۳ سورہ البقرہ)
اور چونکہ جب اشھدان لا الہ کہے گا تو جنس الہ کی نفی کی شہادت ہورہی ہوگی جو دل کے اعتقاد کے خلاف ہوگا تو اتنی دیر تک بھی سچے خدا کا انکار نہ لازم آئے ورنہ شہادت جھوٹی ہوجائے گی اور ایمان جاتا رہے گا اور ایمان جاتے ہی نماز بھی ختم ہوجاتی اس لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دل میں

خدائے واحد کی پہلے سے موجود تصدیق کا اشارہ انگلی سے فرمایا جسے" الاّ،، کے بعد کے اسمِ جلالت" اللہ،، نے تازہ کردیا اور شہادت اپنے اصل کے خلاف نہیں ہوئی اور نہ نماز کے کسی حصے میں اسلام و ایمان سے رشتہ ٹوٹا۔

پس یہ اشارہ ایمان و نماز دونوں کی حفاظت کیلئے ہے جبھی تو شیطان کیلئے سخت تر ہے کیونکہ شیطان ایمان و نماز دونوں کا دشمن اور لٹیرا ہے مگر اس اشارے سے وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوجاتا ہے اس کے علاوہ بھی بہت سی تفصیلات ہیں جنکا یہاں موقع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
سید شمس الحق برکاتی مصباحی
۱۳ فروری بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

باریک کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایسا باریک کپڑا جس سے بدن ہلکا سا ظاہر ہوتا ہو تو نماز ہوجائے گی؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب

مرد کو ناف سے گھٹنے تک چھپانا فرض ہے۔

لہٰذا اتنی باریک دھوتی یا لنگی پہن کر نماز پڑھی کہ جس سے بدن کی رنگت چمکتی ہے تو نماز بالکل نہیں ہوئی۔ اور بعض لوگ جو دھوتی اور لنگی کے نیچے جانگھیا پہنتے ہیں تو اس سے ران کا کچھ حصہ تو چھپ جاتا ہے مگر پورا گھٹنا اور ران کا کچھ حصہ باریک دھوتی اور لنگی کے نیچے سے جھلکتا ہے تو اس صورت میں بھی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ گھٹنے کا چھپانا بھی فرض ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "الرکبۃ من العورۃ" اھ

یعنی گھٹنا عورت سے ہے۔ اور ارشاد نبوی ہے کہ" ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے" اھ

(سنن دارقطنی ج 1 ص 316، رقم حدیث 876: کتاب الصلاۃ)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ " العورۃ للرجل من تحت السرۃ حتی تجاوز رکبتیہ فسرتہ لیست بعورۃ عند علمائنا الثلاثۃ و رکبتہ عورۃ عند علمائنا جمیعا ھٰکذا فی المحیط " اھ (فتاوی عالمگیری ج 1 ص 54: مطبوعہ مصر)

اور پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر چند سطروں کے بعد ہے کہ " الثوب الرقیق الذی یصف ما تحتہ لا تجوز الصلاۃ فیہ کذا فی التبیین " اھ (ایضا)

اور اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر عورتوں کی نماز نہیں ہوگی کہ جس سے بال کا رنگ جھلکے اس لئے کہ عورتوں کو بال کا چھپانا بھی فرض ہے بلکہ مونھ، ہتھیلی اور پاؤں کے تلوؤں کے علاوہ پورے بدن کا چھپانا ضروری ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ " بدن الحرۃ عورۃ الا وجھھا و کفیھا وقدمیھا کذا فی المتون . و شعر المرأۃ ما علی راسھا عورۃ و اما المسترسل ففیہ روایتان الاصح انہ عورۃ کذا فی الخلاصۃ و ھو الصحیح و بہ اخذ فقیہ ابو اللیث و علیہ الفتویٰ کذا فی معراج الدرایۃ " اھ (فتاوی عالمگیری ج 1 ص 54: مطبوعہ مصر)

اور بہار شریعت میں ہے کہ " اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لئے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی، تو نہ ہوئی - یوہیں اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا، جس سے ستر عورت نہ ہوسکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ اتنا باریک دوپٹہ جس سے بال کی سیاہی چمکے عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی نہ ہوگی جب تک کہ اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے " اھ (بہار شریعت ج 1 ص 480 / 481: نماز کی شرطوں کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

باب اوقات الصلوۃ

(نماز کے وقتوں کا بیان)

وتر کا وقت کب سے کب تک ہے؟

السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ وتر کی نماز کا وقت کب سے کب تک ہے اس کا کوئی وقت ہے یا نہیں ہے جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد رضاء الحق اتر دیناجپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جو وقت عشاء کا ہے وہی وتر کا وقت ہے شفق کی سپیدی غروب ہونے کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک عشاء کا وقت رہتا ہے، عالمگیری میں ہے:

" و وقت العشاء والوتر من غروب الشفق الی الصبح کذا فی الکافی،

(ج ۱ ص ۵۱،)

غنیۃ المستملی میں ہے:

" و اول وقت صلوۃ العشاء اذا غابت الشفق علی القولین لما مر و اٰخرہ مالم یطلع الفجر و وقت الوتر ما ھو وقت العشاء، ملخصا

(ص ۲۰۱)

(و ھکذا فی البحر الرائق المجلد الاول ۴۲۷ و البدائع الصنائع الجزء الاول ۱۸۶ و مراقی الفلاح الجزو الاول ۲۴۹ و فتح باب العنایہ الجزء الاول ۱۸۷ و الدر المختار الجزء الاول ۲۶۶ و الاختیار لتعلیل المختار الجزء الاول ۷۵،)

بہار شریعت میں ہے، وقت عشاء و وتر، غروب سپیدی مذکور سے طلوع فجر تک ہے اس جنوباً شمالاً پھیلی ہوئی سپیدی شرقاً غرباً طویل باقی رہتی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں وہ جانب شرق میں صبح کاذب کی مثل ہے۔ (ج ۱ ص ۴۵۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
محمد مشیر اسد صاحب

****

نماز اشراق کا وقت کب سے کب تک ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ نماز اشراق کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے علماء کرام جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی؟ المستفتی محمد عالمگیر رضا

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالى

نماز اشراق کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

من صلى الفجر في الجماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين كانت له فاجر حجه وعمرة" اھ

یعنی جو شخص صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعت نماز ادا کی اس کے لئے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ہے" اھ (ترمذی شریف ج 1 ص 130)

اور قانون شریعت میں ہے کہ نماز اشراق سنت ہے فجر پڑھ کر درود شریف وغیرہ پڑھتا رہے جب سورج ذرا اونچا ہو جائے یعنی کم از کم نکلنے کے بعد بیس منٹ گزر جائے تو رکعت پڑھے۔

(قانون شریعت جدید تخریج ص 226)

اور اس نماز کا آخری وقت زوال تک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

باب واجبات الصلٰوۃ

(واجبات نماز کا بیان)

فرض کی چاروں رکعت میں سورہ ملانا واجب نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

حضور کیا فرض کی چاروں رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔ المستفتی احترام الحق چندوک جونپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

جی ہاں فرض کی چاروں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں صرف پہلی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا اور سورہ ملانا واجب ہے، اور فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں بلکہ افضل ہے جیسا کہ بہار شریعت میں درمختار کے حوالے سے ہے:

نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں افضل سورۂ فاتحہ پڑھنا ہے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور بقدر تین تسبیح کے خاموش کھڑا رہا، تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر سکوت نہ چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ سوم واجبات نماز مسئلہ ۱۱۱)

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری

****

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید چار رکعت

والی نماز اکیلے پڑھ رہا ہے تو کیا چارو رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورت ملائے گا کی صرف دو ہی رکعت میں ملائے گا دونوں ہی بتادیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد تبریز عالم جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔

(بہار شریعت)

وتر سنت اور نفل نماز کی ہر رکعت میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔

(بہار شریعت،مومن کی نماز صفحہ 58)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں چار رکعت فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورت بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے اور ایک میں بھول گیا ہے تو تیسری یا چوتھی میں پڑھے اور مغرب کی پہلی دونوں میں بھول گیا تو تیسری میں پڑھے اور ایک رکعت کی قراءت سورت جاتی رہی اور ان سب صورتوں میں فاتحہ کے ساتھ پڑھے جہری نماز ہو تو فاتحہ وسورت جہرا پڑھے ورنہ آہستہ اور سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرے اور قصدا چھوڑی تو اعادہ کرے سورت ملانا بھول گیا رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورت ملائے پھر رکوع کرے اور آخیر میں سجدۂ سہو کرے اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا تو نماز نہ ہوئی فرض کی پہلی رکعتوں میں فاتحہ بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں اس کی قضا نہیں اور رکوع سے پیشتر یاد آیا تو فاتحہ پڑھ کر پھر سورت پڑھے یوہیں اگر رکوع میں یاد آیا تو قیام کی طرف عود کرے اور فاتحہ وسورت پڑھے پھر رکوع کرے اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا نماز نہ ہوگی۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ 3 صفحہ 98)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد ریحان رضا

****

سنت کے چاروں رکعت میں سورت ملانا کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
حضور سنت کی نماز میں چاروں رکعت میں سورہ ملانا فرض ہے یا واجب یا سنت حوالہ کے ساتھ
جواب عطا فرمائیں۔سائل: حسر الدین کراکت

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

سنت نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے جیسا کہ نور الایضاح میں ہے کہ:

قرأة الفاتحة و ضم سورة أو ثلاث آيات فى ركعتين غير متعينتين من الفرض وفى جميع ركعات الوتر والنفل۔

(نور الايضاح ص 63 : فصل فى واجب الصلوة)

اور ھدایہ میں ہے کہ:

والقراة واجبة فى جميع ركعات النفل وفى جميع الوتر۔

(هدايه ج 1 ص 68: كتاب الصلاة، الفصل فى القراة)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

و تجب قراءة الفاتحة و ضم السورة أو ما يقوم مقامها من ثلاث أيات قصار او اية طويلة فى الاولين بعد الفاتحة و فى جميع ركعات النفل و الوتر هكذا فى البحر الرائق۔

(فتاوى عالمگيرى ج 1 ص 78 : كتاب الصلاة، الفصل الثانى فى واجبات الصلاة)

اور بہار شریعت میں ہے کہ الحمد للہ اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل ووتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔

(بہار شریعت ج 1 ص 517: واجبات نماز کا بیان)

ہوسکتا ہے کہ آپ ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ تمام حوالات میں نفل کا ذکر ہے اور میں نے سنتوں

کے بارے پوچھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفل کا اطلاق سنتوں پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے فقہ کی کتابوں میں دیکھا ہوگا کہ ہیڈنگ باب النوافل ہوتی ہے لیکن اس میں سنتوں کا بھی بیان ہوتا ہے۔

جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ: قد يطلق النفل على ما يشمل السنن الرواتب، و منه قولهم باب الوتر و النوافل۔

(ردالمحتار ج1 ص230: كتاب الطهارة، مطلب: في السنة و تعريفها)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہے لہٰذا نفل کے جتنے احکام بیان ہوں گے وہ سنتوں کو بھی شامل ہوں گے، البتہ اگر سنتوں کے لیے کوئی خاص بات ہوگی تو اس مطلق حکم سے اس کو الگ کیا جائے گا جہاں استثنا نہ ہو، اسی مطلق حکم نفل میں شامل سمجھیں۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص663: سنن ونوافل کا بیان)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی صاجوگیشوری ممبئی

****

کس صورت میں امام کو عشاء کی آخری دو رکعتوں میں سورت ملانے کا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ عشاء کی فرض نماز میں آخری دو رکعتوں میں کیا امام کو کسی صورت میں یہ حکم ہے کہ قرأت کر سکتا ہے۔ المستفتی۔ ارحان رضا

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالى

اگر عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا تو آخری دو رکعتوں میں سورت ملانا واجب ہے جیسا کہ فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں اگر عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا ہو تو اس صورت میں عشاء کی آخری دو رکعتوں میں بھی امام کو سورۂ فاتحہ اور

سورت بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

ولو ترك سورة اولیی العشاء مثلا ولو عمدا (قراھا وجوبا) قیل ندبا مع الفاتحة جھرا فی الاخریین

(ردالمختار، ج۱،ص۵۳۶)

بہار شریعت حصہ سوم ص ۷۳ میں ہے:

چار رکعتی فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورت بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے اور ایک میں بھول گیا ہے تو تیسری یا چوتھی میں پڑھے اور مغرب کی پہلی دونوں میں بھول گیا تو تیسری میں پڑھے اور ایک رکعت کی قراءت سورت جاتی رہی - اور ان سب صورتوں میں فاتحہ کے ساتھ پڑھے جہری نماز ہو تو فاتحہ اور سورت جہرا پڑھے ورنہ آہستہ اور سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرے اور قصدا چھوڑی تو اعادہ کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار

****

اگر کسی نے فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو کیا نماز ہو جائے گی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ اگر کسی نے فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو کیا نماز ہو جائے گی جبکہ سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد نعیم رضا ستار گنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

نماز ہو جائے گی اس لئے کہ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہاں اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں اور نفل و وتر کی کسی بھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو بغیر سجدۂ سہو کے نماز مکمل نہ ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر

فرماتے ہیں کہ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی کسی رکعت میں سورۃ الحمد کی ایک آیت بھی رہ گئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

اور پھر اسی میں فرماتے ہیں کہ فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورت ملائی تو سجدۂ سہو نہیں اور قصدا ملائی جب بھی حرج نہیں مگر امام کو نہ چاہئے یوں ہی اگر پچھلی میں الحمد نہ پڑھی جب بھی سجدۂ سہو نہیں۔ (ح:4/ص:710/711/سجدۂ سہو کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:

وان ترکھا فی الاخریین لا یجب ان کان فی الفرض وان کان فی النفل أو الوتر وجب علیه کذا فی البحر الرائق۔

(ج:1/ص:126/الباب الثانی عشر فی سجود السھو/بیروت)

فرض کی تیسری و چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا مسنون ہے اگر فاتحہ کی جگہ تین بار سبحان اللہ پڑھا یا کچھ بھی نہیں پڑھا بلکہ بقدر تین تسبیح کے خاموش رہا تب بھی نماز میں کوئی کراہت نہیں لیکن سکوت نہ چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

اسرار احمد نوری بریلوی

****

رکوع سے کھڑا ہونا کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کی بارگاہ میں عرض ہے کہ رکوع سے کھڑا ہونا کیا ہے سنت یا مستحب ہے کیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی: محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے جیسا کہ حاشیہ طحطاوی واجبات نماز میں ہے

"والرفع من الرکوع الامر به فی حدیث المسمی صلاته وللمواظبة علی

ذلك كله۔ واليه ذهب المحقق الكمال بن الهمام وتلميذه ابن امير حاج وقال انه الصواب۔" (حاشیہ طحطاوی ج 1 ص 250)

بہار شریعت واجبات نماز میں ہے یوہیں قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔

(بہار شریعت حصہ 3 ص 522)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی

****

حالت نماز میں سہوا الحمد شریف کا کوئی لفظ یا آیت چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں سوال ہیکہ فرض کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت ایک آیت چھوٹ گئی غلطی سے اور مجھے دھیان نہیں تھا نماز پوری ہونے کے بعد کسی نے کہا آپ کی ایک آیت چھوٹ گئی تو اس صورت میں کیا کریں نماز کو پھر سے دہرائیں یا نماز ہو جائے گی؟ سائل محمد رضاء الحق اتر دیناجپور

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر امام کو یہ یقین ہے کہ سورۂ فاتحہ مکمل پڑھی ہے تو نماز ہوگئی دہرانے کی ضرورت نہیں لیکن اگر مقتدی کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ میں سے کچھ چھوٹ گیا ہے اور امام کو شک ہے تو نماز دوبارہ ادا کریں کہ سورۂ فاتحہ پوری پڑھنا واجب ہے ہاں اگر سہوا کچھ چھوٹ جائے اور اس کا علم حالت نماز میں ہو جائے تو سجدۂ سہو کر لے نے سے نماز ہو جاتی لیکن اب چونکہ سلام پھیر نے کے بعد لوگوں کے بتانے پر علم ہوا تو اب نماز پر بنا بھی نہیں کر سکتا لہذا دوبارہ پڑھیں۔

مومن کی نماز صفحہ 63 پر درمختار و بہار شریعت کے حوالہ سے ہے کہ الحمد پڑھنا یعنی اس کی ساتوں آیتیں کہ ہر ایک آیت مستقل واجب ہے ان میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترک واجب ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(ح ۳ ص ۵۲۱)

کتبـــــہ

محمد اختر رضا قادری

****

کیا دونوں جانب سلام پھیرنا واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل میں کہ اگر کسی نے نماز میں ایک سلام پھیرا اور دوسرا سلام پھیرنے سے پہلے ہی اسکا وضو جاتا رہا تو اب شریعت کا کیا حکم ہوگا۔ سائل عبد الرحیم یاول

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

دو بار لفظ السلام واجب ہے داہنی جانب اور بائیں جانب کمافی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح:

یجب (لفظ السلام) مرتین فی الیمین و الیسار للمواظبۃ الخ

(ص۲۵۱ مکتبۃ الفیصل)

ھکذا فی بہار الشریعۃ:

حصہ سوم واجبات نماز اور ترک واجب پر اعادہ واجب اس لیے نماز کا اعادہ کرے۔

(کذا فی المرجع السابق)

نوٹ: یہاں ترک واجب کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہوسکتی اس لئے کہ وضو جو نماز کے لیے شرط ہے وہ نہ رہا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی

****

چار رکعت والی نماز میں قعدۂ اولیٰ چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال حضرت اگر فرض چار رکعت نماز میں قعدۂ اولیٰ چھوڑ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے تو کیا حکم ہے؟ سائل: محمد گلریز بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــــالی

اگر دوسری رکعت میں نمازی قعدۂ اولیٰ کئے بغیر بھول کر اٹھنے لگا مگر ابھی گھٹنے زمین سے نہ اٹھائے تھے کہ یاد آگیا اور واپس بیٹھ گیا تو سجدۂ سہو لازم نہیں ہوا۔ اگر اس کے گھٹنے زمین سے اٹھ گئے تھے مگر قعدہ (بیٹھنے) کے قریب تھا یاد آنے پر لوٹ آیا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں، اگر قیام کے قریب تھا تو قعدہ کی طرف واپس نہ لوٹے بلکہ قیام مکمل کرے اور قعدۂ اخیرہ میں سجدۂ سہو کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، فَإِنِ اسْتَوَى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ، وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ۔

یعنی اگر امام دو رکعت کے بعد کھڑا ہو جائے تو سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے اگر یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ بیٹھے بلکہ سہو کے دو سجدے کر لے۔

(سنن أبو داود: کتاب الصلاۃ، باب من نسی أن یتشھد وھو جالس، ج 1 ص 272، رقم: 1036، دار الفکر بیروت)

اور صاحب ھدایہ فرماتے ہیں کہ: وَمَنْ سَهَا عَنِ الْقَعْدَةِ الْأُولَى ثُمَّ تَذَكَّرَ وَهُوَ إِلَى حَالَةِ الْقُعُودِ أَقْرَبُ عَادَ وَقَعَدَ وَتَشَهَّدَ لِأَنَّ مَا يَقْرُبُ مِنَ الشَّيْءِ يَأْخُذُ حُكْمَهُ، ثُمَّ قِيلَ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ لِلتَّأْخِيرِ. وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يَسْجُدُ كَمَا إِذَا لَمْ يَقُمْ وَلَوْ كَانَ إِلَى الْقِيَامِ أَقْرَبَ لَمْ يَعُدْ لِأَنَّهُ كَالْقَائِمِ مَعْنًى، وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ لِأَنَّهُ تَرَكَ الْوَاجِبَ

یعنی اور جو شخص قعدۂ اولیٰ بھول گیا پھر اسے اس حال میں یاد آیا کہ وہ حالت قعود سے زیادہ قریب ہے تو وہ شخص لوٹ جائے اور قعدہ کر کے تشہد پڑھ لے، اس لیے کہ جو چیز کسی چیز سے قریب ہوتی ہے وہ اس شئے کا حکم لے لیتی ہے، پھر ایک قول یہ ہے کہ تاخیر کی وجہ سے وہ شخص سجدۂ سہو کرے اور اصح قول یہ ہے کہ وہ سجدۂ سہو نہ کرے، جیسے اس صورت میں جب وہ کھڑا نہ ہو۔ اور اگر قیام سے زیادہ قریب ہو تو واپس نہ لوٹے، اس لیے کہ وہ شخص معناً قائم کی طرح ہے اور سجدۂ سہو کرے، اس لیے کہ اس نے واجب کو ترک کر دیا ہے۔

(الھدایۃ شرح البدایۃ ج 1 ص 75: المکتبۃ الاسلامیۃ)

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ نمازی جس رکن کے قریب ہو اس میں داخل ہو جائے مگر واجب کو ترک کرنے یا فرض میں تاخیر ہونے کی وجہ سے آخر پر سجدۂ سہو کرلے۔ اور کسی نے گھٹنے زمین سے الگ ہونے کے بعد عدول کر کے قعدۂ اولیٰ کیا تو اس پر سجدۂ سہو لازم تھا، اگر نہیں کیا گیا تو نماز لوٹائی جائے گی۔ اگر گھٹنے زمین سے الگ ہونے سے پہلے یاد آنے پر فوراً بیٹھ گئے تھے تو نماز بلا سجدۂ سہو درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی

****

باب صفة الصلوٰة

(طریقۂ نماز کا بیان)

حالتِ قیام میں دونوں پنجوں کے درمیان کا فاصلہ مستحب ہے یا سنت؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ دونوں پنجوں کے درمیان، قیام میں چار اُنگل کا فاصلہ ہونا۔ سنت ہے یا مستحب ہے صاحب بہار نے مستحبات میں شمار کیا ہے اور صاحب مومن کی نماز نے سنت میں شمار کیا ہے بحوالہ فتاویٰ رضویہ اب پوچھنا یہ ہے کہ اس کو ہم مستحبات میں شمار کریں یا سنت میں برائے مہربانی پوسٹ کی شکل میں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد شفیع رضا قادری پورنوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ایک سنت موکدہ ہے اور ایک غیر موکدہ کما لا یخفی جس کو سنت زوائد بھی کہتے ہیں اس سنت کو بسا اوقات مستحب سے تعبیر کرلیا کرتے ہیں جیسے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ القدسی علیہ الرحمتہ ولیمہ کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ ولیمہ کرنا سنت مستحبہ ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف ج 5 رضا اکیڈمی ممبئی)

تو اب وہاں جو مستحب کہا گیا ہے اس سے مراد سنت مستحبہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی

****

بیٹھ کرنماز پڑھنے کی صورت میں رکوع کی حد کیا ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال نفل نماز جو بیٹھ کرادا کرتے ہیں اس نماز میں رکوع کا مقام کیا ہے۔سائل محمد معراج اکمل

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــالی

مرد بیٹھ کرنماز پڑھے تو وہ رکوع میں اتنا جھکے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے اور اتنا کرنے کے لئے سرین اٹھانے کی ضرورت نہیں تو سرینون کو اٹھا کر پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ نہیں کریگا جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بیٹھ کرنماز پڑھے تو اس کا درجہ کمال وطریقۂ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے اس قدر کے لئے سرین اٹھانے کی حاجت نہیں تو قدر اعتدال سے جس قدر زائد ہوگا وہ عبث وبے جامیں داخل ہوجائے گا"

(فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ 51)

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں کہ:

" فی حاشیة الفتال عن البرجندی ولو کان یصلی قاعدا ینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبتیه لیحصل الرکوع ۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتار جلد اول صفحہ 330، ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت ج:1/ص:100/باب صفة الصلوة)

کتبـــــه

محمد اسرار احمد

****

نماز میں دوسجدے کیوں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام سے میرا یہ سوال ہے کہ نماز میں دو سجدہ کیوں ہے ایک کیوں نہیں ایسا کسی نے سوال کیا ہے۔سائل محمد سلمان اویسی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

نماز میں ایک رکوع اور دو سجدے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہی قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے البتہ بعض مشائخ نے ایک رکوع اور دو سجدے ہونے کی کچھ اور بھی وجہیں اور حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ بعض نے کہا دو سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے ہے کہ جب اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے نہیں کیا تو ہم دو سجدے شیطان کو ذلیل وخوار کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ بعض نے یہ کہا کہ پہلا سجدہ حکم خداوندی کی بجا آوری کے لیے ہے اور دوسرا سجدہ شیطان کو ذلیل وخوار کرنے کے لیے ہے کہ اس نے تکبر کی وجہ سے سجدہ نہیں کیا تھا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ پہلا سجدہ ایمان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ہے اور دوسرا سجدہ تحفظ ایمان کے لیے ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ بعض نے یہ کہا کہ پہلے سجدے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور دوسرے سجدے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پھر اسی کی طرف لوٹنا ہے،

پانچواں قول یہ ہے کہ بعض نے یہ کہا ہے کہ جب ابن آدم سے اللہ تعالی نے عہد وپیمان لیا تھا تو انہیں اپنے قول کی تصدیق کرانے کے لیے سجدہ کا حکم دیا تھا تو تمام مسلمانوں نے سجدہ کیا اور کفار باقی رہ گیا پھر جب مسلمانوں نے سجدہ سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ کفار سجدہ نہیں کیے تو انہوں نے شکریے کہ طور پر دوبارہ سجدہ کیا اور رکوع ایک ہی رہا۔

بحر الرائق میں ہے: المراد من السجود السجدتان فاصلہ ثابت من الکتاب والسنة الاجماع وکونه مثنی فی کل رکعة بالسنة والاجماع وھو امر تعبدی لم یعقل له معنی علی قول اکثر مشائخنا تحقیقا لا ابتلاء ومن مشائخنا من یذکر له حکمة فقیل انما کان مثنی ترغیما للشیطان حیث لم یسجد فانه امر بسجدة

فلم یفعل فنحن نسجد مرتین ترغیما له وقیل الاولی للامتثال الامر والثانیة ترغیما له حیث لم یسجد استکبارا وقیل الاولی لشکر الایمان الی انه یعاد الیها فقیل لما اخذ المیثاق علی ذریة آدم امرهم بالسجود تصدیقا لما قالوا فسجد المسلمون کلهم وبقی الکفار فلما رفع المسلمون روسهم راؤالکفار لم یسجد فسجدوا ثانیا شکر للتوفیق کما ذکرہ شیخ الاسلام

(بحر الرائق، جلد اول، صفحه ۲۹۳)

فتاوی رضویہ میں دوسجدے فرض ہونے کی حکمت بیان فرمائی یہ اس بنا پر ہے کہ جو روایات میں ہے کہ اللہ تعالی نے جب اولاد آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے عہد لیا جس کا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت میں کیا ہے۔

واذا اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم و ذریهتم الایة

اور یاد کرو اس وقت کو جب اے حبیب آپ کے رب نے بنی آدم سے ان کی پشتوں میں ان کی اولاد سے عہد لیا تو انہیں بطور تصدیق کے دوسجدوں کا حکم دیا تو اللہ کے حکم سے تمام مسلمان سجدہ ریز ہو گئے لیکن کافر کھڑے محروم رہ گئے جب مسلمانوں نے سجدے سے سر اٹھائے اور دیکھا کہ کفار نے سجدہ نہیں کیا تو وہ دوبارہ سجدہ ریز ہو گئے کہ اللہ نے انہیں سجدہ اول کی توفیق دی لہذا نماز میں دوسجدے فرض ولازم ہو گئے اور رکوع ایک ہی رہا۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، صفحہ ۵۸، حوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد اول، کتاب الصلاۃ، صفحہ ۱۱۳)

کتبـــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی

****

امام اگر رکوع میں ہے اور کوئی مقتدی بغیر تکبیر تحریمہ کہے رکوع میں چلا گیا تو نماز نہیں ہوگی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ امام صاحب رکوع میں تھے اور کوئی مقتدی پیچھے سے آ کر رکوع میں گیا لیکن تکبیر تحریمہ نہیں کہا تو کیا نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد رضاء الحق اتر دیناجپور بنگال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

امام اگر رکوع میں ہے اور کوئی مقتدی بغیر تکبیر تحریمہ کہے رکوع میں چلا گیا تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر تحریمہ کہنا فرض ہے پہلے تکبیر تحریمہ کہے پھر ثناء پڑھے اگر اس کو گمان غالب ہے کہ ثناء پڑھ کر امام کو رکوع میں پالیں گے ورنہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی تکبیر رکوع کہتے ہوئے رکوع کرے اگر تکبیر تحریمہ کہتے وقت اتنا جھکا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں تو نماز نہیں ہوگی۔

جیسا کہ علامہ عبد الستار ہمدانی برکاتی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

امام رکوع میں ہے اور مقتدی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے تو صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں مل سکتا ہے۔ ہاتھ باندھنے کی اصلا حاجت نہیں۔ صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شامل ہونے سے سنت یعنی تکبیر رکوع فوت ہوگئی۔

لہٰذا چاہیے کہ سیدھا کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہے اور اگر ثناء پڑھنے کی فرصت نہ ہو یعنی یہ احتمال ہو کہ اگر ثناء پڑھتا ہوں تو امام رکوع سے سر اٹھالے گا تو ایسی صورت میں ثناء نہ پڑھے بلکہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ فوراً دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور اگر مقتدی کو امام کی عادت معلوم ہے کہ رکوع میں دیر لگاتا ہے اور میں ثناء پڑھ کر بھی شامل ہو جاؤں گا تو ثناء پڑھ کر رکوع کی تکبیر کہتا ہوا شامل ہو یہ سنت ہے اور تکبیر تحریمہ کھڑے ہونے کی حالت میں کہنی فرض ہے بعض ناواقف جو یہ کرتے ہیں کہ امام رکوع میں ہے اور یہ جناب جھکے ہوئے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے شامل ہو گئے اگر اتنا جھکے ہوئے ہیں کہ تکبیر تحریمہ ختم کرنے سے پہلے ہاتھ پھیلائے (دراز کرے) تو ہاتھ گھٹنے تک پہنچ جائیں تو نماز نہ ہوگی۔ اس بات کا خیال لازم ہے۔

(بحوالہ فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۳۹۳، مؤمن کی نماز صفحہ ۲۲٤، ھکذا فی فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۸۰ ھکذا فی بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۲۵)

لہٰذا مسبوق امام کو رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں پائے تو پہلے تکبیر تحریمہ کہے پھر ثناء پڑھے پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا جماعت میں شامل ہو جائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی

****

دوسجدوں کے درمیان جلسہ میں دعا کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان دعا بھی پڑھنا چاہئے کیا زید کا کہنا سہی ہے اگر ہے تو اسکی تفصیل بیان کردیں مہربانی ہوگی۔السائل عبدالمجید وزیر گنج گونڈہ یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالٰی

دوسجدوں کے درمیان جلسہ میں دعا کرنے یا نہ کرنے کے متعلق حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بڑی وضاحت کے ساتھ فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرمایا ہے مختصر یہاں ملاحظہ کریں:

قومہ وجلسہ کے اذکارِ طویلہ نوافل پر محمول ہیں ولہذا ہمارے ائمہ فرائض میں انھیں مسنون نہیں جانتے اور شک نہیں کہ فرائض میں تطویل فاحش خلاف سنّت ہے اور امام کے لئے تو قطعاً ممنوع جبکہ مقتدیوں میں کسی پر بھی گراں ہو،ہاں منفرد بعض کلماتِ ماثورہ بڑھائے تو حرج بھی نہیں،یونہی امام بھی جبکہ مقتدی محصور اور سب راضی ہوں،رہا مقتدی وہ آپ ہی اتباعِ امام کرے گا،اگر امام کہے،کہے ورنہ نہیں۔

وفی الدر المختار:

یجلس بین السجدتین مطمئنا ولیس بینهما ذکر مسنون و کذا لیس بعد رفعه من الرکوع دعاء و کذا لایاتی فی رکوعه وسجوده بغیر التسبیح علی المذهب وما ورد محمول علی النفل

درمختار میں ہے:

نمازی دوسجدوں کے درمیان جلسہ میں اطمینان سے بیٹھے،دوسجدوں کے درمیان کوئی ذکر سنت نہیں۔اسی طرح رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد قومہ میں کوئی دعا مسنون نہیں۔اسی طرح رکوع وسجود میں تسبیح کے علاوہ کوئی دعا نہ کرے،صحیح مذہب یہی ہے اور جو روایات میں آیا ہے وہ نوافل پر محمول ہے،محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

قال ابو یوسف سالت ابا حنیفة عن الرجل یرفع راسه من الرکوع فی

الفريضة ويقول اللهم اغفرلی قال يقول ربنا لك الحمد و يسكت (كذلك بين السجدتين يسكت

امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے اس شخص کے بارے میں پُوچھا جو فرائض میں رکوع کے بعد سر اُٹھانے کے بعد یہ کہتا ہے اللهم اغفرلی (اے اللہ مجھے معاف فرما) آپ نے فرمایا: وہ صرف ربنا لك الحمد (اے رب ہمارے! تیرے لئے حمد ہے) کہے پھر خاموش ہوجائے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بھی خاموش رہے۔

حلیہ میں زیر قول متن ولا يزيد على هذا، (اس پر اضافہ نہ کرے۔) فرمایا۔ واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۷۰)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی

****

پیر کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام معذور کی امامت کے بارے میں جب سجدے میں جاتے ہیں تو دونوں پیَر کے انگوٹھے ایک جگہ سے ہٹ جاتے ہیں وہ شخص امامت کرتا ہے شریعت کیا حکم ہے حوالہ کے ساتھ کسی معتبر کتاب سے ہوسکے تو صفہ نمبر بھی بھیج دیں تا کہ اس سے عوام کو تسلی دی جاسکے؟ المستفتی: عبدالمجید

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــه تعـــــــــــالى

نماز کی حالت میں اگر پیر کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو نماز میں کوئی فرق نہیں آئے گا

جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فتاوی عالمگیری کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

مصلی اگر امام ہے اور موضع سجود سے متجاوز ہوا تو اگر اتنا آگے بڑھا جتنا اس کے اور سب سے قریب والی صف کے درمیان فاصلہ تھا نماز فاسد نہ ہوئی اور مصلی منفرد ہے اور موضع سجود سے آگے نہ بڑھا اگرچہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو بھی نماز باطل نہ ہوئی۔

(بہار شریعت ج 1 ص 611: مفسد نماز کا بیان)

اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ان کان اماما فجاوز موضع سجودہ فان بقدر ما بینہ و بین الصف الذی یلیہ لا تفسد وان اکثر فسدت وان کان منفرداً فمعتبر موضع سجودہ فان جاوزہ فسدت و الا فلا

(ردالمحتار ج 1 ص 421)

کتب فقہ کی ان عبارتوں سے یہ واضح ہوا کہ اگر مصلی اپنی جگہ سے بحالت نماز موضع سجود تک چلا گیا پھر بھی نماز باطل نہ ہوئی لہذا اس سے ثابت ہوا کہ اگر نماز میں داہنے پیر کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی

****

جلسہ اور تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام ومفتیان عظام رہنمائی فرمائیں مسئلہ یہ ہے کہ حالت تشہد میں بیٹھنے کے وقت داہنہ پیر کھڑا رکھتے ہیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے ہیں اس وقت داہنے پیر کی انگلیوں کا قبلہ رو ہونا ضروری ہے؟ اگر کسی شخص کی انگلیاں قبلہ رو نہیں رہتی عذر کی بنیاد پر {شخص مذکور کا اکسیڈینٹ ہونے کی وجہ سے} تو کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے جواب بحوالہ عنایت فرمائیں۔ سائل محمد اجمل رضا قادری بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

جلسہ اور تشہد میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھنا علحیدہ سنت ہے اور اس حالت میں دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرنا بھی سنت ہے۔ (اور یہ سب مردوں کے لیے ہے) جیسا کہ تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:

يفترش الرجل رجله اليسرى و يجلس عليها و ينصب رجله اليمنى و يوجه اصابعه (في المنصوبة) نحو القبلة هو سنة في الفرض والنفل

یعنی مرد بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور یہ فرض و نفل دونوں میں سنت ہے۔

(در مختار مع ردالمحتار ج۱ ص۴۹۴)

بلا عذر دایاں پاؤں کھڑا نہ کرنا یا اس کی انگلیوں کو بینڈ کر کے قبلہ رخ نہ کرنا خلاف سنت اور ثواب سے محرومی ہے البتہ عذر ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ یورپ و برطانیہ ص ۱۷٤)

کتبـــــہ
اظہر الدین علیمی

****

عورتوں کو حالت قعود میں پاؤں کس طرح رکھنا چاہیے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں ہندہ نماز پڑھتی ہے اور حالت تشہد میں کہتی ہے کی انگوٹھے کا پیٹ زمین سے لگنا چاہیے وضاحت فرمائیں کی عورتوں کو تشہد میں کس طرح بیٹھنا چاہئے کیا انگوٹھے کا پیٹ زمین سے لگنا ضروری ہے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد عنایت رسول رضوی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالى

صورت مسئلہ میں عورتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ تشہد کی حالت میں دونوں پاؤں کو داہنی جانب نکال دیں اور بائیں سُرین پر بیٹھ جائیں۔

(بہار شریعت ج اول ح سوم ص ۷۹ قادری کتاب گھر)

اسی طرح عورتوں کے مسائل حصہ اول ص ۱۲۹ پر ہے لہٰذا ہندہ جو یہ کہتی ہے کہ حالت تشہد میں عورتوں کے انگوٹھے کا پیٹ زمین سے لگنا چاہیے سراسر غلط اور خلاف شرع ہے ہندہ کو چاہئے کہ اپنی بات

سے رجوع کرے اور غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے گنہگار ہوئی توبہ واستغفار کرے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ

(مشکوٰۃ شریف ج:1/ص:36/ کتاب العلم /مکتبہ رحمانیہ)

کتبــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی

****

چار پائی پر نماز جائز ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میرا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی بھی شخص چار پائی پر نماز پڑھے تو کیا اس کی نماز ادا ہوجائے گی جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی آپکی اور اگر دلیل کے ساتھ مل جائے تو اور مہربانی ہوگی۔ سائل سلمان رضا یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

چار پائی پر نماز پڑھنے میں اگر سر ٹک جائے یعنی دبانے سے نہ دبے تو نماز بلا کراہت جائز ہے، اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ سجدہ میں سر اُس پر مستقر ہوجائے یعنی اُس کا دبنا ایک حد پر ٹھہر جائے کہ پھر کسی قدر مبالغہ کریں اس سے زائد نہ دبے ایسی چیز پر نماز جائز ہے خواہ وہ چار پائی ہو یا زمین پر رکھا ہوا گاڑی کا کھٹولا یا کوئی شے، اور یہ جو جاہلوں میں بلکہ عورتوں میں مشہور ہے کہ اگلی اُمتوں میں کچھ لوگ چار پائی پر نماز پڑھنے سے مسخ ہوگئے محض غلط و باطل ہے۔

علّامہ ابراہیم حلبی غنیہ میں فرماتے ہیں:

ضابطہ ان لا یتسفل بالتسفیل، فحینئذ جاز سجودہ علیہ۔

اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر دبانے سے نیچے نہ دبے تو اس پر سجدہ جائز ہے۔

(غنية المستملی الخامس من فرائض الصلوٰة السجدة مطبوعه سهيل اکیڈمی لاھور ص۲۸۹)

ردالمحتار میں ہے:

تفسیرہ ان المساجد لو بالغ لا یتسفل رأسه ابلغ من ذلك، فصح علی طنفسة وحصیر وحنطة وشعیر وسریر وعجلة انکانت علی الارض۔

(ردالمحتار فصل فی تالیف الصلوٰة الیٰ انتهائها مطبوعه مصطفی البابی مصر ۱/۳۷۰)

اس کی تشریح یہ ہے کہ سجدہ کرنے والا اگر سر کو مزید نیچے کرنا چاہے تو نہ کر سکے، اس لئے دبیز کپڑے پر، بھوڑی پر، گندم پر، جَو پر، تخت پر اور گاڑی پر اگر وہ زمین پر کھڑی ہو تو سجدہ صحیح ہے۔ نظر کیجئے تو یہ خاص مسئلہ کا جزیہ ہے زبانِ عرب میں سریر تخت و چارپائی دونوں کو شامل ہے۔ کما لا یخفی علی من طالع الاحادیث الخ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ جلد ۵ صفحہ ۳٤٦، ۳٤٧، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ

محمد شاہد رضا قادری

****

باب القرأت

(قراءت کا بیان)

حالت نماز میں دوران تلاوت کچھ الفاظ چھوٹ جائیں تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
عرض ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ کی تلاوت شروع کی ابھی آیت بھی مکمل نہیں ہوئی کہ متشابہ لگ گیا پھر اسی آیت کے چند الفاظ چھوڑ کر تلاوت کی اور نماز مکمل کیا سجدۂ سہو نہیں کیا ایسی صورت میں نماز ہوگی یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔سائل حافظ ضیاء الحق مقام بڑی کوٹھی ضلع مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالٰی

بعد الحمد شریف ضم سورہ واجب ہے اس کی مقدار یہ ہے کہ ایک چھوٹی سورت انا اعطینك الکوثر، یا تین چھوٹی آیتیں؛ جیسے ثم نظر، ثم عبس وبسر، ثم أدبر واستکبر، اس مقدار میں پڑھ لیا تو واجب ادا ہو گیا اب اگر مذکورہ مقدار میں پڑھ چکے تھے تو واجب کی ادائیگی ہو چکی تھی پھر اسی آیت کے چند الفاظ کو چھوڑ کر تلاوت کی تو اس میں قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسے کلمہ کو ملایا جس سے معنی فاسد ہو جاتا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

بہار شریعت جلد اول حصہ سوم ص 86 میں ارشاد فرماتے ہیں: اس باب میں قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے نماز فاسد ہوگئی ورنہ نہیں۔

اسی طرح کوئی کلمہ زیادہ کر دیا تو وہ کلمہ قرآن میں ہے یا نہیں اور بہر صورت معنی کا فساد ہوتا ہے یا نہیں اگر معنی فاسد ہو جائیں گے نماز جاتی رہے گی اور اگر معنی متغیر نہ ہوں تو فاسد نہ ہوگی اگرچہ قرآن میں اس کا مثل نہ ہو۔(بہار شریعت حوالہ مذکورہ)

اب یہ دیکھیں پہلے کونسی آیت تلاوت کی ہے پھر دوسری کون سی آیت تلاوت کی ہے دونوں کو ملانے سے معنی کا فساد تو نہیں ہو رہا ہے اگر معنی کا فساد ہے تو نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھے اور معنی فاسد نہیں ہوا تو نماز ہوگئی اس کے علاوہ کوئی اور سجدۂ سہو کی وجہ نہیں ہے تو سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

لقمہ کا حکم کب سے ہوا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ھیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ نماز میں جو لقمہ دیتے ھیں اسکی ابتداء کب سے ھوئی مدلل جواب دیکر عنداللہ ماجورھوں۔ المستفتی: محمد مناظر حسین نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: صلی صلوۃ فقرأ سورۃ فاسقط منها آیات فلما فرغ قلت یارسول اللہ ﷺ آیة کذا و کذا نسخت قال لا قلت فانك لم تقرأها قال افلألقنتنيها

ترجمہ:۔رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی آپ ﷺ نے ایک سورت کی تلاوت کی اس میں سے ایک آیت چھوڑ دی جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض یا رسول اللہ ﷺ کیا فلاں آیت منسوخ ہوگئی ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے اسے نہیں پڑھا فرمایا تم نے مجھے اس کے بارے میں لقمہ کیوں نہیں دیا۔

(سنن دار قطنی ج2 ص255؛ موسسہ الرسالہ بیروت)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں: اذا استطعمکم الامام فاطعموہ

ترجمہ: ۔جب امام تم سے لقمہ چاہے تو لقمہ دو ایضا۔
حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: صلی بنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما " قال فتردد قال ففتحت عليه فاخذ عني ۔
ترجمہ: ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمیں نماز پڑھائی بھول گئے تو میں نے انھیں لقمہ دیا انھوں نے مجھ سے لقمہ لے لیا۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 521 /بحوالہ احکام لقمہ ص 7)
مزید تفصیل کے مذکورہ کتاب کا مطالعہ کریں ۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
محمد معصوم رضا نوری

****

اتبعوا کے ہمزہ پر زبر پڑھا جائے گا یا زیر؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام وحفاظ کرام رہنمائی فرمائیں کہ اتبعوا کے ہمزے کو زبر پڑھا جائے گا یا زیر پڑھا جائے گا یا پیش؟ سائل محمد دانش رضا بارہ بنکی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ
الجـــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی
اتبعوا کے ہمزہ پر زیر پڑھا جائے گا کیونکہ یہ باب افتعال سے فعل امر جمع حاضر کا صیغہ ہے اور فعل امر کے بارے میں قاعدہ ہے کہ اگر فعل امر کا عین کلمہ مکسور ہو یا مفتوح تو ایسی صورت میں ہمزہ مکسور لاتے ہیں اور مضموم ہو تو ہمزہ مضموم لاتے ہیں اور یہاں پر عین کلمہ (ب) ہے یہ مکسور ہے اس لئے اتبعوا کے ہمزہ کو مکسور پڑھا جائے گا جیسا کہ درس نظامی کی مشہور کتاب میزان الصرف میں ہے کہ:
اگر عین کلمہ مکسور باشد یا مفتوح ہمزہ وصل در اول او در آرو آخر را ساکن کن جیسے از تسمع إسمع واز تضرب إضرب واگر عین کلمہ مضموم باشد ہمزہ وصل مضموم در اول او در آرو آخر را ساکن کن جیسے از تنصر أنصر ا۔واللہ تعالیٰ اعلم
(میزان الصرف ص 22: مکتبہ قادریہ لاھور)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی

****

عشاء کی پہلی رکعت میں آل عمران سے" الم ,اللہ لا الہ الا ھو " سے "وانزل الفرقان "تک پڑھا نماز ہوئی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال اگر کسی شخص نے عشاء کی پہلی رکعت میں سورہ آل عمران کی آیت الم، اللّٰهُ لا إِلَٰهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ، مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ تک پڑھا کیا اس کی نماز ہو جائے گی کہ نہیں۔سائل سلمان انصاری ٹانڈہ یوپی

وعلیکم السلام ورحمة الله وبر کاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــالی

مذکورہ آیت حالت نماز میں تلاوت کرے تو نماز بلا کرہت ہو جائے گی جیسا کہ فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ 97 میں ہے: تین آیت پڑھنا واجب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تین چھوٹی آیتیں ہوں یا ان کے برابر بلکہ آدھی آیت تین چھوٹی آیات کے برابر ہو جب بھی نماز ہو جائے گی تین چھوٹی آیت کی مثال فقہاء نے یہ دی ہے:

ثم نظر ,ثم عبس وبسر , ثم ادبر واستکبر

کہ ان آیات کے حروف کل تیس ہیں لہذا اگر تیس حروف کی ایک آیت پڑھ دی واجب ادا ہو گیا مذکورہ بالا قرأت میں تو تیس سے بھی زیادہ حروف ہیں اس لئے نماز بلا کراہت ہوگئی۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد جعفر علی صدیقی

****

دن کے نوافل میں بلند آواز سے قراءت کرنا ہے یا آہستہ آواز سے؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عریضہ پیش ہیکہ اگر چاشت کی نماز جماعت سے ہوتو قرأت سری کریں گے یا جہری برائے مہربانی جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد سمیر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــــالی

اولا یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تراویح وکسوف واستسقاء کے سوا جماعت نوافل میں ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالی عنہم کا مذہب معلوم ومشہور اور عامہ کتب مذہب میں مسطور ہے کہ بلا تداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ تداعی ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا اور اسے کثرت جماعت لازم عادی ہے اور اس کی تحدید امام نسفی وغیرہ نے" کافی " میں یوں فرمائی کہ امام کے ساتھ ایک دو شخص تک بالاتفاق بلا کراہت جائز اور تین میں اختلاف اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ یہ تحدید امام شمس الائمہ سے منقول ہے اور یہ کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی تو اعلی حضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ:

اظہر یہ کہ یہ کراہت تنزیہی ہے یعنی خلاف اولی لمخالفۃ التوارث نہ کہ تحریمی کہ گناہ وممنوع ہو

(فتاوی رضویہ ج پنجم ص683)

اب یہ سوال کہ امام نماز چاشت میں قراءت بلند آواز سے کرے یا آہستہ حضور اعلی حضرت قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

دن کے نفل میں اخفاء واجب ہے۔

حدیث میں ہے:" صلاۃ النہار عجماء "

(انظر مصنف عبد الرزاق کتاب الصلاۃ باب تردید الآیۃ فی الصلاۃ و باب قراۃ النہار)

درمختار میں ہے :یجھر الامام وجوبا (فی الفجر واولی العشاءین) الی قولہ ویسرہ فی غیرھا کمتنفل باالنہار"

(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الوتر والنوافل صفحہ 691 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ دن کے نوافل میں اخفاء واجب ہے لہٰذا نماز چاشت میں امام کو آہستہ قرأت کرنا واجب ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی

****

اگر سید زادے صاحب کی قراءت صحیح نہ ہو تو کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک سیدزادے ہیں اور وہ پیر بھی ہیں ان سے ہمارے گاؤں کے کچھ لوگ مرید بھی ہیں لیکن ان کی قراءت ٹھیک نہیں ہے یعنی نماز میں قرآن خلافِ تجوید پڑھتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ اُن کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اگرچہ اچّھا قرآن پڑھنے والا موجود ہو برائے کرم شریعت کا حکم بیان فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل عبدالباری ضلع اررِیہ بہار (الہند)

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــالی

نمازوں کی امامت کے لئے سید صاحب یا پیر صاحب ہونا شرط وفرض نہیں ہے بلکہ ہر جماعت میں امام اس شخص کو کیا جائے جو کہ سنی صحیح العقیدہ صحیح القراءت نماز وطہارت کے مسائل کا زیادہ جانکار ہو اور فاسق معلن نہ ہو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

ہر جماعت میں سب سے زیادہ مستحق امامت وہی ہے جو ان سب سے زیادہ مسائل نماز وطہارت جانتا ہے اگرچہ اور مسائل میں بنسبت دوسروں کے کم علم ہو مگر شرط یہ ہے کہ حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں فساد نہ آنے پائے اور فاسق و بد مذہب نہ ہو جو شخص ان صفات کا جامع ہو اس کی امامت افضل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الامامۃ صفحہ 133 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

صورت مسئولہ میں اگر سیدزادے صاحب کی قراءت مایجوز بہ الصلوٰۃ ہے تو ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی اور قراءت مایجوز بہ الصلوٰۃ نہیں ہے تو ان کے پیچھے نماز نہیں ہوگی حضرت سیدزادے صاحب کو چاہیے کہ جب تک ان کی قراءت درست نہ ہو جائے امامت کا شوق نہ فرمائیں۔ تاکہ دوسروں کی نماز ضائع نہ ہو۔

حضرت خلیل ملت مفتی خلیل احمد خان قادری مارہروی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: اگر امام مسجد قرآن کریم ایسا غلط پڑھتا ہے جس سے نماز فاسد ہوتی ہے تو اس کے پیچھے نماز باطل ہے اور اگر غلط

پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص قواعد تجدید وصحیح مخارج حروف سے واقف نہیں تو عجب نہیں کہ اس کے پڑھنے میں قرآن میں ایسی تعبیر ہو جائے جو بالاتفاق یا ایک مذہب پر فساد نماز کا موجب ہو تو بلا ضرورت شرعیہ ایسے شخص کو امام بنانا نماز میں کہ عماد اسلام اور افضل اعمال سے ہے بے احتیاطی اور امر شرع میں مداہنت اور سہل انگاری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں خوش آئے کہ خدا تمہاری نماز قبول کرے تو چاہیے کہ تمہارے بہتر تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان (مدارک)۔ واللہ تعالی اعلم

(احسن الفتاوی المعروف فتاویٰ خلیلیہ جلد اول ص 281 / 282 باب الامامت)

کتبــــــہ

محمد مشتاق قادری رضوی

****

غلط قرآن پڑھے کی چند صورتیں اور انکے احکام؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ جس امام کی تجوید درست نہ ہو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد مقبول حسین بانکا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعــــــــــــالی

بلا شبہ اتنی تجوید جس سے تصحیح حروف ہو اور غلط خوانی سے بچے فرض عین ہے اب جو شخص قرآن مجید کو صحیح طور سے نہیں پڑھ پاتا ہے تو اسکی خطا کی تین صورتیں ہیں اول قصداً حرف منزل من اللہ کی تبدیلی کرے تو یہ فعل حرام قطعی ہے اور نماز فاسد۔

دوم خطا تبدیل ہو یعنی حرف نکالنے پر قادر ہے اسی کا قصد کیا اور زبان کے بہکنے کی وجہ سے کچھ اور ادا ہوا تو اس صورت میں ہمارے امام مذھب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر معنیٰ فاسد ہوگا نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں۔

ثالث عجزاً تبدیل قصد تو کرتا ہے حرف کو صحیح ادا کرنے کا مگر کر نہیں پاتا تو ایسے شخص پر فرض ہے کہ

حروف کے صحیح ادا کرنے کو سیکھے اور حال یہ ہو کہ رات و دن تصحیح حروف میں کوشاں رہے تو جب تک کوشش میں لگا رہے گا تو اس صورت میں اسکی اپنی نماز بھی صحیح ہوگی اور اس جیسوں کی اسکی اقتداء میں صحیح ہوگی جبکہ صحیح خواں کی اقتداء پر قادر نہ ہوں، اور اگر کوشش اُکتا کر چھوڑ دے یا سرے سے تصحیح حروف میں محنت ہی نہ کرے تو اسکی اپنی بھی صحیح نہیں اور نہ ہی اسکی اقتداء میں کسی کی نماز صحیح۔ واللہ تعالی اعلم

(ھٰذا خلاصة ماقال الامام احمد رضا خان علیه الرحمته و الرضوان فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویة ص ۱۲۹ رضا اکیڈمی ممبئ)

کتبـــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی

****

عورت کو بلند آواز سے قرأت کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں عورت کا بلند آواز سے قراءت کرنا پنج وقتہ نماز میں کیسا ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد عامر حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

عورت کو نماز کے اندر بلند آواز سے قرأت کرنا منع ہے خواہ دن کی نماز ہو یا رات کی، ہر حال میں آہستہ آواز میں قرأت کرنی چاہیے جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ:

" ولا تجهر فی الجهرية بل لو قيل بالفساد بجهرها لامكن بناء علی ان صوتها عورة۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتار ج1ص 504: صفة الصلوة، مطبوعه سعيد کراچی)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی

****

سکتہ کی قسمیں اور ان کے احکام؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

قراء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے امام حفص رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق قرآن مجید میں 4 سکتے ہیں تو قرآن مجید میں ان چاروں کے علاوہ سکتہ کی علامت دی ہے تو کیا ہم وہاں سکتہ نہیں کریں گے؟ برائے کرم جلد از جلد اس شبہ کا ازالہ فرمادیں۔ سائلہ شبنم برکاتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

سکتہ کی دو قسمیں ہیں: اول واجب، دوم جائز۔ سکتہ واجب امام حفص رحمت اللہ علیہ کے مطابق چار کلمات میں بطریق شاطبی رحمت اللہ علیہ سکتہ کرنا واجب ہے:

- سورہ کہف میں عوجا قیما کے عوجا پر۔
- سورہ یس میں من مرقدنا ھذا کے مرقدنا پر۔
- سورہ قیامہ میں قیل من راق کے من پر۔

سورہ مطففین میں کلا بل ران کے بل پر سکتہ واجب ہے، بقیہ چار جگہوں پہ سکتہ کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم (فیضان تجوید ص ۱۰۶)

کتبـــــــہ

امجد رضا امجدی

****

تجوید کی تعریف اور غرض وغایت کیا ہے؟

السلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہ

تجوید کی تعریف، موضوع غرض وغایت کیا ہے جواب عنایت کریں۔ سائل شہر یار رضا ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

تجوید" اس کے اصطلاحی معنی ہیں حرفوں کا ان کے مخارج اور جملہ صفات لازمہ اور عارضہ کے

ساتھ ادا کرنا تاکہ کلام اللہ کی ادا موافق نزول کے ہو جائے کیونکہ خلاصتہ البیان میں تجوید کی ”تعریف“ یوں کی گئی ہے:

التجوید عبارتہ عن ادائہ کما انزل"
ترجمہ یعنی تجوید یہ ہے کہ کلام اللہ کا پڑھنا موافق نزول کے
اسی کتاب میں تجوید کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے:

"التجوید اداء الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ووجوہ الاداء عنہ الینا منقول ولادخل للرای فیہ الخ
یعنی تجوید ایسی ادا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلام اللہ کو ادا فرماتے تھے اور ادا کے متعلق جو وجوہ اور کیفیات مثل ادغام اخفاء وغیرہ ہیں وہ بھی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اس میں کسی کی عقل اور رائے کو ذرہ بھر دخل نہیں جیسا کہ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"لانہ بہ الالہ انزلا وھکذا منہ الینا وصلا"
یعنی تجوید ہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ کو نازل فرمایا ہے اور اسی طرح اللہ پاک سے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ) ہم تک پہنچا ہے۔
تجوید کا موضوع: حروف تہجی ہیں یعنی الف، با، تا، وغیرہ جس سے کلمات قرآن بنتا ہے۔
تجوید کے غرض وغایت: قرآن مجید کو صحیح پڑھنا اور خطائے لفظی سے بچنا۔ واللہ تعالی اعلم
(ضیاء الترتیل صفحہ نمبر 12/ 13)

کتبــــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی

****

کسی نے مغرب کی تیسری رکعت میں جہر سے قراءت کی تو نماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ امام صاحب نے مغرب کی پہلے درکعت میں جہر سے قراءت کی اور جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو پھر سورۂ فاتحہ جہر سے پڑھ دی تو کیا نماز ہوگی یا نہیں ہوگی جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد رضاء الحق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

سجدۂ سہو واجب ہے اگر سجدۂ سہو کرنا بھول جائے تو نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے فتاوی رضویہ میں ہے: اگر امام اُن رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر وعصر کی سب رکعت اور عشاء کی پچھلی دو اور مغرب کی تیسری اتنا قرآن عظیم جس سے فرض قرأت ادا ہو سکے (اور وُہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مذہب میں ایک آیت ہے) بھول کر بآواز پڑھ جائیگا تو بلا شبہ سجدۂ سہو واجب ہوگا، اگر بلا عذرِ شرعی سجدہ نہ کیا یا اس قدر قصداً باآواز پڑھا تو نماز کا پھیرنا واجب ہے، اور اگر اس مقدار سے کم مثلاً ایک آدھ کلمہ بآوازِ بلند نکل جائے تو مذہب راجح میں کچھ حرج نہیں ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

الاسرار یجب علی الامام والمنفرد فیما یسر فیه وهو صلوٰة الظهر والعصر و الثالثة من المغرب و الاخریان من العشاء و صلاة الكسوف و الاستسقاء کما فی البحر "

سری نمازوں میں امام منفرد دونوں پر اسرار (سرًا قرأت) واجب ہے اور نماز ظہر، عصر ،مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعت، نماز کسوف اور نماز استسقاء ہیں۔ جیسا کہ بحر میں ہے۔

فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۲۵۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور مزید تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ کا مطالعہ کریں۔

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا

****

منفرد جہری میں جہر سے قراءت نہ کیا تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

منفرد نے سری میں جہر سے پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور جہری میں آہستہ تو نہیں (اور اگر جہری میں جہر سے) پڑھا تو علماء کرام رہنمائی فرمائیں۔ جزاک اللہ خیر سائل برکت علی سعودی عرب

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

منفرد نے سرّی نماز میں جہر سے پڑھا تو سجدۂ واجب ہے اور جہری میں آہستہ تو نہیں۔

(ردالمحتار، بہار شریعت حصہ چہارم سجدہ سہو کا بیان مسئلہ ۴۱، موبائل ایپ دعوت اسلامی)

خلاصہ جہری میں جہر سے پڑھے یا سر پڑھے منفرد کو اختیار ہے دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

****

امام صاحب قراءت شروع کر دے تو مقتدی کا ثناء پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ اگر امام صاحب نے قراءت کرنا شروع کر دیا تو مقتدی ثنا پڑھ سکتا ہے یا نہیں امام صاحب نیت کر کے ثناء پڑھ کر جلدی ہی قراءت شروع کر دیتے علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔ سائل: محمد اظہر الدین عظیمی کھگڑیا بہار پھلتوڑا

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

اگر امام صاحب نے قرأت کرنا شروع کر دیا ہو تو مقتدی ثناء نہیں پڑھے گا بلکہ خاموش رہ کر قرأت سنے گا کیونکہ ثناء پڑھنا سنت ہے اور قرأتِ قرآن کا سننا واجب ہے، اس صورت میں اس پر ثناء کا پڑھنا ساقط ہو جائے گا۔

البتہ سری نماز یعنی ظہر اور عصر میں ثناء پڑھی جائے گی، اس لئے کہ سری نماز میں قرأت کا سننا واجب نہیں ہے بلکہ مقتدی کا خاموشی کے ساتھ کھڑا رہنا محض تعظیمِ قرأت کی وجہ سے مسنون ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وإذا قرء القرآن فاستموا له وأنصتوا لعلكم ترحمون۔

یعنی اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(پ9 سورہ اعراف آیت 204)

اور روح المعانی میں ہے کہ:

و الآية دليل لأبي حنيفة رضى الله عنه فى أن المأموم لا يقرأ فى سرية و لا جهرية لأنها تقتضى وجوب الاستماع عند قراءة القرآن فى الصلاة وغيرها ۔

(روح المعانی ج6 ص218)

اور در مختار مع رد المحتار میں ہے کہ:

ولو أدرك الإمام بعد ما اشتغل بالقراءة قال ابن الفضل : لا يثنى وقال غيره : يثنى ، و ينبغى التفصيل إن كان الإمام يجهر لا يثنى وإن كان يسر يثنى و هو مختار شيخ الإسلام خواهر زاده و علله فى الذخيرة بما حاصله أن الاستماع فى غير حالة الجهر ليس بفرض بل يسن تعظيماً للقراءة فكان سنة غير مقصودة لذاتها وعدم قراءة المؤتم فى غير حالة الجهر لا لوجوب الإنصات بل لأن قراءة الإمام له قراءة ، و أما الثناء فهو سنة مقصودة لذاتها وليس ثناء الإمام ثناء للمؤتم فإذا تركه يلزم ترك سنة مقصودة لذاتها للإنصات الذى هو سنة تبعاً بخلاف تركه حالة الجهر ۔

(در مختار مع رد المحتار ج2 ص167/168 : مطلب فى بيان المتواتر و الشاذ)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

انه اذا أدرك الإمام فى القراءة فى الركعة التى يجهر فيها لا يأتى بالثناء كذا فى الخلاصة هو الصحيح كذا فى التجنيس و هو الاصح هكذا فى الوجير للكردرى سواء كان قريباً او بعيدا او لا يسمع لصمعه هكذا فى الخلاصة فاذا قضاء الى ماسبق ياتى بالثناء و يتعوذ للقراءة كذا فى فتاوى قاضى خان و الخلاصة و الظهيرية و فى صلاة المخافتة ياتى به هكذا فى الخلاصة و يسكت المؤتم عن الثناء إذا جهر الامام هو الصحيح كذا فى التتار خانية فى فصل ما يفعله المصلى فى صلاته ۔

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 90 : کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل السابع فی المسبوق و اللاحق)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

امام نے بالجہر قراءت شروع کر دی تو مقتدی ثناء نہ پڑھے اگر چہ بوجہ دُور ہونے یا بہرے ہونے کے امام کی آواز نہ سنتا ہو جیسے جمعہ وعیدین میں پچھلی صف کے مقتدی کہ بوجہ دُور ہونے کے قراءت نہیں سنتے۔ امام آہستہ پڑھتا ہو تو پڑھ لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت ج 1 ص 523: سنن نماز)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۲ جمادی الآخر ۱۴۴۲

****

اگر تین آیات پڑھنے کے بعد فساد معنی ہو تو کیا نماز ہو جائے گی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال نماز میں تین آیات پڑھنا واجب ہے اور اس نے تین آیت پڑھ بھی دیا اور اس نے آگے جو بھی پڑھا ہے اس نے غلط پڑھا جس سے معنے میں فساد لازم آرہا ہے تو اب نماز ہوگی یا نہیں حالانکہ اس نے واجب ادا کر دیا ہے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد عبد السلام رضوی گھر کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

فساد معنی اگر چہ کتنی ہی آیات پڑھنے کے بعد ہو نماز جاتی رہے گی جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: فساد معنی اگر ہزار آیت کے بعد ہو نماز جاتی رہے گی۔

(ج:6/ص:351/ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ: اما اذا لم یقف و وصل ان لم یغیر المعنی نحو ان یقرأ ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت فلهم جزاء الحسنی مکان قوله کانت

لهم جنات الفردوس نزلا لا تفسد اما اذا غير المعنى بأن قرأ ان الذين آمنوا و عملوا الصلحت اولئك هم شر البرية ان الذين كفروا من اهل الكتاب الى قوله خالدين فيها اولئك هم خير البرية تفسد عند عامة علمائنا و هو الصحيح هكذا في الخلاصة ۔ والله تعالى اعلم

(ج:1/ص:80/81/الفصل الخامس فی زلۃ القاری/ بیروت)

کتبـــــہ
محمد اسرار احمد

****

بغیر قراءت کے نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب بغیر قراءت کئے ہوئے نماز مغرب پڑھادئے تو نماز ہوگی یا نہیں ۔سائل شمش الحق میرٹھ

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر ونوافل کی ہر رکعت میں امام ومنفرد پر فرض ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۷۴)

اور حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی ایک آیت سورۂ فاتحہ سے ہو یا کسی سورت سے فرض ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ٦ صفحہ ۳۲۸)

جب معلوم ہوگیا ہے مطلقاً قرأت فرض ہے تو اگر امام صاحب بغیر قراءت کے نماز پڑھادیئے تو نماز فاسد ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

فرض کی کسی رکعت میں قراءت نہ کی یا فقط ایک میں کی نماز فاسد ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۷۵)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی

****

منفرد اور امام کو سری اور جہری نمازوں میں قراءت کے احکام؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید منفرد اتنی بلند آواز سے قرأت کرتا ہے کہ آس پاس کے لوگوں کو قرأت کی صاف آواز آتی ہے اور زید کی قرأت کی وجہ سے لوگوں کی نماز میں خلل بھی ہوتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہیکہ جہر قرأت کے سبب زید کی نماز ہوتی ہے یا نہیں بحوالہ مدلل و مفصل جواب سے نوازیں۔ سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سائل نے یہ واضح نہیں کیا ہے کہ زید کون سی نماز یعنی ظہر عصر یا مغرب عشاء و فجر میں جہری قراءت کرتا ہے اس لئے سری جہری دونوں کے احکام بیان کئے جاتے ہیں پہلے جہری کا بعدہ سری کا ملاحظہ فرمائیں جہری کا حکم۔

منفرد شخص کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کرنا افضل ہے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ درمختار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جبکہ ادا پڑھے اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

(درمختار ج اول ص 498، حوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ 80)

فلہذا زید کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کرنا افضل ہے جب کہ جہری نماز ادا پڑھ رہا ہو قضا اور سری نماز میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

صورت مسئولہ میں زید کے (جہر والی نماز میں) بلند آواز سے قراءت کرنے کے سبب دوسروں کی نماز میں خلل ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں زید آہستہ پڑھے کہ افضل پر عمل کے سبب دوسروں کو حرج میں نہ ڈالے۔

جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی صف اول میں ہیں سن سکیں یہ اولی درجہ ہے اور اعلیٰ کے لئے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے اس طرح پڑھنا کہ فقط دو آدمی جو اس کے قریب ہیں سن سکیں جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔

(در مختار ج1ص498، حوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ سوئم صفحہ 79 / 80)

اب رہا سری کا مسئلہ تو منفرد ہو یا امام دونوں کو آہستہ پڑھنا واجب ہے سری نمازوں میں سہواً قراءت بالجہر سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے اور قصداً قرأت بالجہر سے نماز پھیرنا واجب ہو جاتا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر امام ان رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر وعصر کی سب رکعت اور عشاء کی پچھلی دو(2)رکعت اور مغرب کی تیسری رکعت میں اتنا قرآن عظیم جس سے فرض ادا ہوسکے بھول کر بآواز پڑھ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اگر بلا عذر شرعی سجدہ نہ کیا یا اس قدر قصداً بآواز پڑھا تو نماز کا پھیرنا واجب ہے اور اگر اس مقدار سے کم مثلاً ایک آدھ کلمہ بآواز نکل جائے تو مذہب راجح میں کچھ حرج نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

" الاسرار یجب علی الامام والمنفرد فیما یسر فیه وهو صلاة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والآخریان من العشآء وصلاة الکسوف والاستسقآء " کمافی البحر الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب القراءت صفحہ 20 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری

****

اگر امام قرأت کرتے وقت بھول جائے اور مقتدی کے لقمہ دینے سے بھی یاد نہ آئے پھر امام دوسری سورہ شروع کردے تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت اگر امام نماز میں قرأت کرتے وقت بھول جائے اور مقتدی لقمہ دے اور امام کو پھر بھی سورہ یاد نہ آئے پھر امام دوسری سورہ کی قرأت کردے تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں جلد سے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی حضور۔ سائل امیر حمزہ عامر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

صورت مذکورہ میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں نماز ہوجائے گی ہاں اگر دوسری سورت سوچنے میں تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار دیر ہوگئی پھر پڑھنا شروع کیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے جیسا کہ مسائل سجدہ سہو میں بحوالہ درمختار ورد المحتار ہے کہ:

امام نے سورۃ والعصر کو الا الذین آمنوا و عملوا الصلحت تک پڑھا پھر بھول کر سورۃ والتین میں پہنچ گیا اور پڑھ دیا فلھم اجر غیر ممنون اور آخر تک پڑھ ڈالا تو نماز ہوگئی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔

اور اسی میں بحوالہ فتاوی رضویہ ہے کہ:

سورہ شروع کی ابھی تین چھوٹی آیتوں کی مقدار نہیں پڑھ پایا تھا کہ بھول گیا پھر اسے دہرایا مگر یاد نہ آیا اور اسے چھوڑ کر دوسری سورہ یا آیتیں پڑھیں تو نماز ہوگئی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر سوچنے میں تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار دیر ہوگئی پھر اسکے بعد پڑھنا شروع کیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

اور اسی میں ہے کہ: اگر تین آیت کی مقدار پڑھ چکا ہے اسکے بعد بھولا تو چاہیئے کہ رکوع کرے اور بقیہ نماز پوری کرے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(مسائل سجدہ سہو ص:66)

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری

****

مغرب کی تیسری رکعت میں امام اگر سری قرأت کردے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال مغرب کی نماز میں تیسری رکعت کو قرأت سے پڑھ دیا تو نماز ہوگی کہ نہیں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل فرمان خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر امام اُن رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر وعصر کی سب رکعت اور عشاء کی پچھلی دو اور مغرب کی تیسری اتنا قرآن عظیم پڑھنا جس سے فرض قرأت ادا ہوسکے (اور وُہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مذہب میں ایک آیت ہے) بھول کر بآواز بلند پڑھ جائیگا تو بلا شبہ سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

'اگر بلا عذرِ شرعی سجدہ نہ کیا یا اس قدر قصداً بآواز بلند پڑھا تو نماز کا پھیرنا واجب ہے،اور اگر اس مقدار سے کم مثلاً ایک آدھ کلمہ بآوازِ بلند نکل جائے تو مذہب راجح میں کچھ حرج نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

الاسرار یجب علی الامام والمنفرد فیما یسر فیه وهو صلٰوة الظهر والعصر و الثالثة من المغرب والاخریان من العشاء و صلاة الکسوف والاستسقاء کما فی البحر۔الخ

سری نمازوں میں امام منفرد دونوں پر اسرار (سراً قرأت) واجب ہے اور نماز ظہر،عصر، مغرب کی تیسری رکعت،عشاء کی آخری دو رکعت،نماز کسوف اور نماز استسقاء ہیں۔

جیسا کہ بحر میں ہے:

الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة)

دُرمختار میں ہے:

تجب سجدتان بترك واجب سهوا کالجهر فیما یخافت فیه وعکسه والاصح تقدیره بقدر ما تجوز به الصلوٰة فی الفصلین. اه ملخصاً

سہواً ترکِ واجب سے دو سجدے لازم آتے ہیں مثلاً سری نماز میں جہراً قرأت کرلے یا اسکا عکس،اور اصح یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں اتنی قرأت سے سجدہ لازم ہوجائے گا جس سے نماز ادا ہوجاتی ہو۔اھ۔ملخصا۔

(دُرمختار باب سجود السهو)

غنّیہ میں ہے:

الصحیح ظاهر الروایة وهو التقدیر بما تجوز به الصلوٰة من غیر تفرقة

لان القلیل من الجھر موضع المخافۃ عفوا. الخصحیح ظاھر الروایۃ:
میں ہے وہ اتنی مقدار ہے کہ اس کے ساتھ نماز بغیر کسی تفرقہ کے جائز ہو جائے کیونکہ سر کی جگہ جہر قلیل معاف ہے الخ.

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل باب فی سجود السھو)

حاشیۃ شامی میں ہے:

صححہ فی الھدایۃ والفتح والتبیین والمنیۃ. الخ وتمامہ فیہ۔ اس کو ھدایہ،فتح، تبیین اور منیہ میں صحیح کہا ہے الخ.واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ مترجم ج۶/مسئلہ نمبر ۴۵۵)

کتبـــــہ
محمد اشفاق احمد علیمی

****

باب الامامة

(امامت کا بیان)

ولد الزنا کی امامت کا کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ولد الزنا اگر امامت کرے تو ان کی اقتدا میں نماز کا کیا حکم ہے۔المستفتی محمد عبد اللطیف رضوی بائسی پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــــــــواب بعونــــــــــــــه تعــــــــــالى

ولد الزنا کی امامت مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولی ہے جبکہ وہ سب حاضرین مجلس میں مسائل طہارت ونماز کا علم زائد رکھتا ہو۔

" وَيُكْرَهُ) تَنْزِيهًا (إمَامَةُ عَبْدٍ وَأَعْرَابِيٍّ وَوَلَدُ الزِّنَا (قَوْلَهُ إلَّا أَنْ يَكُونَ أَعْلَمَ الْقَوْمِ)وَلَوْ مُعْتَقًا قُهُسْتَانِيٌّ.

(الدر المختار كتاب الصلاة.باب الإمامة. ج۲،ص۳۵۵)

پھر یہ بھی اس صورت میں ہے کہ دوسرا قابل امامت موجود ہو اگر حاضرین میں صرف وہی لائق امامت ہے تو اسے امام بنانا واجب ہوگا مرتبہ اہل حق کے نزدیک وہی ہے۔

كما قال عزوجل شانه: والله يختص برحمته من يشاء

ولد الزنا پرخود اس گناہ کا الزام نہیں الزام زانی اور زانیہ پر ہے۔

ردالمحتار میں حضرت علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَوَلَدُ الزِّنَا مِنْ وَلَدِ الرِّشْدَةِ، وَالْأَعْمَى مِنْ الْبَصِيرِ فَالْحُكْمُ بِالضِّدِّ اهـ وَنَحْوُهُ

فِي شَرْحِ الْمُلْتَقَى لِلْبَهْنَسِيِّ وَشَرْحِ دُرَرِ الْبِحَارِ، وَلَعَلَّ وَجْهَهُ أَنَّ تَنْفِيرَ الْجَمَاعَةِ بِتَقْدِيمِهِ يَزُولُ إِذَا كَانَ أَفْضَلَ مِنْ غَيْرِهِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(الدر المختار" و ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة ج ۲، ص ۵۶۰ ، دار الفکر بیروت، فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۱۷۹ رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری چھپرہ سارن بہار

۱۹ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

تعزیہ بنانے والے امام کی امامت کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کا امام اگر تعزیہ بناتا ہے اور تعزیہ کے لئے لوگوں کو نہیں روکتا۔ لوگوں کو تعزیہ بنانے کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کی اور چیزیں تو چھوڑ دونگا لیکن میں تعزیہ نہیں چھوڑ ونگا تو ایسے امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے اور ایسے امام کی کمیٹی ساتھ دیتی ہے تو ایسے کمیٹی والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے اور یہ بھی بتائیں کی اسلام میں تعزیہ کی کیا حیثیت ہے؟ سائل محمد رضوان القادری کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

مروجہ تعزیہ داری ناجائز وحرام ہے اور جو امام مروجہ تعزیہ داری کیلئے لوگوں کو راغب کرے یا یہ کہئے کہ میں تعزیہ داری کو نہیں چھوڑ ونگا وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کی امامت مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اس وقت تک جب تک ان افعال قبیحہ سے توبہ نہ کرلے، جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج ۹ /ص ۱۸۶ / قدیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

تعزیہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سیئہ ہے اس کا بنانا دیکھنا جائز نہیں اور تعظیم وعقیدت سخت حرام واشد بدعت، دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں تعزیہ ممنوع ہے شرع میں کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات ان کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائز ہیں۔ (ج ۹ /ص ۱۸۹ /)

الملفوظ ح ۲/ص ۸۷ / میں ارشاد فرماتے ہیں: ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے اور اس فاسق امام کی تائید وحمایت بھی ناجائز ہے اس لئے کمیٹی کے افراد توبہ صادقہ کریں اسلام میں مروجہ تعزیہ داری ناجائز وحرام ہے ہاں ایک صورت جائز کی ہے کہ روضہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا نقشہ بنائے اور ایک جگہ ہی رکھے اسے گشت نہ کرائے گلی گلی محلہ محلہ عورتوں کی بھیڑ نہ ہوں اور کوئی غیر شرعی امور کو انجام نہ دیا جائے تو یہ صورت تعزیہ کی جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

(بحوالہ مروجہ تعزیہ داری مصنفہ حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ)

کتبـــــہ
محمد رضا امجدی مقام ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار
۲ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات

****

مشت زنی کرنے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک امام مشت زنی کرتا ہے اور وہ امام لوگوں میں عام بھی ہے تو کیا ایسے امام کی نماز ہوگی یا نہیں برائے کرم جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں مع حوالے۔ سائل محمد نجم شمسی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

مشت زنی فعل حرام ہے اور مشت زنی کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اس کا اعادہ واجب ہے اور اس کو امام بنانا گناہ ھے لہٰذا جب تک وہ شخص اس فعل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ نہ کرلیں اور اس فعل قبیحہ وشنیعہ سے باز نہ آجائے اس وقت تک اسے امام نہ بنائیں بعد توبہ واستغفار اس کی امامت درست ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

(انوار الفتاوی جلد اول صفحہ نمبر ۲۴۲)

کتبـــــہ
محمد سلطان رضا شمسی
۱۱ اپریل بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا جو امام اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر سڑک پار کرائے انکے پیچھے نماز نہیں ہوگی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے ایک مرتبہ زید اپنی زوجہ کے ساتھ کسی رشتہ دار کے یہاں گیا اور واپسی میں زید کی زوجہ کی طبیعت کچھ ناساز ہوگئ اور زوجہ کی چپّل بھی ٹوٹ گئی زید نے دیکھا کہ چپّل کی دُکان سڑک کہ اُس پار تھی اور ہائی وے ہونے کی وجہ سے گاڑیاں تیز رفتار سے رواں دواں تھی اس صورت حال کو مدِنظر رکھتے ہوئے زید اپنی زوجہ کا ہاتھ پکڑ سڑک پار کیا اور چپّل خرید کر گھر چلا گیا وہاں پر موجود مسجد کے متولی کا بیٹا بکر جس نے زید کو دیکھا اُس نے جمعہ کے روز نماز سے کچھ وقتِ قبل ہنگامہ برپا کیا کہ زید اپنی بیوی کے ہاتھ پکڑ کر روڈ پر چلتا ہے لھذا اُس کے پیچھے نماز نہیں ہوگئ اور اُس نے یہ بھی کہا کہ زید اپنے گھر میں اپنی بیوی کے قریب سے قریب تر بیٹھ کر اُسے دوائی دیتا ہے اِن وجوہات کی بنا پر ہماری نماز زید کے پیچھے ہوگی کہ نہیں براہ کرم شرع کے نقطہ نظر سے وضاحت کے ساتھ جواب اِرسال فرمائیں۔سائل محمد رفیق سُنی مدینہ مسجد فیض پور بیاول ضلع جلگاؤں، مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمةالله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

اولا بکر پر اعلانیہ توبہ استغفار لازم ہے بنا علم کے مسائل بیان کرنا حرام حرام حرام ہیں، بکر جمعہ میں ہی کثیر عوام کے سامنے توبہ استغفار کریں، اور زید سے معافی بھی طلب کریں اور عوام سے بھی معافی طلب کریں۔

(ماخوذ از: بہار شریعت، جلد دوم، حصہ دوازدہم؛؛ بحوالہ: الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الآدب)

اور اگر بکر یہ سب زید سے حسد کرنے کے بنا پر کہا وہ بھی اس لئے حسد کرتا ہیں کہ زید عالم ہیں تو بکر اپنے ایمان کا محاسبہ کریں، استغفار کریں تجدید ایمان کریں اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح یعنی نئے مہر سے نکاح کریں، اور بیعت شدہ ہے تو تجدید بیعت بھی کریں۔

(ماخوذ از: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ)

زید کے پیچھے بلا قباحت نماز ہو جائے گی، جبکہ اور کوئی وجہ مانع نماز نہ ہو، عامہ کتب فقہ وکتب فتاویٰ: بہترین شوہر تو وہ ہے! جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے! جو

اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے! جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔ جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔ جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔ جو اپنی بیوی کے تند مزاجی اور بد اخلاقی پر صبر کرے۔ جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔ جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج وغم میں دل جوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔ جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔ جو اپنی بیوی اور اہل وعیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔ جو اپنی بیوی کے میکا والوں اور اسکی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔ جو اپنی بیوی کو ذلت ورسوائی سے بچائے رکھے۔ جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔ جو اپنی بیوی پر اسطرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔ احادیث رسول اللہ ﷺ کی یہ ترجمانی ہیں۔

(حوالہ: جنتی زیور ص نمبر ۶۰۱۶۱)

اور دوم یہ کہ عوام کو چاہیے کہ مسجد کے کمیٹیوں کا محاسبہ کریں متولی اور مہتمم عالم باعمل ہونا چاہئے، اگر میسر نہ ہو سکے تو صوم وصلاۃ کا پابند، امانت دار، مسائل وقف سے واقف کار، خوش اخلاق، رحم دل، منصف مزاج، علم دوست، اہلِ علم کی تعظیم وتکریم کرنے والا ہو، جس میں یہ اوصاف زیادہ ہوں اس کو متولی اور مہتمم بنانا چاہیے۔

(ماخوذ از: القرآن، پ ۱۰، آیت ۱۸)

گنہگاران امت پر الٰہی مہر ہو تیری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی، مانخورد ممبئی

۱۶ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

دیوث کی امامت کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں زید حافظ ہے اور اپنے علاقہ کی مسجد میں امامت کرتا ہے اور اس کی بیوی اپنے گاوں میں بے پردگی کے ساتھ گھومتی ہے اور اس کے او پر زنا کا الزام بھی ہے اور کچھ لوگوں نے دیکھا بھی ہے اب سوال یہ ہے کہ اس حالت میں زید کی امامت درست ہے کہ نہیں اگر نہیں تو جن لوگوں نے زید کی اقتدا میں جان بوجھ کر نمازیں پڑھی ہیں تو ان کے او پر کونسا حکم شرع نافذ ہوگا حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد وسیم القادری اترولہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالى

اگر زید اپنی بیوی کی بے پردگی سے باخبر ہے اور باوجود قدرت کے اس کو پردہ میں رکھتا نہیں تو زید دیوث ہے اور دیوث کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور ایسی نماز کو دوبارہ ادا کرنا واجب ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اگر عورت جوان اور محل فتنہ ہے اور اس کے باہر پھرنے سے فتنہ اٹھتا ہے اور یہ مطلع ہو کر باز نہیں رکھتا جب بھی کھلا دیوّث ہے اگر چہ پورے ستر کے ساتھ باہر نکلتی ہو، ان سب لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے اور ان کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی قریب بحرام ہے نہ پڑھی جائے اور پڑھ لی تو اعادہ ضرور ہے۔

دوسرے مقام پہ سیدی سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دیوث سخت اخبث فاسق ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اسے امام بنانا حلال نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد 6)

صورت مسئولہ میں زید قدرت کے باوجود اپنی بیوی کو پردہ کی تاکید نہ کی اور نہ سختی کی تو اب زید دیوث ہے اس کی قتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے جس نے جتنی نمازیں ادا کی وہ اپنی نمازوں کا اعادہ کریں اور اگر زید نے ہر کوشش کی سختی و تاکید کیا اس کے باوجود اس کی بیوی باز نہیں آتی تو اب زید

دیوث نہیں کہ اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور اسکی اقتدا بلا کراہت جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند
۲۶ فروری بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

فجر کی سنت بغیر پڑھے امامت کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال: بغیر سنت پڑھے امام فجر کی نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل: محمد توفیق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــالی

سنت فجر کی بہت تاکید آئی ہے بلا ضرورت ترک کرنا گناہ ہے اور جو عادی ہو وہ فاسق ہے

بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر اتنا وقت باقی ہے کہ سنت پڑھ لینے کے بعد فرض ادا کر لے گا تو سنتوں کے پڑھنے کے بعد نماز پڑھائے فجر کی سنت کی تاکید بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ قریب بوجوب ہے بلکہ بعض فقہاء کرام اس کے وجوب کے قائل ہیں اگر سنت فجر بغیر پڑھے ہوئے امامت کرے تو اس کا ترک لازم آئے گا کہ اب اس کی قضا بھی نہیں اور بلا شبہ بے عذر سنت فجر کا ترک اساءت ہے اور ظہر کی سنتیں اگرچہ بعد فرض پڑھ لے گا مگر بلا عذر اس کو اس کی جگہ سے ہٹانا بھی برا ہے کہ سنت قبلیہ میں اصل سنت یہی ہے کہ وہ فرض سے قبل پڑھی جائے جماعت قائم ہونے کے بعد مقتدی کا جماعت میں مشغول ہونا اور سنت کا موخر کرنا عذر شرعی کی وجہ سے ہے مگر بلا وجہ امام کا مؤخر کرنا سنت کے خلاف ہے۔

نماز تو ہو جائے گی مگر امام نے برا کیا اور اگر مؤخر کرنے کی عادت کر لی ہے اور بار بار یہی کرتا ہے تو گنہ گار بھی ہوگا اور اقتدا بھی درست نہ ہوگی فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

قول الامام الاجل فخر الاسلام ، ان تارك السنة المو كدة يستوجب

الاساءة أی بنفس الترك و كراهة أی تحریمیة أی عند الاعتیاد "اھ
یعنی امام اجل فخر الاسلام کا قول کہ سنت موکدہ کا تارک اساءت کا مستحق ہے یعنی نفس سنت کو ترک کرنے سے اور کراہت تحریمی کا عادت کرلے۔
(فتاوی بحر العلوم کتاب الصلاۃ،امامت کا بیان ج 1 ص 384)
اور مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:
ان دونوں وقتوں (فجر وظہر) کی سنتیں سنت موکدہ ہیں۔ان کو قصداً (جان بوجھ کر) ترک کرنا گناہ ہے،لہذا امام مقتدیوں سے کہہ دے کہ اتنا انتظار کریں کہ میں سنتیں پڑھ لوں،محض وقت کی پابندی کرنے کے لئے سنتیں چھوڑ کر امامت کروانا جائز نہیں۔
(وقار الفتاوی کتاب الصلاۃ،امامت کا بیان ج 2 ص 188 مطبوعہ،بزم وقار الدین،کراچی)
اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ نے اسے مکروہ لکھا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ" بلاعذر چار رکعت سنت پڑھے بغیر ظہر فرض کی امامت کرنا مکروہ ہے۔واللہ تعالی اعلم
(فتاوی فیض الرسول باب الامامت ج 1 ص 262 مطبوعہ شبیر برادرز،لاہور)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۸ فروری بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

فلم دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
مسئلہ زید پڑھا لکھا ہوشیار ہے اور مدرس کی حیثیت سے علم دین کی تعلیم بھی دیتا ہے اور اس نے ایک مرتبہ فلم دیکھا اور دوسرے مرتبہ پھر دیکھنے کے لئے گیا مگر اس مرتبہ ٹکٹ نہ پانے کی وجہ سے مایوس ہو کر واپس چلا آیا اور وہی امامت بھی کرتا ہے آیا اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔سائل محمد مصدق رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

فلم دیکھنے ناچ گانا سننے والا شخص فاسق معلن ہے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اسی طرح کے ایک سوال کے بارے میں حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایسا شخص فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی ،لہٰذا فلم دیکھنے کے بعد جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ہیں ان کو دوبارہ پڑھیں اور آئندہ تاوقتیکہ! وہ توبہ نہ کرلے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں ۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ نمبر 326)

کتبــــــہ

ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی میرج شریف مہاراشٹر

۱۹ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا ٹیوی دیکھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک حافظ قرآن جو جماعت کے وقت ٹیوی پر میچ دیکھتا ہے اور رمضان میں مکمل نماز تراویح پڑھاتا ہے اور کبھی کبھی بیچ میں جب مسجد پہنچ گیا تو بھی نماز پڑھا دیتا ہے تو آیا کہ اس حافظ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ اور جو بیچ میں کبھی مسجد پہنچ گیا تو نماز پڑھا دیتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ علمائے کرام رہنمائی فرمائیں ۔سائل محمد رفیق انصاری بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

ٹیلی ویژن دیکھنا ناجائز وحرام ہے اور اسکو دیکھنے والے فاسق ہیں ۔لہٰذا ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ۔ (فتاوی فقیہ ملت ج 1 ص 116)

رد المحتار میں :مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ التحریم تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم اھ.

درمختار میں ہے:کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتہا اھ

لہٰذا ایسے حافظ کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے نماز تراویح کا بھی یہی حکم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد عمر رضا حشمتی پیلی بھیت شریف

۱۳ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

برص والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ زید حافظ ہے اور زید کے دونوں ہاتھوں کے ہتھیلی میں اوپر نیچے کلائی تک برص جیسا مرض ہے دیکھنے میں صاف ظاہر ہوتا ہے کیا اس کی امامت میں کسی قسم کی قباحت ہے اس کے پیچھے نماز تراویح درست ہے یا نہیں مدلل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل محمد ادریس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

یہ برص والے جسکا برص ظاہر ہو اسکو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے* اور یہ بھی اس وقت ہے جبکہ اس سے بہتر کوئی مستحق امامت ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۸۷)

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۲۳ اپریل بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

مقتدی تشہد پورا نہ کر پایا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال امام کے پیچھے ایک ایسا مقتدی نماز پڑھتا ہے جو دوسری رکعت پر امام کے تشہّد پڑھنے کے بعد بھی کھڑا نہیں ہو پارہا مطلب مقتدی کا تشہد پورا نہیں ہوتا اس سے پہلے کہ امام کھڑا ہونے بعد کبھی سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہے کبھی نہیں پڑھتا تو اس میں مقتدی و امام کے لیے کیا حکم ہے جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

سائل: نعمان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

ہر صورت میں پوری کرلے اگر چہ اس میں کتنی ہی دیر ہو جائے۔

لان التشهد واجب والواجب لا يترك لسنة والمسئلة منصوص عليها في الخانية وغيرها في كتب العلماء

تشہد واجب ہے اور واجب کو سنت کی وجہ سے ترک نہیں کیا جا سکتا اس مسئلہ پر خانیہ اور دیگر علماء کی کتب میں نص موجود ہے الغرض وہ شخص تشہد پورا کرے گا اگر چہ امام سلام پھیر دے۔ واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۷) ص (۵۲)

کتبـــــــه

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۳ بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

مقتدی کا مصلی امام کے مصلی سے کتنی دوری پر ہونا چاہیے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ ذیل میں کہ مقتدی کا مصلی امام کے مصلی سے کتنی دوری پر ہونا چاہیے

؟ کچھ فاصلے پر یا بالکل متصل برائے مہربانی مدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ المستفتی: زبیر چھپروی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

مقتدی اور امام کے مصلی کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ مقتدی بہ اطمینان پرسکون سجدہ کرسکیں اس سے زائد فاصلہ مکروہ وخلاف سنت ہے جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"فصل بقدر کفایت وحاجت ہو جس میں مقتدی بخوبی سجدہ کرلیں اور اس سے زائد فصل کثیر مکروہ وخلاف سنت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(ج:7/ص:141/ باب الجماعۃ/ دعوت اسلامی)

کتبـــــه
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ
۱۰ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۴ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

داڑھی منڈانے کتروانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ داڑھی کتروانے والے امام کے متعلق حکم ارشاد فرمائیں۔ سائل شان علی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے داڑھی بڑھانے اور مونچھوں کو کم کرنے کی تاکید فرمائی ہے اس تعلق سے دو حدیثیں پیش نظر ہیں دیکھیں:

" عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و سلم

جزوالشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس "

(مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ (اس طرح) مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

" عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم خالفوا المشركين اوفروا اللحى واحفوا الشوارب"

(بخاری مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو (اس طرح کہ) داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کتراؤ۔

(انوار الحدیث صفحہ 383)

حضرت شمس العلماء مفتی شمس الدین احمد جعفری رضوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ داڑھی بڑھانا انبیاء علیھم السلام کی سنت ہے منڈانا یا ایک مشت سے کم کرانا حرام ہے ہاں! ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہو اس کو کٹوا سکتے ہیں۔

(قانون شریعت حصہ دوم صفحہ 217 بحوالہ درمختار)

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر 192)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص داڑھی منڈاتا یا کترواتا ہے وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے لہذا ایسے شخص کے پیچھے پڑھی گئی نمازیں واجب الاعادہ ہیں اس لئے جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھے ہیں دوہرانا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

۷ اذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۸ اگست ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

****

نابالغ کی امامت کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

مسئلہ اگر سب جاھل ہوں اور اسی جاھلوں میں ایک نابالغ لڑکا جو ۸ پارے کا حافظ ہو تو کیا وہ نابالغ لڑکا فرض نماز کو پڑھا سکتا ہے کیا ہے حکم شرع؟ سائل علاء المصطفیٰ فیضی سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

نابالغ بالغ کی امامت نہیں کرسکتا، نابالغ کی اقتدا میں بالغ کی کوئی نماز نہ ہوگی بہار شریعت میں ہے" عورت، خنثیٰ، نابالغ لڑکے کی اقتدا مرد بالغ کسی نماز میں نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ نماز جنازہ وتراویح و نوافل میں اور مرد بالغ ان سب کا امام ہوسکتا ہے، مگر عورت بھی اس کی مقتدی ہو تو امامتِ عورت کی نیت کرے سوا جمعہ وعیدین کے کہ ان میں اگرچہ امام نے امامتِ عورت کی نیت نہ کی، اقتدا کرسکتی ہے۔
(امامت کا بیان، ح ۳)

ان جاہلوں میں اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق صحیح القراءت مسائل نماز وطہارت کا جاننے والا جامع شرائط امامت ہو تو اسے امام بنالیں ورنہ اپنی اپنی پڑھیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

شان محمد المصباحی القادری جراری فرخ آبادیوپی

۲۹ نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

بہرے کی امامت کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں زید ایک مسجد کا امام ہے لیکن وہ

بہرا ہے اسکو سنائی نہیں دیتا لیکن وہ سنائی دینے والی مشین دونوں کانوں میں لگاتے ہیں جس سے انکو بہت اچھا سنائی دیتا ہے اگر درمیان نماز کوئی لقمہ دیتا تو لقمہ بھی سنائی دیتا ہے اور سمجھ بھی جاتے ہیں سننے میں الۃ جدیدہ سے کوئی دقت بھی نہیں ہوتی تو بتائیں مزکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی کراہت وقباحت تو نہیں ہوتی لیکن وہ باصلاحیت بہترین عالم دین بھی ہیں باحوالہ کتب فقہ دیکر دارین کے نعمتوں کے حقدار بنے۔سائل الیاس رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

سب سے اول واہم بات ذہن نشین فرمائیں کہ امامت کے لیے سب سے زیادہ مستحق ولائق امامت وہ شخص ہے جو صحتِ نماز وفسادِ نماز کے مسائل سے زیادہ آگاہ ہو اور اگر سب علم میں برابر ہیں تو پھر وہ لائق امامت ہے جو تجوید قراءت کے لحاظ سے سب سے اچھا ہو۔

(عامہ کتب فقہ)

اعلی حضرت علیہ الرحمۃ سے بہرے کی امامت کے تعلق سے سوال کیا:

بہرے کے پیچھے تراویح یا فرض نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جائز ہے اور اس کا غیر بہتر ہے اگر یہ علم وقراءت میں افضل نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ جلد5 ص605)

لیکن بہرے کی امامت کے متعلق کچھ باتوں میں خرابی آتی ہے اور وہ یہ کہ انسان نسیان سے مشتق ہے اور وقت سہو امام اصلاح مقتدیوں کے بتانے سے ہوتی ہے اور وہ سمع پر موقوف ہے اور اگر امام بہرا ہو اور مقتدی کی اصلاح کو سماعت نہ کرسکتا ہو تو پھر نماز فاسد یا مکروہ تحریمی ہوجائے گی مثلاً قعدۂ آخیرہ چھوڑ کر اٹھا مقتدی کا بتانا نہ سنا یا زائد سجدہ کردیا فرض باطل ہوگیا یا قعدۂ اولی چھوڑا اور بتانے پر مطلع نہ ہوکر سلام پھیر دیا وغیرہ وغیرہ یہ سب ایک بہرے ہونے پر خرابی آسکتی ہے۔

لیکن صورت مسئولہ میں اگر واقع زید جو کہ عالم باصلاحیت ہے اور عدم جواز کی کوئی اور وجہ نہ ہو اور وہ مشین کے ذریعے اپنی قوت سماعت حاصل کرتا ہے اور مشین نماز میں مخل نہ ہوتا ہو جو خرابی ایک بہرے امام سے ہوسکتی ہے وہ زید سے نہ ہوتی ہے تو زید کی امامت جائز ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــه

محمد جابر القادری رضوی جاجپور اڑیسہ
۲۲ جون بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

فاتحہ مع خلف الامام کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
حضور اگر کوئی شخص امام کے پیچھے امام کی قرأت کو دہرائے تو کیا اسکی نماز ہوگی؟ سائل حسر الدین کراکت
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی
مقتدی کو امام کی اقتداء میں خاموش رہنا چاہیئے قراءت کرنا منع ہے قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید:
وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (القرآن)
اور جب قرآن پڑھا جائے خاموش کھڑے رہو اور کان لگا کر سنو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہری قراءت والی نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:
ھل قرا معی احد منکم انفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قال انی اقول مالی انازع القرآن قال فانتھی الناس عن القراۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما جھر فیه، بالقراۃ عن الصلوۃ حین سمعوا ذلك من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
(مالك، احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجه، بحواله مشكوٰة: 81)
ابھی ابھی تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرآن پڑھا؟ ایک شخص نے عرض کی جی ہاں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرمایا میں کہہ رہا تھا میرے ساتھ قرآن میں جھگڑا کیوں ہو رہا ہے؟ کہا اس کے بعد جب لوگوں نے یہ بات جہری نمازوں کے بارے میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن لی تو قراءت خلف الامام ترک کر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان المصلی یناجی ربه ولا یجهر بعضکم علی بعض بالقرآن.

(احمد بن حنبل، بحواله مشکوٰة 81)

نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں کوئی آواز سے قرآن نہ پڑھے۔ سو اسے دیکھنا چاہیے کہ کیسی سرگوشی کر رہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انما جعل الامام لیوتم به فاذا کبر فکبروا و اذا قرا فانصتوا.

(ابو داؤد، نسائی، ابن ماجه، بحواله مشکوٰة 81)

امام صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ پھر جب تکبیر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، اور جب قرآن پڑھے تو خاموش رہو۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صبح کی نماز پڑھ رہے تھے: فثقلت علیه القراءة. فلما فرغ قال لعلکم تقرؤن خلف امامکم قلنا نعم یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، قال لا تفعلوا الا بفاتحة الکتاب فانه لا صلوة لمن لم یقرا بها.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن پڑھنا دشوار ہو گیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا، شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرآن پڑھتے ہو؟ ہم نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرمایا ایسا مت کرو۔

مذکورہ بالا حوالہ سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ مقتدی کو امام کی اقتداء میں خاموش رہنا چاہیے قرأت نہیں کرنی چاہیے جو شخص ایسا کرتا ہے اسکی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــہ

محمد امین قادری رضوی دیوان بازار مرادا باد یوپی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

* *

اگرامام سے سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولک الحمد دونوں ادا ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضور کیا سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد اللھم ربنا ولک الحمد پڑھنا فرض نماز میں امام کو درست ہے۔سائل محمد ریحان انصاری کراکت جونپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

رکوع سے اٹھنے میں امام کے لئے سَمِعَ اللہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ کہنا مسنون ہے مقتدی کے لیے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنا مسنون ہے اگرامام سے دونوں ادا ہوجائے تو کوئی حرج نہیں البتہ امام کا ربنا لک الحمد بلند آواز سے کہنا مناسب نہیں بایں وجہ کہ یہ مقتدی کے لئے اشتباہ ہے،نور الایضاح مع ملاقی الفلاح میں ہے:

ثم رفع رأسه و اطمأن قائلا سَمِعَ اللہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ .رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ لو (کان) اماما أو منفردا ـ واللہ تعالی اعلم

(فصل فی کیفیۃ ترکیب افعال الصلاۃ صفحہ 152)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۱۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

کون سی حالت میں ایک امام تین جگہ نماز پڑھا سکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میرا سوال یہ ہے کہ کون ایسی شرط پائی جانے پر ایک امام ایک ہی وقت میں تین مسجد میں امامت کیا اور تینوں جگہ کی مقتدیوں کی نماز ہوگئی وہ کیسے جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بھار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

اسکی صورت یہ ہے کہ دیہات کے ایک امام نے گاؤں کے لوگوں کو ظہر کی نماز ادا فرض

پڑھائی پھر وہ شہر میں جمعہ نماز پڑھنے کی نیت سے چلا تو ان کی فرض نماز ظہر کی باطل ہوگئی پھر راستہ میں کسی نے بتایا کہ شہر میں جمعہ کی نماز ہوگئی تو اس نے گاؤں کی مسجد میں لوگوں کو پھر ظہر کی نماز پڑھائی اور جب شہر پہونچا تو پتہ چلا کہ ابھی جمعہ کی نماز نہیں ہوئی ہے تو پھر اس نے جمعہ پڑھنے کے لئے چلا تو ان کی ظہر کی نماز باطل ہوگئی اور جب جمعہ پڑھنے کے لئے امام کے پیچھے کھڑا ہوا تو جمعہ کے امام کا پہلی رکعت میں وضو ٹوٹ گیا تو اس نے اسی دیہات میں رہنے والے کو خلیفہ بنایا تو اس نے اب سب کو جمعہ پڑھائی تو اس طرح تینوں مسجد کے مقتدیوں کی فرض نماز ایک ہی امام کے پیچھے ہوگئی۔اسی طرح غنیہ صفحہ ۵۷۶ میں ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فقہی پہیلیاں صفحہ ۱۱۴)

کتبــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۰ دسمبر بروز سوموار ۲۰۱۸

****

لنگڑے کی امامت درست ہے یا نہیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

لنگڑے آدمی کی امامت درست ہے یا نہیں حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔سائل حافظ ندیم خان لکھنو

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــالی

درست ہے لنگڑے کی امامت کے متعلق سرکار اعلی حضرت تحریر فرماتے ہیں اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی امامت بلا شبہ جائز ہے پھر اگر وہی عالم ہے تو وہی زیادہ مستحق ہے اس کے ہوتے جاہل کی تقدیم ہرگز نہ چاہئے اور اگر دوسرا عالم بھی موجود ہے جب بھی اس کی امامت میں حرج نہیں مگر بہتر وہ دوسرا ہے، یہ سب اس صورت میں کہ دونوں شخص شرائط صحت وجواز امامت کے جامع ہوں صحیح خواں صحیح الطہارۃ سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ورنہ جو جامع شرائط ہوگا وہی امام ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ جلد 5 ص 556)

کتبــــــہ
الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند
24 مارچ بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

ایک امام کو دو مسجدوں میں تراویح پڑھانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے
ایک امام ایک ہی دن میں دو مسجد میں تراویح پڑھا سکتے ہیں یا نہیں جواب عنایت فرمائیں
عین نوازش ہوگی۔سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

ایک امام کو دو جگہ ایک ہی دن میں پوری پوری تراویح پڑھانا جائز نہیں ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ایک امام دو مسجدوں میں تراویح پڑھاتا ہے اگر دونوں میں پوری پوری پڑھائے تو ناجائز ہے، اور اگر گھر میں تراویح پڑھ کر آیا اور امامت کی تو مکروہ ہے۔واللہ تعالی اعلم

(حصہ چہارم تراویح کا بیان صفحہ ۱۱۷)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۲۳ اگست بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

فاسق کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ جو شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو مثلاً فاسق ہو تو کیا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی. برائے مہربانی عربی عبارت اور ترجمہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔المستفتی حافظ ارباز عالم نظامی کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

جی ہاں فاسق کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ جیسا کہ صغیری میں:

"یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم"

فاسق کی تقدیم (یعنی امامت) مکروہ تحریمی ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے:

کرہ امامۃ الفاسق العالم لعدم اھتمامہ بالدین فتجب اھانتہ شرعا فلا یعظم بتقدیمہ للامامۃ

فاسق عالم کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ دین کی اتباع کا اہتمام نہیں کرتا۔ لہذا شرعاً اس کی تذلیل واجب ہے پس امامت کے لئے تقدیم کی صورت میں اس کی تعظیم درست نہیں۔

(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی فصل فی بیان الاحق بالامامۃ مطبوعہ اصح المطابع کراچی ص۱۶۵)

اور جیسا کہ ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا الْفَاسِقُ فَقَدْ عَلَّلُوا كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ بِأَنَّهُ لَا يُهْتَمُّ لِأَمْرِ دِينِهِ، وَبِأَنَّ فِي تَقْدِيمِهِ لِلْإِمَامَةِ تَعْظِيمَهُ، وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ إهَانَتُهُ شَرْعًا، وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ إذَا كَانَ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهِ لَا تَزُولُ الْعِلَّةُ، فَإِنَّهُ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ فَهُوَ كَالْمُبْتَدِعِ تُكْرَهُ إمَامَتُهُ بِكُلِّ حَالٍ

فاسق کی امامت کے مکروہ ہونے کی فقہاء نے یہ علّت بیان کی ہے کہ وہ اپنے دین کی تعظیم و اہتمام نہیں کرتا اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ امامت کے لئے اس کی تقدیم میں تعظیم ہوگی حالانکہ شرعاً لوگوں پر اسکی اہانت کا حکم ہے۔ واضح رہے کہ جب فاسق دوسروں سے زیادہ صاحب علم ہو تو یہ علت زائل نہیں ہو جاتی کیونکہ ممکن ہے وہ بغیر طہارت کے ہی نماز پڑھا دے بہر حال وہ بدعتی کی طرح ہے۔ جس کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار)، جلد۱ صفحہ۵۵۶)

کتبــــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار
۱۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

گستاخ رسول کی اقتداء کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
میرا سوال علماء سے ہے کہ گستاخ رسول کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ المستفتی ادریس احمد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

گستاخ رسول کافر و مرتد ہے اس کے پیچھے اصلا نماز نہیں پھر بھی کسی نے اقتداء کی تو اس کی تین صورتیں ہوں گی۔

اول اگر اس کے عقیدہ باطلہ فاسدہ پر مطلع تھا پھر اسکو مسلمان جان کر اسکی اقتداء میں نماز پڑھی تو نماز تو بعد میں فاسد ہوگی پہلے ایمان ہی فاسد ہوگیا۔

دوم اگر مطلع تھا پھر اسکو کافر ہی سمجھ کر نماز پڑھا تو ایمان تو نہ گیا لیکن نماز فاسد ہوگئی

سوم اگر اسکی باطل عقیدہ پر مطلع نہ تھا عدم علم کی وجہ سے پڑھ لیا پھر بھی نماز کا اعادہ فرض ہے اگر چہ ایمان سلامت ہے۔

نیز پہلی صورت میں تجدید ایمان و نکاح بیعت کا حکم دوسری میں اور تیسری میں بس توبہ کرے۔
(کتب فقہ وفتاویٰ)

بہار شریعت میں تفسیر روح البیان کے حوالے سے ہے: نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصل تمام فرائض ہے کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔ واللہ تعالی اعلم
(بہار شریعت حصہ اول عقائد متعلّقہ نبوت صفحہ 48 موبائل ایپ)

کتبہ
محمد معصوم رضا نوری منگلور کرناٹک انڈیا
۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

اگر کسی انسان کا ہاتھ کٹا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علماء اکرام وضاحت فرمائیں ایک شخص حافظ قرآن ہے اسکا ہاتھ کہنی تک کٹا ہوا ہے بجلی کے پکڑنے کی وجہ سے کٹوانا پڑا کیا اسکے پیچھے نماز ہو جائے گی اسکے بارے میں وضاحت فرمائیں مع حوالہ بھی ارسال فرمائیں۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

شخص مذکور کا ہاتھ اگر کہنی تک کٹا ہوا ہے اگر وہ شخص وضو و غسل صحیح کر لیتے ہیں اور کوئی شرعی خرابی نہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فقیہ ملت صفحہ ۱۱۵)

کتبـــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل در بھنگہ بہار

****

جس امام کی برائی کی ہے اسی امام کے پیچھے نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

حضرات مفتیان کرام کی بارگاہ اقدس میں گزارش ہے کہ ایک شخص ہے جو امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اور امام صاحب کی برائی بھی کرتا ہے شریعت میں اس شخص کے لئے کیا حکم ہے نماز ہوگی یا نہیں حوالہ کے ساتھ ضرور نوازیں، عین نوازش ہوگی، ابھی جمعہ کے پہلے ہی بھیج دیں بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل محمد شمشاد رضا برکاتی لکھیم پورکھیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر امام میں فسق کی علامت پائی جارہی تو برائی کرنا درست اور اگر نہیں پائی جارہی ہے تو ایسا کرنا سخت گناہ اور حقوق العباد میں گرفتار ہے جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ

ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اگر امام فاسق معلن ہے اس لئے کوئی اس کی بُرائی بیان کرتا ہے تو اس صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں اور ایسے امام کے پیچھے کسی کو نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر فاسق معلن نہیں تو بُرائی کرنے والا سخت گنہگار حق العباد میں گرفتار مگر اس کی نماز اس کے پیچھے ہوجائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۲۷۲)

کتبــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۱ جون بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

مسبوق کو خلیفہ بنایا تو نماز کیسے مکمل کرے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ مسبوق کو اگر خلیفہ بنایا جائے تو نماز کیسے مکمل کرے۔ سائل محمد حسنین اختر لکھیم پوری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

امام کے لئے اولی ہے کہ مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے بلکہ کسی اور کو اور جو مسبوق ہی کو خلیفہ بنائے تو اسے چاہئے کہ قبول نہ کرے اور قبول کرلیا تو ہوگیا۔

(عالمگیری)

مسبوق کو خلیفہ بنا ہی دیا تو جہاں سے امام نے ختم کیا ہے مسبوق وہیں سے شروع کرے رہا یہ کہ مسبوق کو کیا معلوم کہ کیا باقی ہے لہذا امام اسے اشارے سے بتادے مثلا ایک رکعت باقی ہے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے دو ہوں تو دو سے رکوع کرنا ہوتا گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے سجدہ کے لئے پیشانی پر قراءت کے لئے منھ پر سجدۂ سہو کے لئے پیشانی وزبان پر سجدۂ سہو کے لئے سینہ پر رکھے اور اس مسبوق کو معلوم ہو تو اشارے کی کوئی حاجت نہیں۔

(درمختار عالمگیر)

مسبوق کو خلیفہ کیا تو امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لئے کسی مدرک کو مقدم کردے کہ وہ سلام پھیرے۔

(عالمگیری وغیرہ، بہار شریعت جلد اول حصہ سوم 75 / 74 خلیفہ کرکے کا بیان)

بعدہ مسبوق اپنی نماز پوری کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۲۹ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

ایسے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا جو نماز کو قصداً ترک کرتا ہو؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک حافظ صاحب امامت کرتے ہیں جب چھٹی پر گھر آتے ہیں تو نماز نہیں پڑھتے ہیں پینٹ شرٹ پہن کر گھومتے ہیں دلبا گ کھاتے ہیں ایسے حافظ صاحب کو امام بنانا کیسا ہے انکے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عبدالکریم مراد آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

بلا عذر شرعی قصداً ایک بھی وقت کی نماز چھوڑنے والا گنہگار مستحق عذاب نار فاسق معلن ہے جسکی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اگر واقعی امام صاحب گھر آکر نماز کی پابندی نہیں کرتے ہیں تو یقیناً وہ فاسق معلن ہیں اور انکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ امام اھل سنت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

جو ایک وقت کی نماز بھی قصداً بلا عذر شرعی دیدہ و دانستہ قضا کرے فاسق ومرتکب کبیرہ ومستحق جہنم ہے۔
(فتاوی رضویہ شریف جلد 2 صفحہ 194 مکتبہ رضا اکیڈمی ممبئی)

فاسق کو امامت سے معزول کرنا واجب ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد 3 صفحہ 186)

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: ان امامۃ الفاسق مکروھۃ تحریما
یقیناً فاسق معلن کی نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۰۲ المکتبۃ الفیصل)

اور فاسق کو امام بنانا گناہ جیسا کہ درمختار میں ہے: لوقدموا فاسقا یاثمون لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً۔
یعنی اگر فاسق کو نماز کے لئے آگے کیا تو وہ لوگ گہنگار ہونگے اس لئے کہ فاسق اسکی اقتداء میں اسکی تعظیم ہے جبکہ عند الشرع اسکی توہین واجب۔

(ج دوم کتاب الصلاۃ زکریا دیوبند)

اور رہا پینٹ شرٹ کا پہننا تو یہ عوامی لباس ہے خواص حضرات کو اس سے بچنا چاہیے تاکہ کسی طرح کا کوئی اعتراض وارد نہ ہو باقی اسکا پہننا ناجائز وحرام نہیں ہے جس سے نماز پر کوئی فرق پڑے اسی طرح گٹکھا کھانا بھی ناجائز وحرام نہیں اگرچہ بچنا بہتر ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد عمر رضا حشمتی پیلی بھیت شریف
۱۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

شب معراج نبی نے کونسی نماز پڑھائی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ھین علماء دین ومفتیان عظام کہ سرکار جب معراج شریف مین تشریف لے گئے تو آپ نے سارے نبیوں کی امامت فرمائی آپ نے کونسے وقت کی نماز پڑھائی اور وہ نماز کتنے رکعت کی تھی مفصل حوالہ کیساتھ تحریر کریں۔ المستفتی: عبداللہ صدیقی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

شب معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم السلام کی جو امامت فرمائی اس سے متعلق تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خاطر انبیاء علیہم

الصلوۃ والسلام کو جمع فرمایا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کی امامت فرمائیں اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام آپ کی عظمت وفضیلت اور آپ کی برتری کو جان لیں۔

واقعۂ معراج کی تفصیلی روایات صحیح بخاری و صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے،امامت کے بارے میں ارشاد ہے:

فحانت الصلوۃ فامتھم

ترجمہ: نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے انبیاء کی امامت کی۔

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب فی ذکر المسیح ابن مریم و المسیح الدجال، حدیث نمبر: 448)

اس حدیث پاک کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: و لعل المراد بھا صلوۃ التحیۃ او یراد بھا صلوۃ المعراج علی الخصوصیۃ۔

ترجمہ: اس نماز سے مراد نمازِ تحیۃ المسجد ہے یا معراج کی خصوصی نماز ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح،کتاب الفضائل،باب فی المعراج)

اور صاحب تفسیر روح البیان مترجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انبیائے کرام کو جماعت کے ساتھ دو رکعت نفل نماز پڑھائی تھی،تفصیل کے لیے روح البیان مترجم ج 8 ص 30 / 29 کا مطالعہ کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۳۱ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۸

****

جماعت سے قبل تنہا نماز پڑھنے کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علماءِ کرام کی بارگاہ میں ادب واحترام کے ساتھ ایک سوال اگر کسی نے جماعت سے پہلے اپنی نماز تنہا پڑھ لیا کیا اسکی نماز ہو گی یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عطا فرمائیں عین کرم ہو گا۔سائل محمد عرفان بہرائچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جماعت سے قبل نماز ادا کی تو نماز تو ہو جائے گی لیکن اگر بلا عذر شرع ادا کیا تو گنہگار ہوا کیونکہ جماعت کے ساتھ مردوں کو نماز ادا کرنا واجب ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

نماز تو ہر طرح ہو جائے گی لیکن قبل جماعت الگ الگ پڑھیں اور ایک کا حال دوسرے کو معلوم ہو اور ان میں ایک قابل امامت ہے اس کو کوئی عذر شرعی نہ ہو تو ان پر ترک جماعت کا الزام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۷) ص (۱۹۳) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی لٹیہار بہار

۵ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۷ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

امام صاحب کے گلے کا بٹن کھلا رہا تو نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال ایک امام صاحب جب نماز پڑھاتے ہیں تو گلے کا بٹن کھلا رہتا ہے اگرچہ گلے کی ہڈی نظر نہیں آتی ہے بہتر تو یہ ہو کہ بٹن لگا لیں تاکہ مقتدیوں میں بٹن بند کرنے کا ایک رجحان پیدا ہو لیکن امام صاحب ماننے کو تیار نہیں ہیں آپ حضرات رہنمائی فرمائیں۔ سائل عقیل خان ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر کرتے یا قمیص کے اوپر کا بٹن نہ لگانے کے سبب گلے کے پاس کا بٹن ہلکا سا کھلا رہا تو حرج نہیں اور اگر سینہ کھلا رہا تو مکروہ تحریمی تو اس صورت میں امام ومقتدی اور منفرد سب پر نماز کا اعادہ واجب جیسا کہ فتاویٰ رضویہ وبہار شریعت کے حوالے سے حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

قمیص یا کرتے کے بٹن لگا لئے کہ سینہ ڈھک گیا اور اوپر کا بٹن نہ لگانے کے سبب گلے کے پاس کا خفیف (ہلکا سا) حصہ کھلا رہا تو حرج نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ نمبر 447)

اور اگر سینہ کھلا رہا تو مکروہ اور ظاہر کراہت تحریمی۔

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ نمبر 166)

اور اس صورت میں امام ومقتدی اور منفرد سب پر نماز کا اعادہ واجب،"کل صلوۃ ادیت مع کراهة التحريم تجب اعادتها"

(درمختار، فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ نمبر 273)

لہذا امام مذکور احتیاط رکھیں قبل تکبیر تحریمہ قمیص آستین اور پائجامہ شلوار کی مہڑی وغیرہ درست کرلیا کریں تاکہ مقتدیوں کے درمیان کسی قسم کی بدگمانی پیدا نہ ہو اور مقتدی حضرات بھی اپنے امام پر کسی قسم کی ریشہ دوانی نہ کریں علمائے کرام ائمہ کرام کا ادب واحترام کیا کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۸ اکتوبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

امام کو نوکر غلام سمجھنے والے پر کیا حکم ہے ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام پر حکم چلائے اسکو اپنا غلام سمجھے تو کیا اسکی اس امام کے پیچھے نماز سہی ہوگی یا نہیں اور جو امام کو غلام سمجھے اسکے لئے شریعت کا کیا حکم ہے رہنمائی فرمائیں۔سائل محمّد عرفان رضا مراداباد

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالى

امام واجب التعظیم ہے اس کو غلام ونوکر سمجھنا کہنا سخت بے ادبی ہے فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ: کسی بھی عالم دین یا امام کو اگرچہ تنخواہ دار ہو نوکر سمجھنا اور نوکر کہنا بے ادبی ہے جس طرح ماں

باپ کی بیوی ضرور ہے مگر اسے اس لفظ کے ساتھ یاد کرنا ماں کی توہین ہے ایسے ہی تنخواہ دار عالم دین اجیر ضرور ہے مگر اسے نوکر کہنا یا اس کے ساتھ نوکر جیسا برتاؤ کرنا اس کی توہین ہے فتاویٰ رضویہ میں ہے امام اگر کسی قوم کا تنخواہ دار ہے تو وہ ان کا نوکر ضرور ہے مگر نہ خدمت گار بلکہ مخدوم جیسے علماء وقضاۃ وسلاطین کہ بیت المال سے وظیفہ پاتے ہیں مگر وہ رعایا کے خدمت گار نہیں ہو سکتے ۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ 516)

امام کو جو وظیفہ دیا جاتا ہے وہ تنخواہ ہی ہے جو اس کے کام کے عوض میں دیا جاتا ہے یہ اور بات ہے کہ تعظیما اس تنخواہ کو ہدیہ کا نام دے دیا جائے مگر حقیقت میں وہ اجرت ہی ہے جو نماز پڑھانے کے عوض میں دی جاتی ہے ۔

(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد دوم کتاب الاجارہ صفحہ 300 / 301)

رہا اس شخص کی نماز اس امام کے پیچھے ہونے کا سوال تو اس بابت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

محض دنیوی کدورت کے سبب اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں (یعنی نماز ہو جائے گی ۔

(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الامامۃ صفحہ 263 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ امام کی تعظیم لوگوں پر ضروری ہے خبردار امام کو غلام اور نوکر ہرگز نہ کہے نہ سمجھے اور اگر ایسا تصور رکھتا تھا تو صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ ایسے خیالات سے بچے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۵ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟ نیز جس عالم دین کی قرأت اچھی نا ہو ان کے پیچھے نماز کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال امامت کا حقدار کون ہے کون شخص امامت کر سکتا ہے جو عالم قرآن کو ترتیل کے ساتھ نہ پڑھ پاتا ہو کیا وہ امامت کر سکتا ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں ۔ سائل علاؤ الدین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

امامت کا زیادہ حقدار کون ہے تو پیشوائے اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

امامت میں بعد اس کے دو ۲ شخص جامع شرائطِ امامت سُنّی العقیدہ غیر فاسق مجاہر ہوں، قرآن عظیم صحیح پڑھتے حروف مخارج سے بقدر تمایز ادا کرتے ہوں، سب سے مقدم وہ ہے کہ نماز وطہارت کے مسائل کا علم زیادہ رکھتا ہو پھر اگر اس علم میں دونوں برابر ہوں تو جس کی قرأت اچھی ہو، پھر جو زیادہ پرہیزگار ہو شبہات سے زیادہ بچتا ہو، پھر جو عمر میں بڑا ہو، پھر جو خوش خلق ہو، پھر جو تہجد کا زیادہ پابند ہو، یہاں تک شرف نسب کا لحاظ نہیں جب ان باتوں میں برابر ہوں تو اب شرافت نسب سے ترجیح ہے۔

فی التنویر والدر اَلْاَحَقُّ بالامامة الاعلم باحکام الصلٰوة بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الاحسن تجویدا ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقابالضم الفة بالناس ثم اکثرهم تهجدا ثم الاشرف نسبا اه مختصرا۔

تنویر اور درمختار میں ہے امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو احکامِ نماز سے زیادہ آگاہ ہو بشرطیکہ وہ فحش گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو، اس کے بعد جو قرأت وتلاوت کی تجوید میں زیادہ اچھا ہو، پھر صاحبِ تقوٰی، پھر عمر میں بڑا، پھر جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو، شارح نے کہا خُلق ضمہ خاء کے ساتھ لوگوں سے ملنساری کو کہتے ہیں۔ پھر زیادہ تہجد گزار، پھر خاندانی شرف والا اختصارًا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد ۶ ص ۵۰۱ ناشر مکتبۃ المدینہ دہلی)

قرآن مجید کو ترتیل اور تجوید کے ساتھ پڑھنا واجب اور نہایت ضروری ہے حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ المنح الفکریہ شرح مقدمۃ الجزریہ میں تحریر فرماتے ہیں:

واخذالقاری بتجویدالقران وهو تحسین الفاظ باخراج الحروف من مخارجها واعطاء حقوقهامن صفاتهاومایترتب علی مفرداتهاومرکبهافرض لازم وحتم دائم

(مرقات القراءت صفحہ 18)

ترجمہ: قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا یعنی ان کے حرفوں کو ان کے مخارج اصلیہ سے نکالنا

اوران کی صفات کا ادا کرنا اوراس کے حروف کلمات کو جملہ قواعد کی رعایت رکھتے ہوئے پوری صحت لفظی اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنا انتہائی ضروری اور ایک لازمی فریضہ ہے لہذا معلوم ہوا قرآن مجید کو تجوید کی رعایت یعنی حروف کو صحیح مخارج اور صفات عارضہ ولازمہ کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور خلاف تجوید وترتیل پڑھنے پر بسا اوقات حرام ہوتا ہے فلہٰذا اگر کوئی شخص ان سے اچھی قرات کرنے والا موجود ہو تو بہتر ہے کہ وہی امامت کرے کہ جس کی قرأت اچھی ہو تو اس کی نماز نہیں ہوگی جس کی اچھی نہ ہو اس کے پیچھے تفصیلی جانکاری کے لیے فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت قراءت وامامت کا بیان مطالعہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

سنی امام کو نماز میں کسی بدمذہب کا لقمہ دے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ ایک جگہ سنیوں کی مسجد ہے اور اس میں ایک دیوبندی حافظ بھی نماز پڑھنے آتا ہے اور امام صاحب سے قرأت میں سہو ہو جائے تو وہ دیوبندی لقمہ دے تو اس کو قبول کرے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد افتخار عالم قنوج یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

وہابیہ دیابنہ وغیرہم اللہ عزوجل ورسول کریم علیہم الصلاۃ والتسلیم کی شان میں گستاخی کرنے اور اپنے کفری عقائد کی بنیاد پر اسلا سے نکلے ہوئے ہیں علمائے حرمین طیبین نے ان کے بارے میں یہاں تک کہ فرمایا کہ:

من شك في كفره وعذابه فقد كفر

یعنی جو جانتے ہوئے ان کے کفر وعذاب کے بابت شک کرے وہ خود کافر ہے، اس سبب سے وہ سنیوں کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کی شمولیت سے قطع صف ہوگی جس سے نماز ناقص ہوگی کہ قطع صف حرام ہے دوسری بات جب سنی امام سے قراءت یا کسی اور معاملے میں غلطی ہوگی اور یہ لقمہ دے گا جو کہ نماز سے باہر ہے تو جیسے ہی سنی امام اس کا لقمہ لے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی

اور جب امام کی نماز فاسد ہو جائے گی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ:

تراویح کی نماز میں جو دیوبندی حافظ سننے کے لئے مقرر ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں دو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اول یہ کہ جماعت میں ان کے کھڑے ہونے سے صف قطع ہوگی جس سے نماز ناقص ہوگی کہ صف کا قطع کرنا حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

اقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدوا الخلل ولينوا بأيدى اخوانكم ولاتذروا فرجات للشياطين ومن صل صفا وصله الله ومن قطعه قطعه الله

(مشکوٰۃ شریف صفحہ 99)

اور دوسری خرابی یہ ہے کہ جب سنی حافظ سے کہیں غلطی ہوگئی تو سننے والا دیوبندی حافظ لقمہ دے گا جو کہ نماز سے باہر ہے تو جیسے ہی امام لقمہ لے گا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اس کی وجہ سے سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

لان اخف الامام مايفتح من ليس فی صلاته مفسد

(هكذا فی الجزء الاول من ردالمحتار علی صفحه ۶۲۲ وفی الجزء الثالث من بهار شريعت علی صفحه ۱۵۰، حواله فتاویٰ فقيه ملت جلد اول باب النوافل والتراويح صفحه نمبر 201)

اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ حالت نماز میں کسی بھی بدمذہب کا کوئی لقمہ لینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۹ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

جسے جنازہ کی نماز یاد نہیں کیا وہ جنازہ میں شامل ہوسکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں میرا سوال یہ ہے کہ ایک امام صاحب تھے انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگوں کو نماز جنازہ یاد نہیں ہے آپ صف سے باہر نکل جاؤں تو کیا یہ درست ہے اگر کسی کو نماز جنازہ یاد نہ ہو بلکہ کچھ لوگ ان پڑھ ہیں تو کیا وہ نماز جنازہ میں شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں اس کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں آپ حضرات کی بہت بڑی مہربانی ہوگی۔المستفتی ادریس احمد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــــه تعــــــــــــالی

صورت مسئلہ میں امام کا یہ رویہ قابل مزمت ہے امام کو چاہیے تھا کہ نماز جنازہ کا طریقہ سمجھا دیتا مثلا یوں کہتا کہ جسکو مکمل ثناء یاد نہ ہو وہ صرف سبحان اللہ کہہ دے اور درود ابراہیمی یاد نہ ہو تو کوئی بھی دورد پڑھ لے یا صرف ﷺ پڑھلے وہ دعا دیں جو نماز جنازہ کے لیے قرآن وسنت میں وارد ہیں وہ یاد نہ ہو تو ربنا آتنا الخ پڑھلے یا اللھم اغفرلی پڑھلے وغیرھم۔

دوم یہ کہ نماز جنازہ میں دو رکن ہیں قیام و چہار تکبیرات، دورحاضر میں ایک عام مسلمان یہی کرلے تو انسب ہے ان سے لوگوں سے لاکھ جگہ بہتر ہے جو میت کے ساتھ تو جاتے ہیں مگر وہ نماز میں شریک نہیں ہوتے جو نہایت ہی عظیم گناہ ہے۔

(بہار شریعت حصہ ٤ کتاب الجنائز،(مکتبہ مدینہ دھلی)

لہذا امام توبہ کرے اور آئندہ ایسی حرکات قبیحہ سے باز رہے جیسا کہ مجانی الادب ص ۱۰ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ما اتی اللہ تعالیٰ عالما علما الا اخذ علیه المیثاق ان لا یکتمه وقال ایضا ما اخذ اللہ علی الجھال ان یتعلموا حتیٰ اخذ علی العلماء ان یعلموا۔

اللہ تعالی نے کسی عالم کو علم نہیں دیا مگر اس سے وعدہ لیا کہ وہ اسے نہیں چھپائے گا اور یہ بھی (حضرت علی نے) فرمایا اللہ تعالی نے جاہلوں سے وعدہ نہیں لیا کہ وہ سیکھیں یہاں تک کہ علماء سے وعدہ لیا کہ وہ عوام کو سکھائیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
عبیداللہ رضوی بریلوی بریلی شریف یوپی
۲۰ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

غیر سید اگر سید بن کر امامت کرے تو اس کی اقتدا اور فرضی سید کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک سنی عالم صاحب جو کہ خان صاحب ہیں۔ وہ اپنے آپ کو سید کہلواتے ہیں! ایسے علم کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے عالم کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، قران وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟ عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد صلاح الدین انصاری موڑ اسنو ضلع کھیری یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــالی

ہمارے عرف میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کی اولاد کو سید کہا جاتا ہے لہذا اگر وہ عالم صاحب نسل پاک حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما سے نہیں ہیں پھر بھی اپنے آپ کو سید کہتے ہیں تو سخت مجرم وگنہگار بلکہ درحقیقت اپنی ماں پر بدکاری کی تہمت لگانے والا فاسق وفاجر اور لعنت کا طوق پہنائے جانے کا حقدار ہے حدیث پاک ہے۔

من ادعی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا۔

(جامع الترمذی جلد دوم صفحہ 33)

یعنی جو اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے اس پر اللہ تعالی کی اور سب فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اللہ تعالی اس کا نہ فرض قبول کریگا نہ نفل لہذا اگر واقعی عالم صاحب نسب کے اعتبار سے امامین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کی اولاد میں نہیں پھر بھی اپنے کو سید کہتے ہیں تو ان پر توبہ واستغفار لازم اور آئندہ خود کو سید کہنے سے اجتناب ضروری ہے اگر وہ ایسا کرلیں تو

ٹھیک ہے ورنہ ان کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔
درمختار میں ہے: کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا
(الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلاۃ جلد دوم صفحہ 130)
ایسا ہی فتاوی علیمیہ جلد اول صفحہ 152 پر ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد اختر رضا قادری رضوی سرھیت (نیپال)
۱۹ اکتوبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

مؤذن کو امام کی عدم موجودگی میں امامت کرنے پر تنخواہ کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید ایک مسجد کا امام ہے کمیٹی نے سال میں 30 دن کی رخصت طے کیا ہے اب زید چھٹیوں میں وطن جانا چاہتا ہے اور مؤذن صاحب کو امامت کی ذمہ داری سونپ دیا ہے اب مؤذن صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں اپنی تنخواہ کے ساتھ ساتھ امام صاحب کی تنخواہ بھی لوں گا جب تک وہ نہیں آجاتے غور طلب امر یہ ہے کہ مؤذن صاحب کا تنخواہ لینا شرعاً درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو یہ تنخواہ کمیٹی ادا کرے گی یا امام صاحب، جواب عنایت فرمائیں۔سائل عقیل خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــالی
مسجد کے امام کے لئے کمیٹی سال میں جب تیس دن کی چھٹی طے کی ہے تو چھٹی کی تنخواہ کا حق دار امام ہے لہذا مؤذن کو اپنی تنخواہ کے ساتھ ساتھ امامت کی تنخواہ کا الگ سے مطالبہ کرنا اس صورت میں غلط ہوگا جبکہ بوقت تقرری یہ طے ہوا ہو کہ امام کی سال میں تیس دن کی چھٹی طے ہے اور امام کی عدم موجودگی میں مؤذن کو امامت کے فرائض بھی انجام دینے ہیں اور اس کی الگ سے کوئی تنخواہ نہیں ملے گی اور اس وقت مؤذن نے قبول کیا ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو مؤذن کو امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے اور یہ رقم مؤذن کو کمیٹی دے گی اور اگر امام طے شدہ چھٹی کے علاوہ اور چھٹی لے تو ان ایام کی جو تنخواہ امام یا متولی مسجد ٹھہرائیں مؤذن کو لینا درست ہے۔

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ: معروف معہود چھٹی کے علاوہ دنوں میں زید (امام) اگر گھر جاتا ہے اور کسی کو نائب مقرر کر دیتا ہے تو زید ان ایام کی تنخواہ پائے گا اور نائب زید سے وہ لے گا جو زید نے اس کے لئے مقرر کیا ہے اور کچھ مقرر نہیں ہے اور نہ عرفا تو نائب کو کچھ نہیں ملے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ اسی طرح کے سوال کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: وظائف امامت کا مستحق اصل ہوگا اور نائب صرف اسی قدر لے سکے گا جو اصل نے اس کے لئے معین کیا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص 17)

اور زید نے کسی کو نائب نہیں بنایا نہ ہی متولی مسجد نے مقرر کیا بلکہ بکر خود سے امامت کرتا ہے تو زید بکر میں سے کوئی بھی اجرت کا مستحق نہیں ہاں اگر متولی نے اسی کو مقرر کر دیا ہے تو اب وہ زید کے حصہ کی اجرت یا جو بھی طے ہوا پانے کا مستحق ہے۔

(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول باب الامامۃ ص 291 / 292)

فلہذا سال میں امام کی مقررہ چھٹی ہو یا دیگر چھٹی ہو بوقت تقرری مؤذن کو جب آگاہ نہیں کیا گیا کہ امام کی عدم موجودگی میں مؤذن کو امامت کے فرائض بھی انجام دینے ہیں اور اس کی الگ سے کوئی تنخواہ نہیں ملے گی تو اب مؤذن کو الگ سے تنخواہ کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۸ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰ جون ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

شوہر بیوی کی امامت کرے تو بیوی کہاں کھڑے ہو؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ عورت اور مرد (شوہر اور بیوی) ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں، مطلب یہ کہ شوہر امام ہو تو کیا بیوی اس کی پچھلی صف میں نماز پڑھ سکتی ہے نیز بیوی اور شوہر تنہا تنہا ایک ہی صف میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔ سائلہ مریم قریشی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

بالکل پڑھ سکتی ہے۔اگر جماعت بنا کر پڑھ رہے ہوں تو بیوی شوہر کے پیچھے کھڑی ہو جیسے کہ حضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دو مقتدی ہیں ایک مرد اور ایک لڑکا تو دونوں پیچھے کھڑے ہو اگر اکیلی عورت مقتدی ہے تو پیچھے کھڑی ہو، زیادہ عورتیں ہو جب بھی یہی حکم ہے، دو مقتدی ہو ایک مرد ایک عورت تو مرد برابر کھڑا ہو اور عورت پیچھے، دو مرد ہو ایک عورت تو مرد امام کے پیچھے کھڑے ہو اور عورت ان کے پیچھے۔

اگر ایک صف میں تنہا تنہا پڑھنا چاہے تو چپک کے نا پڑھے ہٹ کر الگ الگ پڑھے کیونکہ عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی۔اگر چہ بیوی ہی ہو جیسے کہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

عورت مشتہا ۃ ہو یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جماع ہو سکے، اگر چہ نابالغہ ہو اور مشتہات میں سن کا اعتبار نہیں نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی، جب کہ اُس کا جُثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں، تو نماز فاسد نہ ہوگی اگر چہ نماز پڑھنا جانتی ہو بڑھیا بھی اس مسئلہ میں مشتہا ۃ ہے وہ عورت اگر اس کی زوجہ ہو یا محارم میں ہو، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔واللہ تعالی اعلم

(حوالہ:المرجع السابق)

کتبـــــہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۲۹ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

سود خور آدمی کو امام بنانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایسے آدمی کے پیچھے جمعہ پڑھا جا سکتا ہے کہ نہیں جو سود پر پیسہ لیا ہو اور مسجد کے ذمہ داران کو پتہ ہو مگر اس کو وہ لوگ ہٹانا نہیں چاہتے ہوں بلکہ ذمہ داران میں سے ایک نے تو یہاں تک بول دیا کہ امام اگر زنا کاری بھی کر رہا تب بھی انہیں کو امام رکھیں گے جس کو ان کے

پیچھے نماز پڑھنا پڑھے نہیں پڑھنا نہ پڑھے۔ جواب بحوالہ عنایت فرمائیں۔ سائل محمد شاہد جمال مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالی

سوال میں ایک آدمی کہہ کر مسئلہ پوچھا گیا ہے مگر سوال کی پانچویں سطر میں اسی آدمی کو امام کہا گیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ شخص امامت کے فرائض انجام دیتا ہے اور اس کی بداعمالی سے ذمہ داران واقف ہیں مگر مذکورہ امام ان لوگوں پر حاوی ہے جس کی وجہ سے واقف ہوتے ہوئے بھی اس کو ہٹانے کی جرات نہیں کر سکتے اس سلسلے میں حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

سود خور کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔
(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الامامة صفحہ 126 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اسی فتاویٰ کے صفحہ نمبر 139 پر فرماتے ہیں کہ:

سود خور فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز ناقص و مکروہ اگر پڑھ لی تو پھیری جائے اگرچہ مدت دراز گزر چکی ہو لہذا اسے امام ہرگز نہ کیا جائے جہاں امامت کرتا ہو بشرط قدرت معزول کر کے امام متقی صحیح العقیدہ صحیح القراۃ مقرر کریں اگر قدرت نہ پائیں تو جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جائیں یونہی پنجگانہ میں خواہ اپنی دوسری جماعت یہیں کرلیں۔

(حوالہ سابق)

اور اسی فتاویٰ کے صفحہ 136 پر فرماتے ہیں کہ: جنہوں نے ایسی حالت میں اسے امام بنایا مبتلائے کراہت و مخالف حکم شریعت ہوئے۔ (حوالہ سابق)

لہذا مذکورہ آدمی جو کہ امامت کے فرائض انجام دے رہا ہے مگر سود خور بھی ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور وہ لوگ جو اس کی بدعملی سے واقف ہوتے ہوئے اس کو امام بنائے گنہگار اور حکم شرع کے مخالف ہوئے توبہ کریں اور مذکورہ شخص اگر اپنی بدعملی سے پکی توبہ کر لیتا ہے اور اس پر قائم رہنے کا پختہ عہد کرتا ہے تو فبہا ورنہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں جمعہ عیدین جنازہ میں بھی اس کو امام نہ بنائیں جب ایسے مرتکب کبائر شخص امام ہوں گے تو قوم کا کیا حال ہوگا رہی بات مجبوری کی تو موجودہ دور میں یہ بات قابل یقین نہیں کیونکہ بہت سے اچھے باشرع امام فری بیٹھے ہیں بس ذمہ داران

خلوص سے ان کی خدمت کریں وہ خدمات انجام دینے کے لئے راضی ہو جائیں گے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری والنورانی مہاراشٹر

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۲ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

اندھے شخص کو امام بنانا عندالشرع کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ ذیل میں کہ خالد نابینہ ہے اور اسے بس اتنا نظر آتا ہے کہ صرف راستہ چل سکتا ہے وہ بھی اس راستے میں کہ جس راستے میں ایک یا دو بار گزر رہوا ہو اب سوال یہ ہے کہ نماز کا وقت ہو جائے اور کوئی پڑھانے والا موجود نہیں ہے تو کیا اس صورت میں خالد نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔سائل محمد زبیر عالم قادری لاتیہار جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

سیدی اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اندھا اگر تمام موجودین میں سب سے زیادہ مسائل کا جاننے والا نہ ہو اور اس کے سوا دوسرا صحیح القرأت صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن حاضر جماعت ہے تو اندھے کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر وہی سب سے زیادہ علم نماز رکھتا ہے تو اسی کی امامت افضل ہے، اگر حاضرین میں دوسرا صحیح خواں بدمذہب یا فاسق معلن ہے اور اندھا ان سب عیبوں سے پاک ہے تو اسی کی امامت ضرور ہے، اور اگر صحیح خواں صرف وہی ہے جب تو اصلاً دوسرا قابل امامت ہی نہیں۔

دُرمختار میں ہے:" یکرہ تنزیھا امامۃ اعمی الا ان یکون اعلم القوم فھو اولی ۔

نابینے شخص کی امامت مکروہ تنزیہی ہے البتہ اس صورت میں اس کی امامت اولی ہوگی جب وہ دوسروں سے زیادہ صاحب علم ہو۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ جلد 6 ص 556 ،مکتبۃ المدینۃ)

کتبـــــہ
الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند
۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰ اپریل ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

بدمذہبوں کے عقائد سے ناواقف حافظ کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک حافظ دیوبندی مدرسے میں پڑھا ہے انہیں کے طور طریقے پر چلتا ہے ان سے میل جول رکھتا ہے لیکن ان (دیوبندیوں) کے عقائد سے ناواقف ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل اراکین مسجد چشتیہ صابریہ مرادآباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــــــالیٰ

اولاً تو یہ بات حلق سے نیچے نہیں اتر رہی ہے کہ وہ حافظ جس نے وہابیوں دیوبندیوں کے مدرسے میں پڑھا نیز ان کے طور طریقے پر چلتا ہے اور اب تک ان کے عقائد سے ناواقف ہے حالانکہ جب اس کی پوری پڑھائی بدمذہبوں کے مدرسے میں ہوئی تو قرین قیاس تو یہی ہے کہ ضرور ان کے عقائد وخیالات اور ان کے معمولات سے واقف ہوگا بہرکیف اگر واقعتاً ان کے عقائد سے ناواقف ہے تو دیوبندیوں وہابیوں کے تعلق سے علمائے کرام حرمین شریفین نے کیا فرمایا ہے اس کی جانکاری کے لئے بیان کیا جاتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ دیوبندیہ کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ وہ مرتد ہیں اور شفائے قاضی عیاض و بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا کے حوالے سے فرمایا کہ:

"من شك فی كفرہ وعذابہ فقد كفر"

جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔

اور ان کی حالت کفر وضلال اور ان کے کفری وملعون اقوال طشت از بام ہو گئے ہر شخص کہ نرا جنگلی نہ ہو ان کی حالت سے آگاہ ہے پھر انہیں عالم دین جانے تو ضرور متہم ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل محض۔

(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الامامۃ صفحہ 318
مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

"ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار"

یعنی اور (اے مسلمانو) بد دینوں کی طرف نہ جھکو نہیں تو تم کو (جہنم کی) آگ پکڑے گی۔

یہی قرآن عظیم دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

"فلا تقعد بعد الذکری مع الظٰلمین"

یعنی یاد آجانے کے بعد تو بد مذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

عرب وعجم ہند وسندھ بہار وبنگال کے علمائے اسلام وپیشوایان دین نے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں فتویٰ دیا ہے کہ وہابی دیوبندی ضروریات دین کے منکر اور بارگاہ احدیت وسرکار رسالت کے اشد ترین گستاخ ہیں اور بحکم شریعت اسلامیہ بد دین ظالم اور کافر ومرتد ہیں قرآن وحدیث کے ارشادات کے مطابق بد دینوں کے ساتھ نشست وبرخاست ودیگر اسلامی تعلقات قائم رکھنا سخت حرام ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ نمبر 536/537)

حضور فقیہہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جسے مولویان مذکورہ (مولوی اشرف علی تھانوی مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی پیشوایان وہابیہ) کے کفریات قطعیہ کی خبر نہیں مگر اس کا طریقہ کار وہابیوں جیسا ہے تو گمراہ وبد مذہب ہے۔

(حوالہ سابق صفحہ 516)

الحاصل اس ناواقف حافظ کو آگاہ کریں پھر بھی اگر اسی پر اڑا رہے تو کافر ومرتد کا حکم ہوگا اور آگاہی پر مکمل بیزاری کا اظہار کرے تو مسلمان ہونے کا حکم ہوگا اس تحقیق سے پیشتر نہ تو اس پر کفر وارتدا کا حکم ہوگا اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز کے جواز کا حکم ہوگا لہذا تحقیق سے پہلے ایسے حافظ یا عالم کی امامت جائز نہیں، کیونکہ قبل تحقیق واطلاع برحقیقت اگر تکفیر میں احتیاط ملحوظ ہے، تو ٹھیک اسی طرح اس کی امامت واقتداء میں بھی قبل تحقیق واطلاع برحقیقت احتیاط ملحوظ ہے، پس قبل تحقیق واطلاع برحقیقت تکفیر اور اقتداء دونوں سے احتیاط واحتراز لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۱۰ مارچ ۲۰۲۱ء مطابق ۱۴ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

جھوٹ بولنے بھائی بھائی میں فتنہ فساد کروانے اور مال حرام کھانے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
سوال (1) ایک شخص بہت زیادہ جھوٹ بولتا ہے (2) بھائی بھائی میں فتنے فساد کرواتا ہے (3) دو نمبر کا پیسہ کھاتا ہے (4) مالک نصاب ہو کر بھی صدقہ زکوۃ کھاتا ہے کیا اس امام کے پیچھے نماز پنجگانہ ہوگئی۔ سائل غلام احمد رضا نوری بانکا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــــه تعــــــــــالی

جھوٹ بولنا حرام اشد حرام ہے اور جھوٹ بولنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لعنۃُ اللہ علی الکٰذبین (پارہ 3 سورہ آل عمران آیت 61)

یعنی جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنتا ور حدیث شریف میں ہے۔

" ان الکذب فجور " (مشکوٰۃ ص 412)

یعنی جھوٹ بولنا فسق وفجور ہے (فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ 141)

لہذا جھوٹے اور فریبی امام کی اقتداء ناجائز ہے پڑھی گئی نمازوں کا لوٹانا واجب ہے۔

صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریمۃ تجب اعادتہا

جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی اس کا لوٹانا واجب ہے۔

(درمختار بحوالہ فتاویٰ شرعیہ جلد اول صفحہ 320)

حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ شخص اگر ایسا جھوٹا مشہور ہو چکا ہو

علی الاعلان جھوٹ بولنے کا عادی ہو چکا تو فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے اس (یعنی مذکورہ برائیوں) سے جب تک توبہ نہ کرے امام نہ بنایا جائے۔
(فتاوی مفتی اعظم جلد سوم کتاب الصلاۃ صفحہ 57/58)

الجواب الثانی: بھائی بھائی کے درمیان فتنہ فساد پیدا کرنے کے سبب مذکورہ امام گنہگار ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الفتنة اشد من القتل (پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 191)

اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چغلی کھاتے اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے پھرنے والے بدترین بندے ہیں حدیث پاک ملاحظہ کریں:

عن عبدالرحمان بن غنم واسمآء بنت یزید ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال شرار عباد الله المشاؤن بالنمیمة المفرقون بین الاحبه
(ترمذی جلد دوم صفحه 18 باب البر والصلة)

ترجمہ:۔حضرت عبدالرحمان بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔
(انوار الحدیث صفحہ 317 مطبوعہ مکتبہ فقیہ ملت دہلی)

لہذا شخص مذکور اپنی حرکت بد کے سبب فتنہ پرور ظالم وجفا کار مستحق عذاب نار امامت کے لائق نہیں۔

الجواب الثالث:۔ حرام ذرائع سے حاصل شدہ مال کھانے والا حرام خور ہوتا ہے اور حرام خور سود خور فاسق ہوتا ہے اور فاسق کو امام بنانا جائز نہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ سود خور فاسق ہوتا ہے اور فاسق کے پیچھے نماز ناقص ومکروہ اگر پڑھ لی تو پھیری جائے اگرچہ مدت گزر چکی ہو۔

ولہذا اسے ہرگز امام نہ کیا جائے جہاں امامت کرتا ہو بشرط قدرت معزول کرکے امام متقی صحیح العقیدہ صحیح القراءۃ مقرر کریں ایک سطر بعد لکھتے ہیں کہ صغیری میں ہے:

ویکرہ تقدیم الفاسق کراھة تحریم "مراقی الفلاح میں ہے:

کرہ الفاسق لعدم اھتمامه بالدین فتجب اھانته شرعا فلا یعظم

بتقدیمہ للامامۃ واذا تعذر منعہ ینتقل عنہ الی غیر مسجدہ للجمعۃ وغیرھا
(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الامامۃ صفحہ 139 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

الجواب الرابع
غنی کو صدقہ فطر لینا حرام ہے اگر امام غنی ہے اور صدقات فطر لیا کرتا ہے تو وہ فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الامامۃ صفحہ 247 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)
حضرت خلیل ملت مفتی خلیل احمد خان قادری مارہروی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر یہ حرکتیں واقعتاً امام مسجد میں پائی جاتی ہیں تو وہ بلاشبہ عظیم گناہوں کا مرتکب اور فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ دوبارہ نہ پڑھی تو ترک واجب کا گناہ لازم۔
غنیۃ المستملی وغیرھا میں ہے: لوقدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ تحریمۃ نیز فرمایا فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا
(فتاویٰ خلیلیہ جلد اول باب الامامۃ صفحہ 308)
الحاصل برتقدیر صدق مستفتی امام مذکور متذکرہ بالا حرکتوں میں ملوث ہونے کے سبب فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے لہذا اسے ہرگز امام نہ بنائیں ہاں اگر توبہ واستغفار کرلے اور اس پر قائم رہے تو استقامت علی التوبہ کے بعد اسے امام بناسکتے ہیں ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
یکم ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ بروز پیر

****

امام ومدرس کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا انہیں طعنہ دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ آج کل ہر گاؤں میں جو امام مقرر کئے جاتے ہیں ان کی تنخواہ صرف 6 سے 7 ہزار روپئے تک ہوتی ہے لیکن کمیٹی والے ان اماموں سے کئی امور کے طلبگار ہوتے ہیں ورنہ امام کو طعنے دیتے ہیں برائیاں کرتے ہیں نفرت کرتے

ہیں مثلاً امامت تو ہے ہی ساتھ میں اسی تنخواہ میں گاؤں کے مکتب میں 4 گھنٹے کم از کم پڑھانا ہے ورنہ ڈانٹ پڑے گی روزانہ فجر بعد اگر درس نہیں دیئے تو طعنہ پھر اسی کے ساتھ کچھ تعمیراتی کام کے لئے مسجد میں جمعہ کو چندہ کرنا ہے ورنہ طعن وتشنیع طے ہے اسی طرح مدرسے میں کام چالو ہوا اور کسی دن دیکھنے نہیں گئے تو امام کی خیریت نہیں ہے گاؤں کا کوئی نہ جائے تو کوئی بات نہیں لیکن امام صاحب کیوں نہیں گئے؟ یہ کہنا امام سے کہ آپ دو سال سے پڑھا رہے ہیں ایک بچہ بھی قرآن نہیں پڑھا تو امام صاحب کہتے ہیں کہ جناب میں اچھی طرح پڑھائی کرا رہا ہوں مخارج حروف کے ساتھ تو وقت لگے گا تو کمیٹی والے کہتے ہیں کہ ہم کو نہیں چاہیے ایسی پڑھائی اسی طرح جیسے تیسے قرآن پڑھا دیں کوئی مخارج صفات وقف قاعدہ کچھ درست ہو یا نہ ہو اس بات پر ڈانٹتے رہنا، طعنے دینا اور ایسی سوچ رکھنے والے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ وغیرہ وغیرہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک امام سے اتنے مطالبات جبری طور پر رکھنا اور تنخواہ صرف وہی 6 / 7 ہزار۔ بصورت دیگر طعنہ دینا اور ڈانٹنا کہ آپ کوئی کام نہیں کرتے ہیں مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عمر فاروق کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالٰی

منصب امامت بہت بلند اور عظیم تر منصب ہے کمیٹی کے لوگوں کو امام سے طے شدہ امور کے علاوہ جبری طور پر دوسرے کام لینا یا اس پر دباؤ ڈالنا سخت بدتمیزی اور انتہائی ذلیل حرکت ہے امام واجب التعظیم ہوتا ہے۔

امام کو نوکر اور ذلیل سمجھنا اور بنظر حقارت اس سے امور مسجد آگ جلانے جھاڑو لگانے اور غسل خانے کی نجاست اور نالیوں کو صاف کرنے کا حکم دینا انتہائی قبیح و مذموم اور غایت ذلت وحرماں نصیبی ہے * کہ امامت کی بنیاد ہی تعظیم وتکریم پر ہے * یہی وجہ ہے کہ فاسق کی امامت کو فقہائے اعلام نے مکروہ تحریمی بتایا کہ اس میں اس کی تعظیم ہوگی اور فاسق واجب التوہین ہے شرعاً ان امور کا انجام دینا فرائض میں سے ہرگز نہیں جو مقتدی یا متولی امام سے اس قسم کی خدمت محکمانہ طور پر لینا چاہتا ہے وہ امام کی توہین واہانت کا مجرم ہے اس کو اس فعل قبیح سے توبہ کرنی چاہیئے۔

(حبیب الفتاوی جلد اول کتاب الصلاۃ صفحہ 229 ناشر شبیر برادرز لاہور)

رہا کمیٹی کے لوگوں کا بچوں کو فٹافٹ قرآن مجید پڑھانے کا مطالبہ تو فٹافٹ قرآن مجید پڑھنے کا

شرع میں کوئی حکم نہیں ہاں قرآن مجید صحیح صحیح پڑھنے کی تاکید آئی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید: "ورتل القرآن ترتیلا"

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زینوا القرآن باصواتکم"

حضرت مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم فرماتے ہیں تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف۔

(مصباح التجوید وجامع الوقف وضیاء القراءت وغیرہ)

حضرت امام جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"والاخذ بالتجوید حتم لازم من لم یجود القرآن اثم"

ترجمہ:۔اور تجوید کے مطابق عمل (تلاوت میں) ضروری ولازم ہے جو شخص قواعد تجوید سے قرآن نہ پڑھے گنہگار ہے۔

"لانہ بہ الالہ انزلا وھکذا منہ الینا وصلا"

ترجمہ:۔کیونکہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے تجوید ہی کے ساتھ نازل فرمایا اور اسی طرح (شان) سے اللہ تعالیٰ سے ہم تک وہ پہنچا ہے۔

(مرقات القراءت صفحہ 17)

لہٰذا معلم صاحب قرآن مجید بچوں کو تصحیح حروف ومخارج کے ساتھ پڑھائے گھامڑ اراکین کی مرضی کے مطابق نہ پڑھائے ورنہ سخت گنہگار ہوگا مسجد ومدرسہ کے اراکین عالم پر حکم چلانے کا خیال دل میں بالکل نہ لائیں اپنی روش کو بدلیں اور ایذا پہنچانے اور طعنہ زنی سے بچیں،حضرت علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

کسی مسلمان کا مذاق نہ اڑاؤ نہ کسی کو طعنہ مارو کیونکہ مذاق اڑانا اور طعنہ زنی ایک مومن کی دل شکنی اور ایذا رسانی ہے خداوند قدوس نے ان جاہلانہ حرکتوں سے بھی مسلمانوں کو منع فرمادیا اور ارشاد فرمایا:

"یآیھا الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولانسآء من نسآء عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم"

(پارہ26 الحجرات آیت 11)

ترجمہ:اے ایمان والو نہ مرد مردوں کی ہنسی اڑائیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر

ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے ہنسی کریں ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ مارو۔

(مسائل القرآن صفحہ 174 / 175 مطبوعہ اعظمی بک ڈپو گھوسی)

سوال میں امامت وتدریس کے علاوہ جن امور کا ذکر ہے وہ فرائض میں داخل نہیں ہے فی زمانہ کمیٹی کے لوگ امام ومدرس کو اتنا مشاہرہ دیں کہ جس سے ان کی گزر اوقات بآسانی ہوسکے اراکین کی عدم توجہ کی صورت میں امام ومدرس جگہ بدل دیں۔

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید:

"وما من دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقھا" واللہ تعالی اعلم

کتبہ

ابوالاحسان قادری رضوی ارشدی

۲۰ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

****

بغیر عذر شرعی کے امام کو امامت سے معزول کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اہل علم حضرات کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ سنی صحیح العقیدہ امام جوکہ حافظ وقاری ہے اور کئی سالوں سے امامت کے فرائض انجام دے رہا ہے، ایسے امام کو بغیر کسی عذر شرعی کے امامت سے صرف اس بات پر معزول کرنا کہ کسی اچھے مفتی یا عالم کو امام بنائیں گے تو کیا ایسا کرنا شریعت میں جائز ہے؟ اگر نہیں، تو ایسا کرنے والی کمیٹی اور کمیٹی کا ساتھ دینے والے لوگوں پر حکم شرع کیا ہے؟ براہ مہربانی جلد از جلد جواب عطا فرمانے کی مہربانی کریں۔ سائل حافظ شارق قادری دموہ ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعــــــــــــالی

واقعی میں کوئی مانع وجہ شرعی نہیں، جیسے بدمذہب یا طہارت یا قرأت میں کوئی نقص نہیں تو بلاوجہ معزول کرنا ناجائز ہے حتیٰ کہ قاضی بغیر وجہ شرعی کے مقرر امام کو معزول نہیں کرسکتا ہے جیسا کہ

ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"لَيْسَ لِلْقَاضِي عَزْلُ صَاحِبِ وَظِيفَةٍ بِغَيْرِ جُنْحَةٍ"

بغیر کسی وجہ کے قاضی مقرر امام کو معزول نہیں کرسکتا۔

(ردالمحتار کتاب الوقف مطلب لایصح عزل صاحب وظیفة ج ۳ ص ۴۲۳ مطبوعه مصطفی البابی مصر)

اور اگر اس میں کوئی وجہ فساد نماز ہے مثلاً غیر مقلد یا دیوبندی یا غیر صحیح الطہارۃ یا غیر صحیح القراۃ ہونا، جب تو ظاہر ہے کہ اس کی امامت فاسد اور اس کے پیچھے نماز باطل، محض اس کا معزول کرنا فرض ہے۔ واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۸۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار

****

عیدگاہ میں نماز پنجگانہ پڑھنا اور عارضی طور پر داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا عیدگاہ میں نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ ہوسکتی ہے۔

(۲) زید جو کہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے جب تک کہیں پر امامت کرتا ہے تو داڑھی سنت کے مطابق رکھتا ہے لیکن جیسے ہی امامت چھوڑتا ہے داڑھی کٹوا لیتا ہے (چھوٹی کرا لیتا ہے) ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

سائل محمد حبیب رضا

مقام رسیا بازار بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــالی

الجواب الاول:

عیدگاہ میں نماز پنجگانہ ہو یا نماز جمعہ ہر نماز کا پڑھنا شرعاً صحیح و درست ہے۔

عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی اشرفی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ

عیدگاہ میں جمعہ کی نماز ہو یا نماز پنجگانہ ہر نماز کا پڑھنا شرعاً صحیح و درست ہے عیدگاہ نام رکھنے سے یا مقرر کرنے سے کسی دوسری نماز کا ادا کرنا وہاں ناجائز نہیں ہوجاتا۔

یہ حکم شہر یا فنائے شہر کی عیدگاہ کا ہے گاؤں کی عیدگاہ میں نماز جمعہ پڑھی یا نماز عیدین مصر یا فنائے مصر کی شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے نہ نماز جمعہ ادا ہوتی ہے نہ نماز عیدین درست ہوتی ہے لہذا وہاں نماز جمعہ اور نماز عیدین نہ پڑھی جائے۔

لیکن جہاں پہلے سے نماز جمعہ یا نماز عیدین گاؤں میں ہوتی آرہی ہے وہاں نماز عیدین اور نماز جمعہ کو روکا نہ جائے۔

چند سطر بعد مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ

لیکن یہ واضح رہے کہ گاؤں کی عیدگاہ میں نماز پنجگانہ میں ہر نماز پڑھی جاسکتی ہے وہاں نماز پنجگانہ صحیح و درست ہے۔ (حبیب الفتاویٰ جلد اول کتاب الصلاۃ صفحہ 525 مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

الجواب الثانی:

شخص مذکور جب تک کہیں امامت کرتا ہے داڑھی رکھتا ہے امامت چھوڑنے پر داڑھی منڈا دیتا ہے تو یہ شخص فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اگر پڑھی تو دہرانا واجب ہے۔

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ

داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم کرانا حرام ہے (درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ 288 میں ہے)

"یحرم علی الرجل قطع لحیتۃ اھ ملخصا"

اور فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ

داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے منڈانا یا ایک مشت سے کم کرانا حرام ہے۔

(بہار شریعت ج16 ص 197)

فتاویٰ مذکور میں چند سطر بعد ہے کہ

ان (داڑھی منڈانے اور کتروانے والے) کو امام بنانا جائز نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی۔ (فتاوی شامی جلد اول صفحہ 414 میں ہے)

" الفاسق فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب اهانة شرعاً اه ملخصا"

اس حالت میں ان کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھی گئیں یا پڑھی جائیں گی ان سب کا لوٹانا واجب ہے۔ (درمختار مع شامی جلد اول صفحہ 337 میں ہے)

" کل صلوٰة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها "

(فتاویٰ فقیہ ملت باب النفل والتراویح صفحہ 205/206)

لہذا---------------- !!!

شخص مذکور اگر توبہ واستغفار کرلے اور اس پر قائم رہے تو جب اس کی داڑھی حد شرع کے مطابق ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق قادری رضوی مہاراشٹر

****

باب الجماعت

(جماعت کا باب)

مسجد کی چھت پر جماعت کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جامع مسجد دومنزلہ ہے اور وہ مسجد گولائی میں بنی ہوئی ہے ساتھ ہی اسکے کچھ صحن بھی ہے جو کہ مسجد کے صرف نیچے کی حصہ سے لگ رہی۔ نماز جمعہ میں نیچے اوپر اور صحن میں بھی لوگ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اب اسمیں جاننا یہ ہے کہ اس مسجد کے نچلے حصہ میں میں کچھ مرمت کا کام ہورہا ہے جس وجہ سے نیچے جماعت کرنے میں بڑی مشکل ہے۔ تو جمعہ کی جماعت اوپر کی حصہ میں کرنا درست ہے یا نہیں یاد رہے نیچے کہ صحن میں بھی لوگ شامل ہوسکتے ہیں یا نہیں مہربانی کرکے جلد جواب سے نوازیں عین وکرم ہوگا۔ المستفتی ابوالکلام خان نظامی دربھنگوی گوا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

مسجد کی چھت پر بلا وجہ جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ شامی میں ہے: ”ثم رأیت القهستانی نقل عن المفید کراهة الصعود علی سطح المسجد ویلزم کراهة الصلاة ایضا فوقه فلیتأمل اه“

(رد المحتار علی الدر المختار ج۲/ص۴۲۸ مکتبہ زکریا)

ہاں اگر نیچے کے حصہ میں جماعت قائم کرنا مشکل ہو جیسا کہ سوال میں ذکر ہے تو اب یہاں وہ کراہت بھی باقی نہیں ضرورت کے متحقق ہونے کی وجہ سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ القدسی اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے ہاں اگر مسجد جماعت پر تنگی کرے کہ نیچے جگہ نہ رہے تو باقی ماندہ لوگ چھت پر صف بندی کرلیں یہ بلا کراہت جائز ہے کہ اس میں ضرورت ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:الصعود علی سطح كل مسجد مكروه، ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه، إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة، كذا في الغرائب

(الفتاوی الرضوية ج۳/ص ۵۰۵ رضا اکیڈمی ممبئ)

اب رہا نیچے صحن میں نماز پڑھنا تو اگر امام کا حال مقتدیان پر مشتبہ نہ ہو تو انکی نماز بھی درست ہے جیسا کہ اسی رد المحتار میں ہے:علمه بانتقلاته ای بسماع او رؤية للامام او لبعض المقتدين رحمتي وان لم يتحد المكان۔

(رد المحتار على الدر المختار ج۲ص ۲۸۷،هكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح)

لو اقتدى من بمنزله بمن في المسجد وان إنفصل عنه صح وإن لم يوجد مانع من نحو الطريق ولم يشتبه حال الامام ۔والله تعالى اعلم

(ص ۲۹۳ المكتبة الفيصل كتاب الصلاة)

کتبــــــه
مشاہد رضا حشمتی رام پور کمیری
۲۸ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

اگر نماز کی صف میں وہابی دیوبندی گھس جائے تو نماز کا شرعاً کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال نمازیوں کے بیچ میں اگر کوئی بدعقیدہ داخل ہو جائے تو اس صف کے لوگوں کی نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں ۔سائل محمد مستقیم رضا قادری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــــالى

استاذی المکرم، مربیٔ روح حضور سرکار فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: وہابی اپنے کفریات قطعیہ کی بنا پر بمطابق 'فتاویٰ حسام الحرمین مسلمان نہیں ان کی نماز شرعاً نماز نہیں ۔

لہذا دیوبندی وہابی صف کے درمیان کھڑے ہوں گے تو یقیناً صف منقطع ہوگی سنیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی مسجدوں میں اعلان کر دیں کہ کوئی وہابی دیوبندی ہماری صفوں میں نہ گھسے بلکہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے وہ موذی ہے اور ہر موذی کو مسجد میں آنے سے روکنا لازم ہے۔

درمختار میں ہے کہ:

یمنع منه کل موذ ولو بلسانه ملخصا

یعنی ایذا دینے والے کو مسجد میں آنے سے روکا جائے اگر چہ وہ صرف زبان ہی سے ایذا دیتا ہو۔

اللہ عزوجل اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو گالیاں دینے والوں سے بڑھ کر کون موذی ہوگا..؟ لہذا ان کو مسجد میں آنے سے روکا جائے اور آجائیں تو باہر کر دیا جائے اور اگر باہر کرنے میں فتنہ ہوگا اور سنی اس فتنہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو اس صورت میں بھی ان کو باہر کرنا لازم ہے ہے ہاں اگر فتنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو باہر کرنا لازم نہیں لیکن اگر فتنہ کا بہانہ ہے اور حقیقت میں سنیوں کی سستی، غفلت اور لاپرواہی سے وہابی دیوبندی سنیوں کی مسجد میں آتے ہیں اور صفوں میں گھستے ہیں تو اس محلہ کے سب سنی گنہگار ہوں گے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳٤٥)

اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت، امام الفقہاء، حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ: وہابی اپنے عقائد خبیثہ کے سبب اسلام سے خارج ہیں احکام المرتدین انھیں مسلمانوں کی مسجدوں میں آنے کا کوئی حق نہیں، انھیں روکا جائے اگر وہ نہ رکیں یا ممانعت پر فتنہ فساد کرنے پر آئیں تو حکومت سے انھیں رکوایا جائے مسجد سے ہر موذی کو روکنے کا حکم ہے خصوصاً ایسا موذی۔

درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ٤٨٩ مطبوعہ کوئٹہ میں ہے:

'یمنع منه کل موذ ولو بلسانه'

(فتاوٰی مصطویه صفحه ۲۱۲)

درحقیقت وہابی دیوبندی کافر و مرتد کون لوگ ہیں؟ علمائے اہل سنت جب وہابی دیوبندی بولتے ہیں تو ان کی مراد کیا ہوتی ہے؟

اس کے متعلق شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضور سرکار حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی

علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب" فتاویٰ شارح بخاری جلد ۲ از صفحہ ۳۸۶ تا ۳۸۹ " پر مفصل طور وضاحت فرمائی ہے جس میں خلاصہ کے طور پر مختصر عبارات پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیں:

دیوبندی حقیقت میں وہ ہے جو مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی کی کفری عبارتوں پر مطلع ہوتے ہوئے بھی انھیں اپنا امام و پیشوا جاننے یا کم از کم مسلمان ہی جانے اس لئے کہ ان لوگوں کی ان کفری عبارتوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صریح توہین ہے اور شان الوہیت میں کھلی ہوئی گستاخی ہے علمائے اہل سنت جب دیوبندی بولتے ہیں تو ان کی مراد دیوبندی سے ایسا ہی شخص ہوتا ہے رہ گئے وہ لوگ جو ان چاروں کے کفریات میں سے کسی ایک پر مطلع نہیں انھیں قطعی یقینی اطلاع نہیں وہ صرف دیوبندی مولویوں کی ظاہری اسلامی صورت، ان کی نماز، روزوں کو دیکھ کر انھیں عالم، مولانا جانتے ہیں، ان کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں، معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام جانتے ہیں، وہ حقیقت میں دیوبندی نہیں" اب رہی نماز ہونے کی بات تو نماز خوش عقیدہ سنیوں کی ہو جائے گی مگر نقص وکھوٹ کے ساتھ جیسا کہ" فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۷ صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ جدید میں ہے کہ:

باوصف قدرت منع نہ کریں گے سب گناہ گار و مستحق وعید عذاب ہوں گے اور نماز میں بھی نقص آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــــہ
محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی مہاراشٹر
۳ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں تنہا باجماعت نماز پڑھی تو نماز ہوگی یا نہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد عارف بلالی اسماعیلی بستی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

اصل میں نماز کے اندر اتمام کا حکم دیا گیا ہے کہ جب تک ایک صف پوری نہ ہو دوسری نہ کریں

اسکا شرع مطہر کو وہ اہتمام ہے کہ اگر کوئی شخص صف کو ناقص چھوڑ دے مثلاً ایک آدمی کی کہیں جگہ باقی تھی اسے پوری کئے بغیر پیچھے اور صفیں باندھ لیں بعدہ ایک شخص آیا اس نے اگلی صف میں نقصان پایا تو اسکا حکم یہ ہیکہ ان صفوں کو چیرتا ہوا وہاں جا کر خالی جگہ کو پُر کرے اور اس نقصان کو پورا کرے کہ انہوں نے مخالفت شرع کر کے خود اپنی حرمت ساقط کی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا تصفون کما تصف الملئکة عند ربها

ترجمہ: ایسی صفیں کیوں نہیں باندھتے جیسی ملائکہ اپنے رب کے حضور باندھتے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملائکہ کیسی صفیں باندھتے ہیں؟ فرمایا

یتمون الصف الاول ویتراصّون فی الصف

اگلی صف کو پورا کرتے ہیں اور خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

(رواہ مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجة)

(ماخوذ فتاوی رضویہ شریف ج۳ ص۳۸۶ رضا اکیڈمی ممبئ)

اسی مسئلہ کے حکم کو واضح کرتے ہوئے صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ درمختار کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ آگے والی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے والی صف میں کھڑا ہونا ممنوع ہے۔

(بہار شریعت ج اول حصہ ۳ ص ۵۸۷)

الحاصل صورت مسئلہ میں مصلی کا یہ فعل ممنوع ہے اور ممنوع کا مدار کم از کم مکروہ تنزیہی پر ہوتا ہے اس لئے نماز تو ہو جائے گی لیکن کراہت کے ساتھ اور یہ ٹھیک اسی طرح ہے کہ جب امام اور ایک مقتدی ہو تو مقتدی کو امام کے ساتھ داہنی جانب کھڑا ہونا چاہئے لیکن اگر وہ پیچھے کھڑا ہو گیا تو یہ جائز تو ہے لیکن بُرا ہے مکروہ ہے کیونکہ خلاف سنت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(کما قال شیخ الاسلام برهان الدین صاحب الهدایة فی المجلد الاول ص ۱۰۳ مجلس برکات، قال عبد الحمید القادری الفرنجی محلی فی الحل الضروری لمختصر القدوری ص ۲۳)

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور یکمری

۳ نومبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

* *

دو آدمی اور ایک بچہ کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
سوال دو آدمی ہے اور ایک بچہ اس صورت میں جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہیں مدلل معلومات دے کرہمیں شکریہ کاموقع دیں۔سائل: بندہ ناچیز سجاد عالم بینگلور کرنا ٹک

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

دو آدمی اور ایک بچہ جماعت کے ساتھ بلاشبہ نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ اکیلا مقتدی مرد اگر چہ لڑکا ہو امام کی برابر داہنی جانب کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے دو سے زائد کا امام کی برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ دو مقتدی ہیں ایک مرد اور ایک لڑکا تو دونوں پیچھے کھڑے ہوں اگر اکیلی عورت مقتدی ہے تو پیچھے کھڑی ہو زیادہ عورتیں ہو جب بھی یہی حکم ہے دو مقتدی ہوں ایک مرد ایک عورت تو مرد برابر کھڑا ہو اور عورت پیچھے دو مرد ہوں ایک عورت تو مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے۔
(بہار شریعت ج1 ص585)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ: و اذا کان معه اثنان قاما خلفه و كذلك اذا كان احدهما صبيا و ان کان معه رجل و امراة اقام الرجل عن يمينه و المراة خلفه و ان کان رجلان و امراة اقام الرجلان خلفه و المراة وراء هما و ان کان معه رجلان و قام الامام وسطهما فصلاتهم جائزة والله تعالى اعلم
(فتاوی عالمگیری ج1 ص88 الباب الخامس فی باب الامامۃ)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۵ نومبر بروز سوموار ۲۰۱۸

****

مکار وھابیوں کے ایک جھوٹ کی حقیقت؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
ہر نماز کے بعد کچھ لوگ اپنا سیدھا ہاتھ سر پر رکھ کر کچھ پڑھتے ہیں کیا یہ سنت سے ثابت ہے کسی وہابی گروپ میں ایسی فوٹو ڈالی اور کہا کہ یہ ثابت نہیں ہے حضرت جواب عنایت فرمائیں۔سائل وجاہت خان قادری رضوی کلم نوری شریف مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

بے شک نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا بسم اللہ الذی لاالہ الا ھو الرحمن الرحیم اللھم اذھب عنی الھم والحزن پڑھنا جائز اور سنت سے ثابت ہے ہاں جو خاندانی جاہل اور اندھے ہیں وہ حدیث دیکھنے اور سمجھنے سے قاصر ہیں بے چاروں کو کیا دکھے ایسے جاہل اور گمراہ لوگوں کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہئے ان سے دور رہنا لازم جانیں نیز اپنے بزرگوں کے بیان کردہ ذکر واذکار پر یقین رکھیں۔

فتاوی رضویہ جلد پنجم میں ہے: حدیث ہفتم بزار نے مسند، طبرانی نے معجم اوسط، ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ وخطیب بغدادی در تاریخ از انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت دارند:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی وفرغ من صلوته مسح بیمینه علی راسه وقال بسم اللہ الذی لاالہ الا ھو الرحمن الرحیم اللھم اذھب عنی الھم والحزن

نبی صلی اللہ علیہ وسلم چوں از نماز فارغ شدے دست راس بر سر مبارک خودش سودے وایں دعا نمودے۔واللہ تعالی اعلم

(تاریخ بغداد للخطیب باب الکاف عن اسمه کثیر حدیث ۶۹۵۳ دار الکتاب العربیه بیروت ۴۸۰/۱۲)

کتبـــــه
شان محمد المصباحی القادری
۱۳ جون بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیانابالغ سمجھدار بچے بڑوں کے ساتھ جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مسلۂ میں نے بہت سارے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جمعہ کے دن اکثر لوگ اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو ساتھ لاتے ہیں جو کہ بچے نابالغ ہوتے ہیں اور انکو نماز جمعہ میں اپنے ساتھ کھڑا کرتے ہیں جو کہ وہ پہلی صف ہوتی ہے اور بالغ حضرات پیچھے صف میں رہتے ہیں تو اب حکم شرع کیا ہے نماز ہوگی کی نہیں ہوگی وضاحت فرماد یجئے کرم ہوگا۔سائل علاء المصطفی علیمی سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

وہ نابالغ چھوٹے بچے اگر سمجھدار ہوں اور اگلی صف یا دوسری تیسری صف میں بڑے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوں تو جماعت میں کوئی فرق نہیں نماز ہو جائے گی جیسا کہ اسی طرح کا ایک سوال سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز سے ہوا کہ :"سمجھ دار لڑکا آٹھ نو برس کا جو نماز خوب جانتا ہے اگر تنہا ہو تو اسے یہ حکم ہے کہ صف سے دور کھڑا ہو یا صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے؟

چنانچہ حضور اعلی حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

اسے صف سے دور یعنی بیچ میں فاصلہ چھوڑ کر کھڑا کرنا تو منع ہے " فان صلاۃ الصبی المیز الذی یعقل الصلاۃ صحیحہ قطعاً وقد امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسد الفرج والتراص فی الصفوف ونہی عن خلافہ بنہی شدید"

اور یہ بھی کوئی ضروری امر نہیں کہ وہ صف کے بائیں ہی ہاتھ کو کھڑا ہو علماء اسے صف میں آنے اور مردوں کے درمیان کھڑے ہونے کی صاف اجازت دیتے ہیں درمختار میں ہے:

لو واحدا دخل الصف

مراقی الفلاح میں ہے:

ان لم یکن جمع من الصبیان یقوم الصبی بین الرجال

بعض بے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ" لڑکا" پہلے سے داخل نماز ہے اب یہ آئے تو اسے نیت بندھا ہوا ہٹا کر کنارے کر دیتے اور خود بیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں" یہ محض جہالت" ہے اسی طرح یہ خیال کہ

لڑ کا برابر کھڑا ہو تو مرد کی نماز نہ ہوگی" غلط و خطا" ہے جس کی کچھ اصل نہیں۔
(فتاوی رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الجماعۃ صفحہ نمبر 411 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)
اس سے معلوم ہوا کہ لڑکا اگر چہ نابالغ مگر باشعور ہو تو اس کے صف میں کھڑے ہونے سے نماز میں کوئی حرج نہیں جماعت ہوگئی ہاں اس بات کا خیال رہے کہ ایسے چھوٹے بچے جن سے نماز میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے بچوں کو مسجد میں نہ لائیں بلکہ گھر والے وقت نماز گھر ہی پر نماز پڑھنے کی عادت ڈالنے کے واسطے نماز پڑھائیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۳ جنوری ۲۰۲۰ سنہ ء مطابق ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ سنہ ھ بروز جمعرات

****

عورتوں کو نماز کیلئے مسجد جانا منع ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کی جماعت کیوں نہیں ہے۔ اسکے حوالے سے مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد شاہد رضا
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــــــہ تعــــــــــــــالی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے:
لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ
(مسند امام احمد بن حنبل ۷/۲۵۸)
اللہ تعالی کی کنیزوں کو مسجد سے نہ روکو لیکن اللہ تعالی کا فرمان ہے:
"اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ"
(پارہ ۲ سورۃ البقرہ)
فتنہ قتل سے بھی زیادہ بُرا ہے تو اس کی روک تھام بھی قتل سے بھی زیادہ ضروری ہے زمانہ

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں طہارت و پاکیزگی غالب تھی اور مردوں میں اور زیادہ غالب تھیں تو مسجد میں عورتوں کو حاضری کی اجازت تھی عہد مبارک کے بعد نہ عورتیں اس حال پر ہیں نہ مرد۔

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

" لقد نهى عمر رضى الله تعالى عنه النساء عن الخروج الى المساجد فشكون الى عائشة رضى الله تعالى عنها فقال لو علم النبى صلى الله عليه وسلم ما علم عمر ما اذن لكن فى الخروج:

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مسجد کی حاضری سے روکا تو عورتوں نے ام: المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا آج عمر پر عورتوں کی جو حالت ظاہر ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں ظاہر ہوتی تو آپ بھی عورتوں کو مسجد کی حاضری کی اجازت نہ دیتے۔

بخاری شریف جلد اول ص ۱۲۰ میں ہے:

" لو ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء المنعهن كما منعت نساء بنى اسرائيل

ترجمہ: اگر حضور آج کا زمانہ پاتے اور عورتوں میں یہ نئی باتیں دیکھتے تو آپ بھی ان کو مسجد میں جانے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئیں۔

تو حضرت عمر و ام المومنین حضرت عائشہ بلکہ عام مسلمانوں نے ضروری جانا کہ دفع فتنہ کی غرض سے عورتوں کو مسجد کی حاضری سے روکا جائے اور اللہ و رسول کے حکم عام پر عمل کیا جائے پس آج کے دور پرفتن میں جبکہ عورتوں اور مردوں کے حالات ظاہر ہیں ان حالات میں جو لوگ عورتوں کی مسجد میں حاضری کیلئے اصرار کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ و رسول کے حکم کے نافرمان ہیں اور شریعت کے رموز و اسرار سے ناواقف ہیں اور یہ غیر مقلدیں بے ادب گستاخ اور ناسمجھ قوم ہیں جو خلفائے راشدین پر بھی اعتراض کرنے سے نہیں چوکتے ،اللہ ان بے ادبوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہرپور وا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۱۴ جون بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

مقتدیوں کا آمین بالجہر (تیز آواز سے) کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں. کہ امام کے پیچھے آمین بالجہر کہنا کیسا ہے. حدیث رسول کی روشنی میں مدلل مفصل جواب تحریر فرمائیں.؟ سائل محمد مشتاق احمد قادری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــــــالی

آمین بالجہر کہنا خلاف سنت ہے کیونکہ آمین بالسر کہنا یہ احادیث مبارکہ اور اقوال فقہا سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حدیث پاک میں ہے کہ آمین آہستہ کہے جیسا کہ حدیث پاک ہے:

" عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تامينه تامين الملائكه غفر له ما تقدم من ذنبه متفق عليه وفي رواية قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين فانه من وافق قوله قول الملائكه غفر له ما تقدم من ذنبه هذا لفظ البخاری ولمسلم نحوه:

مفہوم حدیث یہ ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لئے کہ جسکی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہوگی تو اسکے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

بخاری ومسلم اور ایک روایت میں ہے کہ جب امام غير المغضوب عليهم ولا الضالين کہے تو آمین کہو اس لئے کہ جسکا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کے مطابق ہوگا اسکے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اس حدیث سے دو بات معلوم ہوئی اول یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ اگر مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو حضور یہ نہ فرماتے کہ جب امام غیر المغضوب کہے بلکہ یوں فرماتے کہ جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو معلوم ہوا کہ مقتدی صرف آمین کہے گا ولا الضالین امام کہے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ آمین آہستہ کہنا چاہیے کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور ہم لوگ ان کی آمین کہنے کی آواز نہیں سنتے ہیں لہذا ہمیں بھی آہستہ کہنا ہے کیونکہ بلند آواز سے کہنا فرشتوں کی مخالفت ہے۔

کنزالدقائق اور بحرالرائق جلد اول صفحہ ۳۱۳ میں ہے:

امن الامام والماموم سرا:

یعنی امام اور مقتدی آمین آہستہ کہے۔

بحرالرائق کتاب الصلاۃ باب صفۃ الصلاۃ جلد اول صفحہ ۵۴۷،کنزالدقائق کتاب الصلاۃ صفحہ ۲۵،اور درمختار میں ہے:

امن الامام سرا کماموم ومنفرد

یعنی امام آہستہ آمین کہے جیسے کہ مقتدی ومنفرد۔واللہ تعالی اعلم

(درمختار کتاب الصلاۃ مطلب قراۃ البسملۃ بین الفاتحہ جلد دوم صفحہ ۲۳۸/۲۳۹)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۴اپریل بروز اتوار ۲۰۱۹عیسوی

****

صرف عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

عورتیں تراویح ایک حافظہ عورت کے پیچھے باجماعت پڑھ سکتی ہیں؟ اور اگر امام مرد ہوتو انکے پیچھے عورتیں پڑھ سکتی یا نہیں؟ سائل محمد مشرف رضا ازھری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

عورتوں کی حافظہ (عورت) کی اقتداء میں نماز جائز نہیں اس لئے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے جیساکہ، انوارالحدیث صفحہ ۱۵۵ بحوالہ فتاوی عالمگیری جلداول مصری صفحہ ۸۰ پر ہے کہ:

”اگر عورتیں جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز ومکروہ تحریمی ہی ہے۔

فتاوی عالمگیری کی عبارت: یکرہ امامۃ المرأۃ للنساء فی الصلوات کلھا من

الفرائض والنوافل الا فی الصلوۃ الجنازۃ ھکذا فی النھایہ
اور" درمختار" میں ہے:
"ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح فی غیر صلاۃ جنازۃ۔"
ان مذکورہ بالانقل کردہ عبارات سے معلوم ہوا کہ عورت کی امامت مکروہ تحریمی ہے چاہے فرائض کی نماز ہو یا نوافل کی سوائے نماز جنازہ کے اور فتاوی رضویہ شریف جلد ۷ صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ جدید" میں ہے کہ اگر یہ جماعت (صرف عورتوں کی جن کا محض امام مرد ہو) مسجد میں ہو مطلقا مکروہ ہے کہ عورت کو حاضری مسجد منع ہے اور اگر مکان ہو اور مرد کو حاضری مسجد سے کوئی عذر صحیح شرعی مانع نہیں تو مطلقا مکروہ ہے کہ مرد پر حاضری مسجد واجب ہے اور اگر اسے عذر ہے اور جماعت میں جتنی عورتیں ہیں اس کی محرم یا زوجہ یا غیر مشتہاۃ لڑکیوں کے سوا نہیں تو مطلقا بلا کراہت جائز ہے اور نا محرم مشتہاۃ ہیں تو مکروہ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں محرم، غیر مشتہاۃ ہیں اور وہ مرد مسجد کی حاضری سے معذور ہے تو وہ عورتوں کی امامت کرسکتا ہے اور مذکورہ شرائط پر اس مرد کی اقتدا کرسکتی ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی مہاراشٹر
۸ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

اپنے گھر میں عورتوں اور مردوں کے ساتھ جماعت سے نماز کا شرعی حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
سوال کیا زید اپنے گھر والوں کی جسمیں مرد اور عورتیں اور بچے سب شامل ہیں۔ فرض نماز کی جماعت کرا سکتے ہیں یا نہیں۔ سائل محمد ارشد قادری
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی
جس گھر میں عورتیں ہی عورتیں ہوں اس میں مرد کو ان کی امامت ناجائز ہے لیکن اگر ان عورتوں میں اس کی نسبی محارم ہوں یا بی بی ہو یا وہاں کوئی محرم مرد بھی ہو تو ناجائز نہیں یعنی امامت کرسکتے

ہیں، درمختار مع ردالمحتار میں ہے:

ویکرہ حضور هن الجماعة ولو لجمعة وعيد و وعظ مطلقا لو عجوزا ليلا أي شابة أو عجوزا نهارا أو ليلا على المذهب المفتى به لفساد الزمان كما تكره أمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته أو زوجته أو أمته أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لا يكره

(ج2 کتاب الصلاۃ باب الامامۃ صفحہ 307)

فتاوی رضویہ میں ہے:

اگر یہ جماعت مسجد میں ہو مطلقا مکروہ ہے کہ عورات کو حاضری مسجد منع ہے اور اگر مکان ہو اور مرد کو حاضری مسجد سے کوئی عذر صحیح شرع مانع نہیں تو مطلقاً مکروہ ہے کہ مرد پر حاضری مسجد واجب ہے اور اگر اسے عذر ہے اور جماعت میں جتنی عورتیں اس کی محرم یا زوجہ یا غیر مشتہاۃ لڑکیوں کے سوا نہیں تو مطلقا بلا کراہت جائز ہے اور نامحرم مشتہاۃ ہیں تو مکروہ بہر حال۔

(جلد 7 صفحہ 208)

بہار شریعت جلد اول میں ہے: جس گھر میں عورتیں ہی عورتیں ہوں اس میں مرد کو ان کی امامت ناجائز ہے ہاں اگر ان عورتوں میں اس کی نسبی محارم ہوں یا بی بی ہو یا وہاں کوئی محرم مرد بھی ہو تو ناجائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(حصہ 3 جماعت کا بیان صفحہ 584)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی دیناجپور بنگال

۳ مئی بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

جماعت ترک کرنے کے عذر کیا کیا ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا جماعت ملازمت، تجارت وغیرہ کی وجہ سے ترک کرنا جائز ہے؟ اور کیا ایجوکیشن کی وجہ سے جماعت ترک کرنا جائز ہے؟ جس سے یہ یقین ہو کہ اس ایجوکیشن سے ہم آنے والے دنوں میں ملازمت

یا تجارت کریں گے اور اپنے پریوار کے حقوق کو پورا کریں گے جو میرے ذمہ اس وقت فرض ہو جائے گی۔سائل محمد معین رضا گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

ملازمت،تجارت اور ایجوکیشن ترک جماعت کے لئے عذر نہیں ترک جماعت کے اعذار یہ ہیں۔
مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو(2)اپاہج (3) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو(4) جس پر فالج گرا ہو(5)اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو(6)اندھا اگر چہ اندھے کے لئے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچادے (7) سخت بارش (8) شدید کیچڑ کا حائل ہونا(9)سخت سردی (10) سخت تاریکی (11)رات میں آندھی (12) مال یا کھانے کا تلف ہونے کا اندیشہ ہو(13) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے(14) ظالم کا خوف (15) پاخانہ(16) پیشاب (17) ریاح کی حاجت شدید ہے(18) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو(19) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہو (20) مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لئے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا یہ سب ترک جماعت کے لئے عذر ہیں۔

(بہار شریعت ج:1/ح:3/ص:583/584)

اور درمختار میں ہے:فلا تجب علی مریض و مقعد وز من مقطوع ید و رجل من خلاف او رجل فقط ذکرہ الحدادی و مفلوج و شیخ کبیر عاجز و اعمی و ان وجد قائدا ولا علی من حال بینه و بینها مطر و طین و برد شدید و ظلمة کذالك و ریح لیلا لا نهارا و خوف علی ماله او من غریم او ظالم او مدافعة احد الاخبثین و ارادة سفر و قیامه بمریض و حضور طعام تتوقه نفسه ۔واللہ تعالی اعلم
(ج:2/ص:292/293/کتاب الصلوۃ/باب الامامۃ)

کتبـــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۱۷اگست بروز سنیچر ۲۰۱۹عیسوی

****

نماز تہجد باجماعت پڑھنا کیسا ہے ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال کیا تہجد کی نماز جماعت سے پڑھ سکتے ہیں اگر پڑھ سکتے ہیں تو کیسے پڑھیں گے طریقہ بتادیں اور اکیلے کیسے پڑھیں گے اور کون سی سورت کتنی مرتبہ پڑھیں گے مکمل طریقہ بتادیں کرم ہوگا۔سائل برکت علی قادری پتہ مادھوپور گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعــــــــــالی

نماز تہجد بجماعت تداعی مکروہ ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

تراویح وکسوف واستسقاء کے سوا جماعت نوافل میں ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب معلوم ومشہور اور عامہ کتب مذہب میں مذکور ومسطور ہے کہ بلا تداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ تداعی ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا اور اسے کثرت جماعت لازم عادی ہے اور اس کی تحدید امام نسفی وغیرہ نے" کافی" میں یوں فرمائی کہ:

امام کے ساتھ ایک دو شخص تک بالاتفاق بلا کراہت جائز اور تین میں اختلاف اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ یہ تحدید امام شمس الائمہ سے منقول ہے تین سطر کے بعد فرماتے ہیں اور اصح یہ ہے کہ تین مقتدیوں میں بھی کراہت نہیں۔

"طحطاوی علی مراقی الفلاح" میں ہے:

"قوله(اختلف فيه) والاصح عدم الكراهة

مگر انہیں امام شمس الائمہ سے خلاصہ وغیرہ میں یوں منقول ہے کہ تین مقتدیوں تک بالاتفاق کراہت نہیں چار میں اختلاف ہے، تین سطر کے بعد فرماتے ہیں بالجملہ دو مقتدیوں میں بالاجماع جائز اور پانچ میں بالاتفاق مکروہ اور تین چار میں اختلاف نقل ومشائخ اور اصح یہ ہے کہ تین میں کراہت نہیں چار میں ہے تو مذہب مختار یہ نکلا کہ امام کے سوا چار یا زائد ہوں تو کراہت ہے ورنہ نہیں اب یہ کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی تو امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ اظہر یہ کہ یہ کراہت تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ

لمخالفۃ التوارث " نہ تحریمی کہ گناہ وممنوع ہو ۔
(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الوتر والنوافل صفحہ نمبر 682 / 683 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

نماز تہجد سنت مستحبہ ہے تمام مستحب نمازوں سے اعظم واہم جیسا کہ اسی فتاویٰ کے دوسرے صفحہ پر ہے تہجد سنت مستحبہ ہے تمام مستحب نمازوں سے اہم واعظم قرآن عظیم واحادیث حضور پرُنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ترغیب سے مالا مال عامہ کتب مذہب میں اسے مندوبات ومستحبات سے گنا اور سنت مؤکدہ سے جدا ذکر کیا۔
(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الوتر والنوافل صفحہ 663)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت ہے ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے (خدا کو) یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اسے چھوڑنا مکروہ ہے کہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہما کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ارشاد فرمایا اے عبد اللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا نیز بخاری ومسلم وغیرہما میں ہے کہ فرمایا کہ اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگر چہ تھوڑا ہو ۔
(بہار شریعت جلد اول ح 4 ص 21 / 22 مطبوعہ فاروقیہ بکڈپو دہلی)

اس تفصیل سے نماز تہجد کے فضائل اور رکعتیں اور بجماعت پڑھنے کے احکام بخوبی واضح ہو گئے رہی بات سورتوں کے پڑھنے کی تو جو جو سورتیں پختہ مخارج کے ساتھ بخوبی یاد ہیں وہی پڑھیں اور یہ نماز پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جس طرح اور نمازیں پڑھی جاتی ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر
۱۹ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

ایک مصلی پر دو جماعت کر سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ ایک مصلی پر دو جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب ارسال فرمادیں۔سائل محمد حامد رضا برکاتی سمستی پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــه تعــــــــالی

ایک مصلی پر دو جماعت کر سکتے ہیں شرعا کوئی حرج نہیں ہاں جگہ بدلنا مستحب ہے نہ بدلنا مکروہ تنزیہی اور خلاف اولی ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وعن ابی حنیفة لو کانت الجماعة اکثر یکره التکرار و الا فلا و عن ابی یوسف إذا لم تکن علی الهیئة الاولی لا تکره و الا تکره هو الصحیح و بالعدول عن المحراب تختلف الهیئة کذا فی البزازیة و فی التاتار خانیة عن الولولجیة وبه ناخذ۔

یعنی امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ اگر افراد جماعت تین سے زیادہ ہوں تو تکرار مکروہ ورنہ نہیں اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ جب ہیئت اولی پر نہ ہو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ اور یہی صحیح ہے اور محراب سے اعراض کر لینے سے ہیئت مختلف ہوتی ہے بزازیہ میں یونہی ہے اور تاتارخانیہ میں ولواجیہ کے حوالہ سے ہے ہم اسی کو لیتے ہیں۔

(ردالمحتار ج1 ص 291 : باب الاذان، مطبوعه مصر)

اور امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ جماعت ثانیہ سے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ: محراب نہ بدلیں تو خلاف اولی ورنہ اصلا کراہت نہیں۔

(فتاوی رضویہ ج3 ص354: رضا اکیڈمی ممبئی)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ: اگر محراب نہ بدلیں تو مکروہ تنزیہی ورنہ اصلا کسی طرح کی کراہت نہیں یہی صحیح ہے اور یہی ماخوذ للفتوی ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج3 ص320: رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تو آنے والا کیا کرے سنّتِ فجر پڑھے یا جماعت میں شامل ہو؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ بکر فجر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا پر مسجد میں جماعت کھڑی ہو چکی تھی اب بکر کو جماعت میں شامل ہو جانا چاہئے یا سنتِ فجر پڑھ کر تنہا فجر کی فرض پڑھے، رہنمائی فرمائیں۔سائل رحمت شاہدی کٹیہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

اگر فجر کی جماعت قائم ہو چکی ہے اور یہ جانتا ہے کہ اگر سنت پڑھتا ہوں تو جماعت جاتی رہے گی تو سنت نہ پڑھے اور جماعت میں شریک ہو جائے کیونکہ سنت کے لیے جماعت کو ترک کرنا ناجائز اور گناہ ہے اور فجر کی سنت کو طلوع کے بعد آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے قضا کرے بعد زوال قضا نہیں۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ۳ ص ۳۷۰ و ۶۱۳ و ۶۲۲ و ۶۱۶)

کتبــــــہ
محمد مشرف اعظم اعظم گریڈیہ
۱۶ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

نماز پنجگانہ اور جمعہ وعیدین کی جماعت فرض یا واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
سوال جماعت کرنا کیا ہے؟ اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں مہربانی ہوگی۔المستفتی محمد صغیر احمد مظفر پور بہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

عاقل و بالغ آزاد اور قادر مرد پر نماز پنجگانہ کی جماعت واجب ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ والرضوان درمختار ورد المحتار کے حوالے بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ عاقل و بالغ حر قادر پر جماعت واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہ گار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادت اور اس کو سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہ گار ہوئے۔

(درمختار ورد المختار جلد اول صفحہ 515 تا518)

جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ کہ محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے برا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کرلی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہوگئی اور رمضان کے وتر میں (جماعت) مستحب ہے نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں سورج گہن میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن میں تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(حوالہ سابق، بحوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر 106 مطبوعہ فاروقیہ بکڈ پو دہلی)

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۰ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

اگر دو آدمی نماز ادا کرے تو طریقہ کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اگر امام اور صرف ایک مقتدی ہو اور دونوں جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں اور آخری قعدہ میں دوسرا مقتدی آگیا تو اب دوسرا مقتدی کیا امام کے پیچھے بیٹھ جائے یا امام کی بائیں جانب بیٹھ جائے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد عامر حسین یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

اگر دو آدمی جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو مقتدی امام کے برابر دائیں طرف کھڑا ہوگا، اور اگر تیسرا آدمی آجائے تو مقتدی کو چاہیے کہ وہ پیچھے ہو جائے یا تیسرا آدمی مقتدی کو تھوڑا سا پیچھے کی طرف

کھینچ لے، اگر تیسرا آدمی بھی امام کے برابر کھڑا ہو جائے تو امام کو چاہیے کہ دونوں مقتدیوں کو اشارے سے پیچھے کر دے۔
البتہ اگر پیچھے کی جانب جگہ نہ ہو تو امام کو چاہیے کہ وہ آگے ہو جائے اور تیسرا آدمی امام کے پیچھے پہلے مقتدی کے برابر میں کھڑا ہو جائے، لیکن یہ ساری تفصیل قعدۂ اخیرہ سے پہلے کی ہے، اگر تیسرا آدمی قعدۂ اخیرہ کے دوران جماعت میں شامل ہونا چاہے تو پھر وہ امام کے برابر میں بائیں طرف کھڑا ہو کر اقتدا کرے، نہ کوئی پیچھے ہٹے اور نہ ہی کوئی آگے جائے۔

"ویقف الواحد ولو صبیا أما الواحدة فتتأخر محاذیا أی مساویا لیمین إمامه علی المذهب، ولا عبرة بالرأس بل بالقدم، فلو صغیراً فالأصح ما لم یتقدم أکثر قدم المؤتم لا تفسد، فلو وقف عن یساره کره اتفاقاً وکذا یکره خلفه علی الأصح لمخالفة السنة، والزائد یقف خلفه فلو توسط اثنین کره تنزیهاً وتحریماً لو أکثر الخ"
(ردالمحتار جلد۲ کتاب الصلوۃ باب الامامہ ص۳۰۰)

اور اسی میں ہے:
" والظاهر أیضاً أن هذا إذا لم یکن فی القعدة الأخیرة، وإلا اقتدی الثالث عن یسار الإمام ولا تقدم ولا تأخر "واللہ تعالی اعلم
(جلد۲ص۳۰۹دار عالم الکتب للطباعة والنشر والتوزیع الریاض)

کتبـــــہ
امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار
۲۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ اپریل ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

مندرجہ ذیل آیت کریمہ نماز میں و دعا میں پڑھنا کیسا؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ فرض نماز میں آیت کریمہ لَآ اِلٰهَ

اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ ۚ پڑھنا کیسا ہے؟ سائل سفیان وارثی دلاور گڑھی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں یہ آیت کریمہ نماز میں بالکل پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:

فاقرؤا ماتیسّر من القرآن

قرآن سے جومیسر آئے پڑھو۔

(پارہ۲۹سورہ مزمل آیت۲۰)

مطلب یہ ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ الم ذلک سے سورہ والناس تک جہاں سے چاہو وہاں سے پڑھو۔

(بہار شریعت حصہ ۳ قرآن پڑھنے کا بیان)

البتہ مذکورہ آیت کو امام کا بطور دعا پڑھنا اور مقتدیوں کو آمین کہنا منع ہے ہاں اگر کوئی منفرد کسی مصیبت و پریشانی میں گرفتار ہوجائے تو اس آیت کو بطور وظیفہ پڑھ کر کے دعا کرسکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی بریلی شریف یوپی

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

امام ومقتدی کا ایک دوسرے کے لئے انتظار کرنا کیسا؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید جو مسجد کا امام ہے اور بکر گاؤں کے حاجی زید ظہر کی نماز میں سوئے رہ گئے آنکھ نہیں کھلی تو بکر نے بحکم صدر سکریٹری کے نماز پڑھا دئے تو کیا شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ امام کے اجازت کے بغیر بکر کا نماز پڑھانا صحیح ہے یا نہیں شریعت کے نزدیک کیا حکم ہے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل احمد رضا نوری مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مستفسرہ میں اگر حاجی صاحب لائق وفائق امامت تھے تو نماز ہوگئی ورنہ نہیں لیکن انتظار اولی ہے جیسا کہ درجہ ذیل مذکور ہوتے ہیں:

وقت کراہت انتظار امام میں ہرگز تاخیر نہ کریں ہاں وقت مستحبہ تک انتظار امام باعث زیادت اجر وتحصیل فضیلت ہے پھر اگر وقت طویل ہے اور آخیر وقت مستحب تک تاخیر حاضرین پر شاق نہ ہوگی کہ سب اس پر راضی ہیں تو جہاں تک تاخیر ہوا تنا ہی ثواب ہے کہ یہ سارا وقت ان کا نماز ہی میں لکھا جائے گا۔

وقد صح عن الصحابة رضی اللہ تعالی عنهم انتظار النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم حتی مضی نحو من شطر اللیل وقد اقرهم علیه النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم وقال إنکم لن تزالوا فی صلوۃ ما انتظر تم الصلوۃ

یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہُ تعالیٰ عنہم رات گئے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتظار کرتے حتی کہ رات کا ایک حصہ گزر جاتا اور آپ صلی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکے اس عمل کی تصویب فرمائی اور ارشاد فرمایا: جتنا وقت تم نماز کا انتظار کرتے ہو یہ سارا وقت تم نماز میں ہی ہوتے ہو ورنہ اوسط درجہ تاخیر میں حرج نہیں جہاں کہ حاضرین پر شاق نہ ہو۔

فی الانقروية عن التاتارخانية عن المنتقی للإمام الحاکم الشهيدان تاخير المؤذن و تطويل القراءة لادراك بعض الناس حرام هذا إذا کان لاهل الدنيا تطويلا و تأخيرا يشق علی الناس والحاصل ان التأخير القليل لا عانة أهل الخير غير مکروه ولا بأس بأن ينتظر الإمام انتظارا أوساطا

انقرویہ میں تاتارخانیہ سے اور اس میں امام حاکم الشہید کی منتقی سے ہے کہ مؤذن کا اقامت کو مؤخر کرنا اور امام کا قرآت میں لمبا کرنا تاکہ بعض خاص لوگ جماعت کو پالیں حرام ہے یہ حرمت اس وقت ہے جب یہ طوالت وتاخیر کسی دنیادار کے لئے ہو اور لوگوں پر یہ شاق گزرے حاصل یہ ہے کہ تھوڑی تاخیر تاکہ اہل خیر شریک ہوجائیں مکروہ نہیں امام کو اوسط درجہ کا انتظار کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۵) ص (۳٦٦) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۸ اکتوبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

تنہا مقتدی کو نماز کے لئیے کہاں کھڑا ہونا چاہیئے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں اگر پہلے صف مکمل ہو اور ایک آدمی و بچہ ہے تو وہ کہاں پر نماز ادا کرے گا؟ سائل محمد خالد رضا جرول قصبہ بہرائچ یو پی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالى

اگر ساری صفیں پر ہو جائیں اور آخری صف میں کوئی شخص اکیلا ہو تو وہ دوسرے مقتدی کی آمد کا انتظار کرے اور جب کوئی دوسرا شخص آجائے تو دونوں امام کے بالمقابل صف بنا کر شریک جماعت ہو جائیں ۔اور اگر رکوع کا وقت قریب ہو جائے تو کسی مسئلہ جاننے والے کو اگلی صف سے کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کرلے اور شریک جماعت ہو جائے ۔اور اگر اگلی صف میں کوئی مسئلہ جاننے والا نہ ہو تو امام کے بالمقابل تنہا صف بنا کر کھڑا ہو جائے،اس صورت میں صف میں اکیلے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہوگا۔اور اگر کوئی شخص بلا عذر تنہا صف میں نماز پڑھے گا یا اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑا ہوگا تو احناف کے نزدیک ایسے شخص کی بھی نماز ہو جاتی ہے؛ البتہ اس کا یہ عمل مکروہ ہوگا۔

جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ: و متى استوى جانباه يقوم عن يمين الإمام إن أمكنه وإن وجد في الصف فرجة سدها وإلا انتظر حتى يجئ آخر فيقفان خلفه وإن لم يجئ حتى ركع الإمام يختار أعلم الناس بهذه المسألة فيجذبه ويقفان خلفه ولو لم يجد عالماً يقف خلف الصف بحذاء الإمام للضرورة، ولو وقف منفرداً بغير عذر تصح صلاته عندنا خلافاً لأحمد ۔والله تعالى اعلم

(رد المحتار ج2 ص310 : كتاب الصلاة، باب الإمامة، مكتبة زكريا ديوبند)

کتبــــــه

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۷ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۱ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز منگل

* *

حنفی شافعی مالکی حنبلی کو ایک دوسرے کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت اگر کوئی حنفی شافعی کے پیچھے نماز پڑھے تو ہوگی یا نہیں نیز اسکا برعکس کا حکم کیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔سائل محمد شمش الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــه تعــــــالی

فتاویٰ فقیہ ملت میں ھے کہ مقتدی حنفی؛ شافعی مالکی یا حنبلی جس بھی مسلک کا ہوا گر اسے معلوم ھے کہ ہم جس امام کی اقتدا کر رہے ھیں اس امام میں وہ بات ھے جس کے سبب ہمارے مذہب میں اس کی طہارت یا نماز فاسد ھے تو اسے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا حرام اور اسکی نماز باطل ھے چاہے وہ امام حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی اور اگر اس وقت خاص کا حال معلوم نہیں مگر یہ معلوم ھے کہ یہ امام میرے مذہب کے فرائض وشرائط کی احتیاط نہیں کرتا تو اس کی اقتدا ممنوع ھے اور اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ ھے اور اگر معلوم ھیکہ میرے مذہب کی بھی رعایت و احتیاط کرتا ھے یا معلوم ہو کہ اس نماز خاص میں ہمارے مذہب کی رعایت کی ھے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ھے جب کہ سنی صحیح العقیدہ ہو نہ غیر مقلد کہ اپنے آپ کو شافعی ظاہر کرے اور اگر کچھ نہیں معلوم تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ص ۸ ۲۳۸ میں ھے، فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول ص ۱۱۸)

کتبــــــہ
محمد عامل رضا المعروف ضیاء انجم قادری لکھیم پوری
۳ مئی بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

کسی شرعی سبب سے صف میں جگہ خالی ہوگئی اور آخر تک خالی رہی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک فتوی میرے نظر سے گزرا اگر پہلی صف مکمل ہو گئ تو بعد آنے والا مقتدی کسی کے آنے کا انتظار کرے۔نہ آنے کی صورت میں پہلی صف میں جو مسئلے کا

جاننے والا ہوتو اسے پیچھے کھینچ لے اور اسکے ساتھ نماز مکمل کرے۔۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص (جو علم رکھتا ہو) اگلی صف کے وسط میں ہو اور اسے پیچھے کھینچ لیا جائے تو اگلی صف کی خالی جگہ پر کیسے کیا جائے گا؟ یا اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے گا؟ سائل شکیل احمد خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

جماعت کھڑی ہونے کے بعد آنے والا شخص صف پر ہونے کی صورت میں صف کے کنارے والے شخص کی پشت پر ہاتھ رکھ دے اگر وہ شخص جانکار ہے تو کچھ توقف کرکے اپنے سے کھینچ آئے گا ورنہ یہ شخص نیت باندھ لے یہ نہیں کہ اس کے انتظار میں کھڑا ہو جیسا کہ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ شریف کے حوالے سے اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

آج کل عوام مسئلہ سے بے خبر ہیں اس لئے حکم ہے کہ کنارے کے آدمی کی پشت پر ہاتھ رکھ دے وہ اگر مسئلہ سے واقف ہوگا کچھ توقف کرکے اپنے سے کھینچ آئے گا ورنہ یہ نیت باندھ لے اب انتظار میں کھڑا نہ ہو۔

(حوالہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ 391 بحوالہ دعوت شریعت صفحہ 5)

رہا یہ کہ اگلی صف سے پچھلی صف میں آنے کی وجہ سے صف اول کی خالی جگہ پر ہونے نہ ہونے کا سوال تو اس کے متعلق فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ کنارے والوں کی نماز ہوگئی البتہ جو جگہ خالی تھی کسی نئے آنے والے کو اسے بھر دینا چاہیئے اگر کسی نے اسے نہیں بھرا اور آخر تک یوں ہی رہنے دیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔

ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ 374 میں ہے لیکن اگر ابتدا ہی سے صف اول میں جگہ خالی ہے اور لوگوں نے اسے پر نہیں کیا تو قطع صف ہے اور اس وجہ سے لوگ گنہگار ہوں گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صف میں کوئی جگہ چھوڑنے کو سخت ناپسند فرماتے تھے حدیث شریف میں ہے:

اقیموا الصفوف فانما یصوفون لصف الملائکۃ وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان ومن صل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطع اللہ

(ابو داؤد شریف صفحہ 97)

ترجمہ: صفیں درست کرو کہ تمہیں تو ملائکہ کی سی صف بندی چاہیئے اور اپنے کندھے سب ایک سیدھ میں رکھو اور صف کے رخنے بند کرو اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور صف میں شیطان کے لئے کھڑکیاں نہ چھوڑو اور جو شخص صف کو ملائے گا اللہ اسے ملائے گا اور جو صف کو کاٹے گا اللہ اسے کاٹے گا۔
(فتاویٰ فقیہ ملت باب الجماعۃ صفحہ 156)

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا کہ کسی شرعی سبب سے صف میں جگہ خالی ہوگئی اور آخر تک وہ جگہ پر نہ ہو سکی تو بھی نماز ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر

۱۹ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعت کس طرح پوری کرے گا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے جیسے ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز میں جماعت کے ساتھ تین رکعت چھوٹ گئی آخری رکعت ملی تو جس طرح فرض کی پہلی ہر دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورہ پڑھی جاتی ہے تو اس حالت میں پہلی دو رکعت کونسی مانی جائے گی اور سورۂ فاتحہ کے دوسری سورہ کون کون سی رکعت میں پڑھی جائے گی علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔ سائل: قاری عرفان احمد نظامی مدرسہ اہل سنت نظامیہ سات بنگلہ اندھری ویسٹ ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

کسی مسبوق مقتدی کو چار رکعت والی نماز یعنی ظہر، عصر، عشاء کی صرف ایک رکعت ہی ملی یعنی وہ شخص چوتھی رکعت میں جماعت میں شامل ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ تین رکعتیں حسب ذیل ترتیب سے پڑھے گا امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور اگر کسی وجہ سے ثنا نہ پڑھی تھی تو اب پڑھ لے اور اگر پہلے پڑھ چکا ہے تو صرف ” اعوذ“ سے شروع کرے اور پہلی رکعت میں سورۂ

فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع اور سجود کر کے قعدہ میں بیٹھے اور قعدہ میں صرف" التحیات" پڑھ کر کھڑا ہو جائے پھر دوسری رکعت میں" الحمد" (سورہ فاتحہ) اور سورت دونوں پڑھے اور رکوع وسجود کر کے بغیر قعدہ کئے ہوئے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں صرف الحمد شریف پڑھ کر رکوع وسجود کر کے قعدۂ اخیرہ کر کے نماز تمام کرے۔

(فتاوی رضویہ ج3 ص 396 / 393 اور بہار شریعت ج1 ص 590)

اور کسی کو مغرب کی نماز میں صرف ایک رکعت ہی ملی یعنی وہ شخص مغرب کی تیسری رکعت میں جماعت میں شامل ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ دو رکعت حسب ذیل ترتیب سے پڑھے گا۔" امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت دونوں پڑھ کر رکوع وسجود کر کے قعدہ میں بیٹھے اور قعدہ میں صرف" التحیات" پڑھ کر کھڑا ہو جائے پھر دوسری رکعت میں الحمد شریف اور سورت پڑھ کر رکوع وسجود کر کے نماز پوری کرے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج3 ص 392 اور بہار شریعت ج1 ص 590)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۹ نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۸

****

امام جب قعدہ میں ہو تو سلام پھیرنے کا انتظار کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ بہت سارے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب امام آخری رکعت پر بیٹھ جاتا تو کچھ لوگ اس کے سلام پھیرنے کا انتظار کرتے ہیں اس کے بعد وہ لوگ اپنی نماز کو الگ ہو کر نماز پڑھتے ہیں تو انکے لیئے کیا حکم شرع ہے؟ بینوا وتوجروا سائل علاء المصطفی علیمی فیضی سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

جب امام قعدۂ اخیرہ میں ہو اور آنے والا امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے اور امام کے

سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز شروع کرتا ہے تو اس پر ترک جماعت لازم آتا ہے جو گناہ ہے جماعت چھوڑنے پر بہت وعیدیں ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

,, عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم مامن ثلثة فی قریة ولابدو لاتقام فیهم الصلواة الاقد استحوذ علیهم الشیطن فعلیك بالجماعة۔

(رواہ احمد وابوداؤد)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس آبادی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز جماعت سے نہ قائم کی جائے تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے لہٰذا جماعت لازم جانو۔

(بحوالہ مسند امام احمد وابو داؤد شریف۔انوار الحدیث صفحہ ۲۰۲)

اور جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب ستائیس درجہ زیادہ ہے حدیث شریف میں ہے:

,, عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم صلاة الجماعة تفضل صلواة الفذّ بسبع وعشرین درجة (رواہ بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ نماز باجماعت کا ثواب تنہا پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجہ زیادہ ہے۔

(بحوالہ بخاری شریف ومسلم شریف انوار الحدیث صفحہ ۲۰۱)

جماعت واجب ہے اور بلاعذر شرعی ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار مستحق سزا ہے جیسا کہ استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا:

عاقل و بالغ وقادر پر جماعت واجب ہے بلاعذر شرعی ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادہ ہے اس کو سخت سزا دی جائے گی۔اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا (یا دوستوں نے سکوت کیا) یعنی جماعت میں شریک ہونے کی تاکید نہیں کی اور خاموش رہے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

(بحوالہ بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۳۳۷)

اور تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

،، قیل واجبة وعلیه العامةای عامة مشایخنا وبه جزم فی التحقیقة وغیرها قال فی البحر وهو الراجح عنداهل المذهب "

اور طحاوی صفحہ ۱۷۱ میں ہے :،، فی البدائع عامة المشائخ علی الوجوب وبه جزم فی التحفة وغیرها وفی جامع الفقة اعدل الاقول واقواها الوجوب۔

اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ۷۷ میں ہے: فی الغیةقال عامةمشایخنا انها واجبة وفی المفید وتسمیتها سنةلوجوبها بالسنت۔

اور اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ٤٥٨ میں ہے:

،، شیخ ابن ہمام نقل کردہ کہ اکثر مشائخ ما بریں اند کہ جماعت واجب ست وتسمیہ او بسنت بجہت آں ست کہ ثبوت وجوب آں بہ سنت ست۔

یعنی شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے نقل فرمایا کہ ہمارے کثیر مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اور اس کا نام سنت اس وجہ سے ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔

(انوار الحدیث صفحہ ۲۰۳ ھکذا فی فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ٣٤٦ ھکذا فی فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ١٥٨)

حضور بدر العلماء استاذ الاساتذہ علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا،، بلا وجہ شرعی محض ضد ونفسانیت سے عمدا ترک جماعت کا ارتکاب گناہ ہے اور بار بار ترک جماعت پر فاسق مردود الشہادہ ہوگا۔

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ٣٣٦)

لہٰذا شخص مذکور پر حکم شرع یہ ہے کہ وہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ ترک جماعت سے پرہیز کرے اور آنے کے بعد انتظار نہ کرے بلکہ امام کو جہاں نماز میں پائے وہیں سے نماز جماعت میں شامل ہو جائے تا کہ گناہ سے بچ جائے اور جماعت کا ثواب پائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی سدھار تھنگر یوپی

۱۴ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۸ جمادی الالی ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

* *

نماز پڑھنے کے بعد مصلیٰ کا کونا موڑنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے اہلسنت کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کیا نماز پڑھنے کے بعد مصلٰے کو پلٹنا ضروری ہے کچھ لوگ نماز پڑھکر فوراً مصلٰے کے کونے کو الٹنا ضروری سمجھتے ہے کیا یہ درست ہے وضاحت کریں مہربانی ہوگی۔سائل منور رضا حشمتی بلرام پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــــالی

نماز پڑھنے کے بعد مصلیٰ کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے مگر بعض لوگ جائے نماز کا صرف کونا لَوٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔واللہ تعالی اعلم

(اسلامی اخلاق وآداب صفحہ ۱۰۰ مسجد اور قبلہ کے آداب)

کتبـــــه
محمد مشرف اعظم
۵ مارچ بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا سردی کی وجہ سے گھر ہی میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ ابھی ہمارے ادھر سخت سردی کا موسم چل رہا ہے اور مسجد ہمارے گھر کے قریب ہے پیدل چل کر جانے میں دو منٹ لگتا ہے ہماری والدہ کہتی ہیں کہ مسجد میں مت جاؤ گھر میں نماز پڑھ کو تو کیا ہم نماز مسجد میں پڑھیں گے یا گھر میں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد شہید اختر رضوی کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــــالی

مسجد کی حاضری سنت ہے اور جماعت سے پڑھنا واجب ہے جیسا کہ درمختار میں ہے:

"و الجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارادوا بالتأكيد الوجوب
تو دومنٹ کا راستہ کوئی دور نہیں ہے جس کی وجہ سے جماعت کو ترک کرنے کی رخصت دی جائے، ہاں اگر اتنی دوری ہوتی جس کے سبب سردی واقعی نقصان دہ ہوتی تو ضرور رخصت مل جاتی جیسا کہ اسی درمختار میں ہے: "فلا تجب على مريض ولا على من حال بينه و بينها مطر و طين و برد شديد اه"

(الدر المختار على تنوير الابصار ج۲/ص۲۷۸، ۲۹۲ زکریا بکڈپو)
اسی طرح مراقی الفلاح میں ہے: " يسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر شيأً منها مطر و برد شديد اه"

(المكتبة الفيصل ص ۲۹۷)
رہا والدہ کا روکنا تو اولا انکو غیر عذر میں روکنا ہی نہیں چاہیے پھر بھی اگر روکتی ہے تو انکی بات پر عمل نہیں کیا جائے گا، کما قال الامام احمد رضا: لا طاعة في معصية الله ۔ والله تعالى اعلم
(فتاوی رضویہ ج ۲ رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبـــــہ
فقیر مشاہد رضا حشمتی عفی عنہ

****

لاحق اپنی نماز کیسے مکمل کرے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اگر کوئی باجماعت نماز پڑھ رہا ہے دوسری رکعت میں اس کا وضو نہ رہا تو پھر وہ وضو بنا کر آخر رکعت میں شامل ہوتا ہے تو اس کی بچی نماز کیسے پوری ہوگی. کیا وہ الحمد شریف پڑھیگا. سائل محب اللہ خان
وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته
الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــــالى
جس شخص نے امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی پھر کل یا بعض رکعتیں چھوٹ گئیں تو وہ شخص لاحق ہے اور لاحق مدرک کے حکم میں ہے لہذا ایسا شخص جب اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھے گا تو نہ

اس میں قراءت کرے گا اور نہ ہی سہو سے سجدۂ سہو لازم ہوگا اور ایسا شخص پہلے اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں مکمل کرے گا اس کے بعد اگر امام کے ساتھ شریک ہونے کا موقع ہو تو ہو جائے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(بہار شریعت، ح ۳، ص ۵۸۹)

کتبـــــہ
شان محمد المصباحی القادری
۲۹ اپریل بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

* *

مذہب حنفی میں کسی نے غلطی سے رفع یدین کرلیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ اگر مذہب حنفی کے کسی شخص نے قیام میں غلطی سے دونوں ہاتھوں کو چھوڑ کر رفع یدین کرلیا تو کیا سجدۂ سہو سے نماز ہو جائے گی یا پھر نماز کو دہرانا ہوگا۔ سائل احمد علی سعودی عرب

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالى

صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو کی حاجت نہیں تھی لیکن سجدۂ سہو کرلیا تو بھی نماز ہوگئی کیوں کہ رفع یدین کرنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا نماز کو دہرانے کی حاجت نہیں، حضور اشرف الفقہاء خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اگر کسی نے بھول کر اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھا تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو نہیں اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو سنت کے خلاف کیا مگر سجدۂ سہو بہر حال نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مسائل سجدۂ سہو صفحہ ۱۰۱)

کتبـــــہ
محمد معصوم رضا نوری
۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز منگل

* *

مسجد کے بازو میں اگر مدرسہ ہو تو اس امام کی اقتداء کر سکتے ہیں یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اگر امام مسجد میں ہو اور اس کے ساتھ چند مقتدی ہوں اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے کچھ مقتدی مسجد کے باہر یا بغل ہی میں مدرسے میں امام کی آواز پر اقتدا کرتے ہیں، تو ان کی نماز کا کیا حکم ہے۔سائل احمد علی سعودی عرب شریف

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالى

اگر امام کے انتقالات مشتبہ نہ ہوں جس سے امام یا مکبر کی آواز سنائی دیتی ہو، یا امام ومقتدی کے درمیان اتنی صف خالی نہ ہو کہ جس میں بیل گاڑی جا سکے، یا کشتی چل سکے تو اسی صورت میں جو امام کی اقتداء کریں گے ان کی اقتداء درست اور نماز بلا کراہت جائز وصحیح ہوگی ورنہ نہیں، خواہ بغل یا باہر ہی ہو۔ درمختار مع ردالمحتار میں ہے:

" إذا كان لا يشتبه عليه حال الامام. والحائل لا يمنع الاقتداء أن لم يشتبه حال امامه بسماع أو رؤية ولو من باب مشبك يمنع الوصول فی الأصح.

ترجمہ: جب اس پر امام کی حالت مشتبہ نہ ہو، اور حائل چیز اقتداء کے مانع نہیں اگر امام کی حالت مشتبہ نہ ہو سننے یا دیکھنے کے ساتھ اگر چہ سراخ والے دروازے سے ہو جو امام تک پہونچنے مانع ہو اصح قول میں۔ واللہ تعالی اعلم

(ج2 كتاب الصلاة، باب الامامة صفحه 333 مطبع دار الكتب العلميه بيروت)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی نل باری سونا پوری اتر دیناجپور بنگال

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ اگست ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

امام پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو مسبوق کا اس کی اتباع کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ظہر یا عشاء کی نماز میں مقتدی

تیسری رکعت میں شامل ہوا اور امام صاحب پانچویں رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے پھر ایک رکعت ملا کر اخیر میں سجدۂ سہو بھی کیا تو مقتدی اپنی کتنی رکعتیں جماعت کے ساتھ شمار کرے گا؟ نیز عصر کی نماز کا بھی حکم واضح فرمائیں۔سائل شکیل احمد قاضی برکاتی راجکوٹ.گجرات.الھند

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعــــــــالی

صورت مسئولہ میں اگر امام چوتھی رکعت کے قعدہ میں بیٹھنے کے بعد بھول سے کھڑا ہوگیا تھا اور اس کے ساتھ مسبوق بھی اس کی اقتدا میں کھڑا ہوگیا تھا تو امام کی اتباع میں کھڑے ہوتے ہی مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی، اس پر لازم تھا کہ بیٹھا رہتا اور امام کے لوٹنے کا انتظار کرتا اور امام کے سلام پھیر لینے کے بعد بقیہ نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوتا، لیکن اگر امام چوتھی رکعت کے قعدہ میں بیٹھے بغیر ہی پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تھا اور اس کے ساتھ مسبوق بھی اس کی اقتدا میں کھڑا ہوگیا تھا تو اس صورت میں امام کی اتباع میں کھڑے ہونے سے تو مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔

البتہ چوتھی رکعت کے قعدہ میں بیٹھے بغیر پانچویں رکعت کا سجدہ کرتے ہی امام کی مکمل نماز نفل بن گئی اور امام کے ساتھ اس کی بھی نماز نفل بن گئی، اب امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ چھوٹی ہوئی رکعت بھی پڑھ لے جو اس سے شروع میں چھوٹ گئی تھی، لیکن امام اور تمام مقتدیوں پر لازم ہے کہ اپنی اس فرض نماز کو دوبارہ نئے سرے سے پڑھیں، کیوں کہ فرض (یعنی قعدۂ اخیرہ) چھوٹنے کی وجہ سے کسی کی بھی فرض نماز ادا نہیں ہوئی جیسا کہ درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ:

" ولو قام إمامه لخامسة فتابعه، إن بعد القعود تفسد و إلا لا حتى يقيد الخامسة بسجدة "اھ

(قوله: أن بعد القعود) أي قعود الإمام القعدة الأخيرة (قوله: تفسد) أي صلاة المسبوق لأنه اقتداء في موضع الانفراد، و لأن اقتداء المسبوق بغيره مفسد، كما مر (قوله: و إلا) أي و إن لم يقعد و تابعه المسبوق لا تفسد صلاته لأن ما قام إليه الإمام على شرف الرفض و لعدم تمام الصلاة، فإن قيدها بسجدة انقلبت صلاته نفلاً، فإن ضم إليها سادسةً ينبغي للمسبوق أن يتابعه ثم يقضي ما سبق به و تكون له نافلة كالإمام، ولا قضاء عليه لو

أفسده لأنه لم يشرع فيه قصداً، رحمتي "اھ
(در مختار مع رد المحتار ج2 ص350: کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ)
اور رد المحتار میں ہے کہ: قال في شرح المنية: ثم في القيام إلى الخامسة إن كان قعد على الرابعة و ينتظره المقتدي قاعداً، فإن سلم من غير إعادة التشهد سلم المقتدي معه، و إن قيد الخامسة بسجدة سلم المقتدي وحده و إن كان لم يقعد على الرابعة فإن عاد تابعه المقتدي، و إن قيد الخامسة فسدت صلاتهم جميعاً ولا ينفع المقتدي تشهده وسلامه وحده
(رد المحتار ج2 ص450: کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل)
اور بہار شریعت میں ہے کہ:
امام قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کے لیے اُٹھا، اگر مسبوق امام کی قصداً متابعت کرے، نماز جاتی رہے گی اور اگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہ کیا تھا، تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرلے گا، فاسد نہ ہوگی۔ پانچویں رکعت کے لئے بھول کر کھڑا ہوگیا، پھر اس صورت میں اگر قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے، اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کرلیا تو مقتدی تنہا سلام پھیرلے۔ اور اگر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(بہار شریعت ج1 ص591/593: جماعت کا بیان)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی خادم التدریس جوگیشوری ممبئی
۸ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

فرض نماز کے بعد دعا مانگنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک اہل

حدیث کہتا ہے کہ نماز کے بعد دعا کیوں مانگتے ہیں دعامت مانگا کریں یہ کہیں سے ثابت نہیں ہے برائے مہربانی دلیل کے ساتھ بتائیں۔سائل محمد تبریز عالم

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

دعا مانگنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے،قرآن مجید سے تو ”چھل ربنا“ ہی کو لے لیجئے!اور انبیاء ومرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے بھی کثیر آیاتِ قرآنیہ نیز احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے!اور سلف صالحین کے عمل کے مطابق ہے اور جو شخص اس کے خلاف ہے وہ غلط ہے اس کا دعویٰ بلا دلیل اور باطل ہے!کون مانتا ہے کون نہیں مانتا آپ یا میں اس کے ذمہ دار نہیں۔

ذیل میں مختصر شواہد وروایات درج کی جاتی ہیں!جیسے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ دعا مطلوبِ شرع اور شارع دونوں ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا،نیکی وسعادت ہے۔نماز،روزے،حج میں وقت کی قید ہے۔مگر دعا کے لئے اللہ تعالیٰ یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی وقت کی قید نہیں لگائی۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

"وَ إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ○"

اور(اے حبیب!)جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو(بتادیا کریں کہ)میں نزدیک ہوں،میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے،پس انہیں چاہیے کہ میری فرمانبرداری اختیار کریں اور مجھ پر پختہ یقین رکھیں تاکہ وہ راہِ(مراد)پا جائیں“۔

(پارہ ۲ سورہ بقرہ)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ الْمُلَيْكِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ

عِبَادَاللهِ بِالدُّعَاءِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لئے رحمت کا دروازہ کھولا گیا اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے اسے عافیت (کا سوال) زیادہ پسند ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا دعا اس مصیبت کے لئے بھی نافع ہے جو اتر چکی اور اس کے لئے بھی جو ابھی تک نہیں اتری سوائے اللہ کے بندو! دعا مانگنا اپنے او پر لازم کرلو"۔

(ترمذی، السنن، 5: 552، رقم: 3548، دار إحياء التراث العربي بيروت)

حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنَ الدُّعَاءِ مِنْكُمْ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْإِجَابَةِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھل گئے"۔

(ابن أبي شيبة، المصنف، 6: 22، رقم: 29168، مكتبة الرشد الرياض)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُولُ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ {وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ [غافر، 40: 60]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا "دعا عبادت ہے" پھر یہ فرمایا {تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا مانگا کرو میں قبول کرتا ہوں۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم رسید ہوں گے}"۔

حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز بزرگ تر نہیں"۔

(أحمد بن حنبل، المسند، 2: 362، رقم: 8733)

" حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَطِيَّةَ اللَّيْثِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سختیوں اور مصائب میں اس کی دعا قبول فرمائے اسے صحت و کشادگی کی حالت میں کثرت سے دعا کرنی چاہیئے"۔

(ترمذی، السنن، 5: 462، رقم: 3372)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" دعا، عبادت کا مغز ہے"۔

(ترمذی، السنن، 5: 456، رقم: 3371)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم يَقُولُ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرماتا جو اس نے مانگی یا اس کی مانند کوئی برائی دور کر دیتا ہے۔ جب تک

کہ کسی گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے‘‘۔

(ترمذی، السنن، 5: 462، رقم: 3381)

مذکورہ آیتِ قرآنی و احادیث نبویہ ﷺ اس بات پر دال ہیکہ دعا کے لیے کوئی وقت متعین نہیں بلکہ مطلقا فرمایا گیا جب بھی جائز دعا بوسلیہ مصطفی ﷺ مانگو رب تعالی قبول فرماتا ہے البتہ کبھی دعا کا اثر جلد ظاہر فرماتا ہے کبھی تاخیر سے لیکن دعائیں قبول ضرور ہوتی ہے بدنصیب ہیں وہ جو نہ دعا مانگیں نہ دوسروں کو مانگنے دیں۔ مختلف حیلے بہانوں سے لوگوں کو ایک مفید عبادت سے منع کرتے ہیں۔ نہ خوف خدا نہ شرم نبی، نہ اہل ایمان سے حیاء، نہ اللہ کے ہاں جوابدہی کا خوف۔ کیسے مسلمان ہیں جو بندگان خدا کو، دعا سے محروم کرنے کو بڑی نیکی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ گناہ ہے۔ گھٹیا حرکت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

معین الدین ازہری نئی دہلی

****

باب مفسدات الصلوۃ

(مفسدات نماز کا بیان)

چلتی ٹرین پر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد محمود عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــالی

اس مسئلہ کے متعلق فیصلہ جات بریلی شریف میں ہے کہ ٹرینوں کا روکنا چلانا اختیار عبد میں ہے اسلئے اعذار معتبرہ فی التیمم میں سے کوئی عذر متحقق نہیں کہ چلتی ٹرین پر فرض و واجب ادا کرنے سے اسقاط فرض و واجب ہو سکے لہذا وقت جارہا ہو تو جس طرح پڑھنا ممکن ہو پڑھ لے جب موقع ملے دوبارہ پڑھیں۔

اعلیٰ حضرت کے زمانے سے لیکر آج تک ٹرینوں کے چلنے رکنے وغیرہ کے حالات میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے فیصلہ جات شرعی کونسل بریلی شریف اور مجلس شرعی کے فیصلے میں اب بعض علماء کرام نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

مگر مسئلہ اب بھی اختلافی ہے اور ایسے میں قولِ امام میں احوط جانبِ منع ہی ہے یعنی اب بھی چلتی ٹرین پر نماز جائز نہ ہونے کا فتوٰی ہی حنفی کے حق میں احوط ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل در بھنگہ بہار

۲۳ جنوری بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

فجر کی نماز پڑھتے ہوئے آفتاب طلوع ہوگیا تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ فجر کا (05:43) وقت ختم ہے اور ہم نے (44:05) پرسلام پھیرا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ تمام مفتیان عظام توجہ فرمائیں اور با حوالہ جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے گا۔سائل: نظام اختر پیلی بھیت شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــالی

اگر فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع ہوگیا تو اس کی فرض نماز باقی نہ رہے گی بلکہ اس کا اعادہ ضروری ہوگا جیسا کہ درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ:

" بخلاف الفجر (تحته فی الشامية :) فإنه لا يؤدى فجر يومه وقت الطلوع ؛ لأن وقت الفجر كله كامل ، فوجبت كاملة ، فتبطل بطروّ الطلوع ، الذی هو وقت فساد "

(در مختار مع ردالمحتار ج2ص33: كتاب الصلوة)

اور مراقی الفلاح میں ہے کہ: وطلوع الشمس فی الفجر لطرو الناقص علی الكامل وزوالها أی الشمس فی صلاة العیدین ودخول وقت العصر فی الجمعة ۔

(حاشيه الطحطاوی علی المراقی ص328/بحر الرائق ج1ص375: مطبوعه كوئٹه)

اورفتاوی رضویہ میں ہے کہ: فجر کی نماز میں سلام سے پہلے اگر آفتاب کا ایک ذراسا کنارہ طلوع ہوا تو نماز نہ ہوگی۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج2ص360 مترجم ج5ص331)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۲فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

* *

حالت نماز میں ستر کھل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک مسئلے میں اختلاف چل رہا ہے ہندہ کا کہنا ہے کہ تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار دوپٹہ set کرسکتے ہیں جبکہ زید جوکہ علم رکھتا ہے اسکا کہنا ہے کہ نہیں زیادہ وقت بھی لگ سکتا ہے تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟ مراد یہ کہ اگر کسی عورت کا تین بار تسبیح کہنے کی مقدار سے زیادہ لگ گیا تو کیا حکم شرعی ہے؟ سائل محمد معراج

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــالی

ستر عورت کا چوتھائی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے مقدار کھلا رہا اگر حالت نماز میں تو نماز فاسد ہوجائے گی ورنہ نہیں زید کا کہنا غلط اور ہندہ اپنے قول پر درست ہے جیسا کہ اس کی تشریح درجہ ذیل مذکور ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ"

ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو۔

پارہ(۸) سورہ اعراف آیت(۳۱)

اورارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا

عورتیں زینت یعنی مواضع زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر وہ کہ ظاہر ہیں۔

پارہ(۱۸) سورہ نور آیت(۳۱)

نیز حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

جن اعضا کا ستر فرض ہے، ان میں کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا، نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپالیا، جب بھی ہوگئی اور اگر بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہا یا بالقصد کھولا، اگرچہ فوراً چھپالیا، نماز جاتی رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۵ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

کپڑے پر جاندار کی تصویر کو چھپا لینے سے نماز ہو جائے گی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس کے بارے میں کہ قمیص پر جس جگہ جاندار کی تصویر ہے جو کہ امیج دکھایا گیا ہے دوپٹے سے اس کو بند کرلیں تو کیا ایسا کپڑا پہن کر نماز ہو جائے گی جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد عنایت رسول رضوی بہرائچ شریف یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

نماز ہو جائے گی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہیں اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی، تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی، اسی طرح دوپٹہ سے چھپا لیا گیا ہے تب بھی ہو جائے گی۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــه
ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی
۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

مسجد کی چھت پر لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے اقتدا کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت رہنمائی فرمائیں مسجد میں پانچ لوگ تراویح کی نماز ادا کر رہے ہیں لیکن کچھ لوگ ہیں جو مسجد کے چھت پر لاؤڈ اسپیکر کنکشن کر کے تراویح کی نماز ادا کر رہے ہیں کیا ایسی صورت میں نماز ہو جائیگی جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل جسیم اختر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

کسی نماز کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز ہرگز نہ چاہئے اور جو مقتدی محض لاؤڈ اسپیکر کی آواز

سنکر رکوع وسجود کریں گے انکی نماز نہ ہوگی اور جو مقتدی خاص امام کی آواز سنکر رکوع وسجود کریں گے انکی نماز ہو جائے گی یہی ہمارے اکابر علمائے اہلسنت کا فتویٰ ہے۔

سرکار مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہ حضور محدث اعظم ہند حضور مجاہد ملت وغیرہ کا تاحین حیات اسی پر عمل رہا لہٰذا ان لوگوں پر لازم ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ترک کرے اور توبہ کرے۔

(فتاویٰ بریلی شریف ص ۹۱ مکتبہ زاویہ پبلشرز لاہور)

لہٰذا جب مسجد کے اندر رہ کر لاؤڈ اسپیکر کی اقتدا میں ادا کی گئی نماز فاسد ہو جاتی ہے تو چھت پر بدرجہ اولیٰ مفسد نماز ہوگی بلا ضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا بھی مکروہ ہے، جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: فتاوی عالمگیریہ میں ہے:

الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولهذا اذااشتد الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعۃ فوقه الا اذا ضاق المسجد فحینئذ لایکرہ الصعود علی سطحه للضرورۃ۔

ہر مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے یہی وجہ ہے کہ شدید گرمی کے باوجود مسجد کی چھت پر باجماعت نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر جب مسجد نمازیوں کے لئے تنگ پڑگئی تو مجبورًا چھت پر چڑھنا مکروہ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد ۱۶ ص ۳۴۹ مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ اپریل ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

اگر مقتدی نے امام سے پہلے رکوع یا سجود کر لیا تو نماز کا شرعاً کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت مقتدی اگر امام سے پہلے رکوع پورا کرلے تو اسکا کیا حکم ہے۔ سائل: محمد نور کمال اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــه تعــــــــالی

نماز فاسد ہوگئی، جبکہ مقتدی نے امام کے ساتھ دوبارہ رکوع نہ کیا ہو تو، اگر مقتدی نے امام سے پہلے کوئی فعل اس طرح کیا کہ امام ابھی اس فعل میں ملا مثلاً مقتدی نے امام کے رکوع کرنے سے پہلے رکوع کر دیا لیکن مقتدی ابھی رکوع ہی میں تھا کہ امام رکوع میں آگیا اور دونوں کی رکوع میں شرکت ہوگئی، تو یہ صورت ناجائز وممنوع ہے۔

حدیث شریف میں اس پر شدید وعید وارد ہے مگر اس میں بھی نماز ہوجائے گی جبکہ مقتدی اور امام کی رکوع میں شرکت ہوجائے۔

اور اگر امام ابھی رکوع میں نہ آنے پایا تھا اور مقتدی نے رکوع کرکے سر اٹھالیا اور پھر مقتدی نے امام کے ساتھ یا بعد میں اس رکوع کو دوبارہ ادا نہ کیا تو مقتدی کی نماز اصلاً نہ ہوئی کہ اب فرض متابعت کی کوئی صورت نہ پائی گئی تو فرض ترک ہوا اور نماز باطل ہوگئی جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

تیسرے یہ کہ اس کا فعل امام سے پہلے واقع ہو مگر امام اسی فعل میں اس سے آملے مثلاً اس نے رکوع امام سے پہلے رکوع کردیا لیکن یہ ابھی رکوع ہی میں تھا کہ امام رکوع میں آگیا اور دونوں کی شرکت ہوگئی یہ صورت اگرچہ سخت ناجائز وممنوع ہے اور حدیث میں اس پر وعید شدید وارد، مگر نماز یوں بھی صحیح ہوجائے گی جبکہ امام سے مشارکت ہولے اور اگر ابھی امام مثلاً رکوع یا سجود میں نہ آنے پایا کہ اس نے سر اٹھالیا اور پھر امام کے ساتھ یہ بعد اس فعل کا اعادہ نہ کیا تو نماز اصلا نہ ہوگی کہ اب فرض متابعت کی کوئی ضرورت نہ پائی گئی تو فرض ترک ہوا اور نماز باطل، ردالمحتار میں ہے:

وتکون المتابعة فرضا بمعنی ان یأتی بالفرض مع امامه اوبعده کما لو رکع امامه فرکع معه مقارنا اومعاقبا وشارکه فیه اوبعد مارفع منه فلولم یرکع اصلا اورکع ورفع قبل ان یرکع امامه ولم یعده معه اوبعده بطلت صلاته

اور متابعتِ امام اس معنی میں فرض ہے کہ مقتدی فرض کو بجالائے خواہ امام کے ساتھ یا اس کے بعد مثلاً امام نے رکوع کیا تو مقتدی اس کے ساتھ ہی رکوع کرے یا بعد میں کرے مگر اس کے ساتھ شریک ہوجائے اور یا اس کے سر اٹھانے کے بعد کرے، پس اگر مقتدی نے بالکل رکوع ہی نہ کیا یا رکوع کیا مگر امام کے رکوع جانے سے پہلے سر اٹھالیا اور امام کے ساتھ دوبارہ شامل نہ ہوا یا اس نے امام کے بعد رکوع نہ کیا تو اس کی نماز باطل ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ردالمحتار باب صفة الصلاة مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۴۸، فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۵، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ
محمد شاہد رضا قادری محمد آباد گوہنہ ضلع مئو یوپی
۱۲ جون بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

* *

گدوں پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علماء کرام رہنمائی فرمائیں اسپنج گدے پر نماز پڑھنا کیسا ہے بحوالہ جواب دہی کریں۔سائل غلام سرور فیضی مہراج گنج

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

اگر اس گدے پر بحالت سجدہ پیشانی جم جاتی ہے تب تو درست ہے ورنہ نہیں جیسا کہ نور الایضاح میں ہے:

والسجود علیٰ ما یجد حجمه وتستقر علیه جبهته

ایسی چیز پر سجدہ کرنا جس کا حجم (سخت وغیرہ) ہو اور اس پر پیشانی ٹھہر سکے۔

(باب شروط الصلوٰۃ وارکانھا /صفحہ 65)

نوٹ:۔آجکل کچھ ایسے بھی گدے ہیں کہ جن پر پیشانی کا جمنا ناممکن ہے جیسا کہ یہ بیٹ آراء پر جو بچھائے جاتے ہیں ان گدوں پر نماز نہیں ہوسکتی۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
عبید اللہ رضوی بریلوی بریلی شریف یوپی
۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹ اپریل ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

حالت نماز میں چھینک آنے پر الحمد للہ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کو نماز کی حالت میں چھینک آئی اور اس نے با آواز بلند الحمد للہ کہہ دیا تو کیا ایسی حالت اس شخص کی نماز ہوئی یا نہیں مدلل ومفصل دلائل سے جواب دیں مہربانی ہوگی عین وکرم ہوگا۔سائل محمد احسان رضا لدھیانہ پنجاب

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

مصلی حالت نماز میں خود کی چھینک آنے پر الحمد للہ کہہ لیا یا چھینک آئی اور اس نے خود اپنی طرف خطاب کرکے یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔(عالمگیری ج 1 ص 322 کتاب الصلاۃ)

اور سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ بہار شریعت میں ارشاد فرماتے ہیں:

کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُكَ الله کہا، نماز فاسد ہوگئی اور خود اسی کو چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کر کے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہا، تو نماز فاسد نہ ہوئی نماز میں چھینک آئے، تو سکوت کرے اور الحمد للہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہو کر کہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 607) موبائل ایپ)

صورت مسئولہ میں بلند آواز میں الحَمْدُ لله کہا تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی کہ الحَمْدُ لله کہنا مفسد صلوۃ نہیں اب چاہے کوئی بلند آواز ہی کیوں نہ کہہ دے لیکن نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

الکوحل کی آمیز سینٹ پر فیوم وغیرہ لگا کر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ الکوحل ملا پرفیوم/سینٹ/خوشبو لگا کر نماز ادا ہو جاتی ہے۔ سائل ذیشان لاھور

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــواب بعونـــــــــــه تعــــــــالی

سینٹ پرفیوم میں اسپرٹ کی آمیزش ہوتی ہے اور اسپرٹ ایک قسم کی شراب ہے جو کہ حرام ہے اور نجاست غلیظہ ہے اس کا لگانا حرام و ناجائز ہے خواہ خارج نماز ہو یا داخل نماز امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

ان اسبارتو. وهى. روح النبيذ خمر قطعا بل من اخبث الخمور فهى حرام ورجس نجس نجاسة غليظة كالبول

یعنی بے شک اسپرٹ جو جان نبیذ ہے شراب ہے بلکہ وہ سب گندی شراب ہے تو یہ حرام بھی

ہے ناپاک بھی اور اس کی نجاست پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 2 صفحہ 120)

اور فتاویٰ امجدیہ میں ہے الکحل اور اسپرٹ وغیرہ رقیق وسیال مسکرات کا قطرہ قطرہ ناپاک وحرام وناجائز ہے۔حدیث شریف میں ہے:

ما اسکر کثیرۃ فقلیلہ حرام

(فتاویٰ امجدیہ جلد 4 صفحہ 105)

(بحوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد 1 صفحہ 218)

حضور بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر سینٹ میں الکحل شامل کیا گیا ہو تو اس کا استعمال کرنا ضرور حرام ہوگا اور اگر درہم کی مقدار لگ جائے تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

(فتاویٰ بحر العلوم جلد 1 صفحہ 143 بحوالہ ضیاء شریعت جلد 1 صفحہ 157)

لہذا سینٹ پر فیوم کا لگانا ناجائز وحرام ہے چاہے نماز میں ہو یا خارج نماز ہو۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد ریحان رضا ضلع کشن گنج بہار انڈیا

۳۱ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۵ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

اگر امام جہری نماز میں جہر نہ کرے تو لقمہ دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت ایک مسئلہ کا جواب عنایت فرمادیں کہ اگر امام جہری نماز میں سری قرآت کرنے لگے تو مقتدیوں کو کیا کرنا چاہئے، یعنی یہ لقمہ دینے کا محل ہے یا نہیں؟ سائل محمد سلیم قادری تلہر شاہجہانپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

مقتدی کو لقمہ دینا کسی طرح جائز نہیں اگر لقمہ دیگا تو خود اسکی نماز فاسد ھو جائے گی اور اگر امام نے لقمہ لیا تو امام کی بھی چلی جائے گی اور جب امام کی جائے گی تو سب کی جائے گی لقمہ نہ دینے اور نہ

لینے کی وجہ یہ ہے کہ اب محل لقمہ باقی نہ رہا کیونکہ پڑھنا تھا جہر ہوگیا سر تو ایک آیت کے مکمل ہوتے ہی سجدۂ سہو واجب ہوگیا کیونکہ جہری نمازوں میں جہری واجب ہے اور امام نے کردیا سری اب امام کو چاہیے کہ آخر میں سجدۂ سہو کر کے نماز کو مکمل کرے، جیسا کہ کُتب فقہ سے ظاہر ہے جسکی ایک نظیر احکام لقمہ ص ۲۵ میں بھی موجود ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۶ نومبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

اگر کسی نے حالت نماز میں الحمد اللہ یا اللہ اکبر کہا تو اسکی نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کسی نے آنے کی اجازت چاہی تو نمازی نے زور سے الحمد للہ یا اللہ اکبر کہا ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ نماز میں ہے تو اسکی نماز کا کیا حکم ہوگا۔ سائل حافظ توحید

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

نماز ہو جائے گی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ کسی نے آنے کی اجازت چاہی تو نمازی نے زور سے الحمد للہ یا اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہا ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ نماز میں ہے تو اسکی نماز فاسد نہیں ہوئی۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۳۴۵)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۲۹ نومبر بروز جمعرات ۲۰۱۸

****

بغیر عذر شرعی کے بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بلا ضرورت بیٹھ کر نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد شاکر رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

بلا عذر شرعی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں سوائے نفل نماز کے کہ اس میں رخصت ہے۔ لیکن نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنے میں فضیلت زیادہ ہے۔ جیسا کہ علامہ شمس الدین جعفری علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

سب فرض نمازوں میں اور دونوں عیدین کی نماز میں اور فجر کی سنت میں قیام فرض ہے اگر بلا صحیح عذر کے یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھے گا تو نہ ہوں گی۔

(بحوالہ در مختار و ردالمحتار)

قیام چونکہ فرض ہے اس لیے بلا صحیح شرعی عذر کے ترک نہ کی جائے ورنہ نماز نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ اسی طرح کھڑا ہو کر پڑھے بلکہ اگر کچھ دیر بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ اسی طرح کھڑا ہو کر شروع پھر بیٹھ کر پوری کرے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

ذرا سا بخار، دردسر ، زکام یا اس طرح کی معمولی خفیف تکلیفیں جن میں لوگ چلتے پھرتے رہتے ہیں، یہ ہرگز عذر نہیں۔ ایسی معمولی تکلیفوں میں جو نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئیں وہ نمازیں نہ ہوئیں ان کی قضا لازم ہے۔

(بحوالہ غنیہ بہار شریعت وغیرہ، قانون شریعت حصہ اول صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹)

حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ نے بحوالہ بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۹۲ سے نقل فرماتے ہیں:

"وھو فرض فی الصلاۃ للقادر علیه فی الفرض وما ھو ملحق به" اھ

اور فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ٦٤ میں ہے:

"وھو فرض فی صلاۃ الفرض والوتر ھکذا فی الجواھرۃ النیرۃ والسراج الوھاج

اور شامی جلد اول صفحہ ۲۹۹ میں ہے: **وسنة الفجر لاتجوز قاعدا من غیر عذر باجماعھم کما ھو روایة الحسن عن ابی حنیفة کما صرح به فی الخلاصة اھ**

اور بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۶۹ میں غنیہ سے ہے اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہوسکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہوسکتا ہے اگر چہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔

اور فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۲ میں تنویر الابصار و درمختار سے ہے: **ان قدر علی بعض القیام ولو متکئا علی عصا او حائط قام لزوما بقدر مایقدر ولو قدر ایة او تکبیرة علی المذھب۔**

اور یہ حکم مردوں کے لیے خاص نہیں۔ یعنی جس طرح نماز میں قیام مردوں کے لیے فرض ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی فرض ہے۔

لھذا فرض وواجب تمام نمازیں جن میں قیام ضروری ہے بغیر عذر صحیح بیٹھ کر نہیں ہوسکتی۔ جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی گئیں ان سب کی قضا پڑھنا اور توبہ کرنا فرض ہے۔ اگر قضا نہیں پڑھیں گے اور توبہ نہیں کریں گے تو سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہونگے۔

ھاں نماز نفل بیٹھ کر پڑھ سکتے ھیں مگر کھڑا ہو کر پڑھنا افضل ہے اس لیے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں بیٹھ کر پڑھنے سے دوگنا ثواب ہے اور وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت، فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۴۰)

کتبہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی سدھارتھ نگر یوپی

۴ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

مسبوق اگر بھول کر سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام کے پیچھے دوسری رکعت میں شامل

ہوا مغرب یا کسی اور وقت میں پھر قعدۂ اخیرہ میں امام کے ساتھ ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا اب فوراً یاد آیا تو کھڑا ہوگیا تو کیا اب اس پر سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا یا نہیں مہربانی فرمائیں۔سائل محمد سمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

اگر مسبوق نے قصداً سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اور اگر بھول سے پھیر دیا تو اگر امام سے پہلے یا امام کے ساتھ پھیر دیا تو سجدۂ سہو لازم نہیں اور اگر امام کے سلام پھیرنے کے بعد پھیر دیا تو سجدۂ سہو لازم ہے جیسا کہ درمختار میں ہے:

"ولو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهو والالا۔

یعنی اگر مقتدی نے بھول کر سلام پھیرا تو اگر امام کے بعد سلام پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے کیونکہ اس حالت میں وہ منفرد ہے اور اگر امام سے پیشتر یا ساتھ پھیرا تو کچھ نہیں کہ دونوں صورتوں میں وہ مقتدی ہے اور مقتدی کے سہو سے مقتدی پر کچھ لازم نہیں ہے۔

(جلد اول صفحہ ۵۹۹)

اور اسی طرح بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۳۲۷ پر ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۲اپریل بروز منگل ۲۰۱۹عیسوی

****

مائک پر اقتدائے نماز کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مائک سے شبینہ پڑھنا کیسا ہے؟ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔سائل محمد اکرم رضا بیگوسرائے بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

ہندوستان میں علمائے اہل سنت کی ایک بڑی جماعت لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتداء کو ناجائز کہتی

ہے-اور تھوڑی تعداد میں علماء اس کے جائز کہنے والے ہیں اس لئے ہم یہی جواب دیتے ہیں کہ احتیاط اسی میں ہے،کہ اسپیکر پر اقتداء نہ کی جائے۔

(فتاوی بحر العلوم جلد اول ص ۴۳۴)

نماز پنج گانہ کا حکم یہ ہے،کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال احتیاطا نہیں کیا جائے،تو شبینہ کا بھی یہی حکم ہوگا، کہ مائک کا استعمال نہ کرنا زیادہ بہتر ہے اب اگر کوئی استعمال کرے، تو اس پر اتنی شدت نہ برتیں کہ سنیوں کے درمیان تفرقہ بازی،پارٹی بندی،مقدمہ بازی ہوجائے-یہ اس سے زیادہ سخت ہے-اس لئے کہ قرآن مقدس کے سورہ بقرہ میں اللہ تبارک وتعالی کا حکم ہے:

،و الفتنة أشد من القتل،دوسری جگہ حکم ہے،والفتنة أكبر من القتل، اس لئے احتیاط لازم وضروری ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہرپورواباچپٹی سیتامڑھی بہار

۲۹ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

نماز میں رویا اور آنسو نکل کر موتھ میں آگیا اور اسکو پی گیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال نماز میں رونا آیا کسی کو اور آنسو پی لیے تو کیا نماز فاسد ہو جائے گی؟؟ نیز کتنی مقدار میں پیے تو نماز فاسد ہوگی۔سائل محمد احمد

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــــــالى

صورت مذکورہ میں اگر آنسو کا ایک قطرہ بھی پی گیا تو نماز فاسد ہوجائے گی،جیسا کہ درمختار میں ہے کہ:

(وأكله وشربه مطلقا) ولو سمسمة ناسيا۔

اور ردالمحتار میں ہے کہ:

(مطلقا) أي سواء كان كثيرا أو قليلا عامدا أو ناسيا ولذا قال : ولو

سمسمة ناسيا و مثله ما أوقع في فيه قطرة مطر فابتلعها كما في البحر۔
(ج:2/ص:383/382/ كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها / دار عالم الكتب)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:

ولو وقع في فمه بردة أو قطرة ثلج فابتلعه فسدت كذا في السراج الوهاج۔
(ج:1/ص:102/الفصل الاول فيما يفسدها / بيروت)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
نماز کے اندر کھانا پینا مطلقا نماز کو فاسد کر دیتا ہے قصدا ہو یا بھول کر تھوڑا ہو یا زیادہ یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اسکے منہ میں گرا اور اس نے نگل لیا نماز جاتی رہی۔ واللہ تعالی اعلم
(ح:3/ص:610/مفسدات نماز کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

کتبہ
اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

****

حالت نماز میں سانپ کاٹ دے اور خون بہے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں زید نماز پڑھا رہا تھا کہ اس کے پیر میں سانپ نے کاٹ لیا جس کی وجہ سے خون بہنے لگا تو زید کی نماز اور مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہیں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل جابر رضا رامپوری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

ایسی صورت میں جبکہ خون نکل کر بہنے لگا تو وضو جاتا رہا اور اسی حال میں نماز مکمل کی تو نماز نہ ہوئی کہ طہارت شرائط نماز سے ہے ہاں خون بہنے کے وقت کسی کو خلیفہ کر دیتا اور وہ باقی نماز پوری کراتا تو نماز ہو جاتی ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

خون کا بہنا کہ اُبھر کر ڈھل بھی جائے یا کسی مانع کے باعث نہ ڈھلکے تو فی نفسہٖ اتنا ہو کہ مانع نہ ہوتا تو ڈھل جاتا جس کی صُورتیں اُوپر گزریں یہ شکل ہمارے ائمہ کے اجماع سے ناقضِ وضو ہے اور کپڑا قدر درم سے زائد بھرے تو ناپاک۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱) ص (۳۷۲) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار، بہار

۲۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

باب مکروهات الصلوة

(نماز کے مکروہات کا بیان)

کیا دونوں سجدوں کے بعد رکعت کے لئے اور قعدہ سے اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
سوال کیا سجدے اور قعدہ سے اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ رکھنے سے نماز مکروہ تحریمی ھوتی ھے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

نہیں بلکہ خلاف سنت ہوگی ہاں حکم یہ ہے کہ دونوں سجدوں کے بعد دوسری کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اور قعدہ اولی کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھے تو گھٹنوں پر زور دیکر اٹھے؛ یہ سنت ہے؛؛ ہاں اگر کمزوری وغیرہ عذر کے سبب سجدوں سے فارغ ہو کر دوسری یا قعدہ سے اٹھتے وقت تیسری رکعت کے لئے زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: جب دونوں سجدے کر لے تو دوسری رکعت کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھے یہ سنت ہے ہاں کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھے جب بھی حرج نہیں۔
(درمختار ردالمحتار)
نیز اسی میں ہے،،قعدہ والی کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اٹھے بلکہ گھٹنو پر زور دیکر اٹھے ہاں اگر عذر ہے تو کوئی حرج نہیں۔واللہ تعالی اعلم
(غنیہ، جلد سوم صفحہ ۴۵ سنن نماز ناشر فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دھلی)

کتبہ
محمد اختر رضا قادری رضوی
۱۷ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰ جون ۲۰۲۰ء بروز بدھ

* *

نماز میں آنکھیں بند کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے تعلق سے کہ کیا حالت نماز میں آنکھیں بند کر سکتے ہیں یعنی آنکھیں بند کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ دلیل کے ساتھ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں ۔

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

نماز میں بلا وجہ آنکھیں بند کرنا مکروہ تنزیہی ہے یعنی گناہ تو نہیں مگر اس سے بچنا بہتر ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنی آنکھیں نماز میں بند نہ کرے لیکن کوئی غرض صحیح ہو جیسے نماز میں خشوع وخضوع آتا ہو آنکھ بند رکھنے سے نماز میں زیادہ لطف آتا ہو ادھر ادھر توجہ نہ جاتی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں بلکہ افضل ہے کہ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھی جائے ۔
امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی علیہ الرحمہ کنزالدقائق" میں اور علامہ زین الدین ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ اس کی شرح بحرالرائق میں فرماتے ہیں:

و کرہ تغمیض عینیہ لما رواہ ابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا قام احد کم فی الصلوٰۃ فلا یغمض عینیہ والکراھۃ مرویۃ عن مجاھد و قتادۃ

ترجمہ: اور نمازی کا نماز میں اپنی دونوں آنکھوں کا بند کرنا مکروہ ہے کیونکہ ابن عدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو اپنی آنکھوں کو بند نہ کرے اور اس یعنی نماز میں آنکھوں کو بند کرنے کی کراہت حضرت امام مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنھما سے مروی ہے ۔
(بحرالرائق کنزالدقائق کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا جلد دوم صفحہ ۵۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
علامہ محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

"ثم الظاهر ان الكراهة تنزيهية كذا في الحليه"

ترجمہ: پھر ظاہر یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ حلیہ میں ہے

(ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ دار المعرفتہ واثقافتہ دمشق شام)

علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"و كره تنزيها تغميض عينيه للتهي الا لكمال الخشوع"

ترجمہ: اور نماز میں اپنی آنکھوں کو بند کرنا ممانعت کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے مگر یہ کہ خشوع کے کمال کے لئے آنکھیں بند کرنا مکروہ نہیں

(درمختار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ دار المعرفتہ التراث دمشق شام)

علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"وينبغي ان تكون الكراهة تنزيهية اذا كان نغير ضرورة ولا مصلحة اما لو خاف فوات خشوع بسبب رؤية ما يفرق الخاطر فلا يكره غمضهما بسبب ذلك بل وبما يكون اولى لانه حيتذ لكمال الخشوع"

ترجمہ: اور مناسب یہ ہے کہ یہ یعنی نماز میں آنکھوں کو بند رکھنے کی کراہت اس وقت تنزیہی ہو جب یہ نماز میں آنکھیں بند رکھنا بغیر کسی ضرورت اور مصلحت کے ہو اور جب ایسی چیز کو دیکھنے کے سبب سے جو دل کو دوسری طرف پھیر دے خشوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر اس سبب سے آنکھوں کو بند رکھنا مکروہ نہیں بلکہ بعض اوقات یہ بہتر ہوتا ہے کیونکہ اس وقت نماز میں آنکھیں بند رکھنا خشوع کی تکمیل کے لئے ہوتا ہے۔

(بحر الرائق شرح کنز الدقائق کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا جلد دوم صفحہ ۴۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نماز کے مکروہات تنزیہی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نماز میں آنکھ بند رکھنا مکروہ ہے مگر جب کھلی رکھنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۶۳۴ مکتبۃ المدینہ)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خادم فقہ جانتا ہے تحصیل مقصود کے لئے بعض مکروہات سے کراہت زائل ہو جاتی ہے جیسے نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے اور خشوع یونہی ملتا ہے تو آنکھیں بند کرنا ہی اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ رضا فاونڈیشن لاہور)

کتبـــــہ
محمد صادق رضا پٹنہ بہار

****

تکبیر تحریمہ کے بجائے دیگر الفاظ سے نماز شروع ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ کسی نے اللہ اعظم یا اس طرح کا کوئی دوسرا مترادف لفظ کہہ کر نماز شروع کی تو کیا تکبیر تحریمہ کا فرض ادا ہوا؟ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل سجاد برکاتی نجمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ جو خالص تعظیم الٰہی کے الفاظ ہوں۔ مثلاً

اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَللّٰہُ کَبِیْرٌ یا اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ یا اَللّٰہُ الْکَبِیْرُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا اَللّٰہُ اِلٰہٌ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحَانَ اللّٰہُ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ یا تَبَارَکَ اللّٰہُ وغیرھا"

الفاظ تعظیمی کہے، تو ان سے بھی ابتدا ہو جائے گی مگر یہ تبدیل مکروہ تحریمی ہے اور اگر دُعا یا طلب حاجت کے لفظ ہوں۔ مثلاً

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ

وغیرہا الفاظ دُعا کہے تو نماز منعقد نہ ہوئی یوہیں اگر صرف اکبر یا اجلّ کہا اس کے ساتھ لفظ اَللّٰہُ نہ ملایا جب بھی نہ ہوئی۔

یوہیں اگر اَستَغفِرُ اللهَ یا اَعُوذُ بِاللّٰهِ یا اِنَّا لِلّٰهِ یا لَاحَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یا مَاشَاءَاللّٰهُ کہا یا بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ کہا، تو منعقد نہ ہوئی اور اگر صرف اَللّٰهُ کہا یا یَا اَللّٰهُ یا اَللّٰھُمَّ کہا ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(درمختار، ردالمحتار، عالمگیری، بہار شریعت جلد اول حصہ سوم ص (۵۱۱) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۶ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ جون ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

الٹی لنگی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الٹی لنگی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ برائے کرم مفتیان کرام جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد کلیم سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

الٹی لنگی (بخیہ کی سلائی اوپر ہو) پہن کر نماز پڑھنے کا بھی وہی حکم ہے جو الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنے کا ہے اور الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

الٹا کپڑا پہننا اور اوڑھنا خلاف معتاد میں داخل ہے اور خلاف معتاد یعنی اس طرح کپڑا پہننا یا اوڑھنا کہ جس طرح کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر بازار میں یا اکابر کے پاس نہ جا سکے تو اللہ تعالیٰ کے دربار کا ادب وتعظیم زیادہ لازم اور ضروری ہے۔

لہٰذا الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوگی چنانچہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر تحریم۔

(ح:3/ص:630/مکروہات کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

البتہ اگر سلائی ایسی ہو جس میں الٹا سیدھا نہ ہو جیسا کہ عام طور پر لنگی اسی طرح سلی جاتی ہے اور اس

طور پر سلی لنگی کا دونوں طرف سے استعمال خلاف معتاد نہیں تو ایسی صورت میں نماز بلا کراہت جائز ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۱۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ ۶ جون ۲۰۲۰ء مطابق بروز سنیچر

****

جسے تشہد (التحیات) نہ یاد ہو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام کے بارگاہ میں ایک سوال ہے جو لوگ جمعہ کی نماز یا پانچ وقت کی نماز امام کے پیچھے پڑھتے ہیں اگر ان لوگوں کو تشہد یا درود شریف وغیرہ یاد نہ ہو تو اُن لوگوں کی نماز ہو گی یا نہیں۔سائل محمد وارث صدیقی مقام کسیا کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبر کاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی

ہر نماز میں امام ومقتدی کو تشہد، (التحیات) کا پڑھنا واجب ہے ترک واجب کی بنا پر نماز مکروہ تحریمی ہوگی یعنی ایسی نماز کو دہرانا واجب ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم واجبات نماز)

جس کو تشہد یاد نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ہر چند کوشش کر کے جتنا جلدی ہو سکے تشہد یاد کر لے اور جب تشہد یاد ہو جائے تو درود شریف و دعائے ماثورہ بھی یاد کر لے لیکن سب سے پہلے تشہد کا یاد کرنا اشد ضروری ہے کیونکہ تشہد کے بغیر نماز ادھوری ہے اور درود شریف و دعائے ماثورہ کا پڑھنا سنت ہے۔

نوٹ:۔بعد حفظ (یعنی تشہد یاد ہونے کے بعد) ان تمام نمازوں کا اعادہ کرے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد معصوم رضا نوری
۱۰ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

چشمہ لگا کر نماز کا کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتیں ہیں حفاظِ کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چشمہ پہن کے نماز پڑھنا کیسا ہے وضاحت فرمادیں۔سائل حافظ اعجاز نوری خلیل آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر چشمہ لگا کر سجدہ کی کیفیت وحالت میں ہڑی تک ناک کے دبنے میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتا ہے تو بغیر کسی قباحت وکراہت نماز درست وصحیح ہوجائے گی اور اگر رکاوٹ پیدا کرتا ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یعنی نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

اگر سجدہ کی حالت میں ناک ہڑی تک نہ دبی تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ جیسا کہ مکروہ تحریمی کے تعلق سے۔

فتاوی درمختار میں ہے:

کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتہا "واللہ تعالی اعلم

(حوالہ ھکذا فی بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۷۱،وکذالک فی فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۷۵)

کتبـــــہ

محمد شہباز اشرف نعیمی بائسی پورنیہ بہار انڈیا

۱۷ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۸ اگست ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

****

حالت نماز میں انگلیاں چٹکانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ حالت نماز میں انگلیاں بجانا کیسا ہے؟؟اور جو حضرات حالت نماز میں انگلی بجائے تو کیا اس کی نماز ہوگی یا نہیں برائے مہربانی اس کا جواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔المستفتی محمد زبیر عالم قادری (جھارکھنڈ)

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

حالت نماز میں انگلیاں چٹکانا مکروہ ہے کیونکہ یہ فعل عبث ہے جو نماز میں جائز نہیں، نماز ہو جائے گی، جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا تُفَقِّعْ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ

حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے روایت ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم حالت نماز میں ہوتو انگلیاں نہ چٹکاؤ۔

(سنن ابن ماجہ،۱/۳۱۰)

ھدایہ میں علامہ ابوالحسن برھان الدین مرغیانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَيُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي أَنْ يَعْبَثَ بِثَوْبِهِ أَوْ بِجَسَدِهِ) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إنَّ اللّٰهَ تَعَالَى كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا, وَذَكَرَ مِنْهَا الْعَبَثَ فِي الصَّلَاةِ« وَلِأَنَّ الْعَبَثَ خَارِجَ الصَّلَاةِ حَرَامٌ فَمَا ظَنُّك فِي الصَّلَاةِ (وَلَا يُفَرْقِعُ أَصَابِعَهُ) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا تُفَرْقِعُ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي

نمازی کیلیے اپنے کپڑے یا بدن سے کھیلنا مکروہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند کیا ہے اور ان حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نماز میں عبث کو بھی ذکر کیا ہے کیونکہ عبث نماز سے باہر حرام ہے تیرا نماز میں کیا خیال ہے اور انگلیوں کو نہ چٹکائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم انگلیوں کو نہ چٹکاؤ جب تم حالت نماز میں ہو۔

(الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الصلاۃ باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا۔ المجلد الأول الصفحہ ۶۴ دار احیاء التراث العربی بیروت)

فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

وَيُكْرَهُ أَنْ يُشَبِّكَ أَصَابِعَهُ وَأَنْ يُفَرْقِعَ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَالْفَرْقَعَةُ خَارِجَ الصَّلَاةِ كَرِهَهَا كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ. كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ.

اورنماز کے اندر انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا اور چٹکانا مکروہ ہے یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے،
اورنماز باہر انگلیاں چٹکانا اکثر مکروہ،(تنزیہی) بتاتے ہیں یہ زاہدی میں ہے۔
(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۰۶۔ دار الفکر)

اور درمختار میں ہے:(وَفَرْقَعَةُ الْأَصَابِعِ) وَتَشْبِيكُهَا وَلَوْ مُنْتَظِرًا الصَّلَاةَ أَوْ مَاشِيًا إلَيْهَا لِلنَّهْيِ وَلَا يُكْرَهُ خَارِجَهَا لِحَاجَةٍ

(ردالمحتار)

وَنَقَلَ فِي الْمِعْرَاجِ الْإِجْمَاعَ عَلَى كَرَاهَةِ الْفَرْقَعَةِ وَالتَّشْبِيكِ فِي الصَّلَاةِ. وَيَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ تَحْرِيمِيَّةً لِلنَّهْيِ الْمَذْكُورِ حِلْيَةٌ وَبَحْرٌ (قَوْلُهُ وَلَا يُكْرَهُ خَارِجَهَا لِحَاجَةٍ) الْمُرَادُ بِخَارِجِهَا مَا لَيْسَ مِنْ تَوَابِعِهَا لِأَنَّ السَّعْيَ إلَيْهَا وَالْجُلُوسَ فِي الْمَسْجِدِ لِأَجْلِهَا فِي حُكْمِهَا كَمَا مَرَّ لِحَدِيثِ الصَّحِيحَيْنِ لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتْ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ " وَأَرَادَ بِالْحَاجَةِ نَحْوَ إرَاحَةِ الْأَصَابِعِ. فَلَوْ لِدُونِ حَاجَةٍ بَلْ عَلَى سَبِيلِ الْعَبَثِ كُرِهَ تَنْزِيهًا وَالْكَرَاهَةُ فِي الْفَرْقَعَةِ خَارِجَهَا مَنْصُوصٌ عَلَيْهَا. وَأَمَّا التَّشْبِيكُ فَقَالَ فِي الْحِلْيَةِ: لَمْ أَقِفْ لِمَشَايِخِنَا فِيهِ عَلَى شَيْءٍ وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ لَوْ لِغَيْرِ عَبَثٍ بَلْ لِغَرَضٍ صَحِيحٍ وَلَوْ لِإِرَاحَةِ الْأَصَابِعِ لَا يُكْرَهُ. فَقَدْ صَحَّ عَنْهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ «الْمُؤْمِنُ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لِإِفَادَةِ تَمْثِيلِ الْمَعْنَى، وَهُوَ التَّعَاضُدُ وَالتَّنَاصُرُ بِهَذِهِ الصُّورَةِ الْحِسِّيَّةِ "واللہ تعالی اعلم

(الدر المختار"و، ردالمحتار" کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۱، ص۶۴۱، تا، ۶۴۲، وغیرہ۔ دار الفکر بیروت لبنان)

کتبـــــہ
محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار
۲۴ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ اگست ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

* *

ایک رکعت میں تین سجدے کرنے والے نمازی کا کیا حکم ہے؟ نیز اس نمازی کا کیا مسلک ہوسکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک نمازی ہر نماز کی ہر رکعت میں تین سجدے کرتا ہے اسکی نماز کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس نمازی کا کیا مذہب ومسلک ہو گا، تفصیلی جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی حافظ ارباز عالم نظامی کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی، جتنی نماز اس طرح پڑھی ہیں سب کا اعادہ واجب ہے، کیونکہ ایک رکعت میں بھول کر دو سے زائد سجدے کئے تو سجدۂ سہو واجب ہے، جیسا کہ بہار شریعت میں درمختار کے حوالے سے ہے: ایک رکعت میں تین سجدے کیے یا دو رکوع یا قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے۔ (بہار شریعت حصہ سوم واجبات نماز مسئلہ 61)

چاروں مسلک کے اندر ہر رکعت میں میں دو ہی سجدے فرض ہیں دو سے کم کیا تو فرض ترک ہوا دو سے زائد کیا تو واجب ترک ہوا بھول کر تین سجدے کر لیا تو سجدۂ سہو واجب ہے قصداً (جان بوجھ کر) تین سجدے کیا تو سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا نماز کا اعادہ واجب ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

سینے کا بٹن کھلا رہے اور سینہ کا حصہ دکھے تو نماز مکروہ تحریمی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالت نماز میں کرتا یا شیروانی کا بٹن کھلا رکھنا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی اور کرتے میں بٹن نہ ہونے کہ وجہ سینہ کھلا رہا تو کیا حکم ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محبوب خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعــــــــــالی

قمیص یا کرتے کے اگر اتنے بٹن لگائے کہ سینہ ڈھک گیا اور اوپر کا بٹن نہ لگانے کے سبب گلے کے پاس کا خفیف حصہ کھلا رہا تو حرج نہیں

(فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، صفحہ نمبر ۲۷۹)

اور اگر سینہ کھلا رہا تو مکروہ ظاہر کراہت تحریم۔

(بہار شریعت جلد سوم، صفحہ نمبر ۴۳۸)

نیز اس صورت میں امام مقتدی اور منفرد سب پر نماز کا اعادہ واجب لأن کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب إعادتھا۔ واللہ تعالی اعلم

(در مختار مع شامی، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۳۰)

کتبــــــہ

محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ یو پی

****

شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا غلبۂ ریاح کے وقت نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ کسی پیشاب کی حاجت ہو اور وہ نہ جائے وضو کر کے نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے نماز ہو جائے گی۔ سائل حسنین علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعــــــــــالی

شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا غلبۂ ریاح کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں:

شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا غلبۂ ریاح کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے حدیث میں ہے جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلاء جانا تو پہلے بیت الخلاء جائے اس حدیث

کو ترمذی نے عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ابو داؤد ونسائی ومالک نے بھی اس کے مثل روایت کی ہے۔
(ج:3 /ص:625 /مکروہات کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے: وصلاته مع مدافعة الأخبثين أو احدهما أو لريح للنهي۔
اور ردالمحتار میں ہے: (وصلاته مع مدافعة الأخبثين الخ) أي البول والغائط قال في الخزائن سواء كان بعد شروعه أو قبله فان شغله قطعها ان لم يخف فوت الوقت وان اتمها اثم۔
لما رواه ابو داؤد لا يحل لأحد يؤمن بالله واليوم الآخر أن يصلي و هو حاقن حتىٰ يتخفف أي مدافع البول و مثله الحاقب أي مدافع الغائط والحازق أي مدافعهما و قيل مدافع الريح وما ذكره من الاثم صرح به في شرح المنية وقال لادائها مع الكراهة التحريمة۔
(ج:2/ص:408/ كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها/دار عالم الكتب)

اور فتاویٰ ھندیہ میں ہے: ان يدخل في الصلاة و هو يدافع الأخبثين و ان شغله قطعها و كذا الريح و ان مضىٰ عليها أجزاه وقد أساء۔
(ج:1/ص:107/الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره/بيروت)

اور ایسا ہی نور الایضاح مع مراقی الفلاح ص:182/فصل في المكروهات الصلاة/ مجلس المدينة العلمية دعوت اسلامی/ میں ہے۔
اور ایسا ہی طحطاوی علی مراقی الفلاح ص:358/ كتاب الصلاة / باب مكروهات الصلاة/دار الكتب العلمية/میں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ
۱۹ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ جولائی ۲۰۲۰ء مطابق بروز سنیچر

****

دوران نماز بیچ میں چھوٹی سورت چھوڑ کر پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت میرا سوال علماء کرام سے یہ ہے کہ اگر نماز کی پہلی رکعت میں سورہ کافرون پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ تبت یدا پڑھے اس کے لیے کیا حکم ہے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، اس کے بارے میں تھوڑی وضاحت فرمائیں۔ المستفتی ادریس احمد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں قصدا سورہ نصر چھوڑ کر سورہ لھب پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے کہ سورہ نصر سورہ کافرون سے تین آیات چھوٹی ہے اور اگر سہوا ایسا ہوا تو کوئی حرج نہیں۔

قال الإمام رحمه الله ورحمنا به "فرضوں میں قصداً چھوٹی سورت بیچ میں چھوڑ دینا مکروہ ہے اور سہواً اصلاً کراہت نہیں واللیل والشمس سے پانچ آیت زائد ہے ایسی صورت میں کراہت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی رضویہ، ۶/۳۳۳)

کتبــــــہ

شان محمد المصباحی القادری جراری فرخ آباد یوپی

۷ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

نماز یا بیرون نماز جماہی آئے تو کیا کریں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال زیادہ جماہی آئے تو کیا کریں علمائے کرام رہنمائی فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد افتخار القادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

جماہی شیطان کی کی جانب سے ہے جب جماہی آئے تو جہاں تک ممکن ہو روکے اور اگر روکے سے نہ رکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رکے تو داہنا یا بایاں ہاتھ موںھ پر رکھلے یا آستین سے موںھ چھپالے اور اگر نماز میں ہو تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر

بائیں ہاتھ سے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں بحوالہ صحیح بخاری ومسلم تحریر فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماہی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ممکن ہو روکے اس حدیث کو امام بخاری ومسلم نے صحیحین میں روایت کیا ہے بلکہ بعض روایتوں میں ہے کہ" شیطان موںھ میں گھس جاتا ہے بعض میں ہے شیطان دیکھ کر ہنستا ہے۔

اور اسی میں بحوالہ رد المحتار تحریر فرماتے ہیں کہ: علماء فرماتے ہیں کہ جو جماہی میں موںھ کھول دیتا ہے شیطان اس کے موںھ میں تھوک دیتا ہے اور جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے وہ شیطان کا قہقہہ ہے کہ اس کا موںھ بگڑا دیکھ کر ٹھٹھا لگاتا ہے اور وہ جو رطوبت نکلتی ہے وہ شیطان کا تھوک ہے اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں فورا رک جائے گی۔

اور اسی میں بحوالہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح تحریر فرماتے ہیں کہ: نماز میں بالقصد جماہی لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو حرج نہیں مگر روکنا مستحب اور اگر روکے سے نہ رکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رکے تو داہنا یا بایاں ہاتھ موںھ پر رکھ دے یا آستین سے موںھ چھپائے قیام میں داہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔ فائدہ: انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں اس لئے کہ اس میں شیطانی مداخلت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت ح:3/ص:627/مکروہات کا بیان)

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۲۲ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

حالت نماز میں موبائل بند کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حالت نماز میں موبائل بند کرنا اور کرتے کا کالر کا بٹن لگانا کیسا ہے جب موبائل حالت نماز میں بجنے لگے یا حالت نماز میں کرتے کا کالر کے بٹن کے بارے میں یاد آئے تو کیا کرے حضرت جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمادیں۔ سائل فرید اظہر سکھے ٹانڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

حالت نماز میں موبائل کی گھنٹی یا موبائل بند کرنے کی اجازت ہے مگر دوران نماز ایک رکن میں ایک بار یا زیادہ سے زیادہ دو بار جیب کہ اوپر سے بند کرے کہ یہ عمل قلیل ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر ایک رکن میں مثلاً صرف قیام میں یا صرف رکوع میں تین بار گھنٹی بند کی تو نماز فاسد ہوجائے گی جس طرح ایک رکن میں تین بار کھجلانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، لہٰذا حکم دیا جائے گا کہ دوبارہ نماز پڑھی جائے۔

مختصر یہ کہ دوران نماز ایک رکن میں تین بار سے کم (ایک بار یا دو بار) جیب کے اوپر سے موبائل کی گھنٹی بند کرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی اور ایک رکن میں تین بار گھنٹی بند کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

(موبائل فون کے ضروری مسائل صفحہ (113)

۲۔ کالر حالت نماز میں درست کی تو اسکا حکم عمل کثیر و عمل قلیل میں ہی کیا جائے گا اور اس کی تعریف درجہ ذیل ہیں، ملک العلماء علاؤالدین ابوبکر کاسانی حنفی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

كل عمل لو نظر الناظر اليه من بعيد لايشك أنه فى غير الصلاة فهو كثير وكل عمل لو نظر اليه ناظر ربما يشتبه عليه أنه فى الصلاة فهو القليل وهو الاصح

دور سے دیکھنے والا شخص نمازی کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے تو وہ "عمل کثیر" ہے اور دور سے دیکھنے والے کو شبہ ہو کہ وہ نماز میں ہے یا نہیں تو وہ "عمل قلیل" ہے۔

(موبائل فون کے ضروری مسائل صفحہ (114)

اور جب عمل قلیل ہوگا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور عمل کثیر کا مرتکب ہوا تو نماز فاسد ہوگئی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۳ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۸

****

جاکیٹ یاصدری کی چین یابٹن کھول کرنماز پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض یہ کہ جاکیٹ یاصدری کی چین یابٹن کھول کے نماز پڑھنے سے نماز ہوگی کہ نہیں مدلل ارشاد فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل: محمد شاھد رضا کشن گنج بھار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــالی

جاکیٹ یاصدری کی چین یابٹن کھول کرنماز پڑھنے سے نماز ہوجائے گی جیسا کہ امام اہل سنت سیدی اعلحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"انگرکھے جوصدری یاچغہ پہنتے ہیں اورعرف عام میں ان کاکوئی کوئی بوتام بھی نہیں لگاتے اور اسے معیوب بھی نہیں سمجھتے تواس میں حرج نہیں ہوناچاہئے کہ یہ خلاف معتادنہیں" اھ

(فتاوی رضویہ ج3 ص 447)

لہذا اس طرح کپڑا پہن کرنماز پڑھا کہ نیچے کرتے کاسارا بٹن بند ہے اوراوپرشیروانی یاصدری کاکل یابعض بٹن کھلا ہے تو حرج نہیں۔ اور جوبہارشریعت میں مکروہ تنزیہی کاحکم کیاگیاہے اعلی حضرت احمد رضا خان قدس سرہ کی مذکورہ بالاتحریر سے ظاہر ہے کہ وہ اس صورت میں ہے جہاں صدری یا شیروانی کےکل یابعض بٹن کے کھلا رہنےکومعیوب سمجھا جاتا ہو۔ واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ فتاوی فقیہ ملت ج1 ص 174)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۴ نومبر بروز بدھ ۲۰۱۸

****

غیرکی زمین پر بغیر اسکی رضااوراجازت کے نماز پڑھنا کیسا؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال: کیاکسی دوسرے کی زمین پرنماز پڑھنے کی اجازت لینی پڑے گی کہ نہیں؟ المستفتی: عبداللہ مصطفائی فیضی گجرات

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــــــالی

غیر کی زمین پر بغیر اس کی رضا اور اجازت کے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ مراقی الفلاح میں ہے کہ:

" و تكره في أرض الغير بلا رضاه، و إذا ابتلي بالصلاة في أرض الغير و ليست مزروعةً أو الطريق إن كانت لمسلم صلى فيها ،وإن كانت لكافر صلى في الطريق "اھ

(مراقی الفلاح ص 358 : كتاب الصلاة، فصل في المكروهات)

اور طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے کہ:

(قوله : صلى فيها) لأن الظاهر أنه يرضى به لأنه ينال أجراً من غير اكتساب منه۔

(طحطاوي على مراقي الفلاح ص 358 : كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، مطبوعه قديمي)

بہار شریعت میں ہے: زمین مغصوب یا پرائے کھیت میں، جس میں زراعت موجود ہے یا جتے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(حصہ سوم مکروہات کا بیان، مسئلہ ۳۳)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۸ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۳ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

جس کپڑے پر کسی جاندار کی تصویر بنی ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ جس کپڑوں پر جاندار کی تصویر ہو وہ کپڑا پہن کر نماز ہوگی یا نہیں حوالہ کے ساتھ جواب دیں؟ المستفتی: جلال الدین شیخ

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــــالی

جس کپڑے پر کسی جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے کہ: لوصلى فى ثوب فيه صورة يكره وتجب الإعادة ۔ قال أبو اليسر: هذا هو الحكم فى كل صلاة أديت مع الكراهة الخ ۔

یعنی اگر کسی نے ایسے کپڑے میں نماز پڑھی جس میں تصویر ہو تو اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

(فتاوی شامی ج2ص 521 زکریا)

اور بحرالرائق میں ہے کہ: ولبس ثوب فيه تصاوير ،لأنه يشبه حامل الصنم فيكره

(البحر الرائق ج2ص 47 زکریا)

اور محیط برھانی میں ہے کہ: وكذلك يكره الصلاة فى ثوب فيه تصاوير

یعنی اور ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جس میں تصویر ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے۔

(المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، الفصل الرابع فيما يكره فى الصلاة و ما لايكره: ج2ص 139 رقم 1421،المجلس العلمي جديد)

اور بہار شریعت میں ہے کہ جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔

(بہار شریعت ج1ص 627)

ہاں اگر ایسے کپڑوں کے اوپر کوئی دوسرا کپڑا پہن لے تاکہ وہ تصاویر چھپ جائے تو اب کوئی کراہت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــه

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۷ جنوری بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

رومال یا ٹوپی سے پیشانی چھپی ہو تو نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ نماز میں سجدے کی حالت میں اگر ٹوپی یا رومال سے پیشانی ڈھکی ہو تو کیا نماز ہو جائے گی؟ سائل: برکت علی سعودی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

سجدے کی حالت میں پیشانی کا کھلا رکھنا مستحب ہے اگر بلا ضرورت عمامہ، چادر یا ٹوپی کے ذریعہ پیشانی ڈھانپ لی جائے اور اس پر سجدہ کیا جائے تو نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، اور اگر کسی خاص عذر کی وجہ سے پیشانی چھپ جائے تو بلا کراہت نماز درست ہوگی۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

" عن صالح بن حيوان السبائی ، حدثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رأى رجلا يصلى يسجد بجبينه، وقد اعتم على جبهته، فحسر النبی صلى الله عليه وسلم عن جبهته "اھ

(المراسیل لأبی داؤد ص 8 رقم حدیث: 76، السنن الکبری للبیهقی جدید ج 2 ص 439: باب الکشف عن الجبهة فی السجود، دار الفکر بیروت)

اور مصنف لابن ابی شیبہ میں ہے کہ:

عن علی رضی الله عنه إذا صلى أحدكم، فليحسر العمامة عن جبهته۔

(المصنف لابن أبی شیبة ج 1 ص 268: کتاب الصلاة)

وان سجد على كور عمامته اذا كان على جبهته أو فاضل أی طرف ثوبه جاز ویكره الا من عذر۔

(اللباب فی شرح الكتاب ج 1 ص 37)

اور مراقی الفلاح میں ہے کہ: و يكره السجود على كور عمامته من غير ضرورة حرٍ، أو بردٍ، أو خشونة أرضٍ الخ۔

(مراقی الفلاح ص 129 : کتاب الصلاة،فصل فی المکروهات)

اور در مختار میں ہے کہ:

(کما یکرہ تنزیھا بکور عمامته) الا بعذر (وان صح عندنا (بشرط کونه علی جبهته) کلها او بعضها کمامر (واما اذا کان) الکور (علی رأسه فقط وسجد علیه مقتصراً) ای ولم تصب الارض جبهته ولا انفه علی القول به (لا) یصح لعدم السجود علی محله، وبشرط طهارة المکان وان یجد حجم الارض، والناس عنه غافلون" والله تعالی اعلم

(در مختار ج1 ص500)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئ

۲ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

مسجد میں نمازی کے صف کے سامنے شیشہ لگا ہوا ہے اور اس میں اپنا عکس نظر آتا ہے تو نماز ہوگی کہ نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مسجد میں نمازی کے صف کے سامنے شیشہ لگا ہوا ہے اور اس میں اپنا عکس نظر آتا ہے اسکا کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں؟ المستفتی: محمد انعام الحق نوری افضلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــالی

نمازی کے سامنے شیشے کے دروازے یا کھڑکیاں ہوں تو نماز تو ہو جائے گی، البتہ اگر شیشے کی وجہ سے نمازی کی نماز میں خلل ہوتا ہو اور نمازی کی توجہ اس جانب جاتی ہو، تو نماز مکروہِ تنزیہی ہوگی یعنی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں، ان شیشوں میں جو عکس نظر آتا ہے، اس کا حکم تصویر کا نہیں ہے اس

لئے ہمارے فقہائے کرام نے قبلے کی جانب دیواراور محراب میں نقش ونگار کو مکروہ فرمایا،سبب یہ ہے کہ نمازی کا دھیان بٹے گا جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

و کرہ بعض مشایخنا النقوش علی المحراب و حائط القبلة لان ذالك یشتغل قلب المصلی۔

یعنی ہمارے بعض مشایخ نے محراب اور قبلہ کی جانب دیوار پر نقش کو مکروہ جانا ہے کیونکہ یہ نمازی کے دل کو غافل کرتا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج5 ص319)

اور صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا کہ جس مکان میں آئینے قد آدم چار طرف لگے ہوں،اُس مکان میں نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

آپ نے جواب میں لکھا کہ آئینہ سامنے ہوتو نماز میں کراہت نہیں کہ سبب کراہت تصویر ہے اور وہ یہاں موجود نہیں اور اگر اسے تصویر کا حکم دیں تو آئینہ کا رکھنا بھی مثل تصویر ناجائز ہوجائے حالانکہ بالاجماع جائز ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ وہاں تصویر ہوتی ہی نہیں ، بلکہ خطوط شعاعی آئینہ کی صقالت (شفافیت) کی وجہ سے لوٹ کر چہرے پر آتے ہیں،گویا یہ شخص خود اپنے کو دیکھتا ہے،نہ یہ کہ آئینہ میں اس کی صورت چھپتی ہو۔

(فتاوی امجدیہ ج1 ص 184)

اور مفتی وقارالدین رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا کہ اگر محراب کے اندر شیشے جڑے ہوں اور محراب کی دیوار پر نمازیوں کی تصویر دکھائی دیتی ہو،تو کیا ایسی صورت میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

آپ نے جواب میں لکھا کہ محراب یا قبلہ کی جانب دیوار میں شیشے اتنی اونچائی پر لگائے جاسکتے ہیں کہ خاشعین (عاجزی کے ساتھ نماز پڑھنے والے) کی نظر رکوع سے اٹھتے اور سجدے میں جاتے وقت ،ان پر نہ پڑے اور اگر نیچے لگا دیئے ہیں تو یہ لگانا ناجائز ہے اور اس وجہ سے نماز میں کراہت ِتنزیہی ہوتی ہے کہ ان پر نظر پڑنے کی وجہ سے خشوع میں فرق آئے گا۔لیکن آئینے میں آنے والے عکس کا حکم تصویر کا نہیں ہے۔

(وقارالفتاوی ج2 ص73)

اور مزید ایک سوال اور ہوا کہ مسجد کے برآمدے میں دروازوں پر شیشے لگے ہوئے ہیں اس

یں مقتدی اور بعض اوقات امام کی بھی پوری تصویر نظر آتی ہے،اس صورت میں نماز پڑھنا کیسا ہے اور اگر نماز پڑھی جائے تو کیا اسے لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب میں لکھا کہ نمازیوں کے آگے اتنی اونچائی تک کہ خاشعین کی طرح نماز پڑھنے میں جہاں تک نظر آجاتا ہے،شیشے لگانا یا کوئی ایسی چیز لگانا جس سے نمازی کا دھیان اور التفات ادھر جاتا ہو،مکروہ ہے۔لہٰذا اتنی اونچائی تک کے شیشے ہٹا لینے چاہیے،ان شیشوں میں اپنی شکل جو نظر آتی ہے،اس کے احکام تصویر کے نہیں،لہٰذا نماز مکروہِ تحریمی نہ ہوگی مگر مکروہِ تنزیہی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(وقار الفتاوی ج2 ص258)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۱ جنوری بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

امام اگر محراب کے اندر نماز پڑھائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہوں میں عرض ہے کہ امام صاحب محراب میں جب نماز پڑھانے کھڑے ہوتے ہیں تو ایڑی کا کچھ حصہ محراب سے پیچھے کر دیتے ہیں۔کیا ایسا کرنا ضروری ہے؟ اور کیا محراب مسجد میں داخل نہیں ہے؟تفصیلا جواب سے نواز دیں۔سائل غلام یسن عطاری گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

فی الواقع امام کا بے ضرورت تنہا محراب مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانا مکروہ ہے لیکن اس طرح کھڑا ہو کہ پاؤں محراب کے باہر اور سجدہ محراب کے اندر ہو تو کراہت نہیں۔تنویر الابصار مع درمختار میں ہے۔

کرہ قیام الا فی المحراب لا سجودہ فیہ وقدماہ خارجہ لان العبرۃ القدم
(جلد2 صفحہ414)

اور یہ کراہت اس وقت ہے جب کہ مسجد تنگ نہ ہو لیکن اگر کثرت جماعت کے باعث جگہ میں

تنگی ہوتو امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔

فتاوی رضویہ میں معراج الدرایہ کے حوالے سے ہے:

حکی الحلوانی عن ابی اللیث لا یکرہ قیام الا کان فی الطاق عند الضرورۃ بان ضاق المسجد علی القوم

(فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ نمبر 42 رضا اکیڈمی)

یونہی اگر امام کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔

(بہار شریعت جلد سوم صفحہ نمبر 154)

جانب قبلہ دیوار کے اندر وسط میں جو جگہ امام کی امامت کے لئے خاص ہے وہی جگہ محراب ہے شرعاً اس کی گہرائی کی کوئی حد مقرر نہیں مسجد کی وسعت اور تنگی کے لحاظ سے اسے چھوٹا بڑا گہرا یا سپاٹ بنایا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی مصدقات محدث کبیر صفحہ نمبر 26 / 27)

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری لکھیم پور کھیری یوپی

۱۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

جان بوجھ کر ننگے سر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ننگے سر یعنی بغیر ٹوپی کے نماز پڑھتا ہے جان بوجھ کر ٹوپی نہیں رکھتا تو کیا اس کی نماز ہوگی یا نہیں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل ممتاز احمد کشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سرکار اعلٰی حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں: ٹوپی اور عمامہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم کی سنت کریمہ ہے اور فقہاء کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کی تین قسم کیا ہے:

پہلی قسم اگر بنیت تواضع وعاجزی یعنی خشوع وخضوع کے لئے ہو تو جائز ہے، دوسری قسم اور بوجہ کسل ہو تو مکروہ ہے یعنی سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو تو مکروہ ہے تیسری قسم معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر ہے یعنی تحقیر واہانت نماز مقصود ہو جب مسلمان اپنی نیت تواضع بتاتے ہیں تو اسے نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں مسلمان پر بدگمانی حرام ہے ننگے سر رکھنے کا احرام میں حکم ہے اور اس حالت میں شبانہ روز برابر سر برہنہ رہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سب سے ثابت بغیر اس کے ننگے سر کی عادت ڈالنا کوچہ وبازار میں اسی طرح پھرنا نہ ہرگز ثابت ہے نہ شرعاً محمود بلکہ وہ منجملہ اسباب شہرت ہے اور ایسی وضع جس پر انگلیاں اٹھیں شرعاً مکروہ۔

مجمع اللبحار وغیرہ میں ہے: الخروج عن عادۃ البلد شھرۃ ومکروہ

ترجمہ: اہل شہر کے معمول سے نکلنا شہرت اور مکروہ ہے

(فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 389)

بہار شریعت جلد اول میں ہے کہ: سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر تحقیر نماز مقصود ہے مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان چیز نہیں جس کے لئے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے تو کفر ہے اور خشوع وخضوع کے لئے سر برہنہ پڑھی تو مستحب۔

(حصہ 3 مکروہات کا بیان صفحہ 631)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے کہ فقہاء کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کی تین قسمیں بیان کی ہیں کہ سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو مکروہ تنزیہی ہے، دوسری صورت تحقیر واہانت نماز مقصود ہے کفر ہے، تیسری صورت خشوع وخضوع کے لئے ہو تو جائز ہے۔

(فتاویٰ فقیہ ملت ج 1 ص 181)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی سونا پورا تر دیناجپور بنگال

۱۳ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

عورت کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ عورت کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تمام مفتیان اکرام توجہ فرمائیں اور باحوالہ جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے گا۔سائل قاری خالد بہرائچ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی
عورت کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ودرست ہے۔
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے مردوں کو جوڑا باندھنے سے منع فرمایا نہ کہ عورت کو۔
حدیث شریف میں ہے کہ: انه علیه السلام نهی ان یصلی الرجل وهو معقوص
(هدایه اولین ص 120 : کتاب الصلاۃ باب مایفسد الصلاۃ وما یکره فیها)
اور فتاوی شامی میں ہے کہ: انه علیه السلام نهی ان یصلی الرجل و راسه معقوص
(فتاوی شامی ج 2 ص 208 : کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلاۃ وما یکره فیها)
اوراسی میں ہے کہ: امرت ان اسجد علی سبعة اعضاء وان لا اکف شعرا ولا ثوبا (ایضا) اور امام اہل سنت سیدی اعلحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
جوڑا باندھنے کی کراہت مرد کے لئے ضرور ہے حدیث میں صاف " نهی الرجل " ہے عورت کے بال عورت ہیں پریشان ہوں گے تو انکشاف کا خوف ہے اور چوٹی کھولنے کا اسے غسل میں بھی حکم نہ ہوا کہ نماز کف شعر گندھی چوٹی میں ہے جب اس میں حرج نہیں جوڑے میں کیا حرج ہے مرد کے لئے ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ سجدے میں وہ بھی زمین پر گریں اور اس کے ساتھ سجدہ کریں۔ کما فی المرقاۃ وغیرہ اور عورت ہرگز اس کی مامور نہیں لا جرم امام زین الدین عراقی نے فرمایا:
هو مختص بالرجال دون النساء واللہ تعالی اعلم
(فتاوی رضویہ ج 7 ص 298: رضا فاونڈیشن لاھور)

کتبــــــه
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۶ اپریل بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

اونی ٹوپی لگا کر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جاڑوں کے موسم میں جو اونی ٹوپی یا ٹوپا اوپر سے موڑ کر اوڑھتے ہیں اس کو لگا کر نماز کا کیا حکم ہے؟ جبکہ علماء کرام نے کپڑے کو موڑ کر نماز پڑھنے کے لئے منع فرمایا ہے تو اب یہاں بھی کپڑے کو موڑنا پایا جارہا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے رہنمائی فرمائیں۔ المستفتی مولانا اسلم رضا موتیہاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

اونی ٹوپی موڑ کر پہننے کا رواج اور عرف ہے اس لئے وہ شرعا کف ثوب نہیں ہے جیسا کہ فقہائے کرام کف ثوب کی تعریف میں فرمایا ہے کہ عادت کے خلاف کپڑے کو موڑ کر استعمال کیا جائے اور اونی ٹوپی کو موڑ کر استعمال کرنے کی عادت ہے اور وہ ٹوپی اسی طرح موڑ کر استعمال کی جاتی ہے تو یہ موڑنا عادت میں شامل ہوا اس لئے یہ جائز ہے اور اسکی وجہ سے نماز میں ذرہ برابر بھی؛ کراہت؛ نہیں آئے گی۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کرسکے اور کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

یکرہ للمصلی ان یکف ثوبہ بأن یرفع ثوبہ من بین یدیہ او من خلفہ اذا اراد السجود کذا فی معراج الدارية ۔ واللہ تعالی اعلم

(ج۱ص۱۰۵، بحوالہ مرکز تربیت افتاء ص۲۴۱)

کتبــــــــه

محمد رضا امجدی مقام ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۸ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

عذر کی بنا پر محراب سے ہٹ کر جماعت قائم کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ مسجد میں محراب کے علاوہ مسجد ہی میں کسی دوسری جگہ جماعت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جیسے ہمارے یہاں مسجد میں ایک دن جس جگہ محراب

ہےاس جگہ کیڑے وغیرہ.بہت زیادہ تھےتو محراب سےتھوڑا پیچھے ہٹ کر جماعت قائم کئے تھےتو آیا کہ محراب سے ہٹ کر کی گی جماعت ہوئی یا نہیں؟ مفصل باحوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمدرفیق انصاری بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــــــــہ تعــــــــــالی

جماعت بلا کراہت ہوگئی کہ یہ عذر کی بنا پر ہوا ہے ورنہ بلاوجہ محراب حقیقی سے ہٹ کر جماعت قائم کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔جیسا کہ امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

ردالمحتار میں ہے :فی معراج الدرية من باب الامامة الاصح ماروی ان يقوم بين الساريتين اوزاوية اوناحية المسجد اوالی سارية لانه بخلاف عمل الامة اھ وفيه ايضا السنة ان يقوم الامام ازاء وسط الصف الا تری ان المحاريب مانصبت الا وسط المساجد وهی قدعينت لمقام الامام اھ وفی التاتارخانية ويكره ان يقوم فی غير المحراب الالضرورة اھ ومقتضاه ان الامام لو ترك المحراب وقام فی غيره يكره ولو كان قيامه وسط الصف لانه خلاف عمل الامة وهوظاهر فی الامام الراتب دون غيره والمنفرد فاغتنم هذه الفائدة اھ'

معراج الدرایہ کے باب الامامت میں ہےکہ امام صاحب سے جو کچھ مروی ہے اس میں اصح یہ ہےکہ امام کادوستونوں کے درمیان یامسجد کےکسی گوشے میں یامسجد کی کسی ایک جانب یاکسی ستون کی طرف کھڑاہونامکروہ ہے کیونکہ یہ امّت کےعمل کےخلاف ہے۔

اوراس میں یہ بھی ہےکہ امام کاوسِطِ صف میں کھڑاہونا سنّت ہے کیا آپ نہیں دیکھتےکہ محراب مساجد کے درمیان میں ہوتے ہیں اور یہ امام کےکھڑے ہونے کے لئے متعین ہوتے ہیں۔

اورتاتارخانیہ میں ہے امام کاضرورت کے بغیرمحراب کےعلاوہ کسی جگہ کھڑاہونامکروہ ہے۔

اس کا تقاضایہ ہےکہ اگرامام محراب چھوڑ کرکسی دوسری جگہ کھڑاہوگیااگرچہ اس کاقیام وسِطِ صف میں ہوتب بھی وہ مکروہ ہوگا کیونکہ یہ عمل امّت کے خلاف ہے،اور یہ بات مقررامام کے بارے میں

ہے،اگرامام مقرر نہیں یا تنہا نمازی ہے(تو پھر یہ پابندی نہیں) پس اس فائدہ کو قیمتی جان۔

اُسی میں ہے:

عن المعراج عن حلوانی عن ابی اللیث لایکرہ قیام الامام فی الطاق عند الضرورۃ بان ضاق المسجد علی القوم۔

معراج سے وہ حلوانی سے امام ابوالیث کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ امام کا ضرورت کے وقت طاق میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں مثلاً اگر مسجد نمازیوں کے لئے تنگ ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(٦)ص(٣٨٣) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۰ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

ماسک لگا کر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ کرونا جیسی بیماری کی وجہ سے گورمنٹ کی طرف سے پابندی کے سبب ماسک لگا کر نماز پڑھنا پڑتا ہے کبھی کچھ لوگ اپنا ماسک مہنہ کھول کر نیچے کر لیتے یعنی داڑھی پر تو کیا اس طرح سے نماز ہو جائے گی؟ بحوالہ جواب عنایت کریں۔ سائل محمد علی

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

ماسک لگا کر نماز کی ادائیگی عام حالات میں مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ ماسک سے منھ اور ناک چھپ جاتے ہیں ،،منھ اور ناک چھپا کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے:

عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تغطیۃ الفم واللحیۃ۔اھ

حضرت ابو ہریرہ رضي اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حالت نماز میں منھ اور داڑھی کو ڈھانپ نے سے منع فرمایا۔

اسی طرح فقہ حنفی کی مشہور کتاب بہار شریعت میں درمختار کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں،،
ناک اور منھ کو چھپانا اور بے ضرورت کھنکار نکالنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے
(جلد اول حصہ سوم ص ۱۳۷ مکتبہ فاروقیہ بکڈ پو دہلی)

اس لئے عام حالات میں حالت نماز میں ماسک کا استعمال مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے۔

مگر ملک کے حالات اور گورنمنٹ کی جانب سے ماسک کی پابندیوں کا نفاذ لازم وضروری ہے جسکی خلاف ورزی کی وجہ سے عزت نفس مجروح ہو اور قید بندی کی صعوبتیں جھیلنی پڑے جان ومال کے نقصان کا یقین ہو تو اس صورت میں ماسک لگا کر نماز پڑھنا درست داڑھی پر ماسک لگا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لئے ماسک داڑھی پر نہ لگائیں منھ پر لگانا عذر ہے داڑھی سے اجتناب کریں اگر لگالیا تو نماز مکروہ ہوگی۔ (فتاوی فقیہ ملت ج ۱/ ص ۱۷۳)

واللہ اعلم بالصواب

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی مقام ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار
۷ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

الٹے مصلے پر نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ الٹے مصلی پر نماز پڑھنا کیسا ہے مدلل جواب سے نوازیں۔ سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

الٹے مصلی پر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر نماز ہو جائے گی ہاں جان بوجھ کر الٹے مصلے پر نماز نہیں پڑھنا چاہیئے اگر پڑھ لیا الٹے مصلے پر نماز تو ہوگئی لیکن مکروہ ہوئی مگر مکروہ سے مراد تنزیہی ہے۔

جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

''نماز ہوگئی مگر مکروہ ہوئی''

(فتاویٰ فیض الرسول ج 1 ص 370 مکروہات کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبـــــہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

****

باب الوتروالنوافل

(وتر اور نوافل کا بیان)

شب معراج کی نوافل نمازیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال شب معراج کی نوافل کے بارے میں کچھ رہنمائی فرمائیں۔عبداللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

شب معراج بہت بابرکت عظمت وفضیلت والی رات ہے اس لئے اس رات میں کثرت نوافل اور ذکرواذکار تسبیح وتہلیل تلاوت قرآن مجید ودرود خوانی کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیئے اس رات کی خصوصی نوافل حسب ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیں:

بارہ رکعت' دو دو کرکے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پانچ بار بارہ رکعت پڑھنے کے بعد سومرتبہ کلمہ تمجید یعنی تیسرا کلمہ سو بار استغفار سو بار درود شریف پڑھیں فضیلت جو دعا کریں ان شاءاللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔ چھ رکعت دو دو کرکے ترکیب ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سات بار سورہ اخلاص پڑھیں چھ رکعت پڑھنے کے بعد پچاس بار درود شریف پڑھیں۔

فضیلت: ۔تمام دینی و دنیاوی حاجت پوری ہوگی اور ستر ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں دو رکعت' ترکیب ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ستائیس بار سورہ اخلاص پڑھیں اور قعدہ میں التحیات کے بعد ستائیس بار درود ابرہیمی پڑھیں سلام کے بعد اس کا ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گزارنے کی سعادت حاصل کرے۔

دو رکعت ترکیب پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ

کے بعد سورہ لایلف قریش پڑھے 'فضیلت' یہ نماز پڑھنے سے اولیاء کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔
دس رکعت دو' دو کر کے ترکیب ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین بار سورہ کافروں تین سورہ اخلاص پڑھے دس رکعت کے بعد ایک بار کلمہ توحید یعنی چوتھا کلمہ پھر یہ دعا پڑھے۔
اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ الطاھرین و لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
فضیلت اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بعد ایک ہزار رکعت کا ثواب عطا کرے گا (واضح رہے کہ ہر دو رکعت پر قعدہ کرنا دس رکعت ایک سلام سے پڑھی جائے گی) غسل کے فضائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی رجب کی پہلی' پندرہویں' اور ستائیس کو غسل کرے گا تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا (تفصیل کے لئے بارہ ماہ کی نفل نمازیں موسم رحمت نزہتہ المجالس اردو جلد دوم وغیرہ ملاحظہ فرمائیں)۔
الحاصل شب معراج خصوصی انعام واکرام کی رات ہے یہی وہ رات ہے جس رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اپنے پیارے حبیب زخم خوردہ انسانیت کے طبیب حضور رحمت عالم سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر معراج کرایا اور اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھایا اور اپنے پیارے حبیب کو بلا حجاب اپنا دیدار کرایا۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اور حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کہتے ہیں:
آسمانوں پر گئے ادریس و عیسی شک نہیں دم میں سیر لامکاں معراج اسراء اور ہے لہذا اس رات میں خوب خوب تلاوتِ قرآن مجید وکثرتِ درود خوانی اور ذکر واذکار ونوافل وغیرہ کا اہتمام کرنا چاہیئے اور بہکانے والوں کے بہکاوے میں نہیں آنا چاہیے اور یہ بھی دھیان رہے کہ جن کے ذمہ قضاء نمازیں ہیں وہ پہلے قضاء نمازیں ادا کرلیں اس کے بعد نوافل بھی ادا کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۲۲ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۲۶ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

* *

حالت سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رخ نہ ہونا خلاف سنت ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بکر نماز پڑھتا ہے نماز کے کل ارکان صحیح ادا کرتا ہے مگر سجدہ کی حالت میں ہاتھوں کی انگوٹھے کی انگلی قبلہ رخ رکھنے کی بجائے دوسری سمت رکھتا ہے کیا اس شخص کی نماز ہوتی ہے۔ المستفتی: محمد محب اللہ خاں

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

نماز کی سنتیں وہ چیزیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ ان کی تاکید فرض اور واجب کے برابر نہیں۔ اسی لیے نماز میں اگر کوئی سنت چھوٹ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ مگر جان بوجھ کر کسی سنت کو چھوڑ دینا بہت بری بات ہے اور کسی سنت کی توہین سخت گناہ بلکہ کفر ہے۔

اور رہی بات سجدہ کی حالت میں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رخ نہ ہونا خلاف سنت ہے مگر نماز ہو جائے گی بہار شریعت میں ہے کہ:

ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو ہونا سنت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص520)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱دسمبر بروز سنیچر ۲۰۱۸

****

سنت غیر مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف ودعاء ماثورہ پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت میں ہر نماز کے قعدۂ اولی میں صرف التحیات پڑھتا ہوں اور پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاتا ہوں۔ درود ابراہیمی اور دعائے ماثورہ نہیں لیکن ہاں قعدۂ اخیرہ میں ضرور پڑھتا ہوں

سوال کیا قعدۂ اولی میں بھی درود ابراھیمی اور دعائے ماثورہ پڑھنا ضروری ہے اگر ضروری ہے تو کیا ہر نماز (فرض وواجب) میں بھی ضروری ہے یا صرف نفل نماز میں۔سائل محمد خالد رضا نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

التحیات کے بعد درود ابراہیمی و دعاء ماثورہ کا پڑھنا صرف سنت غیر مؤکدہ و نفل میں مستحب ہے لہٰذا اگر آپ صرف تشہد پڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو بھی نماز ہو جائے گی البتہ مستحب ہے کہ درود ابراہیمی و دعاء ماثورہ بھی پڑھ لیں اور تیسری رکعت میں ثناء بھی پڑھیں لیکن سنت مؤکدہ یا فرض و واجب میں قعدۂ اولیٰ میں صرف تشہد پڑھیں درود شریف وغیرہ نہ پڑھیں۔واللہ تعالی اعلم

(در مختار جلد اول صفحہ ۹۵،مسائل سجدہ سہو صفحہ ۱۰۰)

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی بریلی دربھنگہ بہار

۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

امام وتر میں بغیر قنوت پڑھے رکوع میں چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

بعد از سلام عرض یہ ہے کہ امام صاحب نمازِ وتر کی تیسری رکعت میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے گئے دعاء قنوت سے پہلے مقتدیوں نے لقمہ دیا پھر دعاء قنوت پڑھی تو کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ سائل مشتاق احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر امام وتر میں دعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع میں چلا جائے اور مقتدی نے لقمہ دیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امام نے لقمہ لے لیا اور پھر قنوت پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا تو اب اس صورت میں امام اور مقتدی سب کی نماز فاسد ہو جائے گی دوبارہ پڑھیں سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۴)

تنبیہ امام قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا تو مقتدیوں کو لقمہ دینا جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم
(مسائل سجدہ سہو صفحہ ۱۰۸)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۷ مئی بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

کون سی حالت میں سنت چھوڑ سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کس صورت میں سنت پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کو چھوڑنے کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے؟ برائے مہربانی علماء کرام رہنمائی فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل عبداللطیف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی
جب کہ نمازی جانتا ہو کہ سنت پڑھنے سے فرض نماز قضا ہو جائے گی تو اس صورت میں سنت پڑھنا جائز نہیں شرح وقایہ میں مرقوم ہے:
إذا ضاق الوقت يترك السنة و يؤدي الفرض حذراً عن التفويت ۔ واللہ تعالی اعلم
(شرح وقایہ، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۸۱)

کتبـــــہ
محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ یو پی

****

فرض نماز کے بعد سنت نماز کے لئے جگہ بدلنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
سوال مسجد میں فرض نماز کے بعد سنت نماز کے لیے جگہ کیوں بدلتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ بتفصیل مع حوالہ بیان کیجیے۔ سائل محمد محسن رضا رضوی مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

فرض کی ادائیگی کے بعد جگہ بدلنا سنت ہے اور زیادتی ثواب کا باعث بھی احادیث کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ فرض نماز کی ادائیگی کے بعد سنت ونفل کی ادائیگی کے لئے جگہ بدل دینا مستحب ہے۔

جگہ بدلنے کے متعلق کتب احادیث میں منقول ہیں کہ:

(1)عن عمرَ بنِ عطاءِ بنِ أبي الخُوارِ: أنّ نافعَ بنَ جُبَيْرٍ أرسلَهُ إلى السّائبِ ابنِ أُختِ نَمِرٍ، يسألُه عن شيءٍ رآه منه معاويةُ في الصّلاةِ، فقال: نعم، صلّيْتُ معه الْجُمُعَةَ في الْمَقْصُورةِ، فلَمّا سَلّمَ الإمامُ، قُمْتُ في مقَامِي فَصَلّيْتُ، فَلَمّا دخل أَرْسلَ إلَيّ فقال: لا تَعُدْ لِمَا فعلْتَ، إذا صَلّيْتَ الْجُمُعَةَ، فلا تَصِلْهَا بصلاةٍ، حتّى تَكَلّمَ أو تَخْرُجَ، فإنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم أَمَرَنا بذلك: أنْ لا تُوصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ، حَتّى نَتَكَلّمَ أَوْ نَخْرُجَ.

(صحیح مسلم:883)

ترجمہ: عمر بن عطاء بن ابی خوار کہتے ہیں کہ نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں سائب بن اخت نمر کی طرف کچھ ایسی باتوں کے بارے میں پوچھنے کے لئے بھیجا جو انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نماز میں دیکھیں، سائب نے کہا کہ ہاں میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقصورہ میں جمعہ پڑھا ہے، جب امام نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ تم دوبارہ ایسے نہ کرنا، جب جمعہ کی نماز پڑھ لو تو اس کے ساتھ کوئی نماز نہ پڑھو جب تک کہ کوئی بات نہیں کرلو یا اس جگہ سے جب تک ہٹ نہ جاؤ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ایک نماز کے ساتھ دوسری نماز کو نہ ملائیں جب تک کہ ہم درمیان میں کوئی بات نہ کرلیں یا کوئی جگہ بدل نہ لیں۔

امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اس میں ہمارے اصحاب فقہائے شافعیہ کے لئے دلیل ہے کہ سنن وغیرہ کے لئے مستحب ہے کہ فرض نماز پڑھی ہوئی جگہ سے دوسری جگہ بدل لے۔ اور جگہ بدلنے کا سب سے افضل طریقہ گھر ہے ورنہ مسجد کی کسی جگہ یا اس کے علاوہ کوئی جگہ تاکہ سجدہ کی جگہ کی کثرت ہو اور فرض نماز کی شکل سے نفل نماز کی شکل میں فرق ہوسکے۔

(2)صلى بنا إمامٌ لنا - يُكْنَى : أبا رِمْثَةَ ، قال : صليتُ هذه الصلاةَ أو مِثْلَ هذه الصلاةِ مع رسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم ، قال : وكان أبو بكرٍ وعمرُ يقومان في الصفِّ المُقَدَّمِ عن يمينِه، وكان رجلٌ قد شَهِدَ التكبيرةَ الأولى من الصلاةِ، فصلى نبيُّ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم ، ثم سَلَّم عن يمينِه وعن يسارِه، حتى رَأَيْنا بياضَ خَدَّيْهِ، ثم انفتل كانفتالِ أبي رِمْثَةَ يعني : نفسَه ، فقام الرجلُ الذي أدرك معه التكبيرةَ الأولى من الصلاةِ يَشْفَعُ، فوثب إليه عمرُ، فأخذ بمَنْكِبَيْهِ فهَزَّه، ثم قال : اجلسْ ؛ فإنه لم يُهْلِكْ أهلَ الكتابِ إلا أنه لم يكن بينَ صلاتِهم فَصْلٌ ؛ فرفع النبيُّ - صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم - بَصَرَه، فقال : أصاب اللهُ بك يا ابنَ الخطابِ !

(مشكاة المصابيح)

ترجمہ: حضرت ارزق بن قیس سے مروی ہے کہ ہمارے امام نے ہمیں نماز پڑھائی جن کی کنیت ابورمثہ تھی۔انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ یہی نماز یا اس جیسی نماز پڑھی۔وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ صف اول میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب کھڑے تھے۔ایک شخص اور تھا جس نے تکبیر اولی پائی تھی۔جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو پورا کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا یہاں تک کہ ہم لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک رخساروں کی سفیدی دیکھی۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کھڑے ہوئے جس طرح ابورمثہ کھڑے ہوئے۔پھر وہ شخص جس نے تکبیر اولی میں شرکت کی تھی وہ دو نفل پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلدی سے اس کو کندھوں سے پکڑ لیا اور اس کو جھٹک کر بٹھا دیا اور فرمایا: اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے ایک نماز کو دوسری نماز سے علیحدہ نہ کیا۔اسی وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: اے ابن خطاب! اللہ تعالیٰ خیر کی طرف تمہاری مزید رہنمائی فرمائے۔اس کی سند کو شیخ البانی ؒ نے مشکوۃ المصابیح کی تخریج میں صحیح قرار دیا ہے

(تخریج مشكاة المصابيح : 932)

(3) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ

إِذَا صَلَّى أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ أَوْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ يَعْنِي السُّبْحَةَ

(أبو داود:854 وابن ماجه:1417)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے ایک آدمی اس بات سے قاصر ہے کہ فرض نماز کے بعد جب نفل نماز شروع کرے تو ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہولیا کرے۔ سبحۃ: فرض نماز کے بعد نفل پڑھنا البانی ؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح ابن ماجہ:1182)

(4) عن المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يصل الإمام في الموضع الذي صلى فيه حتى يتحول

(صحيح أبي داود:616)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ امام جب نماز ختم کرکے دوسری نماز پڑھے تو جگہ بدل دے۔

فرض وسنت میں جگہ کے ذریعہ بہترین فصل گھر میں نماز پڑھنا ہے جیسا کہ مذکورہ احادیث سے نبی ﷺ کا عمل واضح ہوتا ہے مسجد میں بھی پڑھنے مین کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ
محمد منظور احمد یارعلوی جوگیشوری ممبئ
۶ جولائی ۲۰۱۹ء

****

تارک وتر کی امامت کیسی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے ذیل کے بارے میں کہ امام اگر سنت مؤکدہ اور وتر کبھی نہیں پڑھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے برائے مہربانی تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ سائل اسرار احمد نظامی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعونہ تعالی

اگر اتنا وقت باقی ہے کہ سنت پڑھ لینے کے بعد فرض ادا کرے گا تو سنتوں کے پڑھنے کے

بعد نماز پڑھائے فجر کی سنت کی تاکید بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ قریب بوجوب ہے بلکہ بعض فقہاء اس کے وجوب کے قائل ہیں اگر سنت فجر بغیر پڑھے ہوئے امامت کرے تو اس کا ترک لازم آئے گا کہ اب اس کی قضا بھی نہیں اور بلاشبہ بے عذر سنت فجر کا ترک اسائت ہے اور ظہر کی سنتیں اگر چہ بعد فرض پڑھ لے گا مگر بلا عذر اس کو اس کی جگہ سے ہٹانا بھی بُرا ہے کہ سنت قبلیہ میں اصل سنت یہی ہے کہ وہ فرض سے قبل پڑھی جائے جماعت قائم ہونے کے بعد مقتدی کا جماعت میں مشغول ہونا اور سنت کا مئوخر کرنا عذر شرعی کی وجہ سے ہے مگر بلاوجہ امام کا مؤخر کرنا سنت کے خلاف ہے لہٰذا ایسا کرنے پر نماز تو ہوجائے گی مگر امام نے بُرا کیا اور اگر مؤخر کرنے کی عادت کرلی ہے اور بار بار ہی کرتا ہے تو گنہگار بھی ہوگا۔ فتاوی بحرالعلوم میں فتاوی رضویہ کے حوالہ سے ہے۔

" قول الامام الاجل فجر الاسلام ان تارك السنة المو كدة يستوجب الاساء اى بنفس الترك و كراهة اى تحريمية اى عند الاعتياد

(جلد اول. ص. 384.)

یعنی سنت مؤکدہ کو چھوڑنے والے نے بُرا کیا اور اس کی عادت بنالینا مکروہ تحریمی ہے اور حدیث پاک میں ہے:

" قال عليه الصلاة والسلام من ترك اربعا قبل الظهر لم تنله شفاعتي.

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ظہر سے پہلے کی چار سنت کو چھوڑ دیا اسے میری شفاعت حاصل نہ ہوگی۔

وتر چھوڑنے والے امام کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔جتنی نماز پڑھیں ہیں سب کا اعادہ واجب ہے ،اور ایسا امام فاسق ہے جب تک صدق دل سے توبہ نہ کرلے اس وقت تک اسے امام بنانا ناجائز ہے۔

شامی میں ہے: کل صلاة أديت مع الكراهة تجب اعادتها " واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی بحرالعلوم جلد اول ص ۴۲۱ / ۴۲۲)

کتبــــــہ

احمد ربانی سمنانی کشن گنج بہار

۱۱ اکتوبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

نمازغوثیہ کے پڑھنے کی ترکیب کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ نماز غوثیہ کا طریقہ کیا ہے جواب عنایت فرمادیں۔سائل۔محمد تنویر احمد قادری اسمٰعیلی، بنارس

وعليكم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــــالى

ایک مجرب نماز صلوۃ الاسرار (نماز غوثیہ) ہے جو امام ابو الحسن علی بن جریر لخمی شطنونی بہجۃ الاسرار میں اور ملا علی قاری و شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اسکی ترکیب یہ ہے کہ" بعد نماز مغرب سنتیں پڑھکر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہیکہ الحمد کے بعد ہر رکعت گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ الخ پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود وسلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے:

"یارسول یانبی اللہ اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی یاقاضی الحاجات"

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر یہ کہے:

"یاغوث الثقلین و یا کریم الطرفین اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات"

پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل دعا کرے۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ح:4/ص:686)

کتبــــــه

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اتراکھنڈ

۲۸ نومبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ صلوۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ بھیجیں۔سائل شاداب رضا بہرائچ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: چچا کیا میں آپ کو عطاء نہ کروں کیا میں آپکی بخشش نہ کروں کیا میں تم کو نہ دوں محبت کا حق ادا نہ کروں کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی فرمایا:

چار رکعت نماز پڑھیں اللہ اکبر کہنے کے بعد ثناء پڑھے اسکے بعد یہ تسبیح 15 بار سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَر کہیں، پھر تعوذ تسمیہ سورۂ فاتحہ اور سورہ کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھے، پھر رکوع کریں اور اس میں دس بار، پھر رکوع سے اٹھا کر بعد تسبیح وتحمید دس بار، پھر پہلے سجدہ میں دس بار، پھر سجدے سے اٹھا کر دس بار، پھر دوسرے سجدہ میں دس بار، پھر دوسرے سجدے سے اٹھا کر کھڑے ہونے سے قبل دس بار۔ اس طرح ہر رکعت میں 75 بار ہوں گی اور چار رکعت میں 300 بار۔ ہوئ اور رکوع سجود میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد تسبیح پڑھے اگر آپ کے گناہ ریت کے برابر بھی ہوں گے تو (اس نماز کے سبب) اللہ انہیں معاف فرمادے گا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول للہ! اسے روزانہ پڑھنے کی طاقت کون رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہینہ میں ایک بار ورنہ سال میں ایک بار (پڑھ سکتے ہیں)۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۹۸)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۲ مارچ بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

سب سے پہلے نماز عشاء کس نے ادا فرمائی نیز وتر میں تین ہی رکعت کیوں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ عشاء اور وتر کی نماز سب سے پہلے کس نے

پڑھی اور وتر کی نماز تین ہی رکعت کیوں پڑھی جاتی ہے چار کیوں نہیں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔سائل قمر رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

سب سے پہلے کون سی نماز کس نے پڑھی اس کے متعلق امام اہلسنت قدس سرہ القدسی کے چار قول ہیں قول آخیر کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں وہ حدیث کہ امام اجل رافعی نے شرح مسند میں ذکر فرمائی کہ صباح آدم،ظہر داؤد،عصر سلیمان،مغرب یعقوب،عشاء یونس،علیہم الصلاۃ والسلام سے ہے۔

"ذکرہ الزرقانی فی الشرح المواھب والحلبی تماما فی الحلیۃ قال واورد فی ذالك خبرا"

غرض نماز صباح میں چاروں متفق ہیں باقی چار میں اختلاف" یہی قول آخیر ہے جسکے متعلق فرماتے ہیں کہ فقیر کی نظر میں قول آخیر (جو اوپر ذکر ہوا) کو سب پر ترجیح کہ اول تو وہ حدیث لااقل اثر صحابی یا تابعی سہی اقوال علمائے مابعد پر ہر طرح مقدم رہے گی خصوصاً ایسے امر میں جس میں رائے اور قیاس کو دخل نہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف ج ۲ ص ۲۰۸ مکتب ایوان رضا)

۲۔رہا وتر تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تین رکعت پڑھی اس لیے ساری امت پڑھ رہی ہے اگر چار پڑھتے تو چار ہو جاتی جیسا کہ احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــه
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور یکیمری

****

اگر کسی نے عشاء تنہا پڑھی اور وتر جماعت سے تو ہوئی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کسی نے رمضان میں عشاء جماعت سے نہیں پڑھی۔اور وتر جماعت سے پڑھ لی تو نماز ہوئی یا نہیں؟ سائل حافظ ظہیر خان

وعليكم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

نماز وتر ہوجائے گی مگر مکروہ ہے؛ خیال رہے کہ مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے؛ حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: وتر ہوجانے میں شبہ نہیں ہاں مکروہ ہے۔ بقول الشامی:

اما لو صلاھا جماعۃ مع غیر ثم صلی الوتر معہ لا کراھۃ

اور کراہت تحریم کی کوئی وجہ نہیں ظاہرا کراہت تنزیہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(ماخذ احکام شریعت حصہ سوم صفحہ 262)

کتبـــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۲۰ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

بغیر عذر شرعی سنت بیٹھکر پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

عرض یہ ہے کہ بغیر عذر شرعی کے سنت بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ سائل محمد سلیم

وعليكم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

سنت فجر کے علاوہ دیگر سنن ونوافل بغیر عذر شرعی بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے حضور نبیِٔ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہمیشہ سنت کو کھڑے ہوکر پڑھتے تھے لہذا بغیر عذر شرعی بیٹھ کر پڑھنے سے پرہیز کرنا چاہیئے لیکن اگر کوئی بیٹھ کر پڑھتا ہے تو سنت ادا ہوجائے گی مگر آدھا ثواب ملے گا جیسا کہ فتاوی علیمیہ میں ہے:

سنت فجر کے علاوہ دیگر سنن ونوافل بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اگرچہ افضل کھڑے ہوکر پڑھنا ہے۔

الفقہ علی المذاھب الاربعۃ میں ہے:

اما صلاۃ السنن والمندوبات ونحوھا فان القیام لا یفترض فیھا بل

تصح من قعود الا ان الحنيفية قالوا كما يفترض القيام فى الصلوات الخمس كذلك فى صلواة ركعتى الفجر على المصحح"

(الفقه على المذاهب الاربعة جلد اول صفحه ۲۲۴، فتاوی علیمیہ جلد اول صفحہ ۲۵۲ نفل وتر تراویح کا بیان شبیر برادرز لاہور)

اور ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم سنن ونوافل کے بیان میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۳ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

****

فجر کے سنت کی قضاء ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضور آج کے فجر کی سنت کے علاوہ دوسرے دن کے فجر کی سنت فرض نماز کے بعد پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ سائل: عبدالرزاق برکاتی کھجوریا مہراج

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالى

فجر کی سنت رہ جانے کی صورت میں سورج طلوع ہونے سے پہلے اس کو پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ سورج طلوع ہو جانے کے بعد صرف فجر سنت قضا کی جا سکتی ہے اور یہ حکم اسی دن کے زوال تک کے لئے ہے، اس دن کے زوال کے بعد فجر کی سنت کی قضا درست نہیں، جیسا کہ درمختار مع رد المحتار میں ہے کہ:

" (ولا يقضيها إلا بطريق التبعية) قضاء (فرضها قبل الزوال لا بعده فى الأصح) لورود الخبر بقضائها فى الوقت المهمل . (قوله : ولا يقضيها إلا بطريق التبعية إلخ) أى لا يقضى سنة الفجر إلا إذا فاتت مع الفجر فيقضيها تبعاً لقضائه لو قبل الزوال وما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع

الشمس بالإجماع لكراهة النفل بعد الصبح الخ۔
(در مختار مع رد المحتار ج2ص 57: دار الکتب العلمیہ بیروت)
اور مراقی الفلاح میں ہے کہ:
ولم تقض سنة الفجر إلا بفوتها مع الفرض إلى الزوال۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(حاشية الطحطاوي على المراقي ص453)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۰ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۵ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

سنت فجر چھوٹ جائے تو کب ادا کریں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اگر فجر کی فرض پڑھ لی اور سنت رہ گئی تو اس صورت میں کیا کریں؟ سائل محمد رضاء الحق

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى
جس کی سنت فجر چھوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد نصف النہار شرعی سے پہلے سنت فجر قضا کی نیت سے ادا کرلے صاحب کنز الایمان حضور سیدی سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سنت فجر تنہا فوت ہوئیں یعنی فرض پڑھ لئے سنتیں رہ گئی تو ان کی قضا کرے تو بعد بلندی آفتاب پیش نصف النہار شروع کرے طلوع شمس سے پہلے ان کی قضا ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک ممنوع ومکروہ ہے۔
لقول رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا صلوة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس۔ والله تعالى اعلم
(فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۶۱۶ امام احمد رضا اکیڈمی پاکستان)

کتبـــــہ
محمد معصوم رضا نوری
۱ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

جس کو دعائے قنوت نہ یاد ہو وہ وتر کی نماز میں کیا پڑھے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

حضور کی بارگاہ میں عرض ہے کے کسی کو اگر دعاء قنوت یاد نہ ہو تو وہ وتر کی نماز کیسے ادا کرے گا جواب عنایت فرما کر شکریا کا موقع دیں۔المستفتی: رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعــــــــــــالی

دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں،سب میں زیادہ مشہور دُعا یہ ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ الخ

جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے یہ پڑھے

"رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے۔واللہ تعالی اعلم
(بہار شریعت ج 1 ص 654:وتر کا بیان)

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئ
۲۴ جولائی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

نماز عشاء پڑھانے والا ہی وتر پڑھائے یا کوئی دوسرا بھی پڑھا سکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص نماز عشاء پڑھائے وہی وتر کی نماز پڑھائے یا کوئی دوسرا بھی پڑھا سکتا ہے جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد عامر حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعــــــــــــالی

ضروری نہیں کہ وہی شخص پڑھائے دوسرا بھی پڑھا سکتا ہے اگر اور کوئی وجہ مانع امامت نہ

ہو جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
رمضان شریف میں وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جسکے پیچھے عشاء و تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔
(ح:4/ص:692/تراویح کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)
اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:
و یوتر بجماعة فی رمضان فقط علیه اجماع المسلمین کذا فی التبین۔ والوتر فی رمضان بالجماعة افضل من اداءها فی منزله و هو الصحیح هکذا فی السراج الوهاج۔ واللہ تعالی اعلم
(ج:1/ص:116/فصل فی التراویح/بیروت)

کتبـــــہ
محمد اسرار احمد نوری نینی تال اتراکھنڈ
۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۱ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز جمعہ

****

نمازِ چاشت کی کتنی رکعتیں ہیں اور اس کا وقت کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علماء حضرات سے گزارش ہے کہ چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھی جاتی ہے اور کب اور کون کون سی سورت ملائی جاتی ہے۔مہربانی کرکے جواب عنایت فرمائیں۔سائل علاؤالدین رضا
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی
نماز چاشت مستحب ہے کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں اور افضل بارہ ہیں کہ حدیث میں ہے جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
صحیح مسلم شریف میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں: ﷺ آدمی پر اس

کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لاالہ الااللہ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔

ترمذی ابوداؤد وابوذر سے اور ابودرداو دارمی نعیم بن ہمار سے اور احمد ان سب سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ فرماتے ﷺ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! شروع دن میں میرے لیے چار رکعتیں پڑھ لے آخر دن تک میں تیری کفایت فرمائےنگا۔

طبرانی ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی فرماتے ہیں ﷺ جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو چار پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس دن اسکی کفایت کی جائے گی اور جو آٹھ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قانتین میں لکھے گا اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنائے گا اور کوئی دن یا رات نہیں جس میں اللہ تعالیٰ بندوں احسان وصدقہ نہ کرے اور اس بندہ سے بڑھ کر کسی پر احسان نہ کیا جسے اپنا ذکر الہام کیا۔

احمد وترمذی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں ﷺ جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے اسکے گناہ بخش دئے جائیں گے اگر چہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔ اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہیکہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ رہی بات سورت کی تو کوئی بھی سورت پڑھے۔ واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۰ ناشر اسلامک پبلشر)

کتبہ

محمد مشرف اعظم اعظم گریڈیہ

۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز جمعہ

****

عاشورہ کی نماز جماعت سے پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ عاشوراہ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور اگر پڑھ سکتے ہیں تو کس طریقے سے پڑھی جائے گی، جواب عنایت فرمائیں، عین نوازش وکرم ہوگا۔ سائل وقار رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــــالی

کوئی بھی نفلی نماز عاشورہ ہو یا دیگر تداعی طور پر مکروہ تنزیہی قرار دی گئی ہے (تداعی) جس میں چار یا زیادہ ہوں دو تین تک ہوں تو جماعت سے پڑھ سکتے ہیں یعنی ان میں سے کوئی ایک امام بن جائے باقی لوگ اقتداء کریں اور پڑھنے کا طریقہ وہی رہے گا ہاں جس نماز کو ادا کیا جائے تو اس میں سورتوں کی تخصیص کی ہوئی ہوتی ہیں تو اگر ممکن ہو تو انہیں سورتوں کو مشخص کر کے پڑھیں بہتر ہوگا۔

جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نوافل کی جماعت بتداعی مکروہ ہے۔تداعی مذہب اصح میں اس وقت متحقق ہوگی جب چار یا زیادہ مقتدی ہوں دو تین تک کراہت نہیں۔

(فی الدر یکرہ ذلك لو علی سبیل التداعی بأن یقتدی اربعة بواحد کما فی الدرر اھ)

(فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح فی اقتداء ثلثة الاصح عدم الکراھة)

درمختار میں ہے:

یہ مکروہ ہے اگر علی سبیل التداعی ہو مثلاً چار آدمی ایک کی اقتداء کریں جیسا کہ درر میں ہے اھ،

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

اگر تین نے ایک کی اقتداء کی تو اصح یہی ہے کہ یہ مکروہ نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۷) ص (۴۱۶) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۶ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

مذہب حنفی میں وتر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا طریقہ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

غیر مقلدین وتر کی نماز میں دعائے قنوت جب پڑھتے ہے تو دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر پڑھتے تو کیا حنفیوں کے لیے کیسے پڑھنا ضروری ہے براہ کرم دلائل سے بیان فرمادیں۔سائل محمد افسر علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

مذہب حنفی میں وتر کی تیسری رکعت میں جو دعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے اس کا طریقہ یہی ہے کہ سورۂ فاتحہ وسورت پوری کرنے کے بعد ہاتھوں کو کانوں کی لو تک لے جائے جیسے تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر ہاتھوں کو واپس لاکر ناف کے نیچے باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم ص (٦٥٧) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۶ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

وتر کی قضاء میں دعائے قنوت سے پہلے ہاتھ اٹھانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی وتر کی قضاء پڑھ رہا ہو تو تیسری رکعت میں دعائے قنوت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھائے گا یا نہیں، جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد مختار عالم رضوی چیرواں شریف کپیلو گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر کوئی وتر نماز کی قضاء لوگوں کے سامنے پڑھ رہا ہو تو تیسری رکعت میں دعائے قنوت سے پہلے ہاتھ کانوں تک نہ اٹھائے ورنہ اٹھا سکتا ہے جیسا کہ درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ:

ویکبر قبل رکوع ثالثۃ رافعا یدیہ۔

ردالمحتار میں ہے کہ:

قوله: (رافعا يديه) اي سنة الى حذاء اذنيه كتكبيرة الاحرام ، و هذا كما فى الامداد عن مجمع الروايات لو فى الوقت اما فى القضاء عند الناس فلا يرفع حتى لا يطلع احد على تقصيره"

(در مختار مع رد المحتار ج 2 ص 533 : كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فى منكر الوتر إلخ، دار الكتب العلميه بيروت)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

وتر کی نماز قضاء ہوگئی تو قضاء پڑھنی واجب ہے اگر چہ کتنا ہی زمانہ ہوگیا ہو، قصداً قضاء کی ہو یا بھولے سے قضاء ہوگئی اور جب قضاء پڑھے، تو اس میں قنوت بھی پڑھے۔ البتہ قضاء میں تکبیر قنوت کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے جب کہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو کہ لوگ اس کی تقصیر پر مطلع ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت ج 1 ص 657: وتر کا بیان، المکتبہ المدینہ)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۱ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھتے تھے ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز وتر میں کون کونسی سورتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل انور علی رضوی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالى

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلىٰ اور دوسری میں قل يآيها الكافرون اور تیسری میں قل هو الله احد پڑھتے تھے۔

(دارمی شریف، بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم وتر کا بیان صفحہ 5)

حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: بہتر یہ کہ پہلی میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور دوسری میں قل یآیھا الکافرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھے اور کبھی کبھی اور بھی سورتیں پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(المرجع السابق صفحہ سابق)

کتبہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۲۷ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

جس کے ذمہ فرائض باقی ہوں اس کے نوافل مقبول ہونگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علماء کرام ومفتیان عظام کہ جس شخص کے ذمہ فرائض باقی ہوں تو کیا اس شخص کی نفل نماز بالکل قبول ہی نہیں ہے یا اس میں کچھ تفصیل ہے؟

اگر نفل نماز بالکل قبول ہی نہیں ہے تو قرآن کے اس آیت کا کیا جواب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی ذرہ برابر نیکی کروگے تو بھی دیکھوگے اور ذرہ برابر برائی کروگے تو بھی دیکھوگے۔

اور دوسری بات اس حدیث کا کیا جواب ہوگا جو امام حاکم نے الکنی میں حضرت ابن عمر سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر جو چیز سب سے پہلے فرض کی وہ پانچ نمازیں ہیں اور میری امت کے جو اعمال سب سے پہلے پیش کئے جائیں گے وہ پانچ نمازیں ہیں پس جس نے اس میں سے کوئی نماز ضائع کر دی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے پاس کوئی نفلی نماز ہے جس کے ساتھ تم فرض کے کمی کو پورا کر دو تو اس حدیث سے نفل کی قبولیت ثابت ہوتی ہے اگر نفل نماز بالکل قبول ہی نہیں ہے تو فرض کے کمی کو کیسے پورا کیا جا رہا ہے، دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی محمد شاہد رضا پورنوی

السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

جس کے ذمہ فرائض ہوں اس کے نوافل قبول نہیں اور آیت کریمہ برحق ہے لاشک فیہ، فرائض

اصل نوافل اس کی فرع اصل چھوڑ کر فرع پر عمل چہ معنی دارد جیسا کہ سنن الکبیر للبھیقی میں ہے۔

عن عليِّ ابنِ أبي طالِبٍ -رضی اللّٰہ عنه أنَّ رسولَ اللّٰہِ -صلی اللّٰہ علیه وسلم- قال: ومَثَلُ المُصَلِّي كَمَثَلِ التّاجِرِ، لا يَخلُصُ رِبحٌ حَتَّى يَخلُصَ له رأسُ مالِه، كَذَلِكَ المُصَلِّي لا تُقبَلُ له نافِلَةٌ حَتَّى يُؤَدِّيَ الفَريضَةَ۔

(السنن الکبری للبیہقی ج۴ ص۶۴۳)

نمازی کی مثال تاجر کی طرح ہے کہ اس کا نفع کھرا نہیں ہوتا، جب تک وہ اپنا راس المال کھرا نہ کرلے۔ یونہی نمازی کے نفل قبول نہیں ہوتے، جب تک وہ اپنے فرائض نہ ادا کرلے۔

اور مسند احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: » وَمَنْ صَامَ تَطَوُّعًا وَعَلَيْهِ مِنْ رَمَضَانَ شَيْءٌ لَمْ يَقْضِهِ، فَإِنَّهُ لَا يُتَقَبَّلُ مِنْهُ حَتَّى يَصُومَهُ

یعنی جو نفلی روزہ رکھے اور اس پر رمضان کا کوئی روزہ باقی ہو، جس کی اس نے قضا نہیں کی، تو اس کا یہ نفلی روزہ قبول نہیں ہوگا، جب تک وہ فرض روزہ نہ رکھ لے۔

(مسند أحمد بن حنبل ۱۴/۲۶۹)

اور مجدد اعظم اعلحضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے عنوان میں فرماتے ہیں:

شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے۔ نادان سمجھتا ہی نہیں، نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی (یعنی فریب ومغالطہ میں ڈالنے والی چیز) ہے، اس کے قبول کی امید تو مفقود اور اس کے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔ اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ ونذرانہ۔ قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے، وہ قابل قبول ہوں گے؟ خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان وجہانیاں سے بے نیاز۔

لاجرم محمد بن المبارک بن الصباح اپنے جزء املا اور عثمان بن ابی شیبہ اپنی سنن اور ابونعیم حلیۃ الاولیاء اور ہناد فوائد اور ابن جریر تہذیب الآثار میں عبد الرحمٰن بن سابط وزید وزبید پسرانِ حارث ومجاہد سے راوی:

لما حضر ابابكر الموتُ دعا عمر فقال اتق اللّٰہ یا عمر واعلم ان له عملا بالنهار لا یقبله باللیل و عملا باللیل لا یقبله بالنهار واعلم انه لا یقبل نافلة

حتی تؤدی الفریضۃ. الحدیث،

یعنی جب خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا ،امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو، تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انہیں دن میں کرو، تو مقبول نہ ہوں گے اور خبر دار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا، جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔

حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں، جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں:

اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے۔ یہ وہاں تو حاضر نہ ہُوا اور اس کے غلام کی خدمت گاری میں موجود رہے، پھر حضرت امیر المؤمنین مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں: ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے، جسے حمل رہا۔ جب بچّہ ہونے کے دن قریب آئے، اسقاط ہوگیا۔ اب وہ نہ حاملہ ہے نہ بچّہ والی۔ یعنی جب پُورے دنوں پر اگر اسقاط ہو، تو محنت تو پُوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا، تو ثمرہ خود موجود تھا۔ حمل باقی رہتا، تو آگے امید لگی تھی۔ اب نہ حمل نہ بچّہ، نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی، جو بچّہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس سے روپیہ تو اٹھا، مگر جبکہ فرض چھوڑا، یہ نفل بھی قبول نہ ہُوا، تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔

اسی کتاب مبارک میں حضور مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ:

"فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واهین۔

یعنی فرض چھوڑ کر سنّت ونفل میں مشغول ہوگا، یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔

ایسا ہی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ نے اس کی شرح میں فرمایا کہ:

ترک آنچہ لازم وضروری ست واہتمام بآنچہ نہ ضروری است از فائدہ عقل وخرد دوراست چہ دفع ضرر اہم ست بر عاقل از جلب نفع بلکہ بحقیقت نفع دریں صورت منتفی است۔

لازم اور ضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں اس کا اہتمام عقل وخرد میں فائدہ سے دُور ہے، کیونکہ عاقل کے ہاں حصولِ نفع سے دفع ضرر اہم ہے، بلکہ اس صورت میں نفع منتفی ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 178 تا 180، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فَقَالَ فِي الْمُضْمَرَاتِ: الِاشْتِغَالُ بِقَضَاءِ الْفَوَائِتِ أَوْلَى وَأَهَمُّ مِنَ النَّوَافِلِ

قضا نمازوں کی ادائیگی میں مشغول ہونا یہ نوافل پڑھنے سے زیادہ اہم و اولی ہے۔

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين، ج۲، ص۷۴، دار الفكر بيروت)

آپ جو دوسری حدیث نقل فرمائے ہیں یہ سنن ترمذی شریف میں بھی ہے اس کی تشریح و توضیح دار الافتاء اہلسنت کے فتوی میں ہے، لیکن محدثین کے مختلف آراء ہیں بعض فرماتے ہیں اس سے قیام رکوع سجود، بعض یہ بھی معنی بیان فرماتے ہیں جس نے فرض نہیں پڑھے، اللہ عزوجل اس کی جگہ نفل قبول فرمالے گا۔

سنن الترمذی شریف:

فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ

اگر بندے کے فرضوں میں کمی ہوگی تو رب تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھو! کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفل ہیں، ان سے فرض کی کمی پوری کر دی جائے گی، پھر بقیہ اعمال اسی طرح ہوں گے۔

(سنن الترمذی شاکر، ۲/۲۶۹)

لیکن یہ اللہ عزوجل کے فضل و رحمت کا بیان ہے نہ کہ عدل کا۔ یعنی اگر اللہ عزوجل نے ایسے بندے پر فضل و رحمت فرمایا، تو اس کے نفلوں کو فرضوں کی جگہ قبول فرمالے گا اور اگر ایسا نہ ہوا، بلکہ عدل کا معاملہ فرمایا، تو پھر اللہ عزوجل چاہے گا، تو اسے فرض چھوڑنے کے گناہ پر عذاب فرمائے گا۔

حلیۃ الاولیاء کی ایک روایت سے اس کی تشریح ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں ہے کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی نے حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ روایت پڑھی (جس کا کچھ حصہ یہ ہے)

وأنه يحاسب العبد يوم القيامة بالفرائض فان جاء بها تامة قبلت فرائضه ونوافله وان لم يؤدها وأضاعها لحقت النوافل بالفرائض فان شاء غفر له وان شاء عذبه

یعنی بروز قیامت بندے سے فرائض کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ مکمل فرائض لایا، تو اس کے فرائض اور نوافل قبول کر لیے جائیں گے اور اگر اس نے فرائض ادا نہ کیے تھے، بلکہ انہیں ضائع کیا تھا، تو نوافل فرائض سے ملائے جائیں گے، پھر اللہ چاہے، تو اسے بخش دے اور چاہے، تو اسے عذاب فرمائے۔

(حلیۃ الأولیاء، جلد۸، صفحہ۳۰۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت)

یونہی علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ان اللہ اذا شاء أن یغفر لعبد أکمل فرائضہ من نوافلہ وذلك فضل من عندہ یفعلہ مع من یشاء أن یرحمہ ولا یعذبہ

ترجمہ: اللہ عزوجل جب اپنے بندے کی مغفرت کرنا چاہتا ہے، تو اس کے فرائض کو اس کے نوافل سے پورا فرما دیتا ہے اور یہ اس کا ذاتی فضل ہے۔ وہ جس پر رحم کر کے اسے عذاب سے بچانا چاہے اس کے ساتھ یہ فضل فرماتا ہے۔

(فتح الباری لابن رجب، جلد۵، صفحہ۱۳۵، مکتبۃ الغرباء الأثریۃ، المدینۃ المنورۃ)

مزید یہ کہ اگر قضائے فوائت کی سعی کی تو مولیٰ کے کرم سے امید ہے کہ مابقیہ کی تکمیل نوافل سے ہوگی لیکن اگر قضائے فوائت کے لئے کوشاں نہ رہا تو اب مرضیِ مولی اور اس کی رحمتِ خاصہ جو "لمن یشاء" سے ظاہر ہے اس پر منحصر ہوں گے نوافل، اگر چاہے قبول فرمالے گا ورنہ عذاب دے گا قضائے فوائت پر، لھذا صورت مسئولہ میں مذکور مقبولیت کی روایات موول ہیں، علی وجہ الاطلاق مقبولیت مراد نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی چھپرہ بہار

۲۵ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

وتر کی نماز جماعت سے پڑھ لی تو ہوئی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

۲۹/ رمضان المبارک کو ہلال عید کی تصدیق تراویح و وتر ادا کرنے کے بعد ہوئی تو کیا جماعت سے ادا کیے ہوئے وتر کا اعادہ کرنا واجب ہے؟ ایک مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر ہلال عید کا اعلان ہو جائے تو اپنے وتر کا اعادہ کریں۔ سائل منظر چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

وتر کی نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے نماز ہوگئی اور رمضان شریف کے علاوہ اور دنوں میں وتر جماعت سے نہ پڑھے اور اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔جیسا کہ صاحب درمختار علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ متوفی ۱۰۸۸ھ فرماتے ہیں: وفی وتر رمضان مستحبة علی قول، وفی وتر غیرہ وتطوع علی سبیل التداعی مکروھة

(درالمختار"، کتاب الصلاۃ،باب الوتر والنوافل، ج۲،ص۶۰۴۔)

لہذا یہاں تداعی مفقود ہے وتر کی نماز ہوگئی نیز مولوی صاحب اپنے قول سے رجوع کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــہ
محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی
۸ جون بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا مغرب کی نماز میں دو رکعت سنّت اور دو رکعت نفل ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء اکرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی نماز میں دو رکعت سنّت ہیں اور دو رکعت نفل اگر نفل کی جگہ چار رکعت سنّت کی نیت کر کے نماز ادا کر لی تو کیا نماز ہوگی یا نہیں حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔المستفتی محمدّ عرفان رضا مراداباد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

مغرب کی جو سنت ہے اور جو نفل ہے ان دونوں کو ملا کر پڑھ سکتے ہیں لیکن بہتر ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: ظہر ومغرب وعشا کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنت مؤکدہ داخل ہے،مثلاً ظہر کے بعد چار پڑھیں تو مؤکدہ ومستحب دونوں ادا ہوگئیں اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ مؤکدہ ومستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار رکعت پر سلام پھیرے۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج اح ۴ ص ۶۶۸ مکتبہ المدینہ کراچی دعوت اسلامی)

کتبــــہ
محمد اشفاق عطاری نیپال
۱۰ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

وتر کی نماز میں دعائے قنوت کے بجائے الحمدللہ پڑھ دے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نماز وتر میں دعائے قنوت کے بجائے سورۂ فاتحہ پڑھ دے تو کیا حکم ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ سائل محمد رفاقت حسین بنگال اتر دیناجپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

دعائے قنوت کی جگہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے بھی نماز مکمل ہو جائے گی کیوں کہ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے لہذا اگر دعائے قنوت کے بجائے کوئی دوسری دعا بھی پڑھی تو بھی واجب ادا ہوگیا اس لئے کہ الحمدللہ سب سے افضل دعا ہے، البتہ خاص دعائے قنوت ہی پڑھنا سنت ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

بل قال العلامۃ القاری وغیرہ من العلماء کل دعاء ذکر وکل ذکر دعاء وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الدعاء الحمد للہ۔ رواہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ھذا ولیحرر

بلکہ علامہ علی قاری اور دیگر علماء نے فرمایا ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا۔ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے سب سے افضل دعا الحمدللہ ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کرکے حسن کہا۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرکے صحیح کہا اسے محفوظ کرلو اور غور کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۸) ص (۴۸۶) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند

۷ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

باب التراویح

(تراویح کا بیان)

تراویح کا ثبوت حدیث کی روشنی میں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ تراویح کا بیان کہیں قرآن وحدیث میں ہے تو جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد افسر علی نظامی کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعــــــــــالی

حدیث سے تراویح کی نماز ثابت ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر۔

(نصب الرایۃ: ج۲ص۱۵۳)

اورتراویح کی سب سے مشہورحدیث جسے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے بیان کیاہے صحیح بخاری میں یوں درج ہے کہ:

ان عائشۃ رضی اللہ عنہا اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج لیلۃ من جوف اللیل فصلی فی المسجد، و صلی رجال بصلاتہ فاصبح الناس فتحدثوا؛ فاجتمع اکثر منہم فصلی فصلوا معہ. فاصبح الناس فتحدثوا فکثر اہل المسجد من اللیلۃ الثالثۃ ، فخرج رسول اللہ فصلی بصلاتہ. فلما کانت اللیلۃ الرابعۃ عجز المسجد عن اہلہ حتی خرج لصلاۃ الصبح، فلما قضی الفجر اقبل علی الناس فتشہد، ثم قال: اما بعد، فانہ لم

یخف علی مکانکم ولکنی خشیت ان تفرض علیکم فتعجزوا عنھا.

(بخاری، رقم: 2012)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ بن زبیر کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کے وقت نکلے اور آپ نے مسجد میں نماز پڑھی۔ وہاں کچھ لوگ آپ کے ساتھ اس میں شریک ہو گئے۔ انھوں نے صبح اس کا ذکر کیا تو دوسرے دن زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ اس رات بھی آپ نے مسجد میں نماز پڑھی تو لوگوں نے آپ کے ساتھ یہ نماز ادا کی۔ صبح پھر اس کا ذکر ہوا تو تیسری رات نمازیوں کی ایک بڑی تعداد مسجد میں آگئی۔ آپ اس رات پھر نکلے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ پھر چوتھی رات ہوئی تو مسجد لوگوں سے اس طرح بھر گئی کہ اس میں کسی آنے والے کے لیے جگہ باقی نہ رہی۔ لیکن اس رات آپ صبح سے پہلے نہیں نکلے، بلکہ فجر ہی کے وقت باہر آئے۔ پھر فجر کی نماز کے بعد آپ نے کلمات شہادت پڑھے اور فرمایا: میں تم لوگوں کے آنے سے بے خبر نہ تھا لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ کہیں تم پر فرض نہ کر دی جائے اور پھر تم اسے ادا نہ کر سکو۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

الفاظ قریشی نجمی کرناٹکا

****

کیا ہر مسجد میں ختم قرآن مجید کا اہتمام ضروری ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ہر مسجد میں ختم قرآن ضروری ہے؟ اگر کسی مسجد میں ختم قرآن نہ ہوا تو کیا حکم ہوگا؟ سائل شکیل احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

تراویح میں ایک ختم قرآن مجید کا سننا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے بہ سببِ مجبوری اگر ہر مسجد میں تراویح میں ختم قرآن مجید کا اہتمام نہ ہوا تو کوئی ترکِ فرض یا واجب کا وبال اہل کمیٹی و اہل محلہ پر نہ آئے گا اور نہ ہی کوئی گناہ ہے بلکہ اگر محلے کے کسی ایک مسجد میں بھی تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام ہوا تو پورے

محلے والے کے سر سے سنت مؤکدہ ادا ہوگیا کیونکہ تراویح میں ایک قرآن مجید کا سننا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

لہٰذا اگر چند لوگوں نے مل کر تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کرلیا تو بقیہ دیگر محلے والوں کیلئے کفایت کرے گا۔اور اگر ہر مسجد ہوتو بہت بہتر جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

ختمِ قرآن در تراویح سنّتِ کفایہ است وسنت کفایہ از سنت عین مؤخر ایں

ختمِ قرآن تراویح میں سنتِ کفایہ ہے اور سنت کفایہ سنتِ عین سے مؤخر ہوتی ہے۔واللہ تعالی اعلم

فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۰) ص (۳۳۶) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۵ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میرے آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تراویح کتنی رکعت پڑھتے تھے جواب جلد از جلد دینے کی کوشش کریں مہربانی ہوگی۔سائل محمد شہباز اختر کانپور ضلع اوریا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

یقیناً حضور ﷺ نے تراویح پڑھی بھی ہیں اور اسکا حکم بھی دیا ہے اور حضور ﷺ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے جیسا کہ ایک حدیث پاک حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے جس کو امام طبرانی نے اپنی کتاب معجم الکبیر میں اور امام بیہقی نے اور مصنف ابن ابی شیبہ نے اور امام بغوی نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

"عن ابن عباس ان النبی ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ الوتر"

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ،۵/ ۲۲۵،ادارۃ القرآن کراچی)
اور صحابہ کرام خلفاء راشدین کا بھی یہی معمول رہا ہے اور ان کا طریقہ بھی ہمارے لئے حجت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: علیکم بسنتی وسنتۃ الخلفاء الراشدین۔
حضور ملک العلماء علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے رمضان کے مہینے میں صحابہ کرام کو حضرت ابی بن کعب پر جمع فرمایا تو وہ روزانہ صحابہ کرام کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے اور ان میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی تو بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہوگیا۔
(بدائع الصنائع جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۸)
اور اسی طرح عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۳۵۵ پر ہے۔
یعنی علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں ہے۔اور علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ:
"اجماع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ"
اور مولانا عبد الحی فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵ میں لکھتے ہیں کہ یعنی حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم کے زمانے میں اور ان کے بعد صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے۔
اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اجماع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ۔
یعنی صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اجماع ہے۔
(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۵،انوار الحدیث صفحہ ۱۴۲)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۳ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

چند افراد کو بیٹھا کر حفاظ کا مائک سے شبینہ پڑھنا کیسا ہے؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ظن المؤمنین خیرا کے ماتحت گروپ ھذا کے جملہ مفتیان کرام عافیت سے ہونگے ماشاء اللہ۔

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مائک سے شبینہ پڑھنا کیسا ہے؟ (یعنی شہر وغیرہ میں شب برات وغیرہ کے موقع سے یا ربیع الاول کے موقع سے یا دیگر ایام میں کچھ لوگ ملکر شبینہ کراتے ہیں کہ ایک اسٹیج بنا دیتے ہیں اور سامعین کے لئے چند کرسیاں رکھ دیتے ہیں بمثل جلسہ کے) تحقیقی جواب طلب فرمائیں کرم ہوگا؟ سائل اکرم رضا بیگوسرائے بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

علی العموم شبینہ نام کی مجالس کو منع کرنا جائز نہیں اگر سامعین خلوص ومحبت اور توجہ سے سنتے ہوں تو اس میں کوئی قباحت نہ ہوگی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا

یعنی جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔

(پ۹ سورہ اعراف ۷ ایت ۲۰۴)

اور اگر تلاوت میں استماع وانصات دونوں مفقود ہوں یعنی سامعین کو اونگھ آتی ہو قرب وجوار کے زن ومرد اپنے اپنے گھر کے کام میں مشغول ہوں، اور نیند میں خلل آتا ہو، محلے اور پاس پڑوس بیمار، کو بلند آواز کی وجہ سے دقت آرہی ہو تو اس صورت میں اس طرح قرآن پڑھنا ضرور مکروہ تحریمی ہے

درمختار جلد اول میں ہے: وفی المحیط یکرہ رفع الصوت للقراءۃ الخ

ان وجوہات کی بنا پر مائک سے ایسا شبینہ پڑھنا ضرور مکروہ تحریمی ہے۔

(ماخوذ فتاوی بحر العلوم جلد اول ص ۷ ۴۴، فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول ص ۲۸۴)

کتبـــــه

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۳ نومبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

* *

تراویح پڑھانے والا وتر پڑھا سکتا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میرا ایک سوال ہے اور وہ یہ ہیکہ اگر کسی امام نے عشاء کی فرض نماز پڑھائی اور کسی دوسرے امام نے نماز تراویح پڑھائی تو کیا عشاء کی نماز پڑھانے والے کوئی وتر کی نماز پڑھانی پڑے گی یا تراویح پڑھانے والا امام وتر پڑھا سکتا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائس مہربانی ہوگی۔سائل اشرف اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــــــالی

تراویح والے امام صاحب بھی پڑھا سکتے ہیں عشاء پڑھانے والے کے پیچھے ہی وتر پڑھنا لازم نہیں البتہ امام کی اجازت ہو۔

بہار شریعت میں بحوالہ درمختار ہے: رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشاو تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔واللہ تعالی اعلم

(ح ۴ ص ۶۹۲)

کتبـــــــہ

شان محمد المصباحی القادری

۱۲ مئی بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

تراویح کی نماز اگر تین رکعت ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت ایک مسئلہ ہے تراویح کی نماز اگر تین رکعت ہوجائے تو کیا حکم ہے اور تینوں رکعتوں میں جو قرآن پڑھا گیا ہے اس کا کیا حکم ہے۔سائل محمد توصیف چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــــــالی

مذہب اصح پر نماز نہ ہوئی جو قرآن پڑھا گیا ہے اعادہ کرے فتاویٰ رضویہ میں ہے مذہب اصح پر نماز نہ ہوئی اور قرآن عظیم جس قدر اس میں پڑھا گیا اعادہ کیا جائے ردالمحتار میں ہے:

فی رد المحتار لو تطوع بثلاث بقعدۃ واحدۃ کان ینبغی الجواز اعتبارا بصلاۃ المغرب لکن الأصح عدمه لأنه قد فسد ما اتصلت به القعدۃ وھو الرکعۃ الأخیرۃ لان التنفل بالرکعۃ الواحدۃ غیر مشروع فیفسد ما قبلھا

ترجمہ: ردالمحتار میں ہے اگر کسی نے تین نوافل ایک قعدہ کے ساتھ ادا کئے تو مغرب کی نماز پر قیاس کرتے ہوئے ان کو جائز کہنا چاہئے مگر اصح یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ وہ رکعت (آخری) باطل ہو جائے گی جس کے ساتھ قعدہ نہیں، کیونکہ ایک نفل مشروع نہیں لہذا پہلے بھی فاسد ہوں گے۔ واللہ تعالی اعلم

(جلد 8 صفحہ 180)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۲۳ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

حافظ قرآن کے نام پر جمع چندے کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اہل علم حضرات کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں مسجد کی کمیٹی تراویح کا چندہ حافظ صاحب کے نام سے کرتے ہیں لیکن اسی پیسے میں سے مؤذن صاحب کو بھی دیا جاتا ہے اور مسجد کی سجاوٹ کا بھی خرچ اسی سے ہوتا ہے اور اعتکاف میں بیٹھنے والے لوگوں کو بھی اسی سے دیا جاتا ہے تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ سائل محمد شارق قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

رمضان المبارک میں ختم القرآن وتراویح یا قرآن سننے سنانے والے حفاظ کرام کو اجرت پر رکھا گیا ہے تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اجرت پر قرآن پڑھنا جائز نہیں چاہے وہ ماہ رمضان المبارک ہو یا غیر رمضان تراویح ہو یا غیر تراویح تو اس کے لیے چندہ کرنا بھی جائز نہیں البتہ حفاظ کرام کو بطور ملازمت رکھا ہے اور جتنے میں بات طے ہوئی منتظمین مسجد کو اتنا ادا کرنا لازم وضروری ہے۔

اب اس کے لیے چندہ کرنا اور دینا بھی جائز ہے لیکن جس کام کے لیے جو رقم وصول کرکے اکٹھا کی گئی ہے اس کو اسی کام میں صرف کرے مسجد یا دیگر امور خیر میں صرف کرنا شرعاً درست نہیں جیسا کہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ:

رمضان المبارک میں ختم القرآن وتراویح یا قرآن سننے سنانے والے حفاظ کرام کے نذرانے کے نام پر جو رقم وصول کرکے اکٹھا کی جاتی ہیں ان میں سے کچھ رقم مسجد کے بجٹ یا دیگر امور خیر میں صرف کرنا شرعا درست نہیں ہاں اگر چندہ دہندگان سے اس کی اجازت لے لی گئی ہو یا اگر صراحتا اجازت نہ ہو لیکن عوام وخواص جانتے ہوں کہ بقیہ رقم مسجد یا مدرسہ یا قبرستان وغیرہ امور خیر میں لگا دی جائے گی تو جائز ہے ورنہ نہیں کیونکہ چندہ دہندگان کی ملک میں رہتا ہے اس لئے ان کی اجازت کے بغیر تصرف ناجائز ہے۔

ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ 340 میں ہے:

درمختار میں ہے: ان لم یکن بیت المال معمورا ومنتظما فعلی المسلمین تکفینه فان لم یقدروا سالوا الناس له ثوبا فان فضل شیء ردللمصدق ان علم والا کفن به مثله والا تصدق به ملخصا

(ج 3 ص 101، فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول باب التراویح ص 283)

اور احسن الفتاوی میں ہے کہ:

اگر چندہ دینے والے یہ بات جانتے ہیں کہ باقی ماندہ رقم مسجد کی تعمیر یا امام ومؤذن کی تنخواہ یا دیگر ضروریات میں صرف کردی جاتی ہے اور یہ جان کر انہوں نے چندہ دیا تب تو ظاہر ہے کہ رقم امام یا مؤذن کو تنخواہ میں دی جاسکتی ہے اور اگر چندہ دینے والوں سے ختم (یعنی ختم القرآن) کے لئے چندہ کیا گیا اور انہوں نے یہ چندہ صرف ختم (ختم القرآن) کے لئے دیا اور رقم باقی رہی تو ان میں سے ہر ایک سے اجازت لینا ضروری ہے اس کے بغیر یہ رقم تنخواہ (اور دیگر امور) میں نہیں دی جاسکتی اور دینے والوں کو پتہ نہ ہو تو یہ رقم امانت رکھی جائے گی آئندہ موقع پر صرف ہو۔ واللہ تعالی اعلم

(احسن الفتاوی المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ جلد دوم باب الوقف صفحہ 518)

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۶ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

حفاظ کرام کیلئے وصول شدہ رقم سے کچھ بچانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ رمضان المبارک میں حفاظِ کرام مساجد میں تراویح کی نماز میں کلام پاک سنانے کا اہتمام کرتے ہیں جو کہ منتظمین مسجد اس کا نظم نسخ کرتے ہیں اور اہل محلہ سے حافظ صاحب کا ندرانہ بول کر کافی رقم جمع کرتے ہیں جو کے شب قدر کی رات میں دینا ہوتا ہے دراصل جو رقم جمع ہوئی حافظ صاحب کے نام سے وہ پوری انکو نہیں دی جاتی بلکہ وہ رقم بچائی بھی جاتی ہے اسی رقم سے شیرنی بھی آتی ہے کیا یہ رقم جو حافظ صاحب کا ندرانہ بول کر جمع کی گئی ہے دیگر امور میں خرچ کر سکتے ہیں؟ یا نہیں؟ مفتیان کرام توجہ فرمائیں قرآن حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔ سائل محمد حسن رضا سونکپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

صورت مسؤلہ میں عرف ومعہود چندہ ہے کہ لوگوں کو یعنی چندہ دہندگان کو معلوم ہے کہ اسی حافظ صاحب کے ندرانہ پیٹی کی رقم سے مٹھائی بھی مہیا ہوتی ہے اور دیگر مصارف میں خرچ کرنے کے بعد مسجد کے لئے بچایا بھی جاتا ہے تو جس جس کام کیلئے چندہ آیا ہے ان سب میں میں خرچ کیا جائے، اور اگر چندہ دہندگان کو معلوم ومشہور نہیں ہے، صرف حافظ صاحب کے لئے ہی جان کر دیا گیا ہے تو دوسرے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، ایسی صورت میں پوری حاصل شدہ رقم پر حق حافظ صاحب کا ہوگا، اگر وہ کام ختم ہوگیا اور رقم چندہ بچالی گئی تو دوسرے کار خیر میں ہی کیوں نہ خرچ کرنا ہو چندہ دینے والوں سے دوبارہ اجازت لینا ضروری ہے وہ اجازت دیں کہ فلاں کام میں خرچ کیا جائے تو اسی میں صرف کیجئے ورنہ چندہ دینے والوں کو واپس کر دیجئے۔

رمضان شریف کا چندہ مختلف مقامات پر مختلف طریقہ سے ہوتا ہے پس اگر آپ کے یہاں بھی ایسا ہو کہ حافظ صاحب کے نام کا چندہ الگ مانگا گیا تو دوسرے مصرف میں اس کو صرف نہیں کر سکتے اور بعض جگہ رمضان شریف کے تمام مصارف کا یکجا چندہ ہوتا ہے تو اس صورت میں حافظ صاحب کا نزرانہ پیش کرنے کے بعد اور دیگر مصارف میں بھی خرچ کر سکتے ہیں مثلاً مؤذن کو دینا اور مسجد میں رکھنا

میٹھائی وغیرہ منگوانا غرضکہ جیساوہاں کاعرف ہے اس طریقہ پرخرچ کرنا جائز ہے۔واللہ تعالی اعلم
(ماخوذ فتاوی بحرالعلوم جلداول ص ۴۷۲. ۴۷۳)

کتبـــــہ
محمد رضاامجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار
۲۶ مئی بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

ایک نیت سے چار رکعت تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیافرماتے ہیں علماء کرام اس کے بارے میں کہ تراویح کی نماز چار رکعت کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد عامر حسین

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــــالی

پڑھ سکتے ہیں مگر خلاف سنت ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

تراویح خود ہی دو رکعت بہتر ہے لانه هو المتوارث (کیونکہ طریقہ متوارثہ یہی ہے۔ت)
تنویر میں ہے:

"عشرون ركعة بعشر تسليمات,
بیس رکعتیں دس سلاموں کے ساتھ پڑھائی جائیں۔
سراجیہ میں ہے:

كل ترويحة اربع ركعات بتسليمتين
ہر تر واویح چار رکعتوں کا دو سلاموں کے ساتھ پڑھا جائے یہاں تک کہ اگر چار یا زائد ایک نیت سے پڑھے گا تو بعض ائمہ کے نزدیک دو ہی رکعت کے قائم مقام ہونگی اگر چہ صحیح یہ ہے کہ جتنی پڑھیں شمار ہوں گی جبکہ ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا ہو۔

عالمگیری میں ہے:

ان قعد فی الثانیة قدر التشهد اختلفوا فیه فعلی قول العامة یجوز عن تسلیمتین وهو الصحیح

(هکذا فی فتاوی قاضی خاں)

اگر دوسری رکعت میں تشہد کی مقدار نمازی بیٹھ گیا تو اس میں اختلاف ہے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ دو سلاموں کے قائم مقام ہے اور یہی ہے صحیح ہے، فتاوی قاضی خاں میں اسی طرح ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج ۷ ص ۴۴۴ مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۸ اپریل ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

تراویح کی بیس رکعت کی نیت ایک ساتھ کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ تراویح کی بیس رکعت کی ایک ساتھ نیت کرنا کیسا ہے؟ سائل محمد فاروق صدیقی باڑمیر راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

تراویح کی بیس رکعت کی ایک ساتھ نیت کرنا جائز ہے مگر بہتر یہ ہیکہ ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

۔احتیاط یہ ہے کہ جب دو دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیسوں (20) رکعت کی نیت کرلی تو بھی جائز ہے۔

(ح:4/ص:689/تراویح کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور رد المحتار میں ہے کہ:

و اما اذا صلی العشرین جملة کذالك فقد قاسه علیه فی البحر " واللہ تعالی اعلم
(ج:2/ص:496/ کتاب الصلاۃ/باب الوتر و النوافل/دار عالم الکتب)

کتبـــــہ
محمد اسرار احمد نوری ضلع نینی تال اتراکھنڈ
۴ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۲۸ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق بروز منگل

****

کچھ مقتدی نماز تراویح میں قرآن مجید پڑھتے وقت ادھر ادھر بیٹھے رہتے ہیں اور بوقت رکوع امام کے ساتھ شریک ہوتے ہیں تو ایسا کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ختم تراویح میں امام صاحب سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن شریف پڑھنا شروع کیا اور جب رکوع کا وقت اتا ہے تو اس وقت مقتدی نیت کرتا ہے تو کیا اس کی تراویح کی نماز ہوگی جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد رضاء الحق

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

مقتدی کو ایسا کرنا جائز نہیں کہ منافقین سے مشابہت ہے مگر نماز ہو جائے گی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔
اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ:
اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالیٰ
یعنی منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے جی سے۔
(ح:4/ص:693/ تراویح کا بیان/ مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اورغنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی میں ہے کہ: و قال قاضی خان و یکرہ للمقتدی و ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یر کع یقوم لان فیہ اظہار التکاسل التشبہ بالمنافقین

قال اللہ تعالیٰ: و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالیٰ۔ واللہ تعالی اعلم

(ص:410)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۴ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۲۹ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق بروز منگل

****

عشاء کی فرض نماز ادا کئے بغیر نماز تراویح ادا کرنا کیسا ہے؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سلام مسنون سوال بغیر فرض عشاء پڑھے تراویح میں شامل ہوگیا تو نماز تراویح ہوگی یا نہیں۔سائل محمد عمران رضا مقبولی کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

تراویح جماعت سے ہو یا بغیر جماعت سے نماز تراویح نہیں ہوگی کیونکہ نماز تراویح کا وقت نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد ہوتا ہے۔

(بہار شریعت حصہ ۴ ص ۳۳)

اگر کسی کی نماز عشاء جماعت سے چھوٹ گئی تو وہ پہلے عشاء کی فرض نماز ادا کرے اسکے بعد تروایح میں شامل ہو بعد تراویح وتر تنہا پڑھے۔

فتاوی عالمگیری فصل فی التراویح میں ہے کہ والصحیح ان وقتہا مابعد العشاء (ج اول ص ۱۵۵، ماخوذ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج اول ص ۲۷۹)

حاصل کلام اگر فرض نماز پڑھے بغیر تراویح پڑھے گا تو تراویح کی نماز نہیں ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــہ
الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند
۹ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۳ مئی ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

تحریمہ میں ہاتھ کانوں تک لے جانا کیا ہے؟

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نیت باندھنے کے وقت ہاتھ کو کان تک لے جانا کیا ہے؟

اور ہاتھ کہاں تک لے جانا چاہیئے نیّت کے وقت؟

رہنمائی فرمائیں۔ سائل مبارک حسین نظامی بہرائچ شریف یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

الجــــواب بعونــــہ الملــــك الوهــــاب

تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا اور ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا۔ یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رُو ہونا بوقتِ تکبیر سر نہ جھکانا تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا، یہ سب سنن نماز سے ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کان تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لَو سے چُھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں، نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے۔

(حوالہ؛ بہار شریعت جلد اول حصہ سوم باب سنن نماز)

البتہ اگر کوئی ہاتھ سینے تک لے جائے تب بھی نماز ہو جائے گی لیکن خلاف سنت کے بنا پر ثواب کم ملیگا۔

واللہ اعلم

کتبــــہ
ابو حنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی

****

دعائے قنوت کے بجائے ثناء پڑھیں تو نماز کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید وتر میں رفع یدین کے بعد دعاء قنوت بھول کر ثناء پڑھ دیا پھر یاد آنے پر قنوت بھی پڑھا تو کیا اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا یوں ہی نماز مکمل کرے؟

المستفتی محمد تنویر احمد قادری اسمٰعیلی۔ بنارس

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــه الملـــــــك الوهـــــــاب

وتر میں دعائے قنوت کا پڑھنا کوئی فرض و واجب نہیں بلکہ سنت ہے اس کی جگہ کوئی بھی دعا پڑھی تو قنوت ادا ہوگیا۔

جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ہر دعا پڑھنے سے واجب قنوت ساقط ہوجاتا ہے، ہاں اگر بالکل کوئی دعا بھول کر نہ پڑھی تو سجدۂ سہو کرے۔ (فتاوی رضویہ، جلد، ۷، صفحہ، ۴۸۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صورت مستفسرہ میں نماز ہوگئی سجدہ سہو کی حاجت نہیں کیونکہ ہر ثنا دعا ہے۔

جیسا کہ مرقاۃ المفاتیح میں علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

" كُلَّ دُعَاءٍ ذِكْرٌ وَكُلُّ ذِكْرٍ دُعَاءٌ،

ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا۔

[الملا على القاری ,مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح كتاب اسماء الله باب ثواب التسبيح ج۴ص۱۵۹۹]

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار

۵/ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ بروز اتوار

****

تراویح کی آخری دو رکعت میں چند جگہوں سے کچھ آیتیں پڑھنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

امید کرتا ہوں کہ آپ سبھی بخیر ہونگے آپ علماء کی بارگاہ میں عرض یہ کرنا ہے۔

جیسا کہ آج ہماری مسجد میں تراویح کی نماز ختم ہوئی ختم تراویح کی نماز میں انیس ویں رکعت میں اولئك على سے مفلحون تک پڑھا. پھر بیسویں رکعت میں۔

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ،، اسکے بعد سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ پڑھ کر رکوع کیا تو ایسی صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

مدلل جواب عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔ المستفتی محمد کلیم اشرف کٹیہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــواب بعونـــــه الملـــــك الوهـــــاب

ایک بات ذہن نشین کرلیں کہ تراویح کی قراۃ فرض نماز کی قراۃ کی طرح نہیں ہے کیونکہ یہ نفل کے حکم میں ہے، اس لیے بلاشبہہ مذکورہ صورت جائز ومباح ہے۔

جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ابوقتادہ اورابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پست آواز سے پڑھتے دیکھا اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت بلند آواز سے، اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ کچھ ایک سورت سے پڑھا اور کچھ دوسری سے لیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں صاحبوں سے وجہ دریافت فرمائی، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

میں جس سے مناجات کرتا ہوں وہ اس پست آواز کو بھی سنتا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُوقِظُ الْوَسْنَانَ، وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ۔

یارسول اللہ میں اس لئے اتنی آواز سے پڑھتا ہوں کہ اونگھتا جاگے اور شیطان بھاگے، حضرت

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

كَلَامٌ طَيِّبٌ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالَى بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ،

یارسول اللہ قرآن مجید سب سے پاکیزہ کلام ہے کچھ یہاں سے کچھ وہاں سے ملالیتا ہوں ارادہ الٰہیہ یونہی ہوتا ہے فرمایا: كُلُّكُمْ قَدْ أَصَابَ ،تم تینوں نے ٹھیک بات کی درست کام کیا۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً، فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّي يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ، قَالَ: وَمَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَهُ، قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: »يَا أَبَا بَكْرٍ، مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي تَخْفِضُ صَوْتَكَ«، قَالَ: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: وَقَالَ لِعُمَرَ: »مَرَرْتُ بِكَ، وَأَنْتَ تُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَكَ«، قَالَ: فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، أُوقِظُ الْوَسْنَانَ، وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ،،،،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ لَمْ يَذْكُرْ: فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: »ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا«، وَلِعُمَرَ: »اخْفِضْ شَيْئًا«، زَادَ: وَقَدْ سَمِعْتُكَ يَا بِلَالُ وَأَنْتَ تَقْرَأُ مِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ، وَمِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ، قَالَ: كَلَامٌ طَيِّبٌ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالَى بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كُلُّكُمْ قَدْ أَصَابَ

(سنن ابي داود، باب رفع الصوت بالقراۃ فی صلوۃ اللیل ج ۲ ص ۳۷، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور)

فتاویٰ خلاصہ میں ہے:

الِانْتِقَالُ مِنْ اٰيةٍ مِنْ سُورَةٍ إِلَىٰ آيَةٍ أُخْرَى مِنْ سُورَةٍ أُخْرَى أَوْ آيَةٍ مِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ بَيْنَهُمَا آيَات مَكْرُوهٌ فِي الْفَرَائِضِ أَمَّا فِي النَّوَافِلِ لَا يُكْرَهُ . اھ ملتقطا۔

ایک سورت کی آیت سے دوسری سورت کی آیت یا اسی سورت کی دوسری آیت کی طرف انتقال کرنا جبکہ ان کے درمیان چند آیات ہوں فرائض میں مکروہ ہے مگر نوافل میں مکروہ نہیں اھ ملتقطا

أَمَّا ضَمُّ آيَاتٍ مُتَفَرِّقَةٍ فَلَا يُكْرَهُ كَمَا لَا يُكْرَهُ ضَمُّ سُوَرٍ مُتَفَرِّقَةٍ بِدَلِيلِ مَا

ذَکَرْنَاہُ مِنَ الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلَاۃِ.

بہر حال آیاتِ متفرقہ کوملانا مکروہ نہیں جیسا کہ سور متفرقہ کاملانا مکروہ نہیں اس پر دلیل وہی ہے جو ہم نے قرأۃ فی الصلوٰۃ میں ذکر کی ہے۔

(ردالمحتار، باب سجود التلاوۃ، ج ۲ ص ۱۱۹ دارالفکر بیروت)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۷ ص ۴۷۰ رضافاؤنڈیشن لاہور)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار

****

تراویح میں ختم قرآن میں بلند آواز سے تسمیہ پڑھنا کیسا؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سوال آخری تراویح میں قل ھواللہ احد سے پہلے بلند آواز میں تسمیہ پڑھنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل غلام غوث دربھنگہ

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجـــــواب بعونـــــہ الملـــــك الوھـــــاب

تراویح میں ختم قرآن مجید کے موقع پر کسی بھی سورت کے شروع میں ایک بار باآواز بلند تسمیہ پڑھنا چاہیئے سورۂ اخلاص کی تخصیص نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ

”ایک بار باآواز تسمیہ ہونا چاہیئے خواہ کہیں ہو الم کے اول ہو یا سورۂ قل اعوذ برب الناس کے اول ہو یا سورۂ اخلاص شریف کے اول ہو اور باقی آہستہ ہو۔

(الملفوظ حصہ چہارم صفحہ 385 مطبوعہ رضوی کتاب گھر دہلی)

فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ

" فی المسلم وشرح الفواتح (البسملة من القرآن) آية (فتقرأ فی الختم مرة) علی هذا ينبغی أن يقرأها فی التراويح بالجهر مرة ولا تتأدی سنة الختم دونها " (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صفحہ 702 کتاب الصلاۃ باب الوتر والنوافل مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

****

باب قضاء الفوائت

(قضا نمازوں کا بیان)

ایک وقت کی نماز قضا ہونے پر پانچ نمازیں ادا کرنے کی کون سی صورت ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض یہ ہے کہ ایک وقت کی نماز قضا ہونے پر پانچ وقت کی نماز کس صورت میں پڑھی جاتی ہے۔سائل عبدالقیوم بدایونی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی

جب ایک نماز قضا ہوگئی اور یہ یاد نہیں کون سی قضا ہوئی تو اس روز کی ساری نمازیں پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۱۶ میں ہے:

رجل نسی صلوۃ ولایدریھا ولم یقطع تحریہ علی شئی یعید صلوۃ یوم ولیلۃ عندنا کذا فی الظھیریۃ۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد امین قادری رضوی دیوان بازار مراداباد یوپی

۶ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۱ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

صاحب ترتیب قضا شدہ نماز کیسے ادا کرے اور جو نہیں ہے وہ کیسے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال یہ ہے کہ زید کی ظہر عصر مغرب کی نماز قضاء ہوگئی جب زید نے عشاء کی نماز پڑھی تو ساتھ میں مغرب کی بھی قضاء پڑھ لیا تو بکر نے کہا کہ تمھاری نماز نہیں ہوئی اس لئے کہ تم صاحب ترتیب ہو ظھر

اور عصر پہلے ادا کرو اسکے بعد تمھاری وقتی نماز ھوگی ورنہ نہیں ہوگی جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد رضوان عالم قادری ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

بکر کا قول اس صورت میں صحیح و درست ہے جبکہ زید صاحب ترتیب ہو (صاحب ترتیب) یعنی جس کی عمر بھر میں پانچ وقتوں سے کم نمازیں قضا ہوئی ہیں اگر واقع میں زید صاحب ترتیب ہے تو اس کی نماز بغیر فوت شدہ نمازوں کو ادا کئے مکمل نہیں ہوگی اور اگر صاحب ترتیب نہیں تو جس طرح چاہے ادا کرے یہ اس کے اختیار میں ہے۔

جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد ہے اور وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ اسے پڑھ کر وقت کی پڑھتا باوجود اس کے اس نے خلاف حکم کر کے وقت کی پڑھ لی اس نماز کو ابھی نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ نہ ہوئی نہ یہ کہ ہوگئی بلکہ دیکھیں گے اگر اسی طرح قضا شدہ کے پڑھنے سے پہلے چار نمازیں وقت کی اور پڑھ لے گا اور اُن میں پچھلی کا وقت ختم ہوجائے گا تو حکم دیں گے کہ یہ سب نمازیں ہوگئیں اور اگر اس بیچ میں اس قضا شدہ کو پڑھ لے گا تو اس کے پڑھنے سے پہلے ایک سے پانچ تک جتنے وقت کی پڑھی تھیں سب کی قضا پھیرنی ہوگی وہ نمازیں نری نفل رہ گئیں۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۴) ص (۷۰۴) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ جولائی ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

قضا نمازیں مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اگر کسی کی کل نماز عصر قضاء ہوگئی تھی تو کیا وہ آج بعد نماز عصر وہ نماز قضاء ادا کرسکتا ہے اور کیا عصر کی جماعت کے بعد قضاء عمری ادا کی جاسکتی ہے برائے کرم تفصیل کے ساتھ جواب عطا فرمادیں۔سائل محمد عالم قادری مجیبیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

قضا کیلئے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب بھی پڑھے گا بَریُ الذِّمَّہ ہوجائے گا مگر طلوع وغروب اور زوال کے وقت نماز نہیں پڑھ سکتا کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں ۔

(نماز کے احکام حنفی صفحہ ۲۲/)

معلوم ہوا عصر کی نماز کے بعد بھی قضاء عمری پڑھ سکتا ہے مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت قضاء عمری پڑھی جاسکتی ہے ۔واللہ تعالی اعلم

(عامۂ کتب فقہ)

کتبـــــــہ
محمد شریف الحق رضوی کٹیہار، بہار، انڈیا
۲۴ ستمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

نوافل کی جگہ قضا نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض یہ ہے کہ ایک شخص ظہر مغرب اور عشاء کی نماز میں جو نفل نماز ھے ان نفل کو چھوڑ کر انکی جگہ قضا نماز ادا کرتا کبھی نفل کبھی قضا تو اس طرح کرنا کیسا ہے ۔سائل عبد القیوم بدایوں

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

جن سنن ونوافل کی تاکید یا ترغیب احادیث میں وارد ہوئی ہے، مثلاً جن فرض نمازوں سے پہلے یا بعد کی سنن مؤکدہ یا اشراق، چاشت، تہجد وغیرہ، ان کو تو اپنے وقتوں پر ادا کرنا افضل ہے؛ لیکن ان کے علاوہ دیگر عام نوافل کے مقابلے میں قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرنا بہتر اور اولیٰ ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

الاشتغال بقضاء الفوائت اولی واھم من النوافل الاسنن المفروضه وصلات الضحی وصلات التسبیح وصلات التی رویت فیھاالاخبار الخ ای

کتحیه والاربع قبل العصر والست بعد المغرب

(ردالمحتار ۲/۶ کتاب الصلوۃ باب قضائض الفوائت. مطبع زکریا)

ایسا ہی فتاوی عالمگیری کتاب الصلوۃ الباب الحادی العشر فی قضاء الفوائت میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۳ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۷ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

عشاء اور عصر کے بعد قضا نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

عرض یہ ہے کہ کسی کی مغرب کی نماز چھوٹ جائے تو کیا وہ عشاء کی نماز کے بعد مغرب کی قضا نماز پڑھ سکتا ہے یوں ہی ظہر کی نماز چھوٹ جائے تو تو کیا وہ عصر کی نماز کے بعد ظہر کی قضا نماز پڑھ سکتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد سلیم رضا راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونـــــــہ تعـــــالی

قضا نماز کے لئے کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے اوقات مکروہہ کے علاوہ کبھی بھی قضا نماز پڑھ سکتے ہیں کوئی حرج نہیں۔

(بہار شریعت حصہ سوم نماز کے وقتوں کا بیان، فتاوی بریلی شریف صفحہ 155)

مگر صاحب ترتیب کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے قضا نماز پڑھ کر ہی وقتی نماز ادا کرے صاحب ترتیب اسے کہتے ہیں کہ بعد بلوغ جس کی صرف پانچ وقت یا اس سے کم کی نمازیں قضا ہوں وہ صاحب ترتیب ہے۔ عصر کے بعد بیس منٹ سے پہلے قضا نماز پڑھ سکتے ہیں یعنی جب مغرب کا وقت شروع ہونے میں بیس منٹ رہ جائے اس کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(عامۂ کتب)

کتبــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۵ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

کیا فرض قضاء کے ساتھ سنتوں کی بھی قضاء پڑھنی پڑے گی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ جب قضا نماز ادا کرنا ہو تو کیا پہلے سنت ادا کرنا ہوگا؟المستفتی محمد صغیر احمد مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر فجر کی نماز قضاء ہوگئی اور اسی دن نصف النہار سے پہلے قضاء کرتا ہے تو فرض کے ساتھ ساتھ سنت بھی قضاء کرلے سنت فجر کے علاوہ کسی اور سنت کی قضاء نہیں ہوسکتی۔

(در مختار)

اگر فجر کی نماز کی قضاء نصف النہار کے بعد یا اس دن کے بعد کرتا ہے تو اب سنت کی قضاء نہیں ہوسکتی صرف فرض کی قضاء کرے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ 620 بحوالہ مؤمن کی نماز صفحہ نمبر 103 / 104)

اور بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر 12 پر اسی طرح مذکور ہے:

عشاء کی نماز قضاء ہوگئی تو وتر کی قضاء پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ گزر گیا ہو قصداً قضاء کی ہو یا بھولے سے قضاء ہوگئی ہو جب بھی قضاء پڑھے تو وتر کی بھی قضاء پڑھے اور وتر میں دعائے قنوت بھی پڑھے البتہ قضاء پڑھنے میں تکبیر قنوت کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے جبکہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو تاکہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ یہ قضاء پڑھ رہا ہے البتہ گھر میں یا تنہائی میں وتر کی قضاء پڑھتا ہو تو تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ نمبر 624، مؤمن کی نماز صفحہ 130)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہوگیا کہ جس دن فجر کی نماز قضاء ہوگئی تو اسی دن طلوعِ آفتاب کے بیس منٹ بعد جب فرض پڑھیں گے تو پہلے سنت بھی پڑھیں گے اور اگر وقت زوال آکر چلا گیا تو صرف فرض کی قضاء پڑھیں گے بقیہ نمازوں میں صرف فرض کی قضاء پڑھیں گے اور عشاء کی فرض کے ساتھ وتر کی بھی قضاء پڑھیں گے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۱۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱۴ اپریل ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

****

باب سجود السهو

(سجدۂ سہو کا بیان)

چار رکعت والی نماز میں تیسری پر قعدہ کرلیا اور چوتھی رکعت پوری کر کے سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ اگر چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر قعدہ کیا پھر بھول کر تیسری رکعت میں بھی قعدہ کر لیا اور چوتھی رکعت پوری کر کے سجدۂ سہو کر لیا تو نماز ہوگی یا نہیں با حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل عامر بہار شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مذکورہ میں نماز ہوگئی اس لئے کہ چار رکعت والی نماز میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا واجبات نماز سے ہے اور کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے اس کی تلافی ہوجاتی ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

واجبات نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لئے سجدۂ سہو واجب ہے۔

(ح:4/ص:708/سجدۂ سہو کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:

ولا يجب السجود الا بترك واجب أو تاخيره أو تاخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت وفى الحقيقة وجوبه بشئ واحد أو

ترك الواجب كذا فی الكافی۔

(ج:1/ص:126/الباب الثانی عشر فی سجود السھو/بیروت)

اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی انوار شریعت میں بحوالہ فتاوی شامی تحریر فرماتے ہیں:

جو باتیں نماز میں واجب ہیں ان میں سے کسی ایک کے بھول کر چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے مثلاً فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں الحمد یا سورت پڑھنا بھول گیا یا الحمد سے پہلے سورت پڑھلی تو ان صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(ص:64)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

****

فرض کی آخری دو رکعت میں سورۃ ملانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال فرض کی چار رکعت میں دو رکعت میں قراءت کی اور باقی دو رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ ملانا ضروری ہے یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جلدی بتائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد ذیشان ممبئ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

فرض کی آخری دو رکعت میں سورۃ ملانا ضروری نہیں، جاننا چاہئے کہ فرض کی آخری دو رکعت میں سورۃ کے ملانے کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے بعض نے کراہت تنزیہی کا قول کیا ہے اور بعض نے مستحب کا۔

جیسا کہ درمختار ہے: ضم سورة فی الاولین من الفرض هل یکره فی الاخریین؟ المختار لا

ردالمحتار میں ہے:

"لا یکره تحریما بل تنزیها لانه خلاف السنته -- وفی البحر عن فخر الاسلام ان السورة مشروعة فی الاخریین نفلا - و الظاهر ان المراد بقوله

نفلا الجواز و المشروعة بمعنى عدم الحرمة فلا ينافي كونه خلاف الاولیٰ كما افاده فی الحلیة"

(ردالمحتار علی الدر المختار ج۲ص ۱۵۰ زکریابکڈپو)

فقیہ اعظم ہندسیدی سرکاراعلیٰ حضرت قدس سرہ القدسی فرماتے ہیں کہ:

فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورۃ ملائی تو کچھ مضائقہ نہیں صرف خلاف اولیٰ ہے بلکہ بعض ائمہ نے اسکے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ استحباب تنہا پڑھنے والے کے حق میں ہے امام کے لیے ضرور مکروہ بلکہ مقتدیوں پر گراں گزرے تو حرام ہے ۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

(فتاوی رضویہ ج3 ص637 رضااکیڈمی ممبئی)

کتبـــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پوریکمری

۲۸رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ جائے تو کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیافرماتے ہیں مفتیان کرام کوئی شخص پہلی رکعت میں بیٹھ گیا بقدر تشہد پھر یاد آیا اٹھ گیا بعد میں سجدۂ سہو کرلیا نماز ہوئی یا نہیں؟ سائل شکیل اختر فرید پور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

نماز ہوگئی جیسا کہ عام کتب فقہ میں ہیکہ اگر کوئی شخص بھول سے پہلی یا تیسری رکعت میں (بقدر تین بار سبحان اللہ) بیٹھ گیا سجدۂ سہو لازم آئے گا سجدۂ سہو سے نماز ہو جائے گی اگر جان بوجھ کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا تو سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا اعادہ واجب ہے ۔

(عامہ کتب فقہ)

اور مفتی اعظم مہاراشٹر خلیفہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب مدظلہ

العالی النورانی اپنی کتاب مسائل سجدۂ سہو میں فتاوی عالمگیری کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ" کوئی شخص پہلی یا تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھ گیا اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار سے کم بیٹھ کر اٹھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تاخیر کر کے اٹھا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(مسائل سجدۂ سہو صفحہ ۸۶)

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۱ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

الحمد کے بعد سورۂ فیل پڑھے پھر الحمد پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میرا سوال ہے کہ کوئی شخص نے نماز شروع کی سورۂ فاتحہ کے بعد الم تر کیف فعل ربک ایک ہی آیت پڑھی تھی کہ اس نے پھر سے سورۂ فاتحہ سے نماز شروع کی کیا اس صورت میں نماز ہو جائیگی حوالے کے ساتھ ارسال فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل حافظ اعجاز نوری خلیل آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

ایسی صورت میں جب کہ مصلی نے سورۂ فاتحہ پوری کرنے کے بعد بیچ میں سورۂ فیل کو حائل کر کے پھر سورۂ فاتحہ سے نماز شروع کی نماز ہوگئی ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

الحمد کے بعد سورت پڑھی اس کے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(عالمگیری، بہار شریعت جلد اول حصہ (۴) ص (۷۱۴) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۹ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۱ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

تشہد و درود ابراہیم کے بعد بسم اللہ پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے میں کہ تشہد و درود ابراہیم کے بعد بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے اس کا نماز پر کیا اثر پڑتا ہے۔المستفتی اسرار احمد سہرساوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی
تشہد و درود ابراہیم کے بعد بسم اللہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کہ یہ آیت قرآنی ہے جو قیام کے سوا کسی اور رکن میں پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے کہ:
قیام کے سوا رکوع وسجود وقعود کسی جگہ بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں کہ وہ آیت قرآنی ہے اور نماز میں قیام کے سوا اور جگہ کوئی آیت پڑھنی ممنوع ہے۔
(فتاوی رضویہ ج3 ص134 بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج1 ص181)
لہٰذا اگر کسی نے جان بوجھ کر بسم اللہ پڑھا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اگر سہوا پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے بغیر سجدۂ سہو کے نماز پوری کیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــه
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۳ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۸

****

رکوع میں سبحان ربی الاعلیٰ اور سجدہ میں سبحان ربی العظیم پڑھ دیا تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
سوال رکوع اور سجدہ کی جو تسبیحات ہیں اگر ان میں سے ہم الٹی پڑھ دیں تو کیا حکم ہے؟ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔المستفتی ذاکر حسین نعمانی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

اگرکسی نے رکوع میں سجدہ کی تسبیح" سبحان ربی الاعلی" اور سجدہ میں رکوع کی تسبیح" سبحان ربی العظیم" پڑھی دی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں نماز ہوجائے گی لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے اس سے بچنا چاہئے فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

" اگرکسی نے سہوا رکوع میں" سبحان ربی الاعلی" یا سجدہ میں" سبحان ربی العظیم" پڑھا سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں نماز ہوجائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج3 ص647 رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۹ مارچ بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

نماز میں سورتوں کی ترتیب بدل جانے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علماء ذوی الاحترام کی بارگاہ میں عریضہ ہے کہ امام نے پہلی رکعت میں ۔عم یتساءلون ۔اور دوسری رکعت میں تبارک الذی بیدہ الملک پڑھا ۔تو کیا قران کے الٹا پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے؟ رہنمائی فرمائیں ۔سائل محمد خالد رضا جرول قصبہ بہرائچ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

نماز ہو یا تلاوت بطریق معہود ہو تو دونوں میں لحاظ ترتیب واجب ہے اگر قصداً ایسا کرے گا یعنی خلافِ ترتیب پڑھے گا ،گنہ گار ہوگا ،سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایسا شخص خوف نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل اسکا دل الٹ دے۔

صورت مسئولہ میں امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہوا (بھول کر) پڑھیں تو کچھ حرج

نہیں قصداً (جان بوجھ کر) پڑھیں تو گنہ گار ہوا" نماز میں کچھ خلل نہیں"
(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب القرات صفحہ نمبر 20 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)
لہذا معلوم ہوا کہ امام نے پہلی رکعت میں" عم یتسآءلون" اور دوسری میں" تبارك الذی بیدہ الملك" پڑھ دیا تو نماز ہوگئی ہاں! یہ خلاف ترتیب ہے اور ترک واجب کے باعث گناہ ہے آئندہ سے احتیاط رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۵ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

مقتدی کا قعدۂ اخیرہ میں درود ابراہیمی و دعاء مکمل نہ ہوا اور امام سلام پھیر دے تو کیا کرے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اگر مقتدی قعدۂ اخیرہ میں درود ابراہیم یا دعاء قنوت پڑھ رہا تھا لیکن ابھی مکمل نہ ہوا تھا کہ اتنے میں امام صاحب نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کیا کرے، امام کے ساتھ سلام پھیر دے؟ یا مکمل کر کے سلام پھیرے۔

۲۔ اسی طرح مقتدی نے نیت باندھی اتنے میں امام نے قراءت شروع کر دی مقتدی نے ثناء بھی نہ پڑھی یا مقتدی نے آدھی ثناء پڑھی اتنے میں امام صاحب نے قراءت شروع کر دی تو مقتدی اب کیا کرے۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

امام کو اتنی جلدی نہیں کرنا چاہیے کہ مقتدی ثناء یا دعاء ماثورہ نہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر بھی نہیں کہ مقتدی کو گراں گذرے اگر امام نے قرأت شروع کر دی اور مقتدی ثناء ابھی مکمل نہیں کیا تو چھوڑ دے اسی طرح دعاء ماثورہ پوری نہ پڑھ سکا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی بھی امام کے ساتھ سلام پھیر

دے البتہ مقتدی التحیات ورسولہ تک نہ پڑھ سکا تھا کہ تیسری رکعت کے لئے امام کھڑا ہوگیا یا قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام پھیر دیا تو اس صورت میں مقتدی التحیات ورسولہ تک پڑھے بغیر نہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوسکتا ہے نہ سلام پھیر سکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ٣٤٦)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل در بھنگہ بہار
۴ فروری ۲۰۱۹ء

****

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں کسی آیت کو بار بار پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہیکہ زید نے فرض کی دوسری رکعت میں الحمد کے بعد ایک ہی آیت کی تین بار تکرار کی آگے کا یاد نہ آنے کی وجہ سے اب زید پر سجدۂ سہو ہوگا یا نہیں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں سے کسی پر بھی کسی آیت کو بار بار دہرانے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا اگر چہ تین بار سبحان اللہ کہنے کے مقدار دیر ہوگئی ہو۔

(مسائل سجدۂ سہو ص (٦٥) مکتبہ نوری میڈیکل اسٹور ناگپور)

ہاں اگر دوران تکرار تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار سوچنے میں تاخیر کردی تو سجدۂ سہو واجب ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۱۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

مسبوق نے قعدۂ اخیر میں درود شریف پڑھ دیا تو کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ اگر کوئی مقتدی کچھ رکعت چھوٹنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور قعدۂ اخیرہ میں بھول کر درود شریف وغیرہ پڑھ دیا تو ایسی صورت میں نماز کا کیا حکم ہے؟ سائل محمد شاہد بنارس یوپی الھند

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالی

مسبوق کے لیے مستحب یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے تک ختم کرلے، اس کے لیے درود شریف اور دعا وغیرہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے؛ لیکن اگر پڑھ لے تو سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔

" إذا فرغ المسبوق من التشهد قبل سلام الإمام يكرره من أوله، وقيل: يكرر كلمة الشهادة، وقيل: يسكت، وقيل: يأتي بالصلاة والدعاء، والصحيح أنه يترسل ليفرغ من التشهد عند سلام الإمام.

(حلبی کبیر ص ۴۴۱)

ایضا " ان المسبوق ببعض الركعات يتابع الامام فی تشهد الأخير واذا أتم التشهد لا يشتغل بما بعده من الدعوات ثم ماذا يفعل تكلموا فيه وعن ابن شجاع انه يكرر التشهد أي قوله اشهد ان لا اله الا الله وهو المختار """ والصحيح ان المسبوق يترسل فی التشهد حتی يفرغ عند سلام الامام كذا فی الوجيز للكردری وقاضی خان هكذا فی الخلاصة وفتح القدير "

(هنديه جلد اول ص ۹۱)

الحاصل مسبوق (جس کی کچھ رکعت امام کے ساتھ رہ گئی ہو) امام کے قعدۂ اولی واخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد درود شریف نہ ملائے بلکہ تشہد کو اس قدر آہستہ آہستہ پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے تک مکمل کرلے اور اگر تشہد پڑھ چکا ہے تو شہادتین (اشہد ان لا الہ الخ کو لوٹاتا رہے البتہ

اگر تشہد کے ساتھ درود بھی پڑھ لے تو بھی اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۸ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۲ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

مسبوق قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد کچھ پڑھے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال مغرب کی نماز میں اگر تیسری رکعت میں پہنچا تو کیا التحیات کے ساتھ درود ابراہیم دعاء ماثورہ سب پڑھا جائے گا؟ سائل غلام مصطفیٰ چون پوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

فقط تشہد پڑھے گا ٹھہر ٹھہر کر جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ مسبوق کو چاہئے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام کے وقت فارغ ہوں اور اگر پہلے فارغ ہو جائے تو کلمہ شہادت کی تکرار کرے۔ واللہ تعالی اعلم

(درمختار کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ جلد دوم صفحہ ۲۷۰، بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۹۸)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۵ اپریل بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

سجدۂ سہو واجب تھا دونوں طرف سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال ہندہ پر سجدۂ سہو واجب تھا اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا اب اسے یاد آیا اور اس نے سجدۂ سہو کیا تو اسکی نماز ہوگئی یا اعادہ واجب ہوگا؟ سائل حافظ توحید عالم اشرفی پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

صورت مسئولہ میں اگر منافئ نماز میں سے کوئی بات صادر نہ ہوئی تو نماز ہوگئی؛ حضور اشرف الفقہاء خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی ناگپور تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر بھول کر سلام پھیر دیا اور حرمت نماز میں ہے یعنی ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو سجدۂ سہو کرے اور التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے نماز ہو جائے گی۔

(مسائل سجدۂ سہو صفحہ ۱۰۵)

مزید تفصیل کے لیئے مذکورہ کتاب کا مطالعہ کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۳ جولائی بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

جوسورہ ازخود بے اختیار زبان پہ جاری ہوجائے وہی پڑھنا چاہیے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید وتر کی نماز پڑھ رہا تھا پہلی رکعت میں اذا جاء نصر اللہ الخ پڑھا پہلی رکعت مکمل کرنے کے بعد دوسری رکعت سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد پھر اذا جاء نصر اللہ شروع کر دیا ابھی شروع ہی کیا تھا کہ اسے (اذا جاء نصر اللہ) چھوڑ کر تبت یدا الخ پڑھ کر دوسری رکعت مکمل کیا پھر تیسری رکعت مکمل کیا اب رہی بات یہ کہ کیا ایسی صورت میں زید پر سجدۂ سہو واجب ہوا یا نماز ہوئی یا نہیں۔سائل محمد مشتاق احمد سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

سجدۂ سہو واجب نہیں جو سورہ ازخود بے اختیار زبان پہ جاری ہو جائے اسی کو پڑھے اس کو

چھوڑنا نہیں چاہیے لیکن اگر چھوڑ کر پڑھ دیا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں نماز ہو جائے گی۔

(شامی ج ا ص ۵۱:)

(بہار شریعت ج ۳ ص ۱۰۲)

ایسا ہی مسائل سجدۂ سہو صفہ ۶۳ پر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

اا مئی بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

تعداد رکعت میں شک ہو تو اپنی نماز کس طرح پوری کرے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے. 4 رکعت والی نماز لیکن اسے یاد نا رہا کہ تین پڑھی ہے یا چار لیکن حقیقتا اس نے تین ہی رکعت اداء کی ہو لیکن پھر کشمکش ہے کہ 4 پڑھی یا تین. پھر اس شخص نے ایک رکعت اور اداء کر لی. اب مسئلہ یہ ہے کہ وہ شخص سجدۂ سہو کرے گا یا نہیں، برائے کرم جواب سے نوازیں۔ سائلہ شبنم برکاتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر رکعت کے شمار میں بھول ہوگئی تو غالب گمان کر کے اسی پر بنا کرے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں مگر غیر محل میں اتنی دیر تک سوچتا رہا جس میں ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے مقدار تاخیر ہوگئی تو اس تاخیر کی وجہ سے اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر غالب گمان کسی طرف نہیں تو کم اختیار کرے مثلا تین اور چار میں شک ہو تو تین مانے دو اور تین میں شک ہو تو دو قرار دے اور تیسری اور چوتھی رکعت پر قعدہ کرے کیوں کہ تیسری رکعت میں چوتھی کا احتمال باقی ہے پھر چوتھی میں قعدہ کر کے سجدۂ سہو کرے سلام پھیر دے۔

(درمختار جلد ا صفہ ۵۰۷ ھدایہ بہار شریعت جلد ۴ صفہ ۵۷)

کسی کو التحیات پڑھنے کے بعد یہ شک ہوا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار اور تین بار سبحان اللہ کہنے کے مقدار سوچتا رہا پھر یقین ہوگیا کہ چار ہوگئی ہیں تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد ایسا ہوا تو کچھ نہیں۔

(عالمگیری بہار شریعت جلد ۴ صفحہ ۵۷)

ایسا ہی مسائل سجدہ سہو صفحہ ۸۷ پر ہے، صورت مسئلہ میں نماز ہوگئی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں تھی البتہ سجدۂ سہو کو بھی لیتا تو نماز میں کوئی خرابی نہیں آئی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۳ اپریل بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

امام نے جہری نماز میں پست آواز سے سری نماز میں بلند آواز سے قرآت کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

بعدہ اگر جہری نماز میں سری قرآت امام صاحب نے کردی تو نماز ہوگی یا نہیں مثلاً مغرب کی نماز میں امام صاحب نے پست آواز سے قراءت کردی حالانکہ نماز مغرب میں بلند آواز سے قرات کرنا فرض ہے تو نماز ہوگی یا نہیں وضاحت کے ساتھ بتائیں مع حوالہ جلد از جلد بتائیں۔ سائل محمد شمس الحق رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

اگر امام صاحب نے سہوا یعنی (بھول) کر جہری نماز میں سرا اور سری میں جہرا پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہوجائے گی اور اگر قصدا یعنی (جان بوجھ) کر پڑھا تو سجدۂ سہو کرنے سے بھی نماز صحیح نہ ہوگی نماز کا اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ درمختار وغیرہ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

فجر ومغرب وعشاء کی دو پہلی میں اور جمعہ وعیدین وتراویح اور وتر رمضان کی سب میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری چوتھی یا ظہر وعصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ 544 ناشر مکتبۃ المدینہ دہلی)

کتبـــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۱۷ ربیع الآخر ۱۴۴۰ ہجری مطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۱۸ عیسوی بروز منگل

****

سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا سنت ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال جہری نماز میں سورہ کے ساتھ بلند آواز سے بسم اللہ کیوں نہیں پڑھی جاتی ہے؟ سائل محمد علاؤالدین ضیاء برکاتی گوونڈی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

جہری نماز میں بسم اللہ بلند سے پڑھنا خلاف سنت ہے کیونکہ کتب احادیث سے سری پڑھنے کا ثبوت نیز اصحاب رسول ﷺ کا اسی پر عمل رہا ہے اس لئے بلند آواز سے نہیں پڑھتے جیسا کہ اس کے متعلق احادیث مبارکہ منقول ہیں۔

مسلم و بخاری و امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہیکہ:

" قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و خلف ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منھم یقراء بسم اللہ الرحمن الرحیم -"

یعنی" میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق عمر فاروق اعظم عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان میں سے کسی کو نہ سنا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوں"

(صحیح مسلم شریف جلد 1 صفحہ 172 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(صحیح ابن خذیمه جلد 1 صفحه 249 مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت,
شرح معانی الآثار جلد 1 صفحه 202 مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت,
مسند احمد جلد3 صفحه 176 مطبوعه موسسته قرطبه مصر)

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

"وعن انس ان النبی صلی الله علیه و سلم و بابکر و عمر کانوا یفتحون الصلوٰة بالحمد لله رب العلمین-"

یعنی" بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق وعمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما الحمد للہ رب العٰلمین سے قرأت شروع فرماتے تھے"

(صحیح البخاری جلد 1 صفحه 103 مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی, مسند احمد جلد3 صفحه 114 مطبوعه موسسته قرطبه مصر, شرح معانی لآثار جلد 1 صفحه 202 مطبوعه دار الکتب بیروت)

نسائی ابن حبان طحاوی شریف نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی :

"قال صلیت خلف النبی صلی الله علیه و سلم وابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منهم یجهر بسم الله الرحمن الرحیم "

یعنی" میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر وعثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان حضرات میں کسی کو بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھتے نہ سنا"

(نسائی جلد 2 صفحه 135 مطبوعه مکتب المطبوعات الاسلامیه حلب,
سنن الکبریٰ للنساء جلد 1 صفحه 315 مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت,
صحیح ابن حبان جلد 5 صفحه 1799مطبوعه موسسته الرساله بیروت,
صحیح ابن خذیمه جلد 1 صفحه 249 مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت,
شرح معانی الآثار جلد 1 صفحه 202طبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

طبرانی نے معجم کبیر میں ابونعیم نے ابن خذیمہ اور طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی :

ان النبی صلی الله علیه و سلم وابابکر وعمر و عثمان کانوا یستفتحون

القراءة بالحمدلله رب العلمين ۔
یعنی بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے ۔
(صحیح ابن خذیمه جلد 1 صفحه 50 مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت, مصنف عبدالرزاق باب قراءة بسم الله الرحمن الرحیم جلد 2 صفحه 88 مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت, شرح معانی الآثار جلد 1 صفحه 202 مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)
ابن ابی شیبہ نے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:
عن ابن مسعود انه کان یخفی بسم الله الرحمن الرحیم والاستعاذه و ربنا لك الحمد ۔
یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ باللہ اور ربنا لک الحمد آہستہ پڑھا کرتے تھے ۔
(جامع الرضوی المعروف بصحیح البہاری جلد 2 صفحہ 378)
مسلم ابو داؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی :
قالت کان رسول الله صلی الله علیه و سلم یستفتح الصلوٰة بالتکبیر والقرأة بالحمدلله رب العلمین ۔
یعنی فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز تکبیر سے شروع فرماتے تھے اور قرأت الحمدللہ سے ۔
(مصنف عبدالرزاق باب قرأة بسم الله الرحمن الرحیم جلد 2 صفحه 89 مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت)
امام احمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی:
قال اربع یخفیهن الاسلام بسم الله الرحمن الرحیم وسبحنك اللهم والتعوذ و امین ۔
یعنی آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ پڑھے بسم الله الرحمن الرحیم ,

سبحنك اللهم, اعوذ اور آمین۔

(مصنف عبدالرزاق باب قرأة بسم الله الرحمن الرحيم جلد 2 صفحہ 89 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

عبدالرزاق نے ابو فاختہ سے روایت کی:

ان عليا كان لا يجهر بسم الله الرحمن الرحيم و كان يجهر بالحمد لله رب العلمين

یعنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ اونچی آواز سے نہ پڑھتے تھے الحمد للہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق باب قرأة بسم الله الرحمن الرحيم جلد 2 صفحہ 89 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

اس کے متعلق اور بہت سی احادیث پیش کی جاسکتی ہیں اگر کسی کو شوق ہو تو طحاوی اور صحیح البخاری شریف کا مطالعہ فرمائیں: عقل بھی چاہتی ہے کہ بسم اللہ شریف بلند آواز سے نہ پڑھی جائے کیونکہ سورتوں کے اول میں جو بسم اللہ شریف لکھی ہوئی ہے وہ ان سورتوں کا جز نہیں فقط سورتوں میں فصل کرنے کے لئے لکھی گئی اور حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ :

جو اچھا کام بسم اللہ سے شروع نہ ہو تو ناقص ہے۔

تو جیسے برکت کے لئے نمازی قرآت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے ہیں مگر آہستہ کیونکہ اعوذ باللہ سورہ کا جز نہیں ایسے ہی برکت کے لئے بسم اللہ پڑھے مگر آہستہ کیونکہ یہ بھی ہر سورت کا جز نہیں ہاں سورہ نمل شریف میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سورت کا جز ہے۔ امام وہاں بلند آواز سے پڑھتا ہے کیونکہ وہ وہاں کی آیت ہے غرض کہ امام صرف قرآن کریم کو آواز سے پڑھے جو بسم اللہ سورہ کے اول میں ہے وہ سورۃ کا جز نہیں لہذا آہستہ پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ماخذ: سعید الحق شرح جاء الحق حصہ 2 صفحہ 817/816)

کتبـــــہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۹ نومبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

کسی نے ثناء کی جگہ تشہد پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام رہنمائی فرمائیں مسئلہ ذیل میں کہ نماز کے لئے نیت باندھا اور اب ثناء کے بجائے التحیات پڑھنے لگا تو کچھ پڑھنے کے بعد یاد آنے پر اسے چھوڑ کر ثناء پڑھا تو نماز کس طرح پوری کرے سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا ویسے ہی نماز مکمل کرلیں، علماء کرام تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔سائل احمد علی سعودی عرب

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

اگر پہلی رکعت میں ثناء کی جگہ التحیات پڑھ لے تو سجدۂ سہو واجب نہیں، اس لئے کہ یہاں تشہد ثناء کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔لیکن اگر ثناء اور تعوذ تسمیہ کے بعد سورۂ فاتحہ کی جگہ التحیات کی اتنی مقدار پڑھ لی جو تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی یا سبحان ربی العظیم کے بقدر ہو تو تاخیر واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔

"ولو قرأ التشهد مرتين في القعدة الأخيرة أو تشهد قائماً أو راكعاً أو ساجداً لا سهو عليه، منية المصلي. لكن إن قرأ في قيام الأولى قبل الفاتحة أو في الثانية بعد السورة أو في الأخيرتين مطلقاً لا سهو عليه، وإن قرأ في الأوليين بعد الفاتحة والسورة أو في الثانية قبل الفاتحة وجب عليه السجود؛ لأنه أخر واجباً"۔ واللہ تعالی اعلم

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح (ص: 461)

کتبــــــــه

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۴ مئی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

سجدۂ سہو کا طریقہ کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ سجدۂ سہو کا طریقہ ارشاد فرمادیجئے۔سائل محمد معراج پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

واجبات نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدۂ سہو واجب ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔(عامۂ کتب) واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ بہار شریعت حصہ چہارم سجدۂ سہو کا بیان)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھ جائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

ایک مسئلہ عرض یہ ہے کہ امام بھول کر تیسری رکعت میں بیٹھ گیا پھر کسی مقتدی نے لقمہ دیا تو امام نے اس کا لقمہ لے لیا اور کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں نماز فاسد ہوئی یا نہیں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔سائل: محمد جنید پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

نماز فاسد نہیں ہوئی البتہ اگر مقتدی نے امام کے تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تاخیر سے لقمہ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہے ورنہ نہیں نماز مکمل ہوگئی، جیسا کہ حبیب الفتاوی میں ہے:

اگر امام تین تسبیح کی مقدار بیٹھا رہا اس کے بعد مقتدی کے لقمہ دینے سے کھڑا ہوا تو قیام میں اتنی تاخیر کرنے سے سجدۂ سہو لازم و واجب ہوگا اور اگر اس نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز کا لوٹانا واجب ہوگا اور اگر اس نے قیام میں لقمہ دینے کے بعد تاخیر نہیں کی تو یہ نماز بغیر کراہت صحیح و درست ہوگئی سجدۂ سہو کی اصلا حاجت وضرورت نہیں۔واللہ تعالی اعلم

(حبیب الفتاوی ج اول صفحہ ۴۲۷ کتاب الصلوۃ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

کتبــــــہ
محمد معصوم رضا نوری
۸ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۲ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

امام پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو کیا کریں

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اگر امام چوتھی رکعت کے بعد پانچوی میں کھڑا ہو جائے تو کیا کرے جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں بہت مہربانی ہوگی۔

سائل: محمد نثار رضا قادری نانپارہ شریف یوپی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مسؤلہ میں قعدۂ اخیرہ کے بغیر پانچویں کے لئے کھڑا ہو گیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہیں کیا ہے تو لوٹ جائے اور سجدۂ سہو سے نماز پوری کرلے۔

جیسا کہ ھدایہ میں علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغیانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

(وَإِنْ سَهَا عَنِ الْقَعْدَةِ الْأَخِيرَةِ حَتَّى قَامَ إِلَى الْخَامِسَةِ رَجَعَ إِلَى الْقَعْدَةِ مَا لَمْ يَسْجُدْ)
قَالَ (وَأَلْغَى الْخَامِسَةَ) لِأَنَّهُ رَجَعَ إِلَى شَيْءٍ مَحَلُّهُ قَبْلَهَا فَتَرْتَفِضُ (وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ) لِأَنَّهُ أَخَّرَ وَاجِبًا.

[العناية شرح الهداية، كتاب الصلاة باب سجود السهو، ج ۱ ص ۵۰۰ دار الفكر بيروت]

اور اگر قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کے لوٹنے کا انتظار کرے جب تک پانچویں کا سجدہ نہیں کیا ہے اور اگر سجدہ کرلیا ہے تو مقتدی سلام پھیر لے۔

جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے۔

وَلَوْ قَامَ الْإِمَامُ إِلَى الْخَامِسَةِ فَتَابَعَهُ الْمَسْبُوقُ إِنْ قَعَدَ الْإِمَامُ عَلَى رَأْسِ الرَّابِعَةِ تَفْسُدُ صَلَاةُ الْمَسْبُوقِ وَإِنْ لَمْ يَقْعُدْ لَمْ تَفْسُدْ حَتَّى يُقَيِّدَ الْخَامِسَةَ

بِالسَّجْدَةِ فَإِذَا قَيَّدَهَا بِالسَّجْدَةِ فَسَدَتْ صَلَاةُ الْكُلِّ. (هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل السادس، ج۱، ص۹۰۔ دار الفکر بیروت)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

پانچویں رکعت کے لیے بھول کر کھڑا ہوگیا، پھر اس صورت میں اگر قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے، اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کرلیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔ اور اگر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۵۹۰)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــہ
محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار

****

باب سجود التلاوۃ

(سجدۂ تلاوت کا بیان)

نابالغ سے آیت سجدہ سننے پر کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ نابالغ لڑکے کے زبان سے کوئی بالغ شخص سجدہ تلات سن لے تو کیا بالغ شخص پر سجدہ کرنا واجب ہوگا؟ المستفتی: شیخ رضوان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

کسی نابالغ نے آیت سجدہ پڑھی اور عاقل و بالغ شخص نے سنا تو اس پر سجدہ واجب ہوگا جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

" و الأصل فی وجوب السجدۃ ان کل من کان من أھل وجوب الصلاۃ اما أداء او قضاء کان اھلا لوجوب سجدۃ التلاوۃ ومن لا فلا کذا فی الخلاصۃ حتی لو کان التالی کافرا او مجنونا او صبیا او حائضا او نفساء او عقیب الطھر دون العشرۃ و الاربعین لم یلزمھم کذا السامع کذا فی الزاھدی ولو سمع منھم مسلم عاقل بالغ تجب علیہ لسماعہ ولو قرأ المحدث او الجنب او سمعا تجب علیھما "اھ

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 132 : کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ)

اور درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ:

(علی من کان) متعلق بیجب (أهلا لوجوب الصلاة) لأنها من أجزائها (أداء) كالأصم إذا تلا (أو قضاء) كالجنب و السكران و النائم (فلا تجب على كافر و صبي و مجنون و حائض و نفساء قرءوا أو سمعوا) لأنهم ليسوا أهلا لها (و تجب بتلاوتهم) يعني المذكورين. تجب على من سمعهم بسبب تلاوتهم۔

(در مختار مع رد المحتار ج2 ص 700 : کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور بہار شریعت میں ہے کہ آیت سجدہ پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے کہ وہ وجوب نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اسے حکم ہو، لہٰذا اگر کافر یا مجنون یا نابالغ یا حیض ونفاس والی عورت نے آیت پڑھی تو ان پر سجدہ واجب نہیں اور مسلمان عاقل بالغ اہل نماز نے ان سے سُنی تو اس پر واجب ہوگیا۔ واللہ تعالی اعلم

اھ (بہار شریعت ج 1 ص 730: سجدۂ تلاوت کا بیان)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۱ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

موبائل سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ واجب نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا موبائل سے آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ سائل محمد ثقلین رضا پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

موبائل سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ سہو تلاوت واجب نہیں۔

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ: ولا تجب اذا سمعها من الطير هو المختار

یعنی مذہب مختار کے مطابق جب پرندے (کی زبان) سے آیت سجدہ سنی جائے سجدۂ تلاوت

واجب نہیں ہوگا۔

(فتاوی عالمگیری ج۱ ص ۱۳۲ ذکریا بک ڈپو دیوبند)

اور موبائل بھی آلہ برقی اور مصنوعی پرندہ ہے لھذا اگر موبائل سے آیت سجدہ سنی جائے تو اس سے بھی سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا اور سجدۂ تلاوت واجب ہونے کی ایک یہ بھی شرط ہے کہ قاری یعنی قرآن کی تلاوت کرنے والا تلاوت کا اہل اور مکلف ہو اور موبائل نہ قرآن کی تلاوت کا اہل ہے اور نہ احکام شرع کا مکلف، علامہ ابن نجیم حنفی مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

ولو سمع آية السجدة من حيوان صرحوا بعدم وجوبها على المختار

اگر آیت سجدہ کسی (حیوان) کی زبان سے سنی تو فقہائے کرام فرماتے ہیں مذہب مختار کے مطابق سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا کیوں کہ قاری (حیوان) تلاوت کا اہل اور مکلف نہیں ہے۔

(الاشباه والنظائر ج۱ ص ۵۴ دار الكتب العلمية بيروت)

اور حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں کہ: یونہی پرندے کی آواز سنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ سے آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔

خلاصہ لھذا موبائل کے ذریعہ آیت سجدہ سننے سے سامنے موجود سامعین پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا کیوں کہ جس طرح پرندہ شرعی احکام کا مکلف نہیں ہے اسی طرح موبائل بھی نہیں ہے اور وجوب سجدہ کے لیے قاری کا مکلف ہونا ضروری ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(موبائل فون کے ضروری مسائل ص ۱۳۶ تا ۱۳۷)

کتبـــــہ
محمد سلطان رضا شمسی نیپال
۱۰ جون بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

سورۂ حج کا دوسرا سجدہ واجب ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام رہنمائی فرمائیں کہ سورۃ الحج میں جو دوسرا سجدہ ہے یہ سجدہ کرنا کیسا ہے مع دلیل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد سمیر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

واجب نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ: سورۂ حج کی آخر آیت جس میں سجدہ کا ذکر ہے اسکے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں کہ اس میں سجدہ سے مراد نماز کا سجدہ ہے البتہ اگر شافعی المذہب امام کی اقتداء کی اور اس نے اس موقع پر سجدہ کیا تو اسکی متابعت میں مقتدی پر بھی واجب ہے۔

(ح:4/ص:729/سجدۂ تلاوت کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے کہ:

(منہا اولی الحج) اما ثانیتہ فصلاتیۃ لاقترانہا بالرکوع۔

اور اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے کہ:

(لاقترانها بالركوع) لأن السجدة متى قرنت بالركوع كانت عبارة عن السجدة الصلاتية كما في قوله تعالىٰ "واسجدي واركعي" بدائع ۔واللّٰہ تعالی اعلم

(ج:2/ص:575/576/ کتاب الصلاۃ/باب سجود التلاوۃ/دار عالم الکتب)

کتبــــــہ

محمد اسرار احمد نوری ضلع نینی تال اترا کھنڈ

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۱۶ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز سنیچر

****

بیٹھ کر سجدۂ تلاوت کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ بیٹھ کر سجدۂ تلاوت کرنا کیسا ادا ہوگا یا نہیں؟ سائل محمد کبیر الدین رضوی کوٹہ راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

سجدۂ تلاوت کی نیت کرکے، اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے اور اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے اٹھ

جائے،سجدۂ تلاوت کے لئے کھڑا ہونا افضل ہے،ضروری نہیں ۔بیٹھے بیٹھے بھی سجدۂ تلاوت ادا کرے تو بھی ہو جائے گا کیونکہ اس میں قیام مستحب ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

ویرفع صوته بالتكبير و المستحب انه اذا اراد ان يسجد للتلاوة و يقوم ثم يسجد و اذا رفع رأسه من السجود يقوم ثم يقعد كذا في الظهيرية ۔

(فتاوی عالمگیری ج1ص135 : كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة)

اور درمختار میں ہے کہ: و ركنها السجود أو بدله كركوع مصلٍ و إيماء مريض و راكبٍ وهي سجدةٌ بين تكبيرتين مسنونتين جهراً و بين قيامين مستحبين بلا رفع يدٍ وتشهدٍ وسلامٍ ۔

(در مختار ج2ص699 : كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة)

اور بہار شریعت میں ہے کہ: سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اَکۡبَرۡ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبۡحٰنَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہے، پھر اللہ اَکۡبَرۡ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اللہ اَکۡبَرۡ کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب ہیں (لہذا بیٹھ کر بھی سجدۂ تلاوت کر سکتے ہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج1 ص731: سجدۂ تلاوت کا بیان)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

سجدۂ تلاوت کا ایک اہم مسئلہ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

بعد از سلام علماء کرام کی بارگاہ میں مسئلہ عرض ہے کہ قرآن خوانی جو ہوتی ہے تو اکثر دیکھا گیا ہے کے سجدے نہیں کئے جاتے تو یہ سجدے نہ کرنے میں کوئی نقصان ہے یا نہیں یہ فرما دیجئے ۔سائل محمد خالد رضا نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعــــــــــالیٰ

سجدۂ تلاوت قاری وسامع پر واجب ہے البتہ بیرون نماز تلاوتِ آیتِ سجدہ فوراادا کرنا واجب نہیں ہوتا بلکہ اسی وقت سجدہ کرنا افضل ہوتا ہے؛ اور بلا وجہ تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور کبھی نا کرنے کی صورت میں قاری و سامع دونوں گنہگار ہوں گے کہ سجدۂ تلاوت کے پڑھنے سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔

حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جب قرآن کریم کی تلاوت کرے آیت سجدہ آجائے تو اسی وقت سجدہ کرنا افضل ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو کہ اٹھا رکھتے ہیں بھول پڑتی ہے دیر کرنے میں آفات ہیں لہذا علماء نے اسے مکروہ تنزیہی فرمایا ہے مگر ناجائز نہیں۔

فی الدر المختار ھی علی المختار:

" ویکرہ تاخیرھا تنزیھا ان لم تکن صلویۃ فعلی الفور لصیرورتھا جزأ منھا فیاثم بتاخیرھا "

درمختار میں ہے مختار یہی ہے کہ سجدۂ تلاوت فی الفور لازم نہیں ہوتا اس کا مؤخر کرنا مکروہ تنزیہی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ نماز میں لازم نہ ہوا ہو۔

اگر نماز میں لازم ہوا تو فی الفور نماز کے اندر کرنا ہی ضروری ہے کیونکہ اب وہ نماز کا حصہ بن جائے گا اب اس کی تاخیر سے گنہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بحوالہ در مختار باب سجود التلاوۃ مطبوعہ مجتبائی دھلی ۱۰۵/۱، حوالہ فتاوی رضویہ جلد۸ صفحہ۲۳۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۵ جولائی ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

کیا قرآن کے پورے سجدے ایک ہی مرتبہ کر سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ اگر کسی شخص نے قرآن مجید شروع سے آخر تک پڑھا اور اس نے ارادہ کیا کہ میں قرآن پاک کے تمام سجدے ایک ہی بار میں کرلوں گا تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے جواب بحوالہ عنایت فرمائیں، آپ کی مہربانی ہوگی۔سائل محمد آل مصطفی رضا نیوریا حسین پور پیلی بھیت شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

اگر کسی نے قرآن مجید مکمل تلاوت کیا اور سوچا کہ سب سجدہ ایک بار کرونگا تو یہ اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے مگر درست ہے بہار شریعت مسئلہ ۲۸: آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرلے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہِ تنزیہی۔

(درمختار)

مسئلہ ۲۹: اُس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع کو یہ کہہ لینا مستحب ہے "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتار، بہار شریعت ج چہارم ص 736 سوپٹؤیر ایپ سجدہ تلاوت کا بیان)

کتبـــــہ
محمد انور رضا یوپی الھند
۲۲ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

اگر آیت سجدہ پڑھ کر فورا رکوع سجود کیا تو اب سجدۂ تلاوت کی ضرورت نہیں وہی کافی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ تراویح میں امام نے

آیت سجدۂ تلاوت کی اور آیت سجدہ پر سجدہ کی نیت کر کے اسی پر رکوع وسجود کر لیا تو کیا پھر بھی امام کو سجدۂ تلاوت کرنی ہوگی ؟ اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ امام کے سجدۂ تلاوت کی نیت مقتدیوں کے لیئے کافی ہے؟ کیا مقتدیوں پر آیت سجدہ کا وجوب ختم ہو جائے گا؟ سائل محمد ایوب خان یارعلوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

دوبارہ سجدۂ تلاوت کرنے کی ضرورت نہیں، سجدہ کی آیتوں کو پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھی اور رکوع کرکے سجدہ کیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو گیا اب اس کے ذمہ سجدہ تلاوت نہ رہا۔

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۶۹)

اور فتاوی رضویہ جلد سوم صفہ ۶۵۴ میں ہے سجدہ نماز جب فی الفور کیا جائے تو اس سے سجدۂ تلاوت خود بخود ادا ہو جاتا ہے اگرچہ نیت نہ ہو۔

(فی در مختار جلد اول صفہ ۵۱۹)

"لو رکع و سجد للصلوۃ فورًا ناب سجود المقتدی عن سجود التلاوۃ بلا نیه تبعًا لسجود امامه لما مر اٰنفًا عنها تؤدی التلاوۃ فورًا و ان لم ینو

بلکہ ہمارے علماء بحالت کثرت جماعت یا اخفائے قرأت اسی طریقہ کو مطلقاً افضل ٹھہراتے ہیں کہ آیت سجدہ پڑھ کر فوراً نماز کے رکوع وسجود کر لے تاکہ تلاوت کے لئے جدا سجدہ کی حاجت نہ پڑے جس کے باعث جہال کو اکثر التباس ہو جاتا ہے۔

مراقی الفلاح مع طحطاوی صفحہ ۲۶۴ میں ہے:

"ینبغی ذلك للامام مع کثرۃ القوم او حال المخافته حتی لا یؤدی الی التخلیط - اھملخصا

مقتدی نے آیت سجدۂ تلاوت کی اس صورت میں اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں یہاں تک کہ امام اور ساتھ کے مقتدیوں نے سنا تو ان پر بھی واجب نہیں۔

فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۲۴ میں ہے:

"ان تلا الماموم لم یلزم الامام والمؤتم السجود لا فی الصلوۃ ولا

بعد الفراغ منہا کذا فی السراج الوھاج"

اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۱۷ میں ہے:

لا تحب من المؤتم لو کان السامع فی صلوۃ ای صلوۃ المؤتم بخلاف الخارج"

(فقہی پہیلیاں صفحہ ۱۱۳)

لہٰذا مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہے کہ امام نے سجدۂ تلاوت کرلیا تو مقتدیوں کے لیئے وہی کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۶ مئی بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

باب صلوة المسافر

(مسافر کی نماز کا بیان)

مسافر کب قصر کرے اور کب پوری نماز ادا کرے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماے کرام جواب عنایت فرمائیں زید ممبئی میں نوکری کرتا ہے وہ ۱۰ اکتوبر کو یوپی سے ممبئی پہونچا اور اقامت کی نیت کرلی. ابھی ایک ہفتہ گذرا تھا کہ گھر سے فون آیا کہ اسے ایک ہفتہ کے اندر گھر آنا ہے یعنی پندرہ دن مکمل ہونے سے پہلے اس نے گھر جانے کا مکمل ارادہ کرلیا ایسی صورت میں زید مسافر ہو جائے یگا یا مقیم ہی رہے گا وضاحت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد ابوعبیدہ ایس کبیر نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعــــــــــالی

زید وقت نیت اقامت سے مقیم ہے اور جب تک وہ اپنے وطن اصلی واپس نہ آجاے یا دوسرا وطن اقامت نہ بنالے یا مسافت قصر کو نہ چلا جاے مقیم ہی رہے گا کہ زید نے ممبئی پہنچ کر پندرہ یا اس زیادہ ایام ٹھہرنے کی نیت کرلی تھی اور اس وقت کوئی مانع نیت اقامت بھی نہ تھا مثلا ارادہ میں غیر مستقل ہونا وغیرہ۔

جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

جب وہاں سے بقصد وطن چلے اور وہاں کی آبادی سے باہر نکل آئے اس وقت سے جب تک اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو قصر کرے گا جب اپنے وطن کی آبادی میں آگیا قصر جاتا رہا، جب تک یہاں رہے گا اگر چہ ایک ہی ساعت، قصر نہ کرسکے گا کہ وطن میں کچھ پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ضروری نہیں، پھر جب وطن سے اُس شہر کے قصد پر چلا اور وطن کی آبادی سے باہر نکل گیا اس وقت سے قصر واجب ہوگیا راستے بھر تو قصر کرے گا ہی اور اگر اُس شہر میں پہنچ کر اس بار پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ

نہیں بلکہ پندرہ دن سے کم میں واپس آنے یا وہاں سے اور کہیں جانے کا قصد ہے تو وہاں جب تک ٹھہرے گا اس قیام میں بھی قصر ہی کرے گا اور اگر وہاں اقامت کا ارادہ ہے تو صرف راستہ بھر قصر کرے جب اس شہر کی آبادی میں داخل ہوگا قصر جاتا رہے گا۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۸) ص (۲۰۸) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

سفر میں قضاء ہو جانے والی نماز کی ادائیگی کا مسئلہ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ زید مسافر تھا تو اس نے سفر کے دوران نماز نہیں پڑھی تو گھر پر آ کر ان نمازوں کی قصر پڑھیگا یا پوری تمام مفتیان اکرام توجہ فرمائیں اور باحوالہ جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے گا۔ سائل نظام اختری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگر چہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگر چہ سفر میں پڑھے۔

البتہ قضا پڑھنے کے وقت کوئی عذر ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا، مثلاً جس وقت فوت ہوئی تھی اس وقت کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا اور اب قیام نہیں کرسکتا تو بیٹھ کر پڑھے یا اس وقت اشارہ ہی سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھے اور صحت کے بعد اس کا اعادہ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ ٤ بحوالہ عالمگیری، درمختار)

کتبـــــہ
محمد اشفاق احمد علیمی پوربندر گجرات
۱۹ اپریل بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

مسافر نے چار رکعت والی فرض نماز کو دو کے بجائے چار رکعت پڑھ لیا تو کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان کرام کہ سفر میں نماز کا کیا حکم ہے اگر کسی نے چار رکعت والی فرض نماز میں دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھا لیا تو کیا حکم ہے؟ سائل: محمد عارف سعودی عرب

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

مسافر پر قصر کرنا واجب ہے۔کسی نے چار رکعت پڑھ لیا اور دوسری رکعت میں قعدہ کیا تھا تو نماز ہو جائے گی اور بعد کی دونوں رکعتیں نفل ہو جائیں گی لیکن جان بوجھ کر چار رکعت پڑھنا گناہ ہے بھول سے ہو تو معاف ہے۔

الدر المختار میں ہے:(فَلَوْ أَتَمَّ مُسَافِرٌ إنْ قَعَدَ فِي) الْقَعْدَةِ (الْأُولَى تَمَّ فَرْضُهُ وَ) لَكِنَّهُ (أَسَاءَ) لَوْ عَامِدًا۔

(الدر المختار،ج2ص128باب صلوۃ المسافر،دار الفکر،بیروت)

ترجمہ:مسافر نے اگر چار رکعت پڑھلی اور دوسری رکعت پر قعدہ کیا تھا تو فرض ادا ہو گیا لیکن اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو گنہ گار ہوا۔

بہار شریعت میں ہے:مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے۔

(بہار شریعت سوفٹویر،حصہ 4ص746نماز مسافر کا بیان،)

حاصل کلام یہ کہ مسافر اگر دو رکعت پر قعدہ کیا تھا تو نماز ہو گئی ورنہ دوبارہ پڑھے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۱ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

حالت سفر میں سنت ترک کرنے کا شرعی حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
اگر کوئی شخص سفر میں ہے تو اگر وہ سنت نہ پڑھے تو کیا وہ گنہگار ہوگا۔سائل محمد عالم قادری ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــالی

اگر کوئی ترک سنت مؤکدہ کی عادت بنالے تو وہ ضرور گنہگار ہوگا حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہارشریعت میں فرماتے ہیں: وہ جس کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو،البتہ بیانِ جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو،اس کا ترک اساءت اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاقِ عذاب۔(جلداول صفحہ ۲۸۳)

اور سنتوں میں قصر نہیں نیز اسی میں ہے:سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔(جلداول صفحہ ۷۴۴)

کتبـــــہ
مشیر اسد مقیم حال ممبئی
۱۰ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کسی کا کسی جگہ قیام عارضی بغرض تجارت ہو تو وہ وطن اصلی نہیں ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
گروپ کے تمام مفتیان کرام سے میرا سوال یہ ہے کہ میں اپنے گھر سے یا اپنی بستی سے دہلی کا سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں میں دو دن یا اس سے پہلے جا کر کے واپس آچکا ہوں بائی ٹرین جبکہ تین دن کا ارادہ میں نے نہیں کیا تھا میں اپنا کام دو دن یا اس سے پہلے میں کر کے آچکا ہوں اس صورت میں کیا میں مسافر ہو یا نہیں نماز قصر ادا کروں گا یا مکمل پڑھوں گا برائے کرم اس کو مکمل سمجھا دیں تو آپ کی بہت بڑی مہربانی ہوگی یہ مسئلہ میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں آیا تین دن کی مسافت کا مطلب بای ٹرین ہے یا بائیں سفر ہے آج کل کوئی بھی اپنا سفر تین دن تک چل کر کے نہیں کرتا ہے ٹرین ہوائی جہاز یا موٹر بائیک گاڑی وغیرہ سے کرتے ہیں تو آیا اگر ہم سو کلو میٹر اگر ایک دن میں سفر کر کے آجائیں تو مسافر ہو سکتے ہیں یا نہیں۔سائل شہادت حسین شیرانی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر آپ کے وطن اصلی سے دہلی کی مسافت ۹۲ کلو میٹر سے دور ہے اور دہلی میں صرف تجارت کے لئے مقیم ہیں وہ جگہ نہ آپ کی ولادت ہوئی ہے اور نہ وہاں آپ نے شادی کی ہے اور نہ ہی اسے اپنا وطن بنایا یعنی یہ عزم نہیں کیا کہ اب یہیں رہونگا اور یہاں کی سکونت نہ چھوڑوں گا صرف تجارت کی غرض سے گئے ہیں اور وہاں پندرہ دن سے کم رکنے کا ارادہ ہے تو آپ مسافر شرعی ہیں راستہ میں اور جس جگہ گئے ہیں وہاں قصر کریں گے چاہے یہ سفر تیز رفتار سواری سے چند گھنٹہ میں طے کرلیں جب بھی مسافر شرعی کے حکم میں ہونگے اور قصر نماز کریں گے ایسا ہی اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں:

وہاں کا قیام صرف عارضی بر بنائے تعلق تجارت یا نوکری ہے تو وہ جگہ وطن اصلی نہ ہوئی اگر چہ وہاں بضرورت معلومہ قیام زیادہ اگر چہ وہاں برائے چندے پاتا حاجت اقامت بعض یا کل اہل وعیال کو بھی لے جائے کہ بہر حال یہ قیام کہ ایک وجہ خاص ہے نہ مستقل ومستقر تو جب تک پندرہ دن کی نیت نہ کرے گا قصر ہی پڑھے گا۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص ۶۷۰ مکتبہ رضا اکیڈمی ممبئی)

ایسا ہی فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۳۹۵ پر ہے الحاصل اگر آپ دہلی میں پندرہ دن سے کم قیام کرتے ہیں تو مسافر شرعی ہیں اگر چہ یہ قیام ایک ہی دن ہو اس میں جس نماز کا وقت آپ پائیں تو قصر کریں مسافر شرعی کیلئے تین دن کی قید اس زمانے میں تھی جب لوگ پیدل، گھوڑے، اونٹ وغیرھم سے اسفار کرتے تھے اب تین دن کی قید نہیں ہے بلکہ تین دن کے مقدار مسافت کو اگر ایک گھنٹہ میں طے کرلیتا ہے جب بھی مسافر شرعی ہے اور وہ مقدار علماء ومحققین نے ساڑھے ستاون میل یا ۹۲ کیلومیٹر متعین فرمایا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص ۶۷۱، فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۳۹۴)

لھذا اس مقدار کو جو طے کرلیا وہ مسافر شرعی ہے۔

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپور وا با چھپٹی سیتا مڑھی بہار

۱۷ اپریل بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

وطن اصلی اور وطن اقامت میں نماز کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ھیں مفتیان عظام کہ بکر کا گھر اور اہل وعیال ضلع لیہ میں ہیں جبکہ بکر کی نوکری ضلع لیہ سے تقریبا تین سو میل دور ضلع لاہور میں ہے۔ بکر کو بارہ دنوں بعد تیرہویں اور چودھویں دن یعنی دو دن کی چھٹی ہوتی ہے جس میں وہ واپس گھر ضلع لیہ جاتا ہے اور دو دن لیہ رہنے کے بعد دوبارہ لاہور روانہ ہو جاتا ہے اس ارادے کے ساتھ کہ بارہ دنوں بعد واپس گھر والوں سے ملنے آؤں گا۔ اب دریافت طلب امر یہ ھے کہ بکر کی لاہور اور لیہ میں نمازوں کا کیا حکم ہے۔ پوری پڑھیں گے یا قصر۔ رہنمائی فرمائی جائے۔ المستفتی۔ ذیشان احمد لاہور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بکر جب کہ اپنے وطن اصلی لیہ سے تقرینا تین سو میل دور ضلع لاہور میں نوکری کرتا ہے اور بارہ دن بعد اپنے وطن اصلی میں آتا ہے۔ تو بکر مسافر ہے۔ وہ اپنے وطن اصلی (لیہ) سے نکلنے کے بعد مسافر ہو جائے گا اور جب تک واپس وطن اصلی نہیں آتا ہے وہ نمازوں میں قصر کرے گا۔ ہاں اگر وطن اقامت میں پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرایا ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو مقیم ہو جائے گا اور نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

جیسا کہ استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا:

اگر زید اپنے آبائی وطن (لیہ) سے ساٹھ میل (یا اس سے زیادہ تین سو میل) کے فاصلہ پر صرف تجارت (یا نوکری) کے لیے مقیم ہے کہ اس جگہ نہ اس کی ولادت ہوئی نہ وہاں اس نے شادی کی اور نہ اسے وطن بنایا یعنی یہ عزم نہیں کیا کہ اب یہیں رہوں گا اور یہاں کی سکونت نہ چھوڑوں گا بلکہ وہاں (لاہور) کا قیام صرف عارضی بر بنائے تعلق تجارت یا نوکری ہے تو وہ جگہ وطن اصلی نہ ہوئی بلکہ (لاہور) وطن اقامت ہے اگر چہ وہاں بعض یا کل اہل وعیال کو بھی لے جائے کہ بہر حال یہ قیام مستقل نہیں بلکہ ایک وجہ خاص سے ہے تو جب وہاں (لاہور) سفر سے آئے گا جب تک پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ کرے گا قصر ہی پڑھے گا اور جب وہاں سے اپنے آبائی وطن (لیہ) کے لیے سفر کرے گا تو راستہ میں قصر کرے گا

کہ ساٹھ میل کا سفر کرے گا اور جب اپنے آبائی وطن میں پہونچ جائے گا تو قصر نہ کرے گا کہ وطن اصلی ہے اور مسافر جب وطن اصلی میں پہونچ جاتا ہے تو سفر ختم ہو جاتا ہے اگر چہ اقامت کی نیت نہ ہو۔

درمختار میں ہے: الوطن الاصلی موطن ولادته اوتأهله اوتؤطنه۔

ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۳۲ میں ہے: قوله او تأهله ای تزوجه وقوله او تؤطنه ای عزم علی القرار فيه وعدم الارتحال وان لم يتاهل

اور فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۳ میں ہے: وطن الاقامة يبطل بوطن الاقامة وبانشاء السفر وبالوطن الاصلی۔ هكذا فی التبيين۔

اور اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے: اذا دخل المسافر مصره اتم الصلوٰة وان لم ينوی الاقامة فيه۔

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۹٤)

لھذا بکر لاہور میں قصر نماز پڑھے گا اور ریہ میں پوری نماز ادا کرے گا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی سدھارتھنگر یو پی
۲۳ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۸ جمادی الالیٰ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

زید 100 کلو میٹر دور ایک بارات میں جا رہا ہے مگر شام کو واپس ہوگا تو یہ نماز قصر پڑھے گا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال زید سو کلو میٹر سفر کیا بارات کے لئے اور آج ہی اس کو واپس بھی ہونا ہے کیا وہ نماز قصر پڑھے گا۔ سائل حسرالدین

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

غالبا سائل کو یہ خلجان ہے کہ شرعا مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی کے باہر ہوا تو جب زید ایک ہی دن میں واپس ہو جائے گا تو وہ مسافر کیسے ہوگا۔ تو بلاشبہ تین دن کی راہ تک جانے والا مسافر ہے مگر یاد رہے دن سے مراد سال کا سب سے چھوٹا دن اور تین دن کی راہ

سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کہ کھانے پینے نماز اور دیگر ضروریات کے لئے ٹھہرنا تو ضروری ہی ہے بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے مثلا شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے اور تیسرے دن یوہیں کیا تو اتنی دوری کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے دوپہر کے بعد چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادتا جتنا آرام لینا چاہئے اس قدر اس درمیان میں ٹھرتا بھی جائے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز ہو نہ سست خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لئے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی کہ ہوا نہ بالکل رکی ہو نہ تیز اور مسافر کے لئے تین دن کی راہ جو مدت سفر ہے وہ ساڑھے ستاون میل ہے -لہذا ساڑھے ستاون میل طے کرنے کے لئے ایک دن دو دن تین دن ضروری نہیں بلکہ اگر تیز سواری کے ذریعے دو دن یا کم میں یا چند گھنٹے میں طے کیا تو مسافر ہوگا اور یونہی تین دن کی راہ سے کم یعنی ساڑھے ستاون میل سے کم راستے کو تین دنوں سے زیادہ میں طے کیا تو مسافر نہیں ہوگا۔

لہذا دور حاضر میں نئی نئی سواریوں کے ذریعے اگر 92 کلو میٹر چند منٹ یا گھنٹے میں زید طے کر لے تو وہ بلا شبہ مسافر ہے اور اس پر مسافر کے احکام بھی جاری ہونگے۔

پس صورت مسئولہ میں زید اپنی آبادی سے باہر ہوتے ہی اور جب تک اپنی آبادی میں پہنچ نہ جائے مسافر ہے بشرطیکہ پندرہ دن ٹھرنے کی نیت نہ کیا ہو اور نماز بھی قصر پڑھے گا اس لئے کہ شرعی مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والی فرض نماز کو دو ہی رکعت پڑھنا ضروری ہے اگر چار پڑھیگا تو گنہگار ہوگا، البتہ اگر مقیم امام کی اقتدا میں پڑھے تو پوری چار رکعت پڑھنا پڑے گا، حدیث شریف میں ہے:

" فرضت الصلاۃ رکعتین ثم ھاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففرضت اربعا وترکت صلاۃ السفر علی الفریضۃ الاولی

یعنی نماز دو رکعت فرض کی گئی پھر جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو چار رکعت فرض کر دی گئی اور سفر کی نماز پہلے فریضہ پر باقی رکھی گئی۔

(مشکوۃ شریف ص 119

اور اسی میں ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:

فرض اللہ الصلاۃ علی لسان نبیکم فی الحضر اربعا و فی السفر رکعتین۔(مشکوۃ شریف ص 119)

یعنی اللہ تعالی نے تمہارے نبی کی زبان پر نماز کو فرض کیا حضر میں چار اور سفر میں دو رکعت۔
ان حدیثوں سے واضح طور پر معلو ہوا کہ جب مسافر نہ ہوتو چار رکعت فرض ہے اور جب مسافر ہوتو دو ہی رکعت فرض ہے،اسی لئے فتاوی عالم گیری مع خانیہ جلد اول صفحہ 139 پر ہے:

القصر واجب عندنا کذا فی الخلاصۃ
یعنی قصر ہمارے نزدیک واجب ہے۔

ایسا ہی خلاصہ میں ہے اور علامہ برہان الدین علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں:

فرض المسافر فی الرباعیۃ رکعتان لایزید علیھما وان صلی اربعا یصیر مسیئا لتاخیر السلام۔
یعنی مسافر کی فرض نماز چار رکعت والی میں دو رکعت ہے ان دونوں پر زیادہ نہیں کریگا اور اگر چار پڑھلی تو سلام دیر سے پھیرنے کے سبب گنہگار ہوگا توبہ کرے۔

(ھدایہ اولین ص 145)

اور علامہ شرنبلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ان اقتدی مسافر بمقیم اتمھا اربعا اھ ملخصا
یعنی اگر مسافر مقیم کی اقتدا کرے تو پوری چار رکعت پڑھے۔

(نور الایضاح ص 130)

مگر سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شیریعت جلد اول حصہ چہارم ؛ نماز مسافر کا بیان؛اور فتاوی فقیہ ملت جلد اول؛ باب صلاۃ المسافر)

کتبــــــہ
محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)
۲۱ اکتوبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

مقیم مقتدی مسافر امام کی اقتدا کرے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسافر امام کے سلام پھیر دینے کے بعد مقیم مقتدی کس طرح نماز مکمل کرے گا؟ سائل احمد رضا. دربھنگہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــــالی
مسافر امام کی اقتدا میں مقیم کو نماز پڑھنا درست ہے اور جب مسافر امام اپنی دو رکعتیں مکمل کرکے سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی اپنی بچی ہوئی دونوں رکعتوں کو پورا کرے ان دو رکعت میں فاتحہ پڑھنے کے مقدار خاموش رہیں کچھ نہ پڑھیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت بحوالہ در مختار ارشاد فرماتے ہیں:

ادا وقضاء دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کرسکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ چاپ کھڑا رہے۔
(بہار شریعت ج ۱/ ح ٤/ ص ۷۲)

اور پھر تحیات و درود و دعا ماثورہ پڑھکر حسب سابق نماز مکمل کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار
۲ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

پہلی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ ۱۰۰ کلو میٹر دور سکونت اختیار کرلی تو پہلی جگہ آنے سے مسافر ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک شخص گاؤں میں رہتا تھا اب وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ شہر میں رہتا ہے مطلب ۱۰۰ کلو میٹر کے پار اور اکثر وہیں رہتا ہے تو کیا اب وہ جب بھی اپنے گاؤں آے گا ۱۵ دن سے کم رکنے کے ارادہ سے تو کیا وہ مسافر ہوگا۔ سائل غلام عبد القادر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مستفسرہ میں اگر پہلی جگہ اس کے بال بچے اور مکان واسباب وغیرہ موجود ہوں تو اس کے لئے دونوں جگہ وطن اصلی ہیں یعنی وہاں پہونچنے سے مسافر نہ ہوگا اور اگر بال بچے وغیرہ موجود نہ ہوں تو پہلی جگہ وطن اصلی نہ رہی لہذا وہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت سے جائے گا تو مسافر ہو جائے گا اگر دونوں جگہوں کے درمیان 92 کلو میٹر کا فاصلہ ہو ورنہ نہیں۔

جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں ورنہ پہلا اصلی نہ رہا خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔

اور اسی میں ہے: اگر اپنے گھر والوں کو لیکر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان واسباب وغیرہ باقی ہیں تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔

(ج:1 / ح:4 / ص:751)

اور درمختار میں ہے: الوطن الاصلی هو موطن ولادته او تأهله او توطنه يبطل بمثله اذا لم يبق له بالاول اهل فلو بقى لم يبطل بل يتم فيهما لا غير۔

(ج:2/ص:614/باب صلاۃ المسافر)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے:

ويبطل الوطن الاصلى بالوطن الاصلى اذا انتقل عن الاول باهله واما اذا لم ينتقل باهله ولكنه استحدث اهلا ببلدة اخرى فلا يبطل وطنه الاول يتم فيهما هكذا فى التبين"۔ واللہ تعالی اعلم

(ج:1/ص:142/الباب الخامس عشر فى صلاۃ المسافر)

کتبــــــہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۶ ستمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

وطن اصلی اور وطن اقامت سے کیا مراد ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مسئلہ درج ذیل ہے ۔ایک شخص ہے جسکا اپنا ذاتی مکان یوپی میں ہے دوسرا ذاتی مکان مہاراشٹر میں ہے مذکورہ شخص مسافر کب ہوگا اور مقیم کب مانا جائے گا قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ۔سائل ایم اکبر خان نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــه تعـــــــالی

صورت مستفسرہ میں کسی مقام کو وطن اصلی کے طور پر اختیار کرنے کے لئے یہ لازمی شرط نہیں ہے کہ اس شخص کے زیر ملکیت اس شہر یا مقام پر مکان یا غیر منقولہ جائیداد ضرور ہو کیونکہ ان چیزوں کا حصول مالی وسعت پر موقوف ہوتا ہے نہ ہی یہ ضروری ہے کہ وہ مقام اس کی جائے پیدائش ہو تو وطن (یعنی کسی مقام کو بطور وطن اختیار کرنے) کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص وہاں مستقل قیام کا ارادہ کرلے اور وہاں سے اس کا کہیں اور منتقل ہونے کا ارادہ نہ ہو اور بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہو تو فقہا اسے وطن اصلی مانتے ہیں، جیسا کہ درمختار میں ہے:

" الوطن الا صلی هو موطن ولادته او تأهله او تو طنه

یعنی کسی شخص کا وطن اصلی اس کی جائے ولادت یا جہاں وہ شادی کرکے اپنے اھل کے ساتھ رہے یا جسے وہ اپنے وطن کے طور پر اختیار کرلے اس کی شرح میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

'قوله الوطن الا صلی ویسمی بألاهلی ووطن الفطرة عن القهستانی قوله او تأهله ای تزوجة

یعنی وطن اصلی کو وطن اصلی اور وطن اہلی اور وطن الفطرہ بھی کہا جاتا ہے او تاھل کے معنی ہیں شادی کرنا۔

اور علامہ زین الدین ابن نجیم البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۶ پر لکھتے ہیں:

' الوطن الاصلی هو وطن الانسان فی بلدته او بلدة اخری اتخذها دار او توطن بها مع اهله وولده ولیس من قصده الار تحال عنها بل التعیش بها

اور وطن اصلی انسان کا وہ وطن ہے جسے اس نے اپنا گھر بنالیا ہو یا وہ وہاں پر اپنے بیوی، بچوں

کے ساتھ رہ رہا ہو اور اسکا وہاں سے منتقل ہونے کا ارادہ نہ ہو بلکہ مستقل طور پر وہاں رہنے کا ارادہ ہو آگے چل کر لکھتے ہیں وطن اصلی اپنی مثل یعنی وطن اصلی سے ہی باطل ہوتا ہے نہ کہ کسی اور سے اسکی صورت یہ ہوگی کہ وہ کسی مقام کو بطور وطن اصلی اختیار کرلے اور اس کی بیوی بچے وہاں منتقل ہوجائیں تو اب پہلا وطن وطن اصلی نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر پھر کبھی وہاں جائے اور مسافر شرعی ہو تو قصر کرے گا۔

اگر بیوی بچوں کے ساتھ منتقل نہیں ہوا مگر دوسری جگہ دوسری شادی کرکے وہاں اپنے اھل کے ساتھ قیام کرلیا تو اس صورت میں پہلا اور دوسرا دونوں کا حکم وطن اصلی کا ہوگا دونوں جگہ پر پوری نماز پڑھے گا اسلئے شخص مذکور اگر اپنے بیوی بچوں کے ساتھ مہاراشٹر میں رہتا ہے اور مستقل قیام کا پختہ ارادہ ہے تو مہاراشٹر بھی اس شخص کا وطن اصلی ہے ورنہ نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپورواباچپٹی سیتامڑھی بہار

۱۹ اپریل بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

مسافر جماعت کے ساتھ نماز پڑھے گا تو قصر کرے گا یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر مسافر جماعت کے ساتھ نماز پڑھے گا تو تو قصر کریگا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں ۔ سائل: نوری رضا قادری

الجــــــــواب بعــــــــون الملـــــــــك الوهــــــــاب

اگر مسافر نے مقیم امام کی اقتدا میں (مقیم امام کے پیچھے) نماز پڑھی تو مقیم امام کے ساتھ پوری چار رکعت پڑھنی پڑیں گی کیونکہ امام کی تبعیت میں اس کا فرض متغیر ہوگا۔

(انوار نماز بحوالہ ہدایہ مع الکفایہ جلد دوم صفحہ ۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

کرلوسکرواڑی، سانگلی مہاراشٹرا

باب الجمعة

(جمعہ کا بیان)

جمعہ کے دن دونوں اذانیں بلند آواز سے دینا سنت ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ہمارے گاؤں اطراف میں جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے دروازے پر امام کے سامنے ہی ہوتی ہے مگر اتنی دھیمی آواز میں پکارتے ہیں کہ آواز مسجد کے باہر نہیں جاتی ہے کیا یہ درست ہے وضاحت فرمادیں نوازش ہوگی۔سائل محمد نسیم نوری سونبھد ر یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

جمعہ کی اذانِ اول ہو یا اذان ثانی دونوں اذانیں بلند آواز سے دینے کا حکم ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے دن دونوں اذانیں پوری آواز سے خوب بلند کہی جائے جس طرح اذان میں سنت ہے۔

آج کل عوام دوسری اذان کو جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے پست آواز سے مثل تکبیر کہہ لیتے ہیں محض جہالت ہے اس سے سنت ادا نہیں ہوتی اصل اذان زمانہ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وزمانہ صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما میں یہی تھی پہلی اذان حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے زائد فرمائی ہے۔ کما ثبت فی الصحیحین وغیرھما۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۳۷۹)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۶فروری بروز سنیچر ۲۰۱۹عیسوی

****

نماز جنازہ جمعہ سے پہلے ادا کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
سوال نماز جنازہ کی نماز جمعہ کی نماز سے پہلے ہوسکتی ہے یا نہیں جلد سے جلد جواب دیں عین نوازش ہوگی۔سائل نوشاد عالم کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــــالی

جنازہ اگر تیار ہوتو نماز جنازہ مکروہ وقت میں بھی جائز ہے چہ جائیکہ جمعہ سے پہلے کیوں نہیں؟
(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۹) ص (۱۸۰) مکتبہ دعوت اسلامی)
مگر ہاں اولی یہ ہے کہ نماز جمعہ وسنت سے فارغ ہونے کے بعد پڑھیں نوافل و وظائف قطعاً بعد کو رکھیں، درمختار میں ہے:
فی البحر قبیل الأذان عن الحلبی الفتوی علی تأخیر الجنازۃ عن السنۃ.
بحر میں اذان سے ذرا پہلے حلبی صاحب حلیہ سے نقل ہے فتوی اس پر ہے جنازہ سنت کے بعد ہوگا، ہاں اگر جنازہ کی حالت ایسی ہو کہ دیر میں متغیر ہوجائے گا تو پہلے جنازہ پڑھیں پھر سنت وغیرہ۔
اشباہ میں ہے: اجتمعت جنازۃ و سنۃ وقتیۃ قدمت الجنازۃ. جنازہ اور سنت وقتیہ
دونوں جمع ہوں تو جنازہ مقدم ہوگا۔واللہ تعالی اعلم
(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۹) ص (۲٦۵) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا حرام ہے؟ علمائے کرام جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔سائل: محمد صادق رضا ایم. پی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

یہ بات صحیح ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا حرام ہے جیسا کہ کنزالایمان تفسیر خزائن العرفان میں آیت:

یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی الخ کے تحت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: جمعہ کی اذان کے بعد خرید کرنا حرام ہے۔

(پارہ۲۸سورہ جمعہ)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب، یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت، ج1،ص775)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۸ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۲ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

جمعہ وعید کیلئے عمدہ لباس زیب تن کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

عرض یہ ہے کہ کیا جمعہ اور عید کے دن نیا کپڑا پہنا سنت ہے کسی مستند کتاب کے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔سائل آمش خان کھنو محلہ بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

جمعہ کے دن نئے کپڑے پہنے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ہر بار نیا کپڑا سلوا کر پہنے بلکہ اگر پرانا

ہی ہے اسے اچھی طرح دھو کر صاف ستھرا کر کے پہنے وہ بھی نیا کپڑا ہی کہلائے گا اور مستحب یہ ہے کہ جمعہ کیلئے کوئی خاص کپڑا متعین کرلے جیسا کہ حکیم الامت علامہ مفتی محمد احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سلام سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کسی پر کیا دشوار ہے کہ اگر ممکن ہو تو جمعہ کے دن کے لیئے دو کپڑے کام کاج کے کپڑوں کے سوا بنالے۔

(ابن ماجہ) اور مالک نے یحیی ابن سعید سے روایت کی۔

شرح یہ بھی مستحب ہے کہ جمعہ کا جوڑا الگ رکھے جو بوقت نماز پہن لیا کرے اور بعد میں اتار دیا کرے، امام زین العابدین تو نماز پنجگانہ کے لئے جوڑا رکھتے تھے۔

(مرآۃ المناجیح جلد ۲ ص ۳۶۱)

اور عید کے دن بھی اچھا وعمدہ لباس زیب تن کرنا سنت سے ثابت ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

عید کے لئے نشان لے جانا اور عمدہ لباس پہننا تو سنت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۳) ص (۲۷۶) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۲ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۳ اگست ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

تین جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام ومفتیان کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ اگر کوئی شخص تین جمعہ جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اس کے متعلق عند الشرع کیا حکم ہے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل احمد رضا نوری مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

عوام میں جو مشہور ہے کہ متواتر تین جمعہ چھوڑنے والا مسلمان نہیں رہتا یہ غلط ہے، تین جمعہ پے درپے جو شخص بلاعذر سستی وکاہلی کی بنا پر چھوڑتا ہے اس کیلئے احادیث میں بہت سخت وعیدیں

آئیں ہیں چنانچہ حدیث شریف ذکر کی جارہی ہے اور اس سے عبرت پکڑیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من ترك الجمعة ثلاث مرات تهاونا بها طبع الله علىٰ قلبه

- جو تین جمعے سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کردے گا۔

اس کو ابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ ودارمی وابن خزیمہ وابن حبان وحاکم حضرت ابوالجعد ضمری سے اور امام مالک نے حضرت صفوان بن سلیم سے اور امام احمد نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح بر شرط صحیح مسلم ہے۔

(جامع ترمذی ج۲ص۳۰۳)

اور ابن خزیمہ وحبان کی روایت میں ہے: من ترك الجمعة ثلاثا من غير عذر فهو منافق (صحیح ابن حبان ج۱ص۴۹۲)

- جو تین جمعے بلا عذر چھوڑے وہ منافق ہے۔

اور طبرانی کی روایت حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ترك ثلاث جمعات من غير عذر كتب من المنافقين

- جو تین جمعے بلا عذر چھوڑے وہ منافقین میں لکھ دیا گیا۔

(المعجم الکبیر ج۱ص۱۷۰)

اور ایک روایت میں ہے: من ترك الجمعة ثلاث جمع متواليات فقد نبذ الاسلام وراء ظهره

- جو تین جمعے پے درپے چھوڑے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔

اس کو ابویعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح روایت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مسند ابویعلیٰ مسند ابن عباس ج۵ص۱۰۲، بحوالہ شرح جامع ترمذی ج ۳ ص ۱۰۳۱، مکتبہ امام اہلسنت داتا دربار مارکیٹ لاہور)

کتبــــــہ
محمد مشرف اعظم اعظم گریڈیہ
۱۶ اکتوبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

چندے کا پیسہ جس مصرف کیلئے وصول کیا جائے اس کے غیر میں صرف کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارویں شریف کے نام سے چندہ کر کے گیارہویں دی جاے اور باقی جو پیسے بچ جاے کیا وہ پیسے اپنے کام میں لا سکتا ہے یا نہیں جواب عنایت فرمایں مہربانی ہوگی۔سائل نزاکت حسین قادری پونچھ

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

چندہ کا حکم ہے کہ جس مصرف کیلئے وصول کیا ہے اسی میں خرچ کرے اس کے علاوہ میں خرچ کرنے کیلئے چندہ دہندہ سے اجازت لینا ضروری ہے اگر بغیر اجازت غیر مصرف میں خرچ کردیا تو گنہگار ہوگا اور چندہ دہندہ کے مطالبہ پر تاوان بھی دینا پڑے گا۔

جیسا کہ فتاویٰ بحر العلوم میں ہے:

ایک مسجد کیلئے چندہ وصول کیا مگر تنازعہ کی بنا پر وصول کیا ہوا چندہ اس مسجد میں نہیں لگا تو کیا دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں کہ نہیں اس کے جواب میں حضور بحر العلوم ارشاد فرماتے ہیں:

چندہ چندہ دینے والوں کی ملک ہوتا ہے اگر تمام لوگ جنھوں نے چندہ دیا اس پر راضی ہوں کہ دوسری جگہ میں لگایا جائے تو وہ چندہ دوسری مسجد میں لگانا جائز ہوگا۔

(فتاویٰ بحر العلوم ج ۲ ص ۲۲۱)

اس لئے گیارہویں کے خرچ کے بعد جو رقم بچی ہے اس پر حق چندہ دہندہ کا ہے بغیر ان کی اجازت کے نہ تو اپنی ذات پر خرچ کر سکتے ہیں نہ کسی دوسرے مصرف میں استعمال کر سکتے ہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــه
محمد رضا امجدی
۲۱ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

جو مسجد میں ہر جمعہ کو چندہ ہوتا ہے اس کو کس کس کام میں لگا سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

بعدہ عرض یہ ھیکہ جو مسجد میں جمعہ کو چندہ ہوتا ہے ایسے پیسے کو مدرسے کے رہنے والے پڑھنے والے بچوں کو کھانے پینے میں پیسہ لگا سکتے ہیں یا نہیں شریعت کیا حکم دیتی ہے برائے کرم مفصل و مدلل جواب، عنایت فرمادیں تو بہت مہربانی ہوگی۔سائل زین العابدین قادری ضلع بلرام پور یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونــــــــه تعـــــــالی

جو پیسہ جمعہ مسجد میں دیتے ہیں اس کو مسجد ہی پر خرچ کیا جائے گا اس کے علاوہ جائز نہیں۔کیونکہ وہ چندہ وقف ہے اور وقف کو جس کے لئے دیا ہے اس میں استعمال کرنا ضروری ہے ہاں اگر چندہ دینے والے یا وقف کرنے والوں نے تمام کار خیر میں استعمال کرنے کی اجازت دیدی ہو تو پھر استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر وقف کرنے والوں نے اجازت نہیں دی لیکن ہر وقف کرنے والا یا چندہ دینے والا جانتا تھا کہ اس رقم سے دوسرے کام بھی کرتے ہیں تو اس صورت میں اس رقم کو دوسرے کام میں لگا سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"لا یجوز تغییر الوقف عن ھیئته۔

ترجمہ:وقف کو تغییر کرنا جائز نہیں ہے اس کی صورت سے۔

(2ج الباب الرابع عشر فی المتفرقات صفحه 490)

ردالمحتار میں ہے:

"الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیه۔

ترجمہ:وقف کو باقی رکھنا واجب ہے جس پر وہ پہلے تھا۔

(ج6 کتاب الوقف مطلب لایستبدل العامر الا فی اربع صفحه 589)

درمختار میں ہے کہ:

شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل بہ۔

(کتاب الوقف ج6ص649)

فتاویٰ رضویہ میں ہے حضور سرکار اعلیحضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمتہ والرضوان ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: وقف جس غرض کے لئے ہے اس کی آمدنی اگر چہ اس کے صرف سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف کرنی حرام ہے وقف مسجد کی آمدنی مدرسہ میں ہونی درکنار دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہو سکتی نہ ایک مدرسہ کی آمدنی مسجد یا دوسرے مدرسہ میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ج 16 کتاب الوقف مصارف وقف صفحہ 206/205)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۷ ۲۱ اکتوبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس مسئلے میں کہ عیدین میں خطبہ اولی کے بعد بیٹھنے کا شرعی حکم کیا ہے۔ کیا خطبہ اولی کی بعد یہ عمل فقہی اصطلاح میں خلاف سنت یا مستحب یا مباح ہے۔ سائل علاؤالدین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

دونوں خطبوں کے مابین بیٹھنا مسنون ہے حدیث پاک میں ہے۔

عن عامر بن سعد عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی العید بغیر اذان ولا اقامة وکان یخطب خطبتین قائما یفصل بینهما بجلسة

حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دو

خطبے کھڑے ہو کر دیتے تھے اور ان کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھتے تھے۔

(البحر الزخار جلد ثالث ص ۳۲۱ مکتبہ العلوم والحکم المدینة المنورہ)

ایسا ہی مجمع الزوائد للھیثمی جلد دوم ص ۴۳۹، اور اس تعلق سے اعلی حضرت امام اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں: خطیب کا دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے

چنانچہ بخاری شریف میں باب القعدہ بین الخطبتین یوم الجمعه میں مرقوم ہے

حدثنا مسدد ثنا بشر بن المفضل ثنا عبید الله عن نافع عن عبد الله ابن عمر قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یخطب خطبتین یقعد بینهما اور اس بیٹھنے کو سنت بمقدار تین آیت عالمگیری میں بالتصریح بیان کیا ہے:

والخامس عشر الجلوس بین الخطبتین هکذا فی بحر الرائق ومقدار الجلوس بینهما مقدار ثلث آیات فی ظاهر الروایه هکذا فی السراج والوهاج'۔ والله تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ قدیم جلد ثالث ص ۶۸۷ ناشر رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۰ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۳ جون ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

صحت جمعہ کے لیے مصر یا فنائے مصر کا ہونا شرط ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام کہ ایک گاوں جو ایک بڑے بازار سے متصل ہے جہاں ریلوے اسٹیشن بھی ہے پولیس چوکی بھی ہے منڈی بھی ہے وغیرہ وغیرہ کیا اس جگہ پر نماز جمعہ ہوگا یا نہیں ظہر ساقط ہوگی یا نہیں تفصیلی جواب مع حوالہ کے عنایت کریں نوازش ہوگی۔ سائل عبد المجید گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالی

صحت جمعہ کے لئے مصر یا فنائے مصر کا ہونا ضروری ہے فنائے مصر کی تعریف فقہائے کرام نے یوں فرمائیں فنائے مصر حوالی شہر کے اُن مقامات کو کہتے ہیں جو مصالح شہر کے لئے رکھے گئے ہوں مثلاً وہاں شہر کی عیدگاہ یا شہر کے مقابر ہوں یا حفاظت شہر کے لئے جو فوج رکھی جاتی ہے اُس کی

چھاونی یا شہر کی گھوڑ دوڑ یا چاند ماری کا میدان یا کچہریاں، اگر چہ مواضع شہر سے کتنے ہی میل ہوں اگر چہ بیچ میں کچھ کھیت حائل ہوں وہ فنائے مصر ہے اور وہاں نماز جمعہ جائز ہے۔

جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ تنویر الابصار و درمختار کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ :فی تنویر الابصار والدرالمختار یشترط لصحتها المصر، اوفنائه وهو ماحوله اتصل به اولا كما حرره ابن الكمال وغيره لاجل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل ملخصا ،في ردالمحتار قد نص الائمة على ان الفناء مااعد لدفن الموتى وحوائج المصر كركض الخيل والدواب وجمع العساكر والخروج للرمي وغيرذلك

تنویر الابصار اور درمختار میں ہے کہ صحت جمعہ کے لئے شہر یا فنائے شہر کا ہونا ضروری ہے، اور فنا سے مراد وہ جگہ ہے جو شہر کے پاس شہریوں کی ضرورت کے لئے ہو، خواہ متصل ہو یا نہ ہو، جیسا کہ ابن الکمال وغیرہ نے تحریر کیا ہے، مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان ملخصًا تنویر الابصار اور درمختار میں ہے کہ صحت جمعہ کے لئے شہر یا فنائے شہر کا ہونا ضروری ہے، اور فنا سے مراد وہ جگہ ہے جو شہر کے پاس شہریوں کی ضرورت کے لئے ہو، خواہ متصل ہو یا نہ ہو، جیسا کہ ابن الکمال وغیرہ نے تحریر کیا ہے، مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان اھ ملخصًا، ردالمحتار میں ہے کہ ائمہ نے اس بات پر تصریح کی ہے کہ فنا سے مراد وہ میدان ہے جو دفن موتی اور شہر کی ضروریات کے لئے بنائی گئی ہو مثلاً گھوڑ دوڑ اور چوپایوں کے لئے لشکر کے اجتماع کے لئے یا نشانہ بازی وغیرہ کے لئے ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد،۹، ص،۳٦۵، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صورت مسئولہ میں گاؤں مصالح شہر کے لیے مستعمل ہے تو وہ فنائے شہر میں داخل ہے اور وہاں جمعہ جائز ہے ورنہ نہیں۔

نوٹ: خیال رہے کہ مذکورہ شرائط پائے جانے پر اسے گاؤں کہنا جہالت ہوگا بلکہ اب وہ بھی شہر کے حکم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی

۱۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

جمعہ فرض ہے یا واجب؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جمعہ واجب ہے یا فرض تفصیل سے بیان کردیں ابھی تک تو مینے صرف فرض کی نیت کیا ہے۔سائل عبدالمجید قادری گونڈہ

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــواب بعونـــــــه تعـــــالى

مذہب حنفی میں عید واجب اور جمعہ فرض ہے کوئی متروک نہیں ہوسکتا، ہدایہ میں ہے:

وفى الجامع الصغير عيدان اجتمعا فى يوم واحد فالاول سنة والثانى فريضة ولا يترك واحد منهما۔

جامع صغیر میں ہے کہ اگر ایک دن میں دو عیدیں جمع ہو جائیں تو پہلی سنت (واجب مثبت بالسنہ) اور دوسری فرض ہے ان میں سے کوئی بھی ترک نہیں کی جائے گی۔واللہ تعالی اعلم

(الهداية/ كتاب الصلوة باب العيدين)

(فتاوی رضویہ مترجم ج ۲۷)

کتبـــــہ

محمد اشفاق احمد علیمی پوربندر گجرات

۱۳اکتوبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

جمعہ کی فرض نماز کے بعد لمبی دعا مانگنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال: جمعہ کی نماز میں دو رکعت فرض کے بعد لمبی دعا کرنا کیسا ہے؟ حالانکہ دو رکعت فرض کے بعد سنت نمازیں ہیں تو لمبی دعا کرنا کیسا ہے؟ حوالہ کے ساتھ ہی جواب عنایت فرمائیں۔سائل: نوشیرواں عادل بریلی شریف یوپی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالى

جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں ہیں خواہ جمعہ ہو یا اور نمازیں ہوں تو فرض نمازوں کے بعد لمبی دعاؤں میں مشغول ہونے سے سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا بلکہ مختصر دعاؤں پر اکتفاء کرنا چاہئے تاخیر کرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے جیسا کہ درمختار مع رد المحتار میں ہے کہ:

"تأخير السنة الا بقدر: اللهم أنت السلام و منك الخ "اه

اور رد المحتار میں ہے کہ:

"(قوله إلا بقدر اللهم الخ) لما رواه مسلم والترمذى عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه و سلم لا يقعد إلا بمقدار ما يقول: اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت ياذا الجلال و الاكرام، وما ما ورد من الأحاديث فى الأذكار عقيب الصلوة فلا دلالة فيه على الإ تيان بها قبل السنة بل يحمل على الإتيان بها بعد ها لان السنة من لواحق الفريضة وتوابعها و مكملاتها فلم تكن أجنبية عنها فيما يفعل بعدها يطلق عليه أنه عقيب الفريضة "اه

(در مختار مع رد المحتار ج 2 ص 300: كتاب الصلاة، مطلب: هل يفارقه الملكان، دار الكتب العلميه بيروت)

اور غنیۃ المتملی میں ہے کہ:

"فإن كان بعدها أى بعد المكتوبة تطوع يقوم إلى التطوع بلا فصل إلا مقدار ما يقول: اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت ياذا الجلال والإكرام، ويكره تأخير السنة عن حال أداء الفريضة بأكثر من نحو ذلك القدر ...... و قد يوفق بأن تحمل الكراهة على كراهة التنزيه و مراد الحلوانى عدم الإساءة وهو قريب من المكروه كراهة التنزيه الخ "اه

(غنيه المتملى ص 341: كتاب الصلاة، المكتبة الأشرفية ديوبند)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

نماز کے بعد جواذ کار طویلہ احادیث میں وارد ہیں، وہ ظہر و مغرب وعشا میں سنتوں کے بعد پڑھے جائیں، قبل سُنّت مختصر دُعا پر قناعت چاہیے ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔ واللہ تعالی اعلم (بہار شریعت ج 1 ص 539: نماز کے بعد کے ذکر و دعا)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۹ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۴ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

جمعہ کے دن کونسا وقت ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال جمعہ میں وہ کون سی گھڑی ہے جس میں جو دعا مانگو قبول ہو جاتی ہے۔ سائل عبداللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

جمعہ کے دن ایک ایسا وقت ہے جس میں مؤمن جو بھی اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں جو دعا کرے اللہ اسے قبول فرماتا ہے اس کے متعلق حضور صدر الشریعہ صاحب بہار شریعت حضرت علامہ مولانا حکیم مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں:

بخاری ومسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ہے فرماتے ہیں" جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالی سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا" اور مسلم کی روایت میں بھی ہے کہ" وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الجمعة باب فی الساعة التی فی یوم یوم الجمعة الحدیث ۱۵ (۸۵۲) ص ۴۲۴)

اب رہا کہ وہ کونسا وقت ہے اس میں روایتیں بہت ہیں ان میں دو قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے ختم نماز تک۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد ۳ کتاب الصلوۃ باب الجمعة تحت الحدیث ۱۳۵۷ ص ۴۴۵)
اس حدیث کو مسلم ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: اور دوسری یہ کہ" وہ جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔
(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم جمعہ کا بیان ص 754 مکتبہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)
مزید تفصیل کے لئے مذکورہ کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد سلطان رضا شمسی نیپال
۴ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

خطبہ ونماز کے دوران کوئی اعلان کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جمعہ کے خطبہ دینے کے بعد فوراً کوئی اعلان کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد زبیر عالم قادری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالی
درست ہے مگر خلاف سنت اور اگر خطیب کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کرے تو مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:
كمن نوى ان لا ياكل وهوا كل اولا يشرب وهو شارب بالجملة فنية التذكير في هذا الوقت عين نية الخطبة ليست الخطبة الا هذا ولذا اصرحوا ان الخطيب كلما تكلم بكلام يامر فيه بمعروف او ينهى عن منكر فانه يعد من الخطبة وان خاطب به رجلا معينا لحاجة مخصوصة كما سيأتي۔
جیسے کہ کسی شخص نے نیت کی کہ وہ نہیں کھائے گا یا نہیں پیئے گا اور درانحالیکہ وہ کھا رہا ہے یا پی رہا ہے، الغرض اس موقعہ پر تذکیر کی نیت بعینہٖ نیت خطبہ ہے کیونکہ خطبہ تذکیر ہی ہوتا ہے اسی لئے فقہاء

نے تصریح کی ہے کہ خطبہ دینے والا کوئی ایسا کلام کرے جس میں نیکی کا حکم اور برائی سے ممانعت ہو تو اسے خطبہ ہی کہا جائے گا اگر چہ وہ کسی مخصوص حاجت کی وجہ سے کسی سے مخاطب ہو رہا ہو جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔

اور اگر بالفرض قطع ہی مانیے تو خطبہ ونماز میں فصل لازم آئے گا اگر چہ غیر اجنبی سے تو سنت مستمرہ وصل کے خلاف ہوگا بہر حال خالی از کراہت نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد (۸) ص (۳۲۰) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۴ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

خطبہ سننے کے وقت دوزانو بیٹھیں جیسا کہ نماز میں بیٹھتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا خطبہ کے وقت تشہد کی طرح بیٹھنے میں دو رکعت کا ثواب ہے اول خطبہ میں ناف پر ہاتھ باندھ کر اور دوسرے میں دونوں ھاتھوں کو ران پر رکھنا مدلل جواب عنایت فرمائیں۔سائل غلام مصطفی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

یہ بات درست ہے جیسا کہ ایک حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی تحریر فرماتے ہیں:

وعن معاذ بن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الحبوۃ یوم الجمعۃ والامام یخطب

(رواہ الترمذی وابو داؤد)

روایت ہے حضرت معاذ بن انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن اکڑوں بیٹھنے سے منع فرمایا جبکہ امام خطبہ پڑھتا ہو یعنی اکڑوں بیٹھنے سے نیند آتی ہے اور ریح نکلنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے

بزرگان دین تو فرماتے ہیں کہ دوزانو بیٹھ کر خطبہ سنے پہلے خطبہ میں ہاتھ باندھے دوسرے میں زانوؤں پر ہاتھ رکھے توان شاء اللہ دو رکعت کا ثواب ملے گا کیونکہ خطبہ فرض ظہر کے دو رکعتوں کے قائم مقام ہے۔
(مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۳۳۰)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:
خطبہ سننے کی حالت میں دوزانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ ہندیہ بحوالہ بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۲۶۴)

کتبـــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

****

خطبہ میں حضرت ابو بکر کے والد کا ذکر کیوں نہیں ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
سوال یہ ہے کہ جب جمعہ کا خطبہ پڑھا جاتا ہے تو خطبہ میں چار و خلیفہ کا ذکر ہے جس میں حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے والد کا ذکر ہے اور حضرت ابو بکر کے والد ذکر کیوں نہیں ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی
کسی کے باپ کا نام اس لئے ذکر کیا جاتا ہے کہ مخاطب کو اس شخص کے تعین میں پریشانی نہ ہو اس لئے کہ ایک نام کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں اور جب کسی شخص کا لقب اور تخلص مشہور بین الناس ہوتا ہے تو اس لقب اور تخلص کے بعد باپ کے نام کے ذکر کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی جب یہ قاعدہ معلوم ہوگیا تو واضح ہو کہ عمر عثمان علی نام کے بہت سے صحابہ تابعین تبع تابعین بزرگان دین ہوئے ہیں اگر خطبہ میں خلفاء ثلاثہ کے نام کے ساتھ ان کے باپ کا ذکر نہ کیا جائے تو سامعین کو شبہ ہوسکتا ہے۔
لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں آپ کا لقب صدیق ایسا مشہور بین السماء والارض ہے کہ اس لقب کا ذکر کر دینے کے بعد باپ کے نام کے ذکر کرنے کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی اس

لئے کہ ابوبکر بہت گزرے ہیں مگر ان میں کوئی صدیق نہیں ۔
لیکن پھر کوئی خطیب اگر خطبہ میں ان کے باپ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا نام لیں تو بلا شبہ جائز ہے کوئی حرج نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ٤٢٠)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

****

ممبر کے کس سیڑھی پے خطبہ پڑھنا چاہئے؟ ،

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
حضرت امام ممبر کے کس سیڑھی سے خطبہ پڑھ سکتے ہیں جواب عنایت فرمائیں ۔المستفتی : شہاب الدین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

ممبر کی سیڑھیوں کو اوپر سے شمار کرنے میں جو پہلی سیڑھی ہو اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مسنون وافضل ہے نیچے سے تیسری پر بیٹھا اور پہلی پر قدم رکھا تو یہ صورت بھی بلا شبہ درست ہے شرعا اس میں کوئی حرج نہیں" اھ

(فتاوی فقیہ ملت ج 1 ص 244)

اور امام اہل سنت سیدی اعلحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے ،صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دوسرے پر پڑھے ا،فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے تیسرے پر،جب زمانہ ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ کا آیا پھر اول پر خطبہ فرمایا سبب پوچھا گیا فرمایا:اگر دوسرے پر پڑھتا لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ہمسر ہوں اور تیسرے پر تو وہم ہوتا کہ فاروق کے برابر ہوں لہذا وہاں پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں اصل سنت اول درجہ پر قیام ہے ۔(فتاوی رضویہ ج 3 ص 700 ،رضا اکیڈمی ممبئی)

اور حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
ممبر کی کسی بھی سیڑھی پر بیٹھنا جائز ہے، مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے مسلمانوں کا یہ معمول ہے کہ ممبر کی پہلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جاتا ہے، اگر مجمع زیادہ ہو اور آواز دور تک پہنچانی مقصود ہو تو سب سے اوپر والی سیڑھی پر بھی کھڑے ہونے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم
(وقار الفتاوی ج 2 ص 165)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۲ نومبر بروز سوموار ۲۰۱۸

****

ماہ رمضان المبارک کا آخری جمعہ (جمعۃ الوداع) کی کیا حقیقت ہے نیز اسکی بنیاد کب سے ہوئی؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
بعد سلام عرض یہ کہ رمضان کے آخری جمعہ کو الوادع کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کی بنیاد کب سے ہوئی جواب عنایت فرمائیں۔ سائل انور علی بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی
جمعۃ الوداع یعنی ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے متعلق مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:
الوداع جس طرح رائج ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ثابت نہیں نہ صحابہ کرام و مجتہدین عظام رضی اللہ تعالی عنہم سے نہ اسکا موجد معلوم وہ اپنی ذات میں مباح ہے ہر مباح نیت حسن سے مستحب ہو جاتا ہے اور عروض وعوارض خلاف سے مکروہ مکروہ سے حرام تک جمعہ کے لئے خطبہ شرط ہے خاص خطبۃ الوداع کوئی چیز نہیں انکے ترک سے نماز پر کچھ اثر نہیں پڑسکتا اسکے ترک میں کچھ خلل نہ

تارک نہ زجر وملامت رواں جبکہ ترک بر بناء وہابیت نہ ہو ہاں اگر وہابیت ہے تو وہابی کے پیچھے نماز بیشک ناجائز محض باطل اور وہ زجر وملامت سے سخت تر کا مستحق ہے۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

الوداع کہ رائج ہے نہ کوئی شرعی حکم ہے نہ اس سے منع شرعی ہاں علماء اسکا التزام نہ کریں کبھی ترک بھی کریں کہ عوام واجب نہ سمجھنے لگیں اور سچی الوداع قلب سے ہے کہ رمضان شریف کے آنے سے خوش ہو اور جانے سے غمگین اور اگر یہ حالت ہو کہ آنا بار تھا اور جانے کے لئے گھڑیاں گنیں تو وہ جھوٹی الوداع ہے۔

(ج:8/ص:452/ 454/ 455/ جمعہ کا بیان/ دعوت اسلامی)

حضور اعلی حضرت محدث بریلوی قدس سرہ القوی کی بیان کردہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان المبارک کا آخری جمعہ (جمعة الوداع) دوسرے جمعوں کی طرح ایک جمعہ ہے اسکی کوئی خصوصیت نہیں نہ علیحدہ سے اسکی کوئی نیت اور نہ نماز جس طرح دوسرے جمعوں کی جو نیت ونماز ہے اسی طرح جمعة الوداع کی بھی وہی نیت ونماز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۲۰ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز بدھ

****

خطبۂ جمعہ کتنے اجزاء پر مشتمل ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ھے۔ برائے مہربانی سوال کا جواب عطا فرمائیں۔ خطبۂ جمعہ کتنے اجزاء پر مشتمل ہے۔ سائل عبد الطیف قادری بائسی پورنیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

خطبۂ جمعہ چار اجزاء پر مشتمل ہے اول: ظہر کے وقت میں ہونا دوم: قبل نماز ہونا سوم: ایسی

جماعت کے سامنے ہونا جو جمعہ کے لئے شرط ہے یعنی کم از کم خطیب کے علاوہ تین مرد کا ہونا چہارم: اتنی آواز سے پڑھنا کہ پاس والے سن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی بریلی ص:396)

کتبــــہ
محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ
۱۹ اکتوبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

جمعہ کے بعد کی سنت قصداً بارہا چھوڑنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضور ایک سوال ھے کہ جمعہ کے روز کچھ لوگ دو رکعت فرض پڑھ کر بھاگ جاتے ہیں تو شریعت کا ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے برائے کرم تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بہت نوازش ہوگی۔ سائل محمد سرفراز قادری ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

اگر واقعتاً بعد نمازِ فرض جمعہ لوگ گھر جا کر بھی سنت ادا نہیں کرتے اور ایسا بارہا کرتے ہیں تو ایسے لوگ گنہگار مستحق عذاب قہار ہیں کہ فرض کے بعد جو سنت ہے وہ سنت مؤکدہ ہے اور اس کا تارک گنہگار فاسق مانا گیا ہے۔

جیسا کہ سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بلا شبہ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد چھ رکعت سنتیں ہیں جو کہ مؤکد ہے جس کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے یہی مختار ہے جس کی تفصیل فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۸) ص (۲۹۲) مکتبہ دعوت اسلامی میں موجود ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــہ
محمد راشد مکی پور کٹیہار بہار
۵ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

خطبۂ جمعہ کی اذان کا جواب دینا منع ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

خطیب کے سامنے جو اذان ہوتی ہے مقتدیوں کو اسکا جواب ہرگز نہیں دینا چاہیے یہی احوط ہے حضور اس کی وجہ بھی بیان کر دیں۔ سائل محمد حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــــالی

مقتدیوں کو خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا اس لئے جائز نہیں ہے کہ ہمارے مذہب میں مفتی بہ قول یہ ہے کہ جب امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھے اس وقت سے لے کر ختم نماز تک ہر قسم کا کلام منع ہے خواہ وہ کلام دینی ہو یا دنیوی اور خطبہ کی اذان کا جواب دینا یہ دینی کلام ہے اس لئے یہ بھی جائز نہیں ہے۔

ردالمحتار جلد سوم صفحہ ۱۶۰ باب الجمعۃ میں ہے:

اجابة الاذان حينئذ مكروهة

اور درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۵۸ پر ہے:

اذا خرج الامام من الحجرة ان كان والا فقيامه للصعود كذا في شرح المجمع فلا صلاة وكلام الى تمامها

اور تنقیح ضروری شرح قدوری صفحہ ۳۷ میں ہے کہ:

في العيون المراد به (اى الكلام) اجابة الموذن اما غيره من الكلام فيكره بالاجماع

(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۴۳)

خطبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے نہ چومے یہ حکم صرف خطبہ کے لئے ہے ورنہ عام حالت میں نام نامی سن کر انگوٹھا چومنا مستحب ہے اور درود شریف بوقت خطبہ دل میں پڑھ سکتے ہیں آواز سے پڑھنا جائز نہیں ہے کہ زبان کو جنبش نہ دے اس لئے کہ زبان سے سکوت فرض ہے۔

ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۷۴۱، فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ ۲۸۶ پر ہے اور بحر الرائق جلد

دوم صفحہ ۱۵۵ میں ہے۔

واما وقت الخطبة فالكلام مكروه تحريما ولو كان امرا بمعروف او تسبيحا اوغيره

نیز درمختار مع شامی جلداول میں ہے:

الصواب انه يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم عند سماعه في نفسه۔

والله تعالى اعلم

(فتاویٰ فقیہ ملت جلداول صفحہ ۲۴۷)

کتبــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۲ فروری بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

شرائطِ جمعہ میں سے ایک شرط ہے شہر ہونا، تو شہر کی صحیح تعریف کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کے جمعہ کی شرائط میں ایک شرط ہے شہر کا ہونا تو شہر کے متعلق بتائیں کہ شہر میں کیا کیا ہونا ضروری ہے شہر کسے کہتے ہیں برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد عامر حسین

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــه تعـــــــــــالى

جمعہ قائم کرنے کے لیے شہر کا ہونا ضروری ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک شہر اس عمارات والی آبادی کو کہتے ہیں جس میں متعدد کوچے ہوں۔ دوامی بازار ہوں۔ وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں۔ اس میں کوئی حاکم مقدمات رعایا فیصل کرنے پر مقرر ہو۔ جس کے مقدمات پیش ہوتے ہوں اور اسکی شوکت وحشمت مظلوم کا انصاف ظالم سے لینے کے قابل ہو یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے اگرچہ ناانصافی کرتا ہو اور بدلہ نہ لیتا ہو۔

(بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ۷۰۳)

صحیح تعریف شہر کی یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد کوچے ہوں، دوامی بازار ہوں، نہ وہ جسے پیٹھ کہتے ہیں (یعنی ہنگامی بازار نہ ہوں) اور وہ پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور اس میں کوئی حاکم رعایات کے مقدمات کا فیصلہ کرنے پر مقرر ہو، جس کی حشمت وشوکت اس قابل ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔ جہاں یہ تعریف صادق ہو وہی شہر ہے اور وہیں جمعہ جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۶۷۲ بحوالہ مومن کی نماز صفحہ ۱۳۴ ناشر مرکز اہل سنت برکات رضا)

کتبـــــہ

محمد مشرف اعظم گریڈیہ

۶ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز سنیچر

****

مقتدی کو اذان ثانی کا جواب دینا اور قبل اقامت مقتدی کا صف میں کھڑا ہونا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بعدہ گزارش ہیکہ علمائے کرام ومفتیان کرام کی بارگاہ عالیہ میں ادب واحترام کے ساتھ رہنمائی فرمائیں کرم نوازش ہوگی حوالہ کے ساتھ؟

سوال جمعہ میں جو ثانی اذان دیا جاتا ہے کیا اس اذان کے جواب دینا چاہیئے یا نہیں اور اگر جواب دینا چاہے تو کیسے جواب دیں؟

دوسرا سوال مکبر جب تکبیر کے لیئے کھڑا ہوتا ہے یعنی ابھی تکبیر شروع ہی نہیں کی لیکن ان کے ساتھ میں سب کھڑا ہو جاتا ہے اور امام جو ہے حی علی الفلاح ہی پہ کھڑا ہوتے ہیں باقی سب کھڑا ہو جاتے ہیں تکبیر کے ساتھ ساتھ مسئلہ کیا ہے اگر کھڑا ہو جائے تو شریعت میں کیا حکم میں امام سے پہلے رہنمائی فرمائیں۔

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــــالی

۱۔ مقتدیوں کو خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا اس لئے جائز نہیں کہ ہمارے مذہب میں مفتی بہ قول یہ ہے کہ جب امام خطبہ دینے کیلئے ممبر پر بیٹھے اس وقت سے لیکر ختم نماز تک ہر قسم کا کلام منع

ہے خواہ وہ کلام دینی ہو یا دنیوی اور خطبہ کی اذان کا جواب دینا دینی کلام ہے اس وجہ سے یہ بھی جائز نہیں ۔

اورردالمحتار جلد2ص160 پر باب الجمعہ میں ہے:

اجابة الاذان حينئذ مكروهة؛

درمختار شامی جلد2ص158 پر ہے:

اذا خرج الامام من الحجرة ان كان و الا فقيامه للصعود شرح المجمع فلا صلاة و كلام الى تمامها؛

اور ایسا ہی تنقیح ضروری حاشیہ قدوری صفحہ 37 پر ہے:

فی العيون المراد به (ای كلام) اجابة المؤذن اما غيره من الكلام فيكره بالاجماع ١ھ،

۲۔صورت مسؤلہ میں تکبیر کے وقت مقتدیوں کو بیٹھا رہنا چاہئے پھر جب حی علی الصلہ حی علی الفلاح پر پہنچے تو اٹھنا چاہئے ۔حدیث شریف کی مشہور کتاب مؤطا امام محمد باب تسویۃ الصف ص 88 پر ہے:

قال محمد ينبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان يقوموا الى الصلاة فيصفوا و يسووا الصفوف؛

یعنی محرر مذہب حنفی حضرت امام محمد رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ تکبیر کہنے والا جب حی علی الفلاح پر پہنچے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ نماز کے لئے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں ۔

وھکذا فتاوی بزازیہ میں ہے۔

دخل المسجد و هو يقيم يقعد ولا يقف قائما الى وقت الشروع ١ھ

یعنی اقامت کے وقت جو شخص مسجد میں داخل ہو وہ بیٹھ جائے نماز کے شروع ہونے تک کھڑا نہ رہے۔

طحطاوی علی مراقی ص 151،پر ہے:

اذا اخذ المؤذن فی الاقامة و دخل رجل المسجد فانه يقعد ولا ينتظر قائما فانه مكروه كما فی المضمرات قهستانی و يفهم منه كراهة القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون ١ھ)

یعنی مکبر جب تکبیر کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے اس لئے کہ تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں لھذا جو لوگ مسجد میں موجود ہیں تکبیر کے وقت بیٹھے رہیں اور جب مکبر حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھیں اور یہی حکم امام کیلئے بھی ہے۔ وھکذا فتاوی عالمگیری؛ درمختار اور شرح وقایہ وغیرہ میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند

۶ نومبر بروز منگل ۲۰۱۸ عیسوی

****

سخت پابندی کے سبب جمعہ کی جگہ ظہر کی نماز باجماعت گھر پر ادا کر سکتے ہیں؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ مسئلہ سے متعلق کہ اس وقت کرونا وائرس سے بچاؤ کے پیش نظر ملک میں کرفیو جیسا ماحول ہے 144 سیکشن لگا دیا گیا ھے زیادہ تعداد نماز جمعہ کی ادائگی پر بھی سخت پابند ہے تو کیا ہملوگ گھر پر ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں۔ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں؟ سائل محمد فیروز خان جبلپور مدھ پردیش انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

معذور و مسجون کا جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا مکروہ تحریمی ھے جیسا کہ ھدایہ میں ہے:

و یکرہ ان یصلی المعذورون الظہر بجماعة یوم الجمعة فی المصر و کذا اھل السجن لما فیہ

(ھدایة ج1/150 کتاب الصلواۃ)

اور ایسا ہی فتاوی شامی میں ہے:

(و کرہ) تحریما (لمعذور ومسجون) و مسافر (أداء ظھر بجماعة فی مصر)

قبل الجمعة و بعدها لتقليل الجماعةوصورة المعارضة وأفاد أن المساجد تغلق يوم الجمعة إلاالجامع (و كذا أهل مصر فاتتهم الجمعة) فإنهم يصلون الظهر بغير أذان ولا إقامةولا جماعة

(شامیہ ج1/157دار الفکر بیروت)

پابندی عائد ہونے کے سبب جو لوگ نماز جمعہ کیلئے مسجد نہیں آسکتے وہ معذور ہیں ایسے لوگ ظہر کی نماز اپنے گھر پر تنہا بغیر جماعت کے ادا کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی کرنا ٹک الھند

۲۷ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق اشعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

****

قول امام ابو یوسف پر صرف جمعہ ادا کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسے قریہ کے متعلق جس پر حد مصر صادق نہیں آتی اگر وہاں کے حنفی لوگ نماز جمعہ مع ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں تو وہ لوگ گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ اور معاً قول امام ابو یوسف پہ عمل کرتے ہوئے ایسے قریہ میں ظہر احتیاطی کو ترک کرنے کا حکم دے کر فقط نماز جمعہ پڑھنے کو کہنا کیسا ہے۔حالانکہ وہاں کے لوگوں کی تعداد اتنی ہے کہ اگر اس مسجد میں جمع ہوں تو پوری مسجد بھر کر لوگ باہر ہو جائیں۔سائل محمد شہنواز اشرفی

وعليكم السلام ورحمةالله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالى

فتاوی رضویہ میں ہے بستیوں کی تین قسمیں ہیں۔

(1) وہ کوردہ جو نہ تو ہمارے امام اور نہ ہی امام ابو یوسف کے قول نادرہ کی بنا پر شہر قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

اس تعلق سے سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں جہاں جمعہ بحسب مذہب

بلا شبہ ناجائز و باطل ہے جیسے وہ کوردہ جو کسی روایت مذہب پر اتر نہیں سکتے وہاں ظہر آپ ہی یقینا فرض ہے اور جمعہ پڑھوانے اور چار رکعت احتیاطی بتانے کی اصلا گنجائش نہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص ۷۲۳ / پاکستان)

ایسی جگہ جمعہ قائم کرنے پر آپ نے متعدد گناہوں کے ارتکاب کا حکم دیا ہے ایسے کوردہ میں اقامت جمعہ کے بعد چار رکعت اس خیال سے پڑھیں کہ جمعہ نہ ہوگا تو ظہر کے قائم مقام ہو جائیں گے۔

فتاوی رضویہ شریف ص ۷۰۴ میں ہے کہ: گاوں میں جمعہ اصلا جائز نہیں تو وہاں اس امر کی اجازت نہیں ہوسکتی کہ ایک ناجائز کام کریں اور ان چار رکعت احتیاطی سے اسکی تلافی چاہئیں۔

مذکورہ تفصیل سے یہ ظاہر ایسی آبادی میں صرف ظہر کی نماز ادا کریں مگر جاہل عوام پڑھتے ہیں تو انھیں روکیں نہیں مگر اہل علم ان کی جماعت میں شریک نہ ہوں۔

(2) ایسی بستیاں جن پر قاضی ابو یوسف کی روایت نادرہ والی مصر کی تعریف صادق آتی ہے۔

اس تعلق سے سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے جو مطلب واضح فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ بعض علماء نے جو روایت اختیار کی ہے اس میں بستی کی مردم شماری مقصود نہیں بلکہ خاص وہ لوگ جن پر جمعہ فرض ہے یعنی مرد، عاقل، بالغ، مقیم۔

(رضویہ شریف / ۳ / ۷۳۵ /)

ایسی بستی کے تعلق سے تین اقوال ہیں:

(الف) ایسی بستیوں میں احناف کے اصل مذہب کی رو سے جمعہ جائز نہیں اس لئے ایسی بستی میں ہم خود جمعہ قائم نہیں کریں گے اگر ہم سے کوئی فتوی پوچھے گا تو ہم یہی حکم دیں گے کہ جمعہ قائم کرنا جائز نہیں۔

(ب) ایسی بستی میں چونکہ روایت نادرہ کی بنا پر جمعہ صحیح ہوتا ہے اور متاخرین کی ایک جماعت نے اس پر فتوی دیا ہے اس لئے قائم کرنے والے کو ہم منع نہیں کریں گے۔

(ج) ایسی بستیوں میں جمعہ پڑھنے والے خواص بعد نماز جمعہ چار رکعت ظہر احتیاطی ادا کریں اس طرح جو آخری ظہر مجھے ملی اور میں نے اب تک ادا نہیں کی ہے وہ پڑھ رہا ہوں یہ نماز منفردا بلا جماعت پڑھی جائے گی اور عوام کو اسکی خبر نہ کی جائے گی۔

تینوں اقوال کی دلیل فتاوی رضویہ شریف میں موجود ہے مطالعہ کریں۔

وہ لوگ جنھوں نے قول امام ابو یوسف پر عمل کرتے ہوئے احتیاطی ظہر ادا نہیں کرنے کا حکم دیا اس تعلق سے سیدی اعلی حضرت فرماتے ہیں البتہ وہ عالم کہلانے والے کہ مذہب امام بلکہ مذہب جملہ ائمہ حنفیہ کو پس پشت ڈالتے تصحیحات جماہیر ائمہ ترجیح وفتوی کو پیٹھ دیتے اور ایک روایت نادرہ مرجوحہ غیر صحیح کی بنا پر یہاں کے کوردہ میں جمعہ کرنے کا فتوی دیتے ہیں ضرور مخالف مذہب کے مرتکب اور ان جہلا کے گناہ کے ذمہ دار ہیں۔

(رضویہ شریف ایضا)

اس لئے وہ خواص جو صرف جمعہ کا حکم دیتے ہیں گنہگار ہیں۔

سائل کا سوال صرف پہلی اور دوسری قسم کی بستیوں کے تعلق سے ہے اس لئے صرف انھیں دونوں قسموں کو ذکر کیا گیا ہے مزید تفصیل کیلئے کتب فقہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

(ماخوذ فتاوی بحر العلوم/۱/۵۰٤/٥/٦/٧/)

کتبــــہ

محمد رضا امجدی ہرپور وا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۱۶ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

****

نماز جمعہ سے پہلے اور بعد میں سفر کرنے کا شرعی حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ کیا نماز سے پہلے سفر کرنا حرام ہے تمام مفتیان عظام توجہ فرمائیں اور با حوالہ جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے گا۔ سائل نظام اختر پیلی بھیت شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــواب بعونـــــہ تعـــــالی

سائل نے سوال میں یہ ظاہر نہیں کیا ہے کہ کون سی نماز سے پہلے سفر کرنا ہے شاید جمعہ کے تعلق سے تو نہیں اگر جمعہ کے تعلق سے کیا گیا ہے تو پہلے یہ جان لیں کہ حرام نہیں ہے بلکہ جمعہ کے دن زوال

کے بعد سفر کرنا مکروہ ہے اور زوال سے پہلے بھی سفر کرنا اچھا نہیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

(لا یکره الخروج للسفر یوم الجمعة قبل الزوال وبعده وان کا یعلم انه لا یخرج من مصره الا بعد مضی الوقت یلزمه ان یشهد الجمعة ویکره له الخروج قبل ادائها "اھ)

(فتاویٰ عالمگیری" جلد اول" صفحہ نمبر" 142)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جدھر سفر کو جائے جمعرات یا ہفتہ یا پیر کا دن ہو اور صبح کا وقت مبارک ہے اور اہل جمعہ کو روز جمعہ قبل جمعہ سفر کرنا اچھا نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد چہارم صفحہ نمبر 692)

البتہ اگر کسی مجبوری یا کسی خاص وجہ سے جمعہ کے دن ہی سفر کرنا پڑے تو یاد رکھیں کہ مسافر سے جمعہ کی نماز معاف ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

لا تجب الجمعة علی المسافرین "اھ ملخصاً) واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ عالمگیری" جلد اول" صفحہ نمبر" 144)

کتبـــــہ
محمد آفتاب عالم رحمتی مصباحی (چھتیس گڑھ
۱۶ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۱ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

خطبہ جمعہ مائک سے پڑھنا اور خطبہ کے وقت چلنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ زید خطبہ جمعہ مائک سے پڑھتا ہے اور موذن اسی وقت اذان ثانی دیکر تکبیر بولنے کیلئے صفِ اول آتا ہے اس کا کیا حکم ہوگا رہنمائی فرمائیں۔ سائل: قاری فرید اظہر سکھے ٹانڈ

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته

الجـــــواب بعونـــــه تعـــــالی

جمعہ کا خطبہ مائک سے پڑھنا جائز ہے شرعا کوئی حرج نہیں جیسا کہ فتاوی بریلی شریف میں

ہے کہ خطبہ خواہ جمعہ یا عیدین یا نکاح ہو مائک پر پڑھ سکتے ہیں شرعا کوئی قباحت نہیں۔
(فتاوی بریلی شریف ص 205)
مؤذن اذان ثانی دے کر تکبیر کے لئے صف اول میں آسکتا ہے جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ بیشک مؤذن اذان ثانی باہر دینے کے بعد اقامت کے لئے مسجد کے اندر جائے بالخصوص جب کہ لوگوں کی گردن پھلانگنے کا معاملہ نہ ہو اور درمیان میں ان کے جانے کے لئے راستہ چھوڑ دیا گیا ہو۔ واللہ تعالی اعلم
(فتاوی مرکز تربیت افتاء ج 1 ص 306)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۴ نومبر بروز سوموار ۲۰۱۸

****

ایک آدمی خطبۂ جمعہ پڑھے اور دوسرا نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک آدمی جمعہ کا خطبہ پڑھتا ہے اور جماعت دوسرا امام کرواتا ہے کیا نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد ارشد القادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:
جس نے خطبہ پڑھا وہی نماز پڑھائے دوسرا نہ پڑھائے اگر دوسرے نے پڑھا دی جب بھی ہو جائے گی جبکہ وہ ماذون یعنی جسکو اجازت دی گئی ہو۔ واللہ تعالی اعلم
(در مختار ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ جلد ۳ صفحہ ۴۳، بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۲۷۹)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریلی دربھنگہ بہار
۱۸ جنوری بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

بیٹھ کر خطبہ جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں گزارش ہے میرا ایک سوال. اگر زید بلا عذر جمعہ کا خطبہ ممبر پر بیٹھ کر پڑھے تو اس پر کیا حکم ہے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔سائل احمد ربانی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالی

صورت مستفسرہ میں زید نے خطبہ جمعہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھا، یہ خلاف سنت اور مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ بہار شریعت حصہ چہارم ص ۷۹:

جمعہ میں یہ چیزیں سنت ہیں خطیب کا پاک ہونا، کھڑا ہونا، خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا، خطیب کا ممبر پر ہونا، سامعین کی جانب منھ کرنا اور قبلہ کو پیٹھ کرنا، وغیرہم ہاں اگر کوئی عذر ہو، تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اور بلا عذر ہمیشہ بیٹھ کر پڑھنے کی عادت ہے تو توبہ کرے۔

جیسا کہ حالت معذوری میں صحابئ رسول، کاتب وحی حضرت امیر معاویہ والئ دمشق وشام رضی اللہ عنہ نے پڑھا تھا جب کہ انکا پیٹ وزنی ہوگیا اور جسم بھاری ہوگیا تھا۔واللہ تعالی اعلم

(تاریخ الخلفا، فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

کتبــــــه
محمد عمر علی قادری سیتامڑھی بہار
۲ دسمبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

بوقت خطبہ عصا لینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام ومفتیان کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ جمعہ کے دن خطیب حضرات کو جمعہ کا خطبہ دینے کے وقت جو عصاء ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے ہیں کیا اس کا کوئی شرعی ثبوت ہے رہنمائی فرمائیں۔سائل: قاری عرفان احمد نظامی، مدرسہ اہل سنت نظامیہ سات بنگلہ اندھری ویسٹ ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

عصالے کرخطبہ پڑھنے کے بارے میں بعض فقہاء نے سنت لکھا ہے اور بعض نے مکروہ۔لہٰذا اسی اختلاف کی بنیاد پر جمہور علماء اسے ترک کرتے ہیں کیونکہ اختلاف فقہاء سے بچنا ہی اولی ہے۔اور جن احادیث میں رسول اللہ کے خطبہ کے وقت کمان یا عصا تھامنے کا ذکر ہے تو وہ کسی عذر کی وجہ سے ہے یا بیان جواز کے لئے ہے۔امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

خطبہ میں عصا ہاتھ میں لینا بعض علماء نے سنت لکھا اور بعض نے مکروہ،اور ظاہر ہے کہ اگر سنت بھی ہو تو کوئی سنت مؤکدہ نہیں،تو بنظرِ اختلاف اُس سے بچنا ہی بہتر ہے مگر جب کوئی عذر ہو"

وَذَٰلِكَ لِأَنَّ الْفِعْلَ إِذَا تَرَدَّدَ بَيْنَ السُّنِّيَّةِ وَالْكَرَاهَةِ كَانَ تَرْكُهُ أَوْلَى"

وہ اس لئے کہ جب فعل کے سنت اور مکروہ ہونے میں شک ہو تو اس کا ترک بہتر ہوتا ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج8 ص303 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۸

****

وہ کونسی نماز ہے جو فرض عین ہے لیکن قضا حرام ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

حضور سوال یہ ہے کہ وہ کون سی نماز ہے کہ جو فرض عین ہے مگر اس کی قضا حرام ہے؟المستفتی مشرف رضا رضوی پورنوی بہار مقیم حال بنگلور کرناٹک شیموگہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

وہ جمعہ کی نماز ہے کہ جس کا پڑھنا فرض عین ہے لیکن اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضاء پڑھنا

حرام ہے اسلئے کہ اس پر ظہر پڑھنا فرض ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے کہ:

" ای فریضة یجب اداءھا و یحرم قضاءھا فقل الجمعة و انما یقضی الظہر " واللہ تعالی اعلم

(الاشباہ و النظائر ص395)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۵اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

دیہات میں جمعہ کے پہلے اور بعد کی سنت کس نیت سے پڑھی جائے گی؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ جس جگہ جمعہ فرض نہیں ہے اس جگہ جو سنت پڑھی جاتی ہے تو ظہر کی سنت پڑھیں گے یا جمعہ کی سنت؟

جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل: محمد مختار عالم رضوی، جھارکھنڈ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــالی

چونکہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں، البتہ جہاں پہلے سے قائم ہے وہاں روکا نہ جائے گا یہی حکم شرع ہے اور تصریحات فقہ سے ظاہر و باہر ہے۔

لہذا دیہات میں دو رکعت جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت بنیت ظہر اور دو رکعت جمعہ پڑھنے کے بعد چار رکعت فرض ظہر پڑھنا فرض ہے اور فرض کے بعد سنت بنیت ظہر پڑھی جائے گی۔

حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ

فقہ کی تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں اور پڑھنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے کہ وہ جس طرح اللہ ورسول کا نام لیں غنیمت ہے۔

چند سطر بعد ہے کہ

(دیہات میں) جب ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوتی تو اس کی سنتوں کا پڑھنا لازمی ہے کہ جمعہ کے

دن بھی ظہر کی سنتوں کے پڑھنے کا مطالبہ بدستور باقی ہے۔
ظہر کی فرض اور اس کی سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے۔
(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 407)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۴ ذی القعدہ ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

باب العیدین

(عیدین کا بیان)

فاسق نے رویت ہلال کی شہادت دی تو عید منانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اس مسئلے پر علماء کرام اور مفتیان اکرام کیا فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے کی مسجد کے نوجوان لڑکوں نے ایک ایسی جگہ اوپر چڑھ کر چاند دیکھی تھی وہ چار نوجوان پنج وقت نمازی تھے مگر داڑھی ان کی چھوٹی تھ ہمارے مسجد کے لوگوں نے ان کی گواہی قبول کرلی۔

مگر پڑوس کے ملک کے علماء نے آ کر ان کی داڑھی چھوٹی ہونے پر ان کی چاند دیکھنے کی گواہی کو رد کر دی جس جگہ داڑھی والے چڑھ نہیں سکتے اس جگہ پنجوقتہ نمازی جس کی داڑھی چھوٹی ہو ان کا چڑھ کر چاند دیکھنا اور اس کو قبول کر کے عید منانا کیسا۔المستفتی محمد اصغر علی منگلور کرناٹکا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مسؤلہ میں خشخشی داڑھی رکھنے والا فاسق ہے۔اور فاسق کی شہادت دینی احکام میں قابل قبول نہیں۔اسی طرح چاند کی شہادت دے تو شرعی شہادت نہیں ان کی شہادت مردود ہے فاسق کی شہادت پر عید نہیں منا سکتے اور جنہوں نے ان کی شہادت پر عید منائی ہے ان سے واجب ادا نہیں ہوا۔

لہٰذا ثبوت شرعی ملنے کے بعد عید منائیں: جیسا کہ صاحب ھدایہ امام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی 593ھ لکھتے ہیں: وتشترط العدالة لأن قول الفاسق فی الدیانات غیر مقبول وتأویل

رویت ہلال مس عادل ہونے کی شرط اس لیے ہے کہ دینی احکام میں فاسق کے قول کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔

(الھدایۃ فی الشرح المبتدی المجلد اول کتاب الصوم فصل فی رؤیۃ الھلال الصفحہ ۱۱۹)

اورجیسا کہ علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ متوفی ۱۰۸۸ھ تحریر فرماتے ہیں:

(فیما إذا أفطر قبل الرد) لشهادته (والراجح عدم وجوب الكفارة) وصححه غير واحد، لان ما رآه يحتمل أن يكون خيالا لا هلالا. وأما بعد قبوله فتجب الكفارة ولو فاسقا فى الاصح (وقبل بلا دعوى و) بلا (لفظ أشهد) وبلا حكم ومجلس قضاء،(خبر عدل) أو مستور على ما صححه البرزى على خلاف ظاهر الرواية لا فاسق اتفاقا. وهل له أن يشهد مع علمه بفسقه؟)

(الدر المختار"، کتاب الصوم، ج۳،ص۴۰۴۔)

اورجیسا کہ صدر الشریعہ و بدر الطریقہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں:

کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کر دی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے تنہا دیکھا تو اُسے حکم ہے کہ روزہ رکھے، اگرچہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں مگر توڑے گا تو کفّارہ لازم نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلداول حصہ پنجم صفحہ ۹۷۸ مکتبۃ المدینہ)

کتبــــــہ

محمد منظر رضا نوری چھپرہ سارن بہار

۱۰ جون بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

عیدین کی پہلی رکعت کی تین تکبیریں چھوٹ جائیں تو عید کی نماز ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ عید الفطر کی پہلی رکعت میں تکبیرات یعنی تین تکبیرات چھوٹ گئی تو کیا عید کی نماز ہوگی یا نہیں، جواب جلدی دیں بہت مہربانی ہوگی۔ سائل محمد منصور عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

" پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا تو اسی وقت تکبیریں کہہ لے اگر چہ امام نے قرأت شروع کر دی ہو اور تین ہی کہے اگر چہ امام نے تین سے زائد کہی ہوں اور اگر اس نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیر کہہ لے اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہکر امام کو رکوع میں پالیگا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے ورنہ اللہ اکبر کہکر رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھالیا تو باقی ساقط ہوگئیں اور اگر امام کے رکوع سے اُٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی پڑھے اس وقت کہے اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا اس میں ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اب نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو اس وقت کہے اور دوسری رکعت کی تکبیریں اگر امام کے ساتھ پاجائے فبہا ورنہ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو پہلی رکعت کے بارے میں مذکور ہوئی۔

(ح:4/ص:782/عیدین کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ: قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الکبیر ولو أن رجلا دخل مع الامام فی صلاۃ العید فی الرکعۃ الاولی بعد ما کبر الامام تکبیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ست تکبیرات فدخل معہ و ھو فی القرأۃ والرجل یری تکبیر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فانہ یکبر برأی نفسہ فی ھذہ الرکعۃ حال ما یقرأ الامام و فی الرکعۃ الثانیۃ یتبع رأی الامام کذا فی التتار خانیۃ ولو انتھی رجل الی الامام فی الرکوع فی العیدین فانہ یکبر للافتتاح قائما فان أمکنہ ان یأتی بالتکبیرات و یدرك الرکوع فعل و یکبر علی رأی نفسہ و ان لم یمکنہ رکع واشتغل بالتکبیرات عند ابی حنیفۃ و محمد رحمھما اللہ تعالیٰ ھکذا فی السراج الوھاج ولا یرفع یدیہ اذا اتی تکبیرات العید فی الرکوع کذا فی الکافی ولو رفع الامام رأسہ بعد ما أدی بعض التکبیرات فانہ یرفع رأسہ و یتابع الامام و تسقط عنہ التکبیرات

الباقية كذا في السراج الوهاج ولو أدركه في القومة لا يقضي فيها لأنه يقضي الركعة الاولى مع التكبيرات۔
(ج:1/ص:151/الباب السابع عشر في صلاة العيدين/بيروت)
اور پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا اور قرأت شروع کردی تو قرأت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں اور قرأت کا اعادہ نہ کرے۔
(بہار شریعت ح:4/ص:783/عیدین کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)
اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:
و اذا نسي الامام تكبيرات العيد حتى قرأ فانه يكبر بعد القرأة أو في الركوع مالم يرفع رأسه كذا في التتارخانية ۔والله تعالى اعلم
(ج:1/ص:151/الباب السابع عشر في صلاة العيدين/بيروت)

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ
۸ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ ۱ جون ۲۰۲۰ء مطابق بروز سوموار

****

اہل کیرلا کی شہادت کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ حنفی مسلک میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اور اگر بھیونڈی میں چاند دیکھا گیا تو کتنے کلو میٹر تک اسکا حکم ثابت ہوگا؟ نیز کیرلا میں ہندوستان کی بقیہ جگہوں سے ایک دن پہلے رویت ثابت ہو جاتی ہے تو کیا اہل کیرلا کی شہادت کا اعتبار کیا جائے گا، بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔سائل ارشاد احمد بھیونڈی
وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته
الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی
فتاویٰ رضویہ میں ہے: ہمارے ائمہ مذہب صحیح معتمد میں دربارہ رمضان وعید فاصلہ بلاد کا اصلاً اعتبار نہیں، مشرق کی رؤیت مغرب والوں پر حجت ہے وبالعکس، ہاں دوسری جگہ کی رؤیت کا ثبوت بروجہ صحیح شرعی ہونا چاہئے، خط یا تار، یا تحریر اخبار، افواہِ بازار یا حکایت امصار محض بے اعتبار، بلکہ

شہادتِ شرعیہ یا استفاضہ شرعیہ درکار۔

درمختار میں ہے :اختلاف المطالع غیرمعتبر علی المذھب وعلیه الفتوی فیلزم اھل المشرق برؤیة اھل المغرب اذاثبت عندھم رؤیة اولئك بطریق موجب کما مر۔

صحیح مذہب کے مطابق مطالع کا اختلاف معتبر نہیں، اور فتوٰی اسی پر ہے، تو اہلِ مغرب کی رؤیت کی بناء پر اہلِ مشرق پر روزہ لازم ہوگا بشرطیکہ ان کی رؤیت بطریق شرعی ان تک پہنچے، جیسا کہ گزرچکا ہے۔

ردالمحتار میں ہے: قوله بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشھادة أو یشھد اعلی حکم القاضی أو یستفیض الخبر بخلاف ماذا اخبراان اھل بلدة کذارأوہ لانه حکایة ۔قوله" بطریق موجب

سے مراد یہ ہے کہ دو ۲ مرد شہادت پر گواہی دیں یا قاضی کے فیصلہ پر گواہی دیں یا خبر مشہور ہوجائے بخلاف اس صورت کے کہ جب یہ خبر دیں کہ فلاں اہلِ شہر نے چاند دیکھا ہے کیونکہ یہ حکایت ہے، اسی میں ہے:

قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تأتی من تلك البلدة جماعات متعددون کل منھم یخبر عن اھل البلدة انھم صاموا عن رؤیة الخ۔

شیخ رحمتی نے فرمایا: شہرت کا مفہوم یہ ہے کہ اس شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور ہر ایک یہ اطلاع دے کہ اس شہر کے لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے۔

(جلد 10 صفحہ 447 جدید رضا اکیڈمی ممبئی)

لہٰذا صورت مسئولہ میں صحیح مذہب کے مطابق مطالع کا اختلاف معتبر نہیں، اور فتوٰی اسی پر ہے، تو اہلِ مغرب کی رؤیت کی بناء پر اہلِ مشرق پر روزہ لازم ہوگا اگر اہل کیرلا کی شہادت ثبوت چاند موجب شرعی سے ثابت ہوجائے تو اعتبار کیا جائے گا اور اگر خط یا تار، یا تحریر اخبار، افواہِ بازار یا حکایت امصار سے ہو تو اہل کیرلا کی شہادت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

جس مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے وہاں عید کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
سوال جس مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی کیا اس مسجد میں عید کی نماز جائز ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔سائل رمضان علی اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

عید کی نماز کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کی ہیں فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ویشترط للعید ما یشترط للجمعۃ الا الخطبۃ۔

(ج 1 کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ العیدین صفحہ 150)

عید کی ادائیگی کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اذن عام ہے اور اذن عام کے معنی یہ ہیں کہ جس مسلمان کا دل چاہے وہاں جائے کوئی روک ٹوک نہ ہو اور جب گھر کے آدمی کے علاوہ اوروں کو منع ہے تو اذن عام نہ ہوا تو ایسی جگہ نماز عید نہیں ہوسکتی ہے۔

جامع الرموز میں ہے:

الاذن العام بالصلوۃ بان یفتح باب الجامع او دار سلطان بلا مانع لاحد من الدخول فیہ۔

نماز کے لئے اذن عام یہ ہے کہ داخلہ کے لئے بلا رکاوٹ جامع مسجد یا دار سلطان کا دروازہ کھول دیا جائے۔

(ج 1 فصل صلوۃ الجمعۃ صفحہ 245)

اور عید کی ادائیگی کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ سلطان یا اس کے نائب یا ماذون یا ماذون الماذون کا قائم کرنا بالاتفاق آئمۂ حنفی میں شرط ہے۔

درمختار میں ہے:

یشترط لصحتھا السلطان اومامورہ باقامتھا واختلف فی الخطیب المقرر من جھۃ الامام الاعظم او نائبہ ھل یملک الاستنابۃ فی الخطبۃ فقیل

لا مطلقا وقیل ان لضرورۃ جاز والا لا وقیل یجوز مطلقا وھو الظاھر من عبار اتھم ففی البدائع کل من ملك الجمعة ملك اقامة غیرہ ونصب العامة الخطبیب غیر معتبر مع وجود من ذکرا مامع عدمھم فیجوز للضرورۃ ملتقطا۔

صحت جمعہ کے لئے سلطان یا اس کی طرف سے اقامت جمعہ پر مامور شخص کا ہونا ضروری ہے، اس میں اختلاف ہے کہ امام اعظم یا اس کے نائب کی طرف سے مقرر کردہ خطیب، خطبہ میں نائب بنا سکتا ہے یا نہیں، بعض نے کہا ہر حال میں جائز، ورنہ جائز نہیں، اور بعض کے نزدیک ہر حال میں نائب بنا سکتا ہے، فقہا کی عبارت سے یہی ظاہر ہے، بدائع میں ہے کہ ہر وہ شخص جسے جمعہ کا مالک بنادیا گیا وہ اپنے علاوہ کسی کو اقامت جمعہ کے لئے تقرر کا بھی مالک ہوگا اور عام لوگوں کا خطیب مقرر کرنا معتبر نہیں جبکہ مذکور لوگ موجود ہوں، ہاں اگر مذکورہ بالا لوگ نہ ہوں تو ضرورت کی وجہ سے جائز ہوگا ملتقطا۔

(ج 3 باب الجمعہ 15)

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر شرائط عیدین پائے جائیں تو مسجد میں عیدین کی نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں اور موجودہ حالات میں کثرت تعداد کی وجہ سے قانونی لپیٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر اس کام سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے مسلمانوں کو ذلیل و رسوا ہونا پڑے یا حرج میں مبتلاء ہونے کا قوی اندیشہ ہو ،ایسی صورت میں جتنے افراد کی گورمینٹ کی طرف سے اجازت ہو اتنی ہی پر اکتفاء کی جائے جتنے لوگوں کو گورنمنٹ کی جانب سے نماز پڑھنے کی اجازت ہے وہ نماز عید ادا کریں باقی لوگ معذور ہیں وہ لوگ نماز چاشت ادا کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال
۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

فجر نماز کے بعد عید الفطر کی نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ابھی لوک ڈاؤن میں کئی مسجدیں ہیں جیسے کہ دیہات وغیرہ میں جہاں پر چوری چُھپے سے لوگ نمازِ جمعہ جماعت کے ساتھ ادا کر رہے ہیں سارے لوگ اب اُس گاؤں کے لوگ چاہتے ہیں کے

عیدالفطر کی نماز بعد نمازِ فجر فوراً ادا کر دِیا جائے کیوں کے ایسی جگہ پر مسجد ہے جہاں پولیس آنے کا کم خطرہ ہے تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے علمائے کرام رہنمائی فرمائیں،مہربانی ہوگی۔سائل عبدالحکیم رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

گاؤں دیہات میں عیدین وجمعہ کی نماز نہیں ہاں مصر یا فنائے مصر ہے تو وہاں نماز عیدین کا جو وقت ہے وہ طلوع شمس کے ۲۰ منٹ کے بعد شروع ہوتا ہے اور ضحوی کبری یعنی نصف النہار شرعی تک رہتا ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ عیدین کی نماز کے وقت بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

نماز عید کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے مگر عید الفطر میں دیر کرنا اور عید الاضحی جلد پڑھ لینا مستحب ہے۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر/ 94۔فاروقیہ بکڈ پو-422 مٹیا محل جامع مسجد دہلی-6)

کتبــــــہ

محمد الطاف حسین قادری لکھیم پور کھیری یوپی

۳۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز اتوار

****

عیدالفطر کی نماز کا طریقہ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ عید الفطر نماز کی نیّت اور نماز پڑھنے کا مکمّل طریقہ بیان کر دیں مہربانی ہوگی۔سائل محمّد نثار خان ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

نیت کی میں نے دو رکعت نماز واجب عید الفطر کی چھ تکبیروں کے ساتھ، اللہ تعالی کے لے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منھ میرا طرف کعبہ شریف کے،پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے

اور" اللہ اکبر" کہہ کر ہاتھ باندھ لے، پھر" ثناء" پڑھے، پھر کانوں تک ہاتھ لے جائے اور" اللہ اکبر" کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے،" پھر ہاتھ اٹھائے اور" اللہ اکبر" کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے، چوتھی بار پھر ہاتھ اٹھائے اور" اللہ اکبر" کہہ کر ہاتھ باندھ لے، اس کے بعد امام آہستہ "اعوذ باللہ" اور" بسم اللہ" پڑھ کر بلند آواز سے" الحمد" کے ساتھ" کوئی سورت" پڑھے،" پھر رکوع اور سجدے سے فارغ ہو کر، دوسری رکعت میں پہلے" الحمد للہ" کے ساتھ" کوئی سورت" پڑھے، پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جائے اور ہر بار" اللہ اکبر" کہے اور ہاتھ نیچے لا کر چھوڑ دے،" اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے" اللہ اکبر" کہتا ہوا رکوع میں جائے،" اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے، پھر دعا مانگے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ ۴ صفحہ ۷۸۱)

کتبـــــہ

محمد ایوب خان یارعلوی بہرائچ شریف (یو پی)

۴ جون بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

تیسویں رمضان کے دن چاند نظر آیا یا شہادت ملی تو اب کیا حکم شرعی ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ایک سوال عرض ہے آپ علماء کرام کی خدمت میں ۲۹ رمضان کو شوال کا چاند نظر نہیں آیا ۳۰ کا روزہ رکھ لیا پھر ظہر میں چاند نظر آ گیا یا شہادت مل گئی تو اس صورت میں روزہ مکمل کریں گے یا افطار جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد رفیق شیرانی رضوی اشفاقیہ بکڈپو جامع مسجد ڈیگانہ راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مسؤلہ میں تیسویں رمضان کے دن میں ہلال نظر آیا تو یہ دن رمضان ہی کا اور روزہ پورا کرنا فرض ہے جیسا درمختار مع ردالمحتار میں ہے:

(قَوْلُهُ: وَرُؤْيَتُهُ نَهَارًا إلَخْ) مَرْفُوعٌ عَطْفًا عَلَى اخْتِلَافِ وَمَعْنَى عَدَمِ اعْتِبَارِهَا أَنَّهُ لَا يَثْبُتُ بِهَا حُكْمٌ مِنْ وُجُوبِ صَوْمٍ أَوْ فِطْرٍ فَلِذَا قَالَ فِي الْخَانِيَّةِ

فَلَا يُصَامُ لَهُ وَلَا يُفْطَرُ وَأَعَادَهُ وَإِنْ عَلِمَ مِمَّا قَبْلَهُ لِيُفِيدَ أَنَّ قَوْلَهُ لِلَّيْلَةِ الْآتِيَةِ لَمْ يَثْبُتْ بِهَذِهِ الرُّؤْيَةِ بَلْ ثَبَتَ ضَرُورَةً إِكْمَالُ الْعِدَّةِ كَمَا قَرَّرْنَاهُ فَافْهَمْ

(الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع، ج۳، ص۴۱۷)

اور اگر تیسویں رمضان کی شب شہادت نہیں ملی اور دن میں زوال کے بعد شہادت شرعی ملی تو اس دن روزہ نہیں رکھیں گے اگر رکھ لیا تو افطار کرلیں اور دوسرے دن عید کی نماز پڑھیں گے جیسا کہ ھدایہ میں امام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ نقل فرماتے ہیں:

فإن غم الهلال وشهدوا عند الإمام برؤية الهلال بعد الزوال صلى العيد من الغد " لأن هذا تأخير بعذر وقد ورد فيه الحديث " فإن حدث عذر يمنع من الصلاة في اليوم الثاني لم يصلها بعده

اگر چاند بادل میں چھپ گیا اور لوگوں نے زوال کے بعد رویت ہلال کی گواہی دی تو امام دوسرے دن عید کی نماز پڑھائے کیونکہ اس میں تاخیر عذر کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس میں حدیث بھی وارد ہوئی ہے پس اگر ایسا عذر واقع ہوا کہ دوسرے دن بھی عید کی نماز نہ پڑھ سکے تو اس کے بعد وہ نماز عید نہ پڑھیں۔

(الهداية في شرح بداية المبتدى المجلد الاول: باب صلاة العيدين الصف ۸)

اور سنن ابو داؤد شریف حدیث پاک ہے: حدثنا حفصُ بنُ عُمَرَ، حدثنا شعبةُ، عن جعفرِ بنِ أبي وَحشِيَّه، عن أبي عُمَير بن أنس عن عمومةٍ له مِن أصحابِ رسولِ الله: أن ركباً جاؤوا إلى النبي صلَّى الله عليه وسلم يشهدون أنهم رأوا الهلالَ بالأمسِ، فأمَرهُمْ أن يُفْطِرُوا وإذا أصبَحُوا يَغدُوا إلى مُصَلَّاهُم۔ والله تعالى اعلم

(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۶۱ باب إذا لم يخرج الإمام للعيد من يومه يخرج من الغد حديث ۱۱۵۷، إسناده صحيح. وقد صحح إسناده البيهقي ۳/ ۳۱۶، وابنُ حزم ۵/ ۹۲، وقال ابن المنذر في الأوسط" ۴/ ۲۹۵: حديث ثابت، وقال الخطابي في "معالم السنن" حديث صحيح، و كذلك قال ابن الملقن في "البدر المنير" ۵/ ۹۵، وحسن إسناده الدارقطني (۲۲۰۳).

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری چھپرہ سارن بہار

۱۰ جون بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

ایک مسجد میں دو مرتبہ عید کی نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے عید کی نماز ایک مسجد میں 2 مرتبہ ہوسکتی ھے یا نہیں۔ سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــہ تعــــــــالی

جی ہاں ایک مسجد یا عیدگاہ میں عید کی نماز دو مرتبہ ہوسکتی ہے جبکہ الگ الگ دو ایسے امام پڑھائیں جو کہ ماذون باقامت نماز عید ہوں۔

جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اگر دونوں امام ماذون باقامت نماز عید تھے دونوں جائز ہوگئیں" اھ

(ج:8/ص:576/مکتبہ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

اسرار احمد نوری ضلع نینی تال اتراکھنڈ

12 مئی 2021ء بروز بدھ

باب احکام المسجد

(مسجد کے احکام کا بیان)

تعمیر مسجد کے بعد عام لوگوں کو اجازت نماز دے دی تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام ومفتیانِ عظام رہنمائی فرمائیں ایک شخص نے ۳۰ سال پہلے مسجد کی تعمیر کیا ہے مسجد میں سب نمازیں ہوتی ہیں۔ مسجد اُس نے وقف نہیں کیا تھا۔ اور ہمیشہ خود کی چلاتا تھا مسجد میں۔ لیکن اب اُس نے ایک سال سے تالا (lock) لگا دیا ہے میری ذاتی ملکیت بول کر۔

(۱) کیا ان صورتوں میں وہ شرعی طور پر مسجد ہے؟

(۲) کیا کچھ نوجوان مل کر تالا توڑ کر مسجد کھولنا صحیح ہے۔ سائل حافظ اعجاز نوری خلیل آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

مسجد کی تعمیر ہو جانے کے بعد اگر عام لوگوں کو نماز کی اجازت دے دی تو وہ مسجد ہوگئی اس پر کسی کا مالکانہ حق جتانا حرام ہے اور مسجد میں تالا لگانا سخت ناجائز وحرام ہے۔

جیسا کہ بہار شریعت ج۱/ ح۱۰/ ص۸۰/ میں رقمطراز ہیں: مسجد بنائی اور جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی مسجد ہوگئی اگر چہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں مگر یہ جماعت علی الاعلان یعنی اذان واقامت کے ساتھ ہو اور اگر تنہا ایک شخص نے اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھی اس طرح نماز پڑھنا جماعت کے قائم مقام ہے اور مسجد ہو جائے گی اور۔ اگر خود اس بانی نے تنہا اس طرح نماز پڑھی تو مسجدیت کے لئے کافی نہیں کہ مسجدیت کیلئے نماز کی شرط اس لئے ہے تاکہ عامہ مسلمین کا قبضہ ہو جائے اور اس کا قبضہ تو پہلے ہی سے ہے عامہ مسلمین کے قائم مقام یہ خود نہیں ہوسکتا۔

اس لئے وہ مسجد ہوگئی اور مسجد کو اپنی ملکیت ٹھہرانا شرعاً غلط ہے بلکہ وہ خاص اللہ تعالی کی ملک ہے حتی

کہ کسی خاص شخص نے تعمیر کرایا تب بھی مسجد ہو جانے کے بعد وہ اسے اپنی ملک نہیں قرار دے سکتے ہیں۔

قرآن مقدس کی آیت کریمہ ہے:

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (پ۲۹/سورہ جن آیت نمبر ۱۸)

یعنی مسجدیں اللہ ہی کی ہیں۔

وہ شرعی طور سے مسجد ہے اس میں نماز کا ثواب وہی ہے جو مسجد میں نماز کا ثواب ہے۔

(فتاوی مرکز تربیت افتاء ج ۲/ص ۱۸۲)

مسجد کا تالا توڑنے کیلئے پوری آبادی کے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اکٹھا کر کے بات کریں اور اگر وہ شخص نہیں مانے تو سماجی بائیکاٹ کریں اور مسجد کو کھول کر اس میں نماز ادا کریں حکمت اور صلح پسندی کے ساتھ کام لیں فتنہ وفساد سے احتراز کریں۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی ہرپور واسیتا مڑھی بہار

****

جس کنویں کے مالک مفقود ہو اس کو مسجد کے مصارف میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مسجد کی دیوار کے بغل میں ایک کنواں ہے جو ایک زمانے سے (۱۹۹۳) لوگ پانی استعمال کرتے تھے وضو غسل بھی کرتے تھے لیکن چند سال سے مسجد میں نل ہو جانے سے استعمال بند کر دیا گیا گاؤں کے لوگ کنواں کو باتھروم کا ٹنک بنوانا چاہتے ہیں تو کیا از روئے شرع کنواں کو پاخانہ بنانا درست ہے، لیکن اس کنویں کا مالک کون ہے پتہ نہیں بینوا توجروا۔ المستفتی عبداللہ خان شراوستی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مفقود کا کنواں افادہ عام کیلئے مقرر ہے مثلاً اہل محلہ وراہ گیر کے لئے نافع ہو تو تبدیلی جائز نہیں ورنہ قاضی شرع کے حکم سے تبدیلی جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں قاضی خاں کی یہ عبارت ہے:

" وقد قال الامام فقیه النفس قاضی خاں فی الخانیة قریة فیها بئر مطویة بالاٰجر خربت القریة، و انقرض اهلها وبقرب هذه القریة قریة اخرٰی فیها حوض یحتاج الی الاٰجر فارادوا ان ینقلوا الاجر من القریة التی خربت ویجعلوها فی هذا الحوض،قالوا ان عرف بانی تلك البئر لا یجوز صرف الاٰجر الا باذنه، لانه عادالی ملکه وان لم یعرف البانی قالوا الطریق فی ذٰلك ان الفقیر ینفقها فی ذٰلك الحوض لانه بمنزلة اللقطة والاولی ان ینفق القاضی فی هذا الحوض ولا حاجة فیه الی التصدق علی الفقیر مثال

امام فقیہ النفس قاضی خان فرماتے ہیں: ایک دیہات میں پختہ کنواں تھا، دیہات اجڑ گیا اور کنواں معطل ہوگیا، اس کے قریب دوسرے دیہات والوں نے اس کی اینٹیں اپنے حوض میں لگانی چاہیں، اگر کنویں کا بنانے والا موجود ہے تو اس سے اجازت لینی ضروری ہے کیونکہ تعطل کے بعد اینٹیں بانی کی ملک ہوگئیں، اور بانی کا پتہ نہ چلے تو وہ اینٹیں فقیر کو دے دی جائیں، اور وہ اپنی طرف سے اس کو حوض میں لگادے، کیونکہ وہ اینٹیں اب لقطہ (گری پڑی چیز) کے حکم میں ہے۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قاضی اپنے حکم سے اسے حوض میں لگادے اس طرح فقیر کو دینے والے حیلہ سے نجات مل جائے گی۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب
(فتاوی قاضی خاں کتاب الوقف فصل فی المقابر والرباطات نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۲۵)

کتبہ
محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی غفرلہ القوی چھپرہ بہار
۵ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

کافر اپنی خوشی سے سامان دے تو مسجد میں لگانا کیسا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کافر پردھانی کا چناو لڑنے والا ہے اور گاوں کی مسجد کا چھت لگانا باقی ہے کافر اپنی خوشی سے مسجد کے چھت کا سارا سیمنٹ دینا چاہتا ہے اسکا کہنا

ہے کہ ہم روپے نہیں دینگے سیمنٹ دینگے تو کیا اسکا سیمنٹ لیا جا سکتا ہے یا نہیں تفصیلی بحوالہ جواب جلد مطلوب ہے۔سائل ادریس رضا،جگدیش پور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

کافر کی تین قسمیں ہیں ذمی،متامن،حربی،اور ذمی ومتامن کیلئے بادشاہ اسلام کا ذمہ اور امن دینا ضروری ہے لہٰذا یہاں کہ کفار یقیناً نہ تو ذمی ہیں اور نہ متامن بلکہ حربی ہیں جیسا کہ حضرت ملا جیون رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ان ھم الا حربیون وما یعقلھا الا العالمون

(تفسیرات احمدیہ ص ۳۰۰)

اور کافر حربی کا مال عقود فاسدہ کے ذریعے حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر کافر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں بشرطیکہ وہ عقد مسلم کیلئے مفید ہو مثلاً ایک روپیہ کے بدلے دو روپیہ لینا جائز ہے بشرطیکہ مکر وفریب اور غدر و بدعہدی نہ ہو تو اپنی خوشی سے اس کے دئے ہوئے مصلی پر نماز پڑھنا اور اس کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگانا بدرجہ اولی جائز ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم ص (۳۶۷) مکتبہ شبیر برادرز لاہور)

مگر بچنا ہی اولی ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

ہاں ایسی چیز کا قبول کرنا مسلمانوں کو نہ چاہئے کہ مسجد کو ملک کافر سے آلودہ کرنا ہے،،

وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لا نستعین بمشرک"
تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مشرک سے استعانت نہیں کرتے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۶) ص (۲۹۷) مکتبہ دعوت اسلامی)

صورت مسئولہ میں کافر نیتا سے مسجد کے لیے کسی بھی طرح تعاون لینا جائز نہیں کیونکہ وہ مسجد میں تعاون اپنے مفاد ومقصد کے تحت دے رہا ہے ووٹ حاصل کرنے کی نیت سے لھٰذا کافر اگر چندہ یا پیسہ مصلحت کے تحت دیتا ہو تو لینا جائز نہیں جیسا کہ فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: کافر کا پیسہ یا چندہ لینا جائز ہے جبکہ کسی شرعی مصلحت کے خلاف نہ ہو۔

(فتاوی فیض الرسول، جلد، دوم، صفحہ، ۳۶۳)

ہاں اگر مذکورہ نیتا بعد الیکشن نیازمندانہ دے تو لینا جائز ہیکہ اب یہاں مصلحت مفقود ہے اور ایک بات کی وضاحت بیحد ضروری ہے ووٹ کے بدلے لیڈر، نیتا سے کسی بھی قسم کی اجرت یا تعاون لینا جائزنہیں کہ یہ ایک طرح کی رشوت ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۴ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

مسجد میں ریح خارج کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید مسجد میں ہوا خارج کرتا رہتا ہے اوراسی میں قرآن بھی پڑھتا رہتا تو کیا زید کا ایسا فعل درست ہے بحوالہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔سائل محمد مسلم رضا لکھنوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

صورت مسئلہ میں اصل یہ ہے کہ ہر وہ امر جس سے بَد بو پیدا ہو وہ فعل ناجائز وممنوع ہے اور ممانعت کی علت اذیت ملائکہ ہے کہ مسجد میں کسی بھی ایسے کو صادر کرنا جس سے بد بو پیدا ہونا اذیت ملائکہ ہے یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو اس بدبو دار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو ہر اس چیز سے اذیت ہوتی ہے جس سے انسان کو ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

یہی حکم ہر اس چیز کا ہے کہ جس سے بد بو پیدا ہو {یعنی ناجائز ہے} اور آگے فرماتے ہیں جیسے کہ ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(بہار شریعت ج اول ح سوم ص ٦٤٨ مکتب دعوت اسلامی)

پتایہ چلا کہ مسجد میں ریاح خارج کرنا نا جائز ہے اگر کوئی کریگا تو گنہگار ہوگا ایسے شخص کو اپنے اس فعل قبیحہ وشنیعہ سے باز آنا چاہیے ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۹ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

فی زمانناکفار کو مساجد میں آنے دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ ایک کافر ہے جو کہ ایمان نہیں لایا ہے پر وہ اسلام سے محبت بھی کرتا ہے اور وہ وضو بنا کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے آتا ہے تو اس کے بارے حکمِ شرع کیا ہے کیا انہیں مسجد میں آنے سے روکیں یا نہیں علمائے کرام رہنمائی فرمائیں عین نوازش ہوگی ۔سائل محمد محسن رضا نوری احمد نگر مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

صورت مسئولہ میں وہ کافر خود آتا ہو اور وہ ایمان بھی نہیں لایا ہو اگر چہ بظاہر اسلام سے محبت بھی کرتا ہو اور وہ وضو بنا کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے آتا ہو تو اسے مسجد میں آنے سے احتیاطا روکا جائے گا اس لیے کہ اگر وہ اسلام کو اچھا جانتا تو وہ ایمان لے آتا اور ایمان نہ لانا اس بات پر دلیل ہے کہ وہ اسلام کو اچھا نہیں جانتا ہے بکہ اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

أَنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

ترجمہ: بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے ۔

(پارہ 3 سورہ آل عمران آیت 19)

فی زمانا اس کا مسجد میں آنا کچھ وجہ سے خالی نہیں ہوسکتی ہے فساد، فتنہ، وغیرہ وغیرہ اگر اسے مسجد میں آنے سے نہ روکا جائے تو فطری طور پر ان سے مودت اور انسیت ہوگی یا ان سے کم سے کم عداوت ختم یا کم

ہو جائے گی اور یہ دونوں باتیں قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ"

اور تم میں جو کوئی ان سے دوست رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

(پارہ 6 سورہ مائدہ آیت 51)

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

"لقوله السلام من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام۔"

(صفحہ 31)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

" ما كان للمشركين أن يعمروا مسٰجد الله شاهدين على أنفسهم بالكفر أولئك حبطت أعمالهم وفي النار هم خالدون إنما يعمر مسٰجد الله من امن بالله واليوم الآخر۔

مشرکین کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مساجد تعمیر کریں درآں حالانکہ وہ اپنے کفر پر قائم ہوں ان کے اعمال اکارت ہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مساجد تو صرف وہ لوگ تعمیر کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان لا چکے ہیں۔

(سورہ توبہ آیت 17/ 18)

اس آیت کے تحت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں:

یہ دونوں باتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ آدمی کافر بھی اور خاص اسلامی اور توحید کے عبادت خانہ کو آباد بھی کرے اس آیت کے تحت یہ بیان کیا گیا کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مومنین ہیں۔

احکام القرآن میں ہے:

" فاقضت الآية منع الكفار من دخول المسٰجد و من بناؤها وتولى مصالحها والقيام بها لانتظام اللفظ للامرين۔

ترجمہ: اس آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ کفار کو مسجد میں داخل ہونے، مساجد کو بنانے، اس کے مصالح کا انتظام کرنے اور اس کا نگران بننے سے روک دیا جائے کیونکہ لفظ تعمیر ان دونوں باتوں کو شامل ہے۔

(ج 3 صفحہ 87)

تفسیر کبیر میں ہے:

"الکافر لا یحذر من النجاسات فدخوله فی المسجد تلویث للمسجد ۔"

اور اس وجہ سے بھی کہ کافر نجاست سے نہیں بچتا لہذا مسجد میں اس کے دخول سے مسجد ناپاک ہوگی اور اس سے مسلمانوں کی عبادت میں حرج ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

(ج 4 صفحہ 409)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی سوناپور اتر دیناجپور بنگال

۱۷ ستمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

مسجد کے مائک سے اعلان کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیوبندی اور وہابی کے مرنے پر سنی مسجد میں نماز جنازہ کے لیے اعلان کرنا کیسا ہے؟ اور جو اعلان کرتا ہے اس پر حکم شرع کیا ہے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: جمیل احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعـــــــــــالی

مسجد کا مائک اگر مسجد کے مال سے خریدا گیا یا کسی نے اپنی طرف سے مسجد کے ہی کاموں کے لئے خرید کر وقف کر دیا تو اس سے دوسرے کاموں میں اس کا استعمال ناجائز ہے امام اجل علامہ ابن ہمام قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

"الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیه"

(فتح القدیر کتاب الوقف ج5 ص440)

اور فتاوی عالمگیری کتاب الوقف میں ہے کہ:

"لا یجوز تغییر الوقف علی هیئته"

(ج2ص490)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

"وقف میں شرائط واقف کا اتباع ضروری ہے"۔

(فتاوی رضویہ ج7ص377)

اور اگر کسی نے وقف کیا مگر ہر کار خیر کے اعلان کی اجازت دی ہے یا لوگوں نے چندہ کر کے خریدا ہے اور ہر کار خیر میں لانے کی ان کی طرف سے اجازت ہو تو اب سنی کی نماز جنازہ کا اعلان کر سکتے ہیں مگر وہابی دیوبندی وغیرہ بد مذہبوں کی نماز جنازہ کا اعلان ناجائز وحرام ہے کہ ان لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنی حرام ہے تو اس کا اعلان وہ بھی مسجد سے کرنا بدرجہ اولی حرام ہے ارشاد باری تعالی ہے:

"ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان" اھ

(پ6سورہ مائدہ آیت 2)

اور جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ وہابی دیوبندی ہے اس کے باوجود اس کا اعلان کرنا گناہوں پر مدد کرنا ہے اور گناہوں پر مدد کرنا حرام ہے لہذا ایسا شخص اس قسم کے اعلان سے سخت پرہیز کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۲ ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ

****

ایک جگہ سے مسجد کو توڑ کر دوسری جگہ بنانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ زید نے اپنی پہلے کچھ زمین مسجد ومدرسہ کے نام پر دیا تھا اور لوگوں نے زید کی زمین پر مدرسہ تعمیر کرایا ایک طرف چھپر رکھکر نماز بھی پڑھتے تھے اب بکر نے کچھ اپنی زمین مسجد کے نام پر دیا ھے لوگ بکر کی زمین مسجد تعمیر کرانا چاھتے ھیں اور زید کی زمین جو مسجد کے نام پر تھی اسکو مدرسہ میں لے سکتے ھیں کہ نہیں قرآن وحدیث کے روشنی میں جواب عنایت فرمادیں۔ سائل محمد سراج القادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

جو جگہ مسجد کے لئے وقف ہوگئی قیامت تک مسجد ہی رہے گی اس میں کوئی اور تصرف جائز نہیں جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

مسجد کو اس لئے شہید کرنا کہ وہ جگہ ترک کر دیں گے اور دوسری جگہ مسجد بنائیں گے مطلقاً حرام ہے۔

قال الله تعالىٰ: و من أظلم ممن منع مسجد ألله أن يذ كر فيها اسمه و سعى فى خرابها

اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر کرنے سے روکے اور انکی بربادی کی کوشش کرے اور اگر اس لئے شہید کی کہ یہیں از سر نو اسکی تعمیر کرائے تو اگر یہ امر بے حاجت و بلا وجہ صحیح شرعی ہے تو لغو وعبث و بے حرمتی مسجد و تضیع مال ہے اور یہ سب ناجائز ہے۔

قال صلی الله تعالى عليه وسلم إن الله تعالى كره لكم ثلثا قيل وقال و كثرة السؤال و إضاعة المال"

و قال الله تعالى : ولا تبذر تبذيرا إن المبذرين كانوا إخوان الشيطين۔

رسول اللہ صلی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزوں کو ناپسند بنایا: قیل وقال کثرت سوال اور مال کو ضائع کرنا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: فضول خرچی مت کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں۔

ہدایہ میں ہے: العبث حرام (فضول خرچی کرنا حرام ہے)

اور اگر بمصلحت شرعی ہے مثلاً اگر اس میں اور زمین شامل کر کے توسیع کی جائے گی یا بنا کمزور ہوگئی ہے محکم بنائی جائے گی اصل بانی مسجد ورنہ اہل محلہ کو اس میں اختیار ہے۔ كما في الهنديه و الدر المختار وغيرهما (جیسا کہ ہندیہ اور در مختار وغیرہ میں ہے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۱۶) ص (۳۰۰) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۳ ستمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

گورمنٹی زمین پر مسجد بنانے کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
حضرت سوال یہ ہے کہ سرکاری زمین پر مسجد بنائی جاسکتی ہے کہ نہیں جلدی جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔سائل: محمد شفیق القادری رجبی مدارگڑھ

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــــالى

سرکاری زمین پر بغیر سرکار کی اجازت کے مسجد تعمیر کرنا شرعی قانونی اور اخلاقی طور پر درست نہیں ہے اگر آپ مسجد سے متصل زمین کو مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے حکومت سے اجازت لینا ضروری ہے کیونکہ سرکاری زمین پر حکومت کی اجازت کے بغیر مسجد بنانے سے زمین سرکار کی ملکیت میں ہی رہے گی اور سرکار کو اس میں تصرف کرنے اور وہاں سے مسجد ہٹانے کا اختیار باقی رہے ایسا کرنے سے بعد میں تنازعات پیدا ہوتے ہیں اور بسا اوقات حکومت کی طرف سے ناجائز قبضہ ہٹانے کے لیے توڑ پھوڑ کی جاتی ہے جس سے اشتعال جنم لیتا ہے۔اس لیے مسجد کی تعمیر صرف اس جگہ پر اور اتنی ہی جگہ پر کی جائے جتنی مسجد کے لیے خریدی گئی ہے، یا اسے کسی نے وقف کیا ہے۔

اس لیے اگر آپ سرکاری زمین پر مسجد بنانا چاہتے ہیں یا مسجد سے متصل سرکاری زمین کو مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو حکومت سے اس کی اجازت لیں یا زمین کی قیمت دے کر رضامندی سے خرید لیں حکومت کی اجازت کے بغیر مسجد یا وضوخانہ یا غسل خانہ بنانا جائز نہیں جیسا کہ درمختار میں ہے کہ:

"لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته " واللہ تعالی اعلم

(الدر المختار مع الشامي كتاب الغصب / مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير ۹/۲۹۱ زكريا. الأشباه والنظائر / الفن الثاني ۲/۴۴۴ إدارة القرآن كراچی)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۶ جمادی الاول ۱۴۴۱ھ

****

جنازہ کیلئے بنائی گئی مسجد میں نماز پنجگانہ کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ میں قبرستان میں جو مسجد ہے جہاں میت کی نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے تو اسی مسجد میں فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے۔سائل محمد احمد رضا اشفاقی رضوی محلہ کھٹیکان وارڈ نمبر پانچ تارا نگر ضلع چورو راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مسجد میں جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی،ناجائز وگناہ ہے جیسا کہ حدیث شریف اورفقہ حنفی کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے۔

لایصلی علی میت فی مسجد جماعۃ لقولہ علیہ السلام ومن صل علی جنازۃ فی المسجد فلا اجر لہ۔

(ھدایہ اولین صفحہ 161)

اورفتاوی عالمگیری میں ہے:

صلوۃ الجنازۃ فی المسجد الذی تقام فیہ الجماعۃ مکروھۃ

(ج اول مصری صفحہ 155)

ہاں اگر خاص جنازہ کیلئے ہی مسجد بنائی تو وہ مسجد جماعت نہ ہوئی بلکہ جنازہ گاہ ہوا اس میں نماز باجماعت بوجہ مجبوری پڑھی کہ اس سے مناسب جگہ وہاں پر دوسری نہ تھی تو کوئی حرج نہیں۔

لقولہ علیہ السلام جعلت لی الارض مساجدا

مگر اس کی عادت بنانا بھی درست نہیں کہ لوگ اسے مسجد جماعت سمجھنے لگیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد عمر علی قادری سیتامڑھی بہار

۱۴ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۸ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

مسجد میں انگلیاں چٹکانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں انگلی چٹکانا کیسا ہے تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل احمد رضا رضانگر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

نماز میں انگلیاں چٹخانا ناجائز ہے علاوہ نماز کے بلا ضرورت انگلیاں چٹکانا خلاف اولی وترک ادب ہے اور اگر ضرورت ہو تو اباحت ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

نماز میں انگلی چٹکانا گناہ وناجائز ہے یوں ہی اگر نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے یا نماز کیلئے جارہا ہے اوران کے سوا اگر حاجت ہو مثلاً انگلیوں میں بخارات کے سبب کسل پیدا ہوا تو خالص اباحت ہے اور بے حاجت خلافِ اولی وترکِ ادب ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد (۴) ص (۲۴۷) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

مسجد کی رقم بطور قرض مدرسہ میں لگانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
سوال.ایک محلہ میں ایک مسجد اور ایک مدرسہ ہے مدرسہ میں کچھ کام ہونا ہے تو کیا مسجد کی رقم ادھار مدرسہ میں لگ سکتی یا نہیں ۔سائل محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر مسجد اور مدرسہ کا انتظام الگ الگ ہے اور چندہ بھی دونوں کا الگ الگ ہوتا ہے یا دونوں کی ایک ہی کمیٹی ہے مگر چندہ وغیرہ الگ الگ کرتے ہیں اور چندہ دہندہ بھی مدرسہ اور مسجد کیلئے الگ

چندہ دیتا ہے تو اس صورت میں مدرسہ سے قرض لینا اور مدرسہ انتظامیہ کا قرض دینا دونوں ناجائز ہے
اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں حضور بحر العلوم فتاوی بحر العلوم میں ارشاد فرماتے ہیں: صورت مسؤلہ میں زید کا چندہ کی رقم بطور قرض اپنے مصرف میں خرچ کرنا امانت میں خیانت اور ناجائز وگناہ ہے زید پر لازم ہے کہ فورا مدرسہ کو تاوان ادا کریں۔

(فتاوی بحر العلوم ۲/ ۲۲۷)

اس لئے مدرسہ کی رقم بطور قرض مسجد میں نہیں لگا سکتے ہیں اگر لگا یا تو تاوان ادا کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۲۴ جون بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

سائل کا مساجد میں سوال کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے لئے یا کسی دوسرے کیلئے اور سائل کو دینا اپنے واسطے یا دوسرے کیلئے از روئے شرع کیسا ہے؟ سائل محمد تنویر احمد ہرپوروا گوٹ باچپٹی سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعــــــــــــالی

مسجد میں شور وغل مچانا نمازیوں کے نماز میں خلل ڈالنا اپنے لئے مانگنا یا دوسرے کیلئے یہ سب مطلقا حرام ہے جیسا کہ سیدی اعلی حضرت رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں:

یہ جو مسجد میں غل مچاتے ہیں نمازیوں کے نماز میں خلل ڈالتے ہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقا حرام ہے اپنے لئے مانگیں خواہ دوسرے کیلئے حدیث شریف میں ہے:

" جنبوا مساجد کم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم رواہ ابن ماجہ "

یعنی مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آوازوں سے بچاو۔

حدیث شریف میں: من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالة فلیقل لاادا ھا اللہ الیك فان المساجد لم تبن لھذا رواہ احمد ومسلم وابن ماجہ

یعنی جوکسی کو مسجد میں اپنی گم چیز دریافت کرتے سنے اس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے مساجد اس لئے نہیں بنی جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصا اکثر بلا ضرورت بطور پیشہ کہ خود حرام ہے یہ کیونکر جائز ہوسکتی ہے آئمہ دین نے فرمایا جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسے راہ خدا میں اور خرچ کرے تاکہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہو اور دوسرے محتاج کیلئے امداد کا اعلان کرنا یا کسی دینی کام کیلئے چندہ کرنا جس میں شوروغل ہو نہ گردن پھلانگنا ہو نہ کسی نماز میں خلل ہو تو بلاشبہ جائز ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب ہے بلکہ مولی کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے ثابت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ احکام شریعت حصہ اول ص ۱۱۲ / ۱۱۳)

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہرپور وابا چپٹی سیتامڑھی بہار

۷ اگست بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

مسجد کو عیدگاہ بنانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ مسجد کو عیدگاہ بنانا کیسا ہے برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

مسجد کو عیدگاہ بنانا جائز نہیں کما قال الامام العطایہ النبویہ فی الفتاوی الرضویہ: جس زمین میں مسجد بنادی گئی تو اسے نہ بیچ سکتے ہیں نہ اس میں کسی قسم کا تصرف کرسکتے ہیں اور نہ اسے کسی دوسری زمین سے بدل سکتے ہیں۔

ردالمحتار میں:لا یملك ای لا یکون مملوکا لصاحبه ولا یملك ای لا یقبل التملیك لغیرہ بالبیع ونحوہ لاستحالة تملیك الخارج عن ملکه ولا یعار ولا یرھن

(ردالمحتار۔جلد۔۴ص۔۳۵۲)

رہا اسے عیدگاہ بنانا تو وہ جائز نہیں کیوں کہ جب وہ جگہ مسجد ہو چکی ہے تو اسے مسجد باقی رکھنا فرض ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی مرکزی تربیت افتاء۔جلد۔۲ص۔۱۸۶)

کتبــــــہ
محمد ندیم رضا سمتی
مورخہ۔۹۔صفر المظفر۔۱۴۴۱ھ

****

مسجد سے بلند مدرسے کی عمارت بنانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا مدرسہ کی عمارت مسجد کی عمارت سے اونچی بنانا درست ہے۔ مدلل جواب سے نوازیں۔المستفتی حافظ نظیر احمد جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــالی

درست ہے کیوں کہ مسجد سے اونچا کوئی مکان نہیں ہوسکتا اگر چہ بظاہر نظر آتا ہو جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۹۰ میں ہے:

حقیقت میں کوئی مکان مسجد سے اونچا نہیں ہوسکتا اگر چہ بظاہر اونچا نظر آتا ہو۔کیونکہ مسجد ظاہری دیوار کا نام نہیں بلکہ اتنی جگہ کہ جتنی میں مسجد بنی ہوئی ہے،تحت الثری سے ساتوں آسمان تک سب مسجد ہی ہے۔

درمختار مع شامی جلد اول ص ۵۸۴ میں ہے:

انه مسجد الی عنان السماء۔

ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۸۸ میں ہے مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی لہٰذا معلوم ہوا کہ مسجد سے اونچی مکان کی عمارت بنا سکتے ہیں تو مدرسے کی عمارت بدرجہ اولیٰ بنا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ
محمد معصوم رضا نوری
۱۶ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

جو زمین غصب کر کے مسجد میں داخل کی گئی اتنا حصہ ہرگز مسجد نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسلئہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے ایک عبادت خانہ بنایا اپنی زمین پر مگر تھوڑا حصہ عبادت خانے کا عمر کی زمین بھی پڑ گیا جب بنیاد رکھی جا رہی تھی تو عمر نے منع کیا کہ میری زمین میں مت بناؤ مگر زید نے نہ مانا اور بنالیا اب جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہیں تو کیا ایسی عبادت خانہ میں نماز پڑھنا درست ہے اور زید کیلئے کیا حکم ہے کہ دوسرے کی زمین پہ عبادت خانہ بنایا کیا اس عبادت خانے کو شرعا توڑ سکتے ہیں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد شاہد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــالی

صورت مستفسرہ کے مطابق زید نے ظلم کیا لہٰذا وہ ظالم وغاصب قرار پائے گا ایسی مسجد میں نماز پڑھنے اور مسجد کے ردوبدل کرنے کے تعلق سے شہزادہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام الفقہا مفتیِ اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

غیر کی مملوک زمین کو کوئی دوسرا شخص بغیر مالک کی اجازت کے زبردستی بے معاوضہ دئے مسجد میں داخل کر لینے کا کسی کو حق نہیں خصوصاً ایسی صورت جب کہ مسجد کو اس کی حاجت نہ ہو مسجد کی وسعت کی ضرورت نہ ہو، وہ مسجد وہاں کے لوگوں کو کافی ہو ہاں جب مسجد وسیع کرنے کی ضرورت ہو کہ ناکافی ہو تو معاوضہ دے کر زمین داخل کی جاسکتی ہے یوں اگر شخص راضی نہ ہو اسے جائز طور پر معاوضہ لینے زمین دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے، اسعاف وغیرہ میں ہے:

لو ضاق المسجد على الناس بجنبه أرض ملك الرجل لو اخذ منه بالقيمة كرها دفعا لضر العام و بجبر الخاص بأخذ القيمة

جو زمین غصب کر کے مسجد میں داخل کی گئی اتنا حصہ ہرگز مسجد نہیں، جن لوگوں نے ایسا کیا وہ ظالم، غاصب مستحق نار حق اللہ اور حق العباد دونوں میں گرفتار ہیں- ان پر توبہ لازم ہے- مسجد کو اگر حاجت نہ ہو فوراً اتنی زمین اس سے خارج کر دی جائے اگر مالک راضی نہ ہو اور اگر حاجت ہو تو مالک کو اس کا معاوضہ دیا جائے- اگر صورت وہ کہ مسجد کو حاجت نہ ہو اور مالک اپنی زمین ہی لینا چاہتا ہو، معاوضہ لے کر زمین چھوڑ دینے پر راضی نہ ہو تو زمین واپس کی جائے گی اور اس کے داخل اور خارج کرنے میں اور مسجد کی پھر درستی میں جو کچھ صرف ہوگا اس کا ذمہ دار وہی ہوگا جس نے پرائی زمین مسجد میں ڈال لی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ مصطفویہ، صفحہ نمبر ۲۳٤)

کتبـــــہ
محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤیو پی
۲۹ اکتوبر ۲۰۱۸ بروز سنیچر

****

مسجد کے پیسے سے امام کو تنخواہ دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں جو روپیہ لوگ مسجد کے ترقی کے لئے دیتے ہیں کیا وہ روپیہ میں سے مسجد کے امام کو تنخواہ دے سکتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی محمد آفتاب عالم رضوی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

جو پیسہ مسجد کے خاص تعمیر کے لیے ہے اس پیسے سے امام و مؤذن کو تنخواہ دینا جائز نہیں، جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: چندہ جس کام کے لئے کیا گیا اس کے غیر میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: چندہ دینے والے جس مقصد کے لئے چندہ دیں

اس مقصد میں وہ رقم صرف کی جا سکتی ہے دوسرے میں صرف کرنا جائز نہیں۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد سوم صفحہ ٤٢)

لہٰذا اگر خاص تعمیر کے لئے چندہ ہوا ہے تو اس چندہ کی رقم سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بحوالہ فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ١٦٦ مسجد کا بیان)

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۴ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

کسی فاسق شخص کو مسجد ومدرسہ کا متولی بنانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان کرام اس بارے میں کہ فاسق معلن کو مساجد ومدارس وجلوس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صدر وسکریٹری بنانا از روئے شرع کیسا ہے مفصل ومدلل جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل شارق قادری دموہ ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

مسجد ومدرسہ کا متولی ایسے انسان کو بنانا چاہیے جو شرع کا پابند متقی پرہیزگار ودیانت دار ہو فاسق جس کا فسق ظاہر ہو جیسے شراب نوشی وغیرہ ایسے غیر متشرع وآزاد خیال غیر ذمہ دار کو ہرگز مسجد ومدرسہ کا متولی نہ بنایا جائے درمختار میں ہے کہ:

وینزع وجوبا (بزازیہ) لو الواقف فغیرہ بالاولی غیر مامون اوعاجزو ظھر بہ فسق کشرب الخیمر ونحوہ الخ

یعنی لازمی طور پہ معزول کیا جائے اگرچہ واقف ہی کیوں نہ ہو تو غیر طریق اولی جب وہ ناقابل اعتماد یا نااہل ہو یا اس کا فسق ظاہر ہو چکا ہوں مثلاً شرابی ہونا وغیرہ لہٰذا متقی پرہیزگار ودیانت دار کے

ہوتے ہوئے کسی فاسق غیر ذمہ دار کو متولی بنانا اچھا نہیں ہے ہاں اگر کوئی قابل اعتماد آدمی نہ ملے تو ایسی صورت میں جو شخص سب سے بہتر سمجھا جائے مجبوراً ایسے کو متولی بنا سکتے ہیں پھر اگر اس نے غیر ذمہ دارانہ کام کیا تو فوراً اسے باہر کر دینا ضروری ہوگا یہ صورت ضرورت کے پیش نظر ہوگی ورنہ شرعی اصول کے مطابق کسی ناجائز کام کے مرتکب کو متولی بنانا جائز نہیں ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شرعیہ جلد اول احکام مسجد کا بیان ص ۱۹۴)

کتبہ

محمد سلطان رضا شمسی نیپال

۱۳ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

مسجد میں رکھے ہوئے قرآن پاک کے بابت زید کا یہ کہنا کہ میں محافظ ہوں کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے گھر سے قرآن پاک لاکر مسجد میں رکھا اور اس کے اندر کاغذ میں لکھا ہے کہ اس قرآن پاک کی حفاظت کرنے والا زید ہے اور زید کے بغیر اجازت کوئی اس قرآن کو نہ لے ایسا لکھنا زید کا کیا درست ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل حافظ محمد اعجاز نوری خلیل آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

زید کا مسجد میں لاکر رکھے ہوئے قرآن پاک کی بابت یہ کہنا کہ میں اس مصحف شریف کا محافظ ہوں تو یہ مجازی معنی میں درست ہے کہ اس سے مراد زید اس کی دیکھ ریکھ گرد وغبار ہر ایک چیز سے مصحف شریف کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کر رہا ہے ورنہ قرآن پاک کا حقیقی محافظ ونگہبان تو خود خالق کائنات وحدہ لاشریک ہے اور اس کی حفاظت کی دلیل نص قطعی سے ثابت ہے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ

(پارہ 14 سورۃ الحجر آیت 9)

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنزالایمان)

رہا زید کا یہ کہنا کہ اس کو زید کی اجازت کے بغیر کوئی نہ لے تو اگر اس کا مقصود وقف نہیں ہے تو اس کا کہنا درست ہے فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ:

قرآن پاک رکھنے والے کا مقصود اس مسجد پر وقف کرنا نہیں ہے تو رکھنے والے کو اختیار ہے قرآن پاک اس کی ملک پر باقی رہیں گے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد دوم صفحہ 204/205)

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۶ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا اور مسجد کی بیکار اشیاء تحفتاً دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں دے سکتے ہیں یا نہیں دوسری بات مسجد کی کوئی چیز مثلاً چٹائی وغیرہ جو مسجد میں استعمال کے لائق نہیں ہے کیا ان چیزوں کو ذمہ داران کسی غریب کو ہدیتاً یا عاریتاً دے سکتے ہیں، جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ المستفتی محمد اصغر رضا قادری شہر احمد نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالی

صورت مسؤلہ میں یہ ناجائز وگناہ ہے، کہ ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں بھی عاریۃ دینا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے۔ :فروع قولھم شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل به

واقف کی شرط شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی نص کی طرح واجب العمل ہے

اور جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ جلد پنجم ص ۱۲۲: یجوز للقیم شراء المصلیات للصلاۃ علیھا ولا یجوز اعارتھا لمسجد اٰخر (ملخصًا)

مسجد کے ناظم کو مسجد کے لئے چٹائیاں خریدنا جائز ہے تا کہ ان پر نماز پڑھی جائے اور انہیں عاریۃً

دوسری مسجد کے لئے دینا جائز نہیں قاضی اسلام کی اجازت سے دیے سکتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

ذکر ابو اللیث فی نوازله حصیر المسجد اذا صار خلقا واستغنی اهل المسجد عنه وقد طرحه انسان ان کان الطارح حیا فهو له وان کان میتا ولم یدع له وارث ارجو ان لاباس بان یدفع اهل المسجد الی فقیر او ینتفعوا به فی شراء حصیر اٰخر للمسجد والمختار انه لایجوز لهم ان یفعلوا ذٰلك بغیر امر القاضی کذا فی محیط السرخسی

کہ ابو لیث نے اپنی نوازل میں ذکر کیا کہ مسجد کی چٹائی جب پرانی ہوگئی اور اہل مسجد کو اس کی ضرورت نہ رہی جبکہ اس کو ایک شخص نے دلوایا تھا وہ اس کی ہوگی اگر وہ زندہ ہے اور اگر وہ مرگیا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا تو میں امید کرتا ہوں کہ اس بات میں حرج نہیں کہ اہل مسجد وہ چٹائی کسی فقیر کو دے دیں یا اس کو بیچ کر مسجد کے لئے دوسری چٹائی خریدنے میں اس سے نفع اٹھائیں، اور مختار یہ ہے کہ قاضی کی اجازت کے بغیر انہیں ایسا کرنا جائز نہیں، محیط سرخسی میں یونہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوٰی هندیه کتاب الوقف الباب الحادی عشر نورانی کتب خانه پشاور ۲/ ۴۵۸)

کتبـــــــه
محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار
۱۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

قربانی کے چمڑے کا پیسہ مسجد و مدرسہ میں لگا سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان شرح مسئلہ ذیل میں قربانی کے چمڑے کا پیسہ مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل: قمر رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

قربانی کی کھال یا کھال بیچ کر اس کا دام مسجد میں دینا جائز ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

چرم قربانی کا صدقہ کرنا واجب نہیں بلکہ خود اپنے صرف میں بھی لا سکتا ہے مثلا اس کی جانماز یا جلد یا چلنی، ڈول وغیرہ بنوا کر استعمال کرسکتا ہے یا اسے کسی باقی رہنے والی چیز کے ساتھ بدل سکتا ہے در مختار میں ہے کہ:

يتصدق بجلدها او يعمل منه نحو غربال و جراب و قربة و سقرة و دلو او يبدله بما ينتفع به باقيا كما مر

(فتاوی امجدیہ ج3 ص304)

یوں ہی اسے ہر نیک کام میں لگا سکتا خواہ مدرسہ ومسجد میں دے یا کسی اور ثواب کے کام میں لگائے فتاوی ہندیہ میں ہے کہ:

لو باعها بالدراهم ليتصدق بها جاز لانه قربة كالتصدق كذا فى التبيين و هكذا فى الكافى۔

(فتاوى هنديه ج5 ص301 : باب السادس فى بيان ما يستحب فى الاضحية)

اور بزازیہ میں ہے کہ: له أن يبيعها بالدراهم ليتصدق بها۔

(فتاوی مرکز تربیت افتاء ج2 ص317)

اور ایسا فتاوی فیض الرسول ج2 ص472 / 478 پر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۶ جنوری بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

مسجد میں اگر بتی جلانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام سے گزارش ہے مسجد میں اگر بتی لگانا کیسا ہے؟ سائل محمد معراج خان

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــالى

اگر یہ یقین سے معلوم ہو کہ جو اگر بتی مسجد میں جلائی جارہی ہے وہ نجس چیز سے بنی ہوئی ہے تو

مسجد میں اس کا جلانا جائز نہیں ہے چنانچہ درمختار میں ہے:

یکرہ الوطی فوقه والبول والتفوط وادخال نجاستة فيه يجوز الا ستصباح بهن نجس فيه۔

(فتاویٰ علیمیہ جلد 1 صفحہ 241 احکام مسجد کا بیان)

ضاءشریعت میں ہے اگر بتی گوبر سے نہیں بلکہ کوئلہ سے بنائی جاتی ہے لہٰذا اس اگر بتی کو مسجد میں جلانے سے اگر نمازیوں کو کوئی تکلیف نہ ہو تو اس کے جلانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ کار ثواب ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجد بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ صاف اور خوشبودار رکھی جائے۔

(ابو داؤد شریف حدیث نمبر 455)

مذکورہ حدیث پاک سے مسجد کو خوشبودار رکھنے کا ثبوت ملتا ہے لہٰذا مسجد کو عود لوبان اگر بتی جیسی خوشبودار چیزوں سے خوشبودار کر سکتے ہیں لیکن اتنا ضرور یاد رکھیں کہ اگر بتی کو سلگانے کیلئے مسجد میں ماچس نہ جلائیں بلکہ ماچس اور اگر بتی دونوں مسجد کی حد کے باہر لے جائیں اور وہاں ماچس جلا کر اگر بتی سلگائیں پھر اندر لا کر لگائیں کیوں کہ۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 2 صفحہ 381)

پر ہے کہ مسجد کو بو سے بچانا واجب ہے لہٰذا مسجد میں مٹی تیل جلانا حرام مسجد میں دیا سلائی سلگانا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بحوالہ ضیاء شریعت جلد 1 صفحہ 230)

کتبـــــہ
محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار انڈیا
۷ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۱ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

امانت کی تعریف اور مسجد کے خزانچی کا مسجد کی رقم اپنے ذاتی کام میں لانا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جی حضور بعد سلام عرض ہے کہ امانت کی تعریف کیا ہے؟ اور مسجدوں کے خزانچی جو ہوتے ہیں ان کے پاس جو رقم مسجد کی جمع ہوتی ہے اگر وہ اس رقم کو اپنے خرچ میں لگا دیں اور اس کے بعد گھر کی

رقم واپس مسجد میں لگاتے ہیں کیا اس طرح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور یہ امانت میں خیانت ہے یا نہیں؟ جلد جواب عطا فرمائیں۔ سائل محمد سہیل اختر رضا قادری میواتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

امانت کی تعریف یہ ہے کہ دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت پر مقرر کردینے کو ایداع کہتے ہیں اور اس مال کو ودیعت کہتے ہیں جس کو عام طور پر امانت کہا جاتا ہے۔

(بہار شریعت ج 3 ص 31، اور تفصیل درکار ہے تو اس صفحہ کا مطالعہ کریں)

مسجد کی رقم بطور امانت ہوتی ہے اس لئے مسجد کی رقم کو اپنے ذاتی کام میں لگانا امانت میں خیانت کرنا ہوگا جو ناجائز وحرام اور سخت گناہ ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ (پ9 سورہ انفال آیت 27)

یعنی اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔

اور ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (پ5 سورہ نساء آیت 58)

یعنی بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔

اور اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

مسجد خواہ غیر مسجد کسی کی امانت اپنے صَرف میں لانا اگرچہ قرض سمجھ کر ہو حرام و خِیانت ہے۔ توبہ و اِستِغفار فرض ہے اور تاوان لازِم، پھر (اُتنی ہی رقم) دے دینے سے تاوان ادا ہوگیا، وہ گناہ نہ مٹا جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج 16 ص 489: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۶ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ جون ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

مسجد میں مٹی کا تیل جلانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں مٹی کا تیل جلانا کیا ہے۔سائل محمد رضوان خان قادری لکھیم پور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــالی

مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے مگر جبکہ اس کی بدبو بالکل دور کردی جاے۔

(فتاوی رضویہ جلد سوم ص598

حدیث شریف: من اکل من ھذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا فان الملائکۃ تتاذی مما یتأذی منہ الانس۔

(مشکوۃ شریف ص68)

کہ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو۔

(بہار شریعت حصہ سوم ص184)

ہاں اگر اس میں ایسی چیز ملائی جس سے اس کی بو بالکل جاتی رہے تو اسے مسجد میں جلانا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی ناپاک چیز نہ ہو اسلئے ناپاک تیل مسجد میں جلانا جائز نہیں۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ جلد سوم ص598، درمختار مع شامی جلد اول ص485،فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص194)

کتبـــــہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی

4 اکتوبر بروز جمعرات 2018

****

کافر کی رقم مسجد میں لگانے کا شرعی حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ عرض ہے کی اگر کوی کافر مسجد میں پیسہ دے تو کیا اس کا پیسہ مسجد میں لگا سکتے ہیں کی نہیں اگر لگا سکتے ہیں تو طریقہ کیا ہے اگر نہیں لگا سکتے ہیں تو اس پیسے کو کیا کریں جواب عطا فرما کر شکریا کا موقع عنایت فرمائیں۔سائل مشرف رضا پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

حضور سیدی سرکار اعلی حضرت تحریر فرماتے ھیں کافر اگر اس طور پر روپیہ دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ھے یا اسکے سبب مسجد میں مداخلت رھے گی تو لینا جائز نہیں اور اگر نیازمندانہ طور پر پیش کرتا ھے تو حرج نہیں جب کہ اس کے عوض کافر کی طرف سے کوئی چیز خرید کرنہ لگائی جائے بلکہ مسلمان بطور خود خرید یں یا راہوں مزدوروں کی اجرت میں دیں اور اس میں بھی صحیح طریقہ یہ ھے کہ کافر مسلمان کو ہبہ کر دے مسلمان اپنی طرف سے لگائیں نیز فرماتے ھیں:

اگر اس نے مسجد بنوانے کی صرف نیت سے مسلمان کو روپیہ دیا یا روپیہ دیتے وقت صراحتاً کہہ بھی دیا کہ اس سے مسجد بنوادو اور مسلمانوں نے ایسا ہی کیا تو وہ ضرور مسجد ھے اور اس میں نماز پڑھنا بھی درست ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ششم قدیم صفحہ ۴۸۴)

صورت مذکورہ میں مسجد اللہ کا گھر ھے اور مسلمانوں کی عبادت گاہ ھے لہٰذا مسجد کو مسلمانوں کے حلال و پاک مال سے تعمیر کیا جائے غیر مسلم اگر کچھ رقم تعمیر مسجد میں دے تو اس سے مسجد کے بیت الخلا وغسل خانہ غیر معمولی چیزیں جس پر عبادت نہ کی جاتی ہو بنانا جائز ھے۔ واللہ تعالی اعلم

(احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ جلد دوم ص 566)

کتبــــــہ

محمد عامل رضا خان المعروف ضیاء انجم قادری رضوی بہرائچ شریف یوپی

۱۹ جون بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

غیر مسلم کاریگر سے مسجد تعمیر کروانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلے میں کہ مسجد کی تعمیر غیر مسلم مستری سے کروا سکتے ھیں یا نھیں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عبد المجید گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

مسجد کی تعمیر غیر مسلم کاریگر سے کرواسکتے ہیں لیکن جہاں تک ممکن ہو سکے غیر مسلم مستری سے نہ کروانا بہتر اولی ہے جیسا کہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی ماہروی اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

مسجد خدا کا گھر ہے اور اس کا احترام ہر حال میں ہر مسلمان پر لازم وضروری ہے ظاہر ہے کہ ہندو کا غسل جنابت بھی نہیں اترتا ہے تو وہ مسجد میں آئے گا جائے گا اسی حالت جنابت میں جب کہ خود کافر کا مسجد میں آنا جانا ممنوع ہے پھر اس فعل سے کافر اپنی برتری کا بھی اظہار کرے گا اور یہ گویا ایک قسم کا احسان ہوگا سارے مسلمانوں پر لہذا جہاں تک ممکن ہو ہرگز ہرگز مسجد کی تعمیر میں کافر مستری کو نہ لگایا جائے۔ واللہ تعالی اعلم

(احسن الفتاوی المعروف فتاوی خلیلیہ ج2 ص554)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۰ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۲۴ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

****

مسجد کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال مسجد کی فضیلت حدیث وقرآن کی روشنی میں ارسال فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل منور عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

مسجد کی فضیلتیں قرآن وحدیث میں بے شمار وارد ہوئی ہیں چند یہاں ذکر کئے جاتے ہیں:

قال اللہ تعالی: إنما يعمر مسٰجد الله من أمن بالله واليوم الآخر وأقام الصلوة وأتى الزكوة ولم يخش الا الله۔

خدا کی مسجدیں وہی عمارت کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پر پابند رہتے

اور زکوٰۃ دیتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

(القرآن الکریم (۹/۸۱)

اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔

جو اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائے اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں مکان تعمیر فرمائے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۱۶)ص (۲۹۰) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

پرانی مسجد شہید کرکے اس میں تبدیلی لانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہم نے پرانی مسجد شریف شہید کی اب ہم پہلے منزل کو سڑک کی طرف دکان بنانا چاہتے ہیں اور درسگاہ اور دوسرے منزل پر مسجد کیا یہ جائز ہے برائے مہربانی قران وحدیث کا حوالہ دے کر جواب عنایت فرمائیں۔مہربانی ہوگی۔سائل منظور احمد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

ہرگز ہرگز جائز نہ ہوگا کیوں کہ یہ سب کام تمام مسجدیت سے پہلے ہونا چاہئے تھا جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

اقول:وبا للہ التوفیق اعلم و فقنا اللہ تعالیٰ وایاك ان للمسجد اطلاقین احدھما موضع الصلوۃ من الارض الموقوفۃ لھاو ھو الاصل و بھذا المعنی لایدخل فیہ البناء فان البناء من الاوصاف کالا طراف فالباب والجدار خارج عن المسجد۔

و کذا الدکۃ والمنار والحیاض والابار وان کانت فی حدودہ بل فی جوفہ اذابنیت قبل تمام المسجدیۃ امابعدہ فلا یجوز تغییر شیئ من الاوقاف عن ھیئتہ الابشرط الواقف لحاجۃ الوقف و مصلحتہ فکیف بالمسجد فی براتہ و حریتہ و تمنعہ من حق عبدوخیرتہ.فی وقف الدرمن احکام المسجدلو بنی فوقہ بیتا لاامام لا یضر لانہ من المصالح اما لو تمت المسجدیۃ ثم اراد البناء منع ولو قال عنیت ذلك لم یصدقتا تار خانیۃ فاذا کان ھذا فی الواقف فکیف بغیرہ فیجب ھدمہ ولو علی جدار المسجد"

اللہ تعالی ہم کو اور آپ کو سب کو علم کی توفیق بخشے مسجد کی دو اطلاقات ہیں زمین کا وہ حصہ جو نماز کے لیے وقف کیا گیا ہو مسجد کے حقیقی معنی یہی ہیں اس اطلاق میں مسجد کی بنیادیں مسجد میں داخل نہیں کہ بنیادیں اوصاف کے حکم میں ہیں جیسے کہ اطراف وحدود پس مسجد کا دروازہ اور دیواریں مسجد سے خارج ہیں اسی طرح اذان کے چبوترے،مینار یں،حوض اور کنویں حدود مسجد یا جوف مسجد ہی میں کیوں نہ ہوں اگر تمام مسجدیت سے قبل بنائے گئے تو مسجد سے خارج ہیں ہاں مسجد مکمل ہو جانے کے بعد اگر ان چیزوں کو مسجد میں بنایا تو یہ وقف کو بدلنا ہوا جو جائز نہیں۔واقف نے وقف کی ضرورت کے لیے اس کی شرط لگائی ہوتو اور بات ہے اور مسجد میں یہ ناممکن ہے کہ مسجد حقوق عبد سے بالکلیہ آزاد ہوتی ہے۔

درمختار کے کتاب الوقف باب احکام المسجد میں ہے:

اگر مسجد کے اوپر امام مسجد کے لیے کمرہ بنایا تو حرج نہیں کہ یہ مصالح مسجد میں ہے لیکن مسجد مکمل ہوگئی تو مسجد کی چھت پر منع کیا جائیگا اگر چہ یہ کہے کہ میری نیت پہلے ہی کمرہ بنانے کی تھی،اس کی تصدیق نہ کی جائے گی۔

تاتارخانیہ میں ہے: جب خود واقف کا یہ حال ہے تو دوسرے کا کیا۔ایسی تعمیر کو مسجد کی دیوار پر ہو اس کو بھی ڈھا دینا چاہیے۔

والاخر الارض مع البناء وھو الاصل مع الوصف فالبنیان کالجدار ان والبنیان داخل بھذا المعنی فیہ و علی الاول قولہ تعالی "اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ۔

اس اطلاق میں زمین مع بنیادوں کے مسجد ہے،تو دروازے اور دیواریں سب مسجد میں داخل

ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ

مسجدیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے تعمیر کرتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۲۸) ص(۱۳۶/۱۳۷) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۸ جون ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

بالغہ لڑکیوں کو مسجد میں پڑھانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ زید ایک مسجد کا نائب امام ہے وہ مسجد میں بچوں کو پڑھاتا ہے جس میں لڑکیاں بھی پڑھتی ہے زید کو ایک لڑکی سے پیار ہو گیا ہے اور وہ لڑکی بھی زید سے پیار کرتی ہے زید بھی اس کو kiss کرتا ہے کبھی ہاتھ پکڑتا ہے کبھی گفٹ لا کر دیتا اور بھی بہت کچھ زید کی اس حرکت کے بارے میں کافی لوگ جانتے ہے اس نے ہی بتایا تھا اب عرض یہ ہے وہ مسجد میں نماز پڑھاتا ہے کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اسی وجہ سے کہتے ہے نماز نہیں ہوگی؟ کیا یہ بات صحیح ہے کے زید کے پیچھے نماز نہیں ہوگی اور زید پر کیا حکم ہوگا اور جو نمازے پڑھی گئی ان کا کیا حکم ہوگا اور زید کی امامت درست ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔سائل فرمان رضا سیفی مراد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اول بات کہ مسجد میں دینی تعلیم دینا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے ورنہ ناجائز اور واقعی زید مذکورہ لڑکی سے پیار کرتا ہے اور اس کو kiss کرتا ہے کبھی ہاتھ پکڑتا ہے تو زید ضرور گنہگار و فاسق ہیکہ کسی نامحرم عورت (لڑکی) کو چھونا، بوس وکنار کرنا عندالشرع حرام ہے اس پر توبہ کرنا فرض ہے اور اگر وہ اپنے اس افعال قبیحہ وشنیعہ سے صدق دل سے توبہ نہیں کرے گا تو عذاب آخرت میں گرفتار ہوگا۔

صورت مسؤلہ میں جن امور کو زید نے مذکورہ لڑکی کی طرف منسوب کیا ہے اگر وہ شرعا ثابت ہو جائیں تو زید قابل امامت نہیں اور جتنی نمازیں زید نے ایسی حرکت کرنے کے بعد پڑھائیں ہیں اسکو دوہرانا واجب ہے اور اس کو امام بنانا گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ اعلانیہ توبہ کرے۔

فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم ص ٦٠٦ پر بالغہ لڑکیوں کو کسی نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرنا ناجائز ہے ہاں اگر خاص پردہ کا اہتمام ہے ایک دوسرے کی شکل نہیں دیکھ سکتے ہیں تو کچھ علماء نے جائز قرار دیا ہے حضرت مسعود رضی اللہ عنہ سے ترمذی میں حدیث شریف مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

المرأة عورة

جس کے ترجمہ میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

زن عورت ست حق وے آنست کہ مستور ومحجوب باشد

اس لئے زید کا بالغہ لڑکیوں کو بے پردہ پڑھانا ناجائز وحرام ہے اس کو گفٹ دینا اس سے پیار ومحبت کا اظہار یہ سب ناجائز وحرام ہے ان سب سے صدق دل سے توبہ کرے اور زید کو فورا مسجد میں پڑھانے سے روکیں اس سے مسجد کی بے حرمتی ہے مسجد کا احترام لازم وضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

١٦ جمادی الآخر ١٤٤٢ھ بروز سنیچر

****

مسجد کے نیچے تہہ خانہ بنانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ چند مہینوں پہلے مسجد گھنی آبادی میں تعمیر کی گئی اور آمدنی کا کوئی راستہ نہیں ہے اس میں ابھی کوئی مینار وغیرہ نہیں بنایا گیا ہے نماز پڑھی جاتی ہے اب لوگوں نے مشورہ دیا کہ مسجد کے نیچے تہ خانہ بنایا جائے اور اسکو مسجد اور مدرسے کے اخراجات کے لئے کرائے پر کسی مسلم کو دی جائے تاکہ اس پیسے سے دین کا کام آگے بڑھے تو کیا ایسا کرنا درست ہوگا جلد بتایا جائے عین ونوازش ہوگی۔ سائل یوسف رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ہرگز نہیں وقف میں تبدیلی ہوگی جوکہ ناجائز ہے ہاں تمام مسجدیت سے پہلے اگر یہ بات ہوتی اور واقف کی رضامندی پائی جاتی تو جائز ہوتا لیکن اب جائز نہیں نیز منارے وغیرہ کیلئے کہیں اور سے انتظام کرے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

درمختار میں ہے:لو بنی فوقه بیتا للامام لایضر لانه من المصالح اما لوتمت المسجدیة ثم ارادالبناء منع ولو قال عنیت ذلك لم یصدق تاتارخانیة فاذا کان هذا فی الواقف فکیف بغیره فیجب هدمه ولو علی جدارالمسجد ولا یجوز اخذالاجرة منه ولان یجعل شیئا منه مستغلا ولاسکنی بزازیة۔

اگر واقف نے مسجد کے اوپر امام کے لئے حجرہ بنادیا تو حرج نہیں کیونکہ وہ مصالح مسجد میں سے ہے لیکن تمام مسجدیت کے بعد اگر وہ ایسا کرنا چاہے تو اس کو منع کیا جائے گا، اگر وہ کہے کہ میرا شروع سے ارادہ تھا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائیگی۔ (تاتارخانیہ) جب خود واقف کا حکم یہ ہے تو کسی اور کو یہ اختیار کیسے ہوسکتا ہے لہذا ایسی عمارت کو گرانا واجب ہے اگر چہ صرف دیوار مسجد پر وہ استوار کی گئی ہو، اس کی اجرت لینا یا مسجد کا کوئی حصہ کرایہ کے لئے یا رہائش کے لئے مقرر کرنا جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (١٦) ص (٤٣٣) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند

١٨ جمادی الآخر ١٤٤٢ھ بروز سوموار

****

دخول مسجد حرام میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پیش کرنا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مدینہ شریف میں نبئ کریم کے قبر کو سلام کی جاتی ہے تو کعبہ شریف میں کس کو سلام کی جاتی ہے اور کیسے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل: محمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــــــہ تعـــــــــــــــــــــالی

دخول مسجد حرام کے وقت بھی حضور اکرم، نور مجسم، مقصود کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عقیدت ومحبت پیش کرنا ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف جلد چہارم صفحہ ۶۹۸، مطبوعہ قدیم، ناشر رضا دار الاشاعت رام نگر نینی تال، یوپی میں حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت تحریر فرماتے ہیں کہ:

.ذکر خدا اور رسول اور اپنے تمام مسلمانوں کے لئے دعائے فلاح دارین کرتا ہوا باب السلام تک پہنچے اور اس آستانہ پاک کو بوسہ دے کر داہنا پاؤں پہلے رکھ کر داخل ہو اور کہے، بسم الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و ازواج سیدنا محمد اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك "

اس کے بعد آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

یہ دعا خوب یاد رکھے، جب کبھی مسجد الحرام شریف خواہ کسی مسجد میں داخل ہو اسی طرح جائے اور یہ دعا پڑھے اور جب کسی مسجد سے باہر آئے پہلے بایاں پاؤں باہر رکھے اور یہی دعا پڑھے، مگر اخیر میں "رحمتك " کی جگہ " فضلك " کہے اور یہ لفظ اور بڑھائے" وسھل ابواب رزقك اس کی برکات دین ودنیا میں بے شمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تو سلامتی کی ہی نہیں جاسکتی وہ ازلی وابدی اور قدیم ہے سب کو وہ خود سلامتی عطا فرماتا ہے اسے کون سلامتی عطا کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــــــــــہ
محمد جعفر علی صدیقی سانگلی مہاراشٹر
۲۷ جنوری بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

* *

مسجد ومدرسہ وعیدگاہ کے سامان کے متعلق سوال وجواب؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں مدرسے کا سامان مسجد میں مسجد کا سامان مدرسے میں مسجد اور مدرسہ کا سامان عیدگاہ میں عیدگاہ کا سامان مدرسہ ومسجد میں

مدرسہ ومسجد اور عیدگاہ کا سامان قبرستان میں قبرستان کا سامان مدرسہ ومسجد اور عیدگاہ میں کیوں نہیں استعمال کر سکتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ مکمل وضاحت کے ساتھ شرع کی روشنی جواب عنایت فرمائیں بہت جلد بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل ابراہیم رضا راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

ان سب کی وجہ بس اتنی ہے وقف کی تبدیلی جو کہ ناجائز ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

وقف کی تبدیلی جائز نہیں جو چیز جس مقصد کیلئے وقف ہے اسے بدل کر دوسرے مقصد کیلئے کر دینا روا نہیں جس طرح مسجد یا مدرسہ کو قبرستان نہیں کر سکتے یونہی قبرستان کو مسجد یا مدرسہ یا کتب خانہ کر دینا حلال نہیں سراج وہاج پھر۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لا یجوز تغیر الوقف عن ھیاته فلا یجعل بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دکانا إلا إذا جعل الواقف الی الناظر ما یری فیه مصلحة الوقف اه قلت فإذا لم یجز تبدیل الھیاة فکیف بتغییر اصل المقصود"

وقف کو اس کی ہیئت سے تبدیل کرنا جائز نہیں لہذا گھر کا باغ بنانا اور سرائے کا حمام بنانا اور رباط کا دکان بنانا جائز نہیں ہاں جب واقف نے نگہبان پر معاملہ چھوڑ دیا ہو کہ وہ ہر وہ کام کر سکتا جس میں وقف کی مصلحت ہو تو جائز ہے۔

قلت (میں کہتا ہوں) جب ایک ہیئت کی تبدیلی جائز نہیں تو اصل مقصود کی تغیر کیوں کر جائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۹) ص (۴۰۸) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی گٹیہار بہار

۲۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ جولائی ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

مسجد کے اندر سی سی ٹی وی کیمرہ لگانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مسجد میں حسب ضرورت سی۔سی۔ٹی وی کیمرہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز جس مسجد میں سی۔سی۔ٹی وی کیمرہ لگا ہو اس مسجد میں نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ المستفتی: محمد ابرار قادری سارے پالیا بنگلور کرنا ٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

اسلام میں تصویر کشی حرام و ناجائز اور لعنت کا کام ہے احادیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔لیکن جہاں چوری ڈکیتی، خیانت، جان و مال کے تلف وضیاع ہونے کا شدید خطرہ ہوں تو وہاں حفاظتی نقطئہ نظر سے سی،سی،ٹیوی کیمرہ(CCTV CAMERA) نصب کرنے کی دفع مضرت کے اصول کے پیش نظر اجازت ہے۔جیسا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے کہ" اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ" اھ

(الأشباہ والنظائر لإبن نجیم ص 307/القواعد الفقھیہ ص 270)

مذکورہ قاعدۂ کلیہ سے یہ ثابت ہوا کہ ضرورتاً مسجد میں سی سی ٹیوی کیمرہ لگانا جائز ہے تو اس میں نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

مسجد سے بلند گھر بنانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال عرض ہے علمائے کرام کی بارگاہ میں کہ گھر اگر مسجد کے بالکل سامنے ہو اور مسجد سے اوپر ہو مثلاً مسجد دو منزل کی ہے اور گھر 3.4 منزل کا تو کیا ایسے گھر میں رہ سکتے ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ مسجد

وہابیوں کی ہوتو اسکا حکم بھی بتادیجئے ۔عین نوازش ہوگی ۔سائلہ شبنم برکاتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

مسجد کی عمارت سے بلند مسجد سے ملحق مسلمان اپنا گھر بنا سکتا ہے اس میں شرعی کوئی قباہت نہیں ہے اور وہابی و دیوبندی کی مسجد مسجد نہیں اسلیے کہ سرکار اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ:

وہابی کی مسجد مسجد نہیں وہ گھر کی طرح ہے اگر وہ مسجد پہلے سنیوں کی تھی بعد وہابی وغیرہ نے قبضہ کرلیا تو وہ مسجد کے حکم میں ہے اور اس کا احترام لازم ہے اگر وہ مسجد وہابی کی ہے تو وہ مسجد کے حکم میں نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(الملفوظ ،فتاوی فیض الرسول جلد دوم ص ۳۷۱ مسجد کا بیان)

کتبـــــــہ
محمد سلطان رضا شمسی نیپال
۱۴فروری بروز جمعرات ۲۰۱۹عیسوی

****

گھر کے اوپر مسجد بنانا جائز نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ درگاہ شریف کے بازو میں ایک مکان ہے لوگ وہاں مسجد بنانا چاہتے ہیں لوگوں کا کہنا ہے کہ نیچے اس کا مکان بنادیں گے اور اوپر مسجد تو اس طرح کرنا جائز ہے یا پھر مکان کیلئے الگ زمین خریدنی پڑے گی ۔سائل نثار احمد قادری دربھنگا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

مسجد کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنی املاک سے اُسکو بالکل جدا کردے اسکی ملک اُس میں باقی نہ رہے، لہٰذا نیچے اپنی دوکانیں ہیں یا رہنے کا مکان اور اوپر مسجد بنوائی تو یہ مسجد نہیں ۔ یا اوپر اپنی دوکانیں یا رہنے کا مکان * اور نیچے مسجد بنوائی تو یہ مسجد نہیں بلکہ اُسکی ملک ہے اور اُسکے بعد اُسکے ورثہ کی ،اور اگر نیچے کا مکان مسجد کے کام کے لیے ہوا پنے لیے نہ ہو تو مسجد ہوگئی ۔

(بہار شریعت،حصہ: دہم،ج:2،ص:557،558،مسجد کا بیان)

ہاں اس شخص کو الگ مکان خرید کر دینا ہوگا۔

ہدایہ میں ہے:واذا بنی مسجدا فلم یزل ملکه عنه حتی یفرزہ عن ملکه بطریقه۔ومن جعل مسجدا تحته سرداب او فوقه بیت وجعل باب المسجد الی الطریق عزله عن ملکه فله أن یبیعه وان مات یورث عنه لأنه لم یخلص الله تعالی لبقاء حق العبد متعلقا به.والله تعالی اعلم

(ہدایہ اولین ص:624،کتاب الوقف)

کتبـــــہ
محمد عبدالعلیم مصباحی
۱۴فروری بروز جمعرات ۲۰۱۹عیسوی

****

مسجد کا سامان مدرسہ میں لگانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال مسجد کا کام کے لئے بالو لایا گیا ہے مدرسہ والوں کو بالو کی ضرورت ہے تو کیا مسجد والے اس میں سے کچھ بالو اسی قیمت پر جس قیمت پر خریدے ہیں کیا بیچ سکتے ہیں؟ المستفتی: نور الھدی نوری

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

مسجد کا جو بھی سامان مسجد میں کام آنے کے لائق نہ ہو یا مسجد کی ضروریات سے زائد ہو اور اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے مسجد سے خرید کر مدرسہ میں لگا سکتے ہیں۔جیسا کہ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

مسجد کا نریا اور کھپڑ او غیرہ جو سامان کہ اب مسجد میں کام آنے کے لائق نہ ہو اور خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے مسجد سے خرید کر مدرسہ میں لگا سکتے ہیں مگر استنجاء خانہ وغیرہ کسی بے ادبی کی جگہ پر نہیں لگا سکتے ہیں اور نہ مسجد سے خریدے بغیر لگا سکتے ہیں ھکذا فی الکتب الفقھیة" واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فیض الرسول ج2 ص366)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲فروری بروز سنیچر ۲۰۱۹عیسوی

****

دوکان کی چھت پہ مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

اہل علم حضرات کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ کیا دوکانوں کی چھت پر تعمیر کی گئی مسجد، مسجدِ شرعی ہو سکتی ہے؟ براہ مہربانی جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔ المستفتی۔ محمد شارق قادری دموہ ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

چھت پر تعمیر کی ہوئی مسجد اس حالت میں مسجد شرعی ہوگی جب وہ دکان بھی مسجد کی ہو جائے گی جیسا کہ حضور مفتی اعظم ہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ مصطفویہ قدیم میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

جائز ہے جب کہ وہ دوکانیں تہ خانے مسجد ہی کے ہونگے عالم گیری میں ہے:

لو کان السرداب لصالح المسجد جاز کما فی مسجد بیت المقدس کما فی الھدایہ

قبل مسجدیت جب کہ وہ دوکانیں موجود ہیں ان پر مسجد بنائی جائے گی تو یہ دوکانیں مسجد کی ہوں گی تو اس میں حرج نہیں ہے وہ مسجد مسجد ہوگی ہاں کسی مسجد میں بعد مسجدیت یہ تصرف جائز نہ ہو تا کہ اس کی زمین خالی کر کے دوکان بنائی جائے نہ تہ خانہ بنے۔

(فتاویٰ مصطفویہ (قدیم) ص ٢٦٦)

مذکورہ عبارت سے خوب واضح ہوگیا کہ دوکان کی چھت پر مسجد بنانا جائز ہے بشرطکہ وہ دوکان مسجد کے مصالح میں خرچ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی

٢٠ جمادی الاول ١٤٤٢ھ بروز بدھ

****

مسجد کی عمارت کو اگر سیلاب بہالے جائے تو اس زمین کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک گاؤں کی مسجد دریا شکن ہوگئی تو اس مسجد کے سارے سامان کو دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا اور ان سارے سامان کے ساتھ دوسری جگہ مسجد تیار ہوگئی۔(جامع مسجد) اور اس مسجد کا حال یہ ہیکہ کبھی چار پانچ یا کبھی کچھ زیادہ نمازی مسجد میں پہو نچتے ہیں یہ بات پنج وقتہ نماز کی ہے جبکہ جمعہ کی نماز میں کثیر تعداد ہوتی ہے۔اسی بیچ کوئی شخص پرانی جگہ جہاں پر پہلے مسجد تھی اور دریامیں جگہ کٹ چکی تھی کچھ دن بعد جب دریا سے زمین باہر آگئی تو کوئی شخص اسی جگہ پر جامع مسجد تعمیر کرانا چاہتا ہے۔

مسئلہ دریافت یہ ہے کہ جامع مسجد کے لئے کیا شرائط ہیں جبکہ یہ 500 میٹر کے اندر کا ہے اور ایک اندازے کے مطابق جو دریا والی مسجد بنانا چاہتے ہیں وہاں برسات کے موسم میں پنج وقتوں میں اذان ہونے کی بھی گارنٹی نہیں ہے لہٰذا ایسی مسجد تعمیر کرنا ازروئے شرع کیسا ہے؟؟

اور ایک بات واضح کر دوں کہ اگر نئی والی مسجد تعمیر ہوتی ہے تو گاؤں میں اختلاف ہوسکتا ہے کیونکہ جو شخص مسجد کی تعمیر پر آمادہ ہے وہ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر یعنی اپنی واہ واہی کی خاطر ایسا کرنا چاہتا ہے۔لہٰذا جواب کا طالب ہوں۔سائل۔محمد مامون الرشید یسینی پورنوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــالی

قدیم مسجد جو تالاب ہوگئی تھی اب زمین ظاہر ہوگئی ہے اور مسجد کی زمین کی نشانی متعین ہو رہی ہے تو اس قدیم مسجد کو آباد کرنا مسلمانوں پر لازم وضروری ہے جیسا کہ حضور سیدی اعلی حضرت قدس سرہ قدیم فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص ۵۸۹ پر فرماتے ہیں کہ:

ایک پرانی، خام شکستہ اور دوسرے آبادی کم ہونے کی وجہ سے ایک کنارے پر آبادی کے ہوگئی ہے جو بہت بے موقع ہے اس لئے مسجد اندر آبادی میں جدید تعمیر کرانے کی خواہش ہے-اس سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں، اس پہلی مسجد کا آباد رکھنا فرض ہے اس کنارے والے پانچوں وقت اس میں نماز پڑھیں۔

اسی طرح حضور صدر الشریعہ اپنے مشہور زمانہ تصنیف بہار شریعت حصہ دہم ص ۵۹ پر رقمطراز ہیں:
مسجد کے آس پاس کی جگہ ویران ہوگئی وہاں لوگ رہتے نہیں کہ مسجد میں نماز پڑھیں یعنی مسجد بالکل بیکار ہوگئی جب بھی وہ بدستور مسجد ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اسے توڑ پھوڑ اس کے اینٹ پتھر وغیرہ اپنے کام میں لائے یا اسے مکان بنالے یعنی وہ قیامت تک مسجد ہے۔

(بحوالہ در مختار)

اس لئے جب قدیم مسجد کی زمین کی نشانی ظاہر ہوگئی ہے تو اس پر مسجد قائم کرنا فرض ہے-ایک مسجد سے دوسری مسجد کی دوری کتنی ہونی چاہئے۔
فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص ۵۸۲ پر ہے:
مسجد جبکہ بہ نیت خالصہ بنائی جائے تو پہلی مسجد کے کسی قدر قریب ہو کچھ حرج نہیں "لما فی الأشباہ والدر ان لأهل المحلة ان يجعلوا المسجد مسجدين!
آپ نے ذکر کیا ہے نئی مسجد تعمیر ہوتی ہے تو فتنہ وفساد واقع ہوسکتا ہے-اولا وہ مسجد نئی نہیں ہے بلکہ پرانی مسجد کو تعمیر کر کے آباد کر رہا ہے یہ تو اچھی بات ہے اس سے مسلمانوں کو خوشی ہونی چاہئے اور نام ونمود کیلئے۔ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص ۵۸۶ پر ارشاد فرماتے ہیں:
نیت امر باطن ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام وکبیرہ اور ہرگز مسلمان سے متوقع نہیں کہ اس نے ایسی" فاسد ملعون نیت سے مسجد بنائی قال الله تعالى ولا تقف ماليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسؤلا " تو بیشک کافی شرعی ہرگز اس بری نیت کا گمان کرنا جائز نہیں بلکہ اسی پہلی نیت پر محمول کریں گے اور مسجد کو مسجد اور نماز کو جائز وثواب اور اس کی آبادی کو بھی ضرور سمجھیں۔

(فتاوی رضویہ ج ۳)

اس لئے کسی پر بدگمانی جائز نہیں ہے اس مسجد کو آباد کرنے میں تمام لوگوں کو مدد کرنی چاہئے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد رضا امجدی ہرپور واباچپٹی سیتامڑھی بہار
۸ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

مسجد کی چھت پر ترنگا لہرانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ مسجد کی چھت پر ترنگا لہرانا کیسا ہے۔سائل:عظیم رضا اترا کھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــــــــہ تعـــــــــــــــــالی

جو جگہ مسجد ہوگئی وہ تحت الثری سے آسمان تک مسجد قرار پا چکی ہے اب اس کے کسی بھی حصہ کو نیچے یا اوپر سے مصالح مسجد کے خلاف کسی دنیوی کام کے لئے استعمال کرنا ناجائز وحرام ہے اور ترنگا جھنڈا ہو سیاسی جھنڈا لگانا بھی ناجائز ہے کہ مسجدیں لوجہ اللہ خالص عبادت کے لیے بنائی جاتی دنیاوی مفاد کے لیے نہیں حد تو یہ ہیکہ مسجد کی دیوار پر کوئی شخص کڑی تک نہیں رکھ سکتا ہے اگر چہ کرایہ دے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: و نقل فی البحر قبله ولا يوضع الجذع على جدار المسجد وان كان من اوقافه.قلت: وبه علم حكم ما يصنعه بعض جيران المسجد من وضع جذوع على جداره فانه لا يحل ولو دفع الأجرة۔

(ردالمحتار ج3ص 371)

فتاوی رضویہ میں ہے کہ: بانی مسجد کو حرام تھا کہ مسجد کی دیوار پر اپنی کڑی رکھے یونہی اس وارث نے جو تصرفات مذکورہ کئے سب حرام ہے اور واجب ہے کہ کڑیاں اتار دی جائیں اور ٹین جدا کر دیا جائے مسجد کی دیواران ظالمانہ تصرفات سے پاک کردی جائے۔(فتاوی رضویہ ج6ص 414)

مذکورہ تفصیلات سے واضح ہوا کہ مسجد کے چھت پر ترنگا لہرانا جائز نہیں کیونکہ یہ مصالح مسجد سے نہیں ہے لہذا دنیاوی منفعت کے لئے کوئی کام کرنا ناجائز ہے اس لئے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے عبادت کے لئے بنائی گئی ہے نہ کہ ترنگا لہرانے کے لئے۔ہاں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ پر اسلامی پرچم لگا سکتے ہیں کہ یہ سنتِ جبرائیل ہے بحکم الہیہ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۶ جنوری بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

کمپنی کا مال سپلائی کرنے والوں کا مسجد میں سونا کیسا ہے ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

قابل قدر مفتیان اہلسنت وعلمائے اہل ملت کی بارگاہ میں عرض ہے کہ بکر اور اسکے کچھ دوست احباب الگ الگ آبادی میں جا کر کمپنی کے صابن اور تیل بیچتے ہیں جس آبادی میں جاتے ہیں وہاں کی مسجد میں رات میں سوتے ہیں کچھ لوگوں نے پوچھا مسجد میں کیوں رکتے ہو تو بکر کا کہنا ہے کہ اس سے اسکے ہوٹل کا کرایہ بچ جاتا ہے حضور سے گزارش ہے کہ بتائیں کیا مسافر کو مسجد میں رات گزارنے کی شرعاً اجازت ہے۔ سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

مسجدیں رات گزارنے وآرام کرنے اور کھانے پینے کے لئے نہیں بنی ہیں بلکہ عبادت کرنے کے لئے بنی ہیں سوائے معتکف و پردیسی کے کسی اور کو کھانا پینا سونا جائز نہیں حضرت خلیل ملت مفتی خلیل احمد خان قادری مارہروی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے کھانے پینے کو نہیں بنی ہیں تو معتکف کے علاوہ کسی اور کو ان میں ان افعال کی اجازت نہیں اور بلا شبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ (فتاوی خلیلیہ جلد دوم باب احکام المسجد صفحہ 549)

نیز فرماتے ہیں کہ مسجد میں معتکف کو سونا تو بالاتفاق بلا کراہت جائز ہے اور اعتکاف نفل کے لئے نہ روزہ شرط ہے نہ ہی طویل مدت درکار ہے صرف نیت ہی کافی ہے جتنی دیر بھی ٹھہرے نیت میں کچھ تکلیف نہیں ایک عبادت بڑھتی ہے لیکن یہ جو لوگوں نے مسجدوں میں آپڑنے کا وطیرہ بنا رکھا ہے کہ مسجد میں پڑے ہیں ادھر ادھر کی ہانک رہے ہیں بحث ومباحثہ جاری ہیں پڑے ہیں کروٹیں بدل رہے ہیں نہ مسجد کا احترام نہ خانہ خدا ہونے کا کچھ پاس ولحاظ یہ ضرور گناہ ہے۔

(المرجع السابق صفحہ 553)

اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد میں کھانا پینا سونا معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں لہذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد

میں جائے کچھ ذکر ونماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے اور بعضوں نے صرف معتکف کا استثناء کیا اور یہی راجح لہذا غریب الوطن بھی غریب نیت اعتکاف کرے کہ خلاف سے بچے۔

(حوالہ درمختار ج اول ص 619 بحوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ سوئم صفحہ 151)

اور حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ:

مسجد میں کھانا پینا اور سونا معتکف اور مسافر کو جائز ہے لیکن پھر بھی ان امور سے حتی الامکان بچنا چاہیئے بلکہ نہایت مجبوری اور اشد ضرورت کی حالت میں اور وہ بھی مسجد کا ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ہی مسجد میں کھانا پینا اور سونا چاہئے کیونکہ مسجدیں صرف عبادت کے لئے ہی بنائی گئی ہیں مسافر خانوں کی طرح ٹھہرنے کے لیے نہیں بنائی گئیں۔

(مؤمن کی نماز صفحہ نمبر 258/259)

رہا بکر اور اس کے ساتھیوں کے مسافر ہیں یا نہیں کا معاملہ تو اگر وہ لوگ بانوے کلو میٹر کی مسافت پر گئے ہیں چاہے جس مقصد کے لئے بھی گئے ہوں اور وہاں پر پندرہ دن ٹھہرنے کا پختہ ارادہ نہیں ہے تو وہ مسافر ہیں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

سفر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادے سے نکلا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ ہوا کہ وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے یوں ہی ساری دنیا گھوم آئے مسافر نہیں۔

(بحوالہ غنیہ در مختار ج اول ص 733 حوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ 68)

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

جو مقیم ہو اور دس دس پانچ پانچ بیس بیس کوس کے ارادے پر جائے کبھی مسافر نہ ہوگا ہمیشہ پوری نماز پڑھے گا اگر چہ اس طرح دنیا بھر کا گشت کر آئے جب تک ایک نیت سے پورے چھتیس کوس یعنی ساڑھے ستاون میل انگریزی (یعنی بانوے کلو میٹر) کے ارادے سے نہ چلے یعنی نہ بیچ میں کہیں ٹھہرنے کی نیت ہو اگر دو سو میل کے ارادے پر چلا مگر ٹکڑے کر کے یعنی بیس میل جا کر یہ کام کروں گا وہاں سے تیس میل جاؤں گا وہاں سے پچیس میل و علی ھذا القیاس مجموعہ دو سو میل تو وہ مسافر نہ ہوا کہ ایک لخت ارادہ ساڑھے ستاون میل کا نہ ہوا۔

(فتاویٰ رضویه جلد ششم کتاب الصلاۃ باب صلاۃ المسافر صفحه 189/188 مطبوعه امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہوگیا کہ مسجد میں کھانا پینا اور سونا سوائے معتکف اور مسافر کے کسی کو جائز نہیں بکرا اور اس کے ساتھی اگر بانوے کلو میٹر کی مسافت پر گئے ہیں اور وہاں پر پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہیں ہے تو وہ مسافر ہیں تاہم ان لوگوں کا یہ وطیرہ کہ پیسہ بچانے کے لئے مسجد کو آرام گاہ بناتے ہیں یہ جائز نہیں مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت اس مسافر پردیسی کو ہے جو غریب الوطن مفلوک الحال ہو سوائے مسجد اس کے لئے اور کوئی ٹھہرنے کی جگہ نہ ہو یہ لوگ تو کمپنی کا مال سپلائی کرنے والے کام دھندا پھیری والے ہیں ایسے لوگوں کو مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی مسجد گیسٹ ہاؤس نہیں ہے اور اگر یہ لوگ مسافت شرعی سے کم پر گئے ہیں تو مسافر بھی نہیں ہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق قادری رضوی مہاراشٹر

۲۱ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

غیر مسلم کا پیسہ مسجد و مدرسہ میں لگانے کا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں کافر یعنی غیر مسلم کا پیسہ مسجد یا مدرسہ میں لگانا کیسا ہے۔جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــالی

کافر سے پیسہ خود مانگ کر مسجد وغیرہ میں لگانا ناجائز ہے اس لیے کہ حدیث شریف میں کافر سے مدد لینے کو منع کیا ہے" انا لا نستعین بمشرك "ہمیں جائز نہیں کے مشرکوں سے مدد طلب کریں ہاں اگر وہ خود سے دیتا ہے بغیر طلب کی تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بطور احسان وغیرہ دے دوسرا یہ کہ بطور نیاز مندانہ پیش کرے پہلے والی صورت کے حکم کو واضح کرتے ہوئے امام اہلسنت علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ:

مسجد میں لگانے کو روپیہ اگر اس طور پر دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ہے یا اسکے سبب مسجد میں کوئی مداخلت رہے گی تو لینا جائز نہیں۔
اور دوسری صورت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اگر نیاز مندانہ طور پر پیش کرتا ہے تو حرج نہیں جبکہ اسکے عوض کافر کی طرف سے کوئی چیز خرید کر نہ لگائی جائے بلکہ مسلمان بطور خود خریدیں یا راہبوں مزدوروں کی اجرت میں دیں،اور اس میں بھی اسلم طریقہ یہ ہے کہ کافر مسلمان کو ہبہ کردے مسلمان اپنی طرف سے لگائے۔
(فتاوی رضویہ شریف ج ٦ ص ٤٨٤ رضا اکیڈمی ممبئی)
اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر اس نے صرف مسجد بنوانے کی نیت سے مسلمان کو روپیہ دیا یا روپیہ دیتے وقت صراحتہً کہہ بھی دیا کہ اس سے مسجد بنوادو مسلمان نے ایسا ہی کیا تو وہ ضرور مسجد ہو گئی اور اس میں نماز پڑھنی درست ہے۔
(فتاوی رضویہ ج ٦ ص ٣٩٦ رضا اکیڈمی ممبئی)
(هكذا قال فقيه الملت و الدين مفتي جلال الدين احمد الامجدى عليه الرحمته فى الجزء الثالث من فتاوى فيض الرسول ص ٣٦٧)
(هكذا قال استاذى الكريم مفتى عطا محمد مشاهدى اطال الله عمره فى الجزء الاول من كنز الريحان فى فتاوى ابى النعمان المعروف به فتاوى مشاهدى ص ٢٤٧ و ٢٤٨)
الحاصل: پس اگر میں خود سے طلب کیا ہے تو لینا مسجد میں لگانا ناجائز اور اگر بطور احسان دیا ہے وغیر ذالک تب بھی جائز نہیں ہاں اگر بطور نیاز مندانہ پیش کرتا ہے تو جائز ہے لیکن اسلم طریقہ ہبہ والا ہے باقی ہر اعتبار سے بچنا ہی بہتر ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۴ دسمبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

جس مسجد پر قرض ہو اس میں نماز پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ اگر کسی مسجد کے اوپر قرض ہے جیسے بجلی کا بل اور دیگر صورتوں میں, تو کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی: مسلم رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

جو مسجد کسی وجہ سے قرض دار ھو جائے اس میں نماز پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ھے تا کہ ویران نہ ہو جائے حضور مفتی اعظم ھند مصطفی رضا خاں قادری تحریر فرماتے ہیں جو مسجد ہو چکی تا قیام قیامت وہ مسجد رہے گی۔

(فتاوی مصطفویہ ص228)

اعلی حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:
نماز ہر پاک جگہ ہوسکتی ہے جہاں کوئی ممانعت شرعی نہ ہو اگر چہ کسی کا مکان یا افتادہ (بے کار) زمین ہو۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج6 ص459)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۳ نومبر بروز سنیچر ۲۰۱۸

****

مسجد کا پنکھا وغیرہ امام صاحب کے کمرہ میں لگانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
سوال زید اپنے گاؤں سے بہت دور میں امامت کر رہا ہے اور اسی محلہ میں پریوار کو لیکر ہے کیا زید مسجد کا سامان جیسے جانماز لوٹا بالٹی وغیرہ وغیرہ استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؛ علماء کرام سے گزارش ہے حدیث وقرآن کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل یاسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

امام صاحب ہو یا دیگر مصلی حضرات یا متولی کسی کو بھی اپنی ذاتی مفاد کے لئے مسجد کا سامان اپنی رہائش گاہ پر لے کر جانا جائز نہیں کیونکہ مسجد کے سامان، چیزیں عموما وقف شدہ ہوتی ہیں جو خالص نمازیوں کے لیے ہوتی ہیں اور مسجد کا سامان ایک جگہ سے دوسرے جگہ منتقل کرنا گھر لے کر جانا جائز نہیں کہ تغیر وقف پایا جاتا ہے اور تغیر وقف حرام ہے۔

اعلی حضرت امام البرکت مجدد دین ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: نہ مسجد کی کوئی چیز اپنے مصرف میں لائی جاسکتی ہے اور نہ کوئی تصرف کسی طرح حلال ہو سکے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد ششم ص 450)

اور درمختار مع شامی میں ہے: لا یجوز نقلہ و نقل مالہ الی مسجد آخر

(درمختار مع شامی جلد سوم ص 490)

اور عالمگیری مع خانیہ میں ہے: لا یجوز تغیر الوقف

(عالمگیری مع خانیہ جلد دوم ص 490)

اور شامی میں ہے: الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ ١ھ

(شامی جلد سوم ص 427)

لہذا مسجد کا متولی پنکھا یا کولر مسجد سے کھول کر امام صاحب کے کمرہ میں لگائے تو امام صاحب کو واجب ہے کہ فوراً اس کمرہ سے پنکھا یا کولر نکال کر مسجد میں لگا دیں ورنہ سب سخت گنہگار ہونگے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ 163 / 162)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۳ جنوری بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

ایک مسجد ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنانا کیسا نیز کسی مسلمان کو تکلیف دہ لفظ سے تعبیر کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک گاؤں میں جہاں اہل سنت والجماعت کی ایک قدیم مسجد ہے اور برسوں سے گاؤں والے اس مسجد میں نماز پڑھتے آرہے ہیں لیکن فی الحال آپسی تناؤ اور دنیاوی تکرار کو لیکر لوگ دو گروہ میں بٹ گئے ہیں اور فریق مخالف ایک نئی مسجد بنانا چاہتے ہیں جبکہ مسجد قدیم مصلیوں سے پُر نہیں ہوتی ہے تو ایسی صورت میں مسجد بنانا کیسا ہے؟ سائل: تسنیم رضوی مقام کوکا تابنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

- صورت مسئولہ میں اگر ان دونوں گروہوں میں سخت اختلافات ہیں کہ اگر اس مسجد میں نماز پڑھنے جائیں گے فتنہ برپا ہوجائے گا تو ایسی صورت میں دوسری مسجد تعمیر کرسکتے ہیں جیسا کہ امام اہل سنت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ" دو جماعتوں میں باہمی رنجش ہوئی اور ایک دوسرے کی مسجد میں بخوف فتنہ آنا نہ چاہے اور مسجد میں نماز پڑھنا ضروری ہے لہذا وہ اپنی مسجد جدا بنائے تو اسے مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے۔

(فتاوی رضویہ ج6 ص425)

اور درمختار فوق ردالمحتار میں ہے کہ:

'ولأهل المحلة جعل المسجدين واحدا وعكسه لصلاة لا لدرس "اه:

(ج1 ص662)

- کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو دہشت گرد کہنا یا ایسے لفظ تعبیر کرنا جس سے اسے تکلیف ہو جائز نہیں کیونکہ یہ مسلمان کی ناحق ایذا رسانی ہے اور مسلمان کی ناحق ایذا خدا و رسول کی ایذا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

من آذی مسلما فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ اھ
یعنی جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی ۔(کنزالعمال ج16 ص10 حدیث 43703)
اور اگر واقعی زید سنی صحیح العقیدہ ہوتے ہوئے دہشت گردی کے جرائم میں ملوث ہے تب بھی بکر کو سترِ عیب مسلم نیز الدین النصیحۃ لکل مسلم کے تحت اسکی اصلاح ونصیحت لازم تھی، اور پھر جلوسِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جھنڈا لہراتے وقت زید کے حق میں بکر کی ایسی حرکت شرعاً بہت ہی مذموم بات ہے لہذا اس شخص یعنی بکر پر لازم ہے کہ فوراً اس سے معافی مانگے اور آئندہ جھوٹا یا بے موقع الزام لگا کر پرچار نہ کرے بلکہ سترِ عیبِ مومن کرے تا کہ اللہ قیامت میں اسکے عیبوں کی ستر پوشی فرمائے ۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۳ مارچ بروز مارچ ۲۰۱۹ عیسوی

****

مسجد کی وسیع کے لئے قبروں کو کھودنا جائز نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
۱۔مسجد کو وسیع کرنے کے لیے بنیاد کی جگہ پر قدیم قبریں ہیں تو کیا مسجد کے لیے قدیم قبروں کو کھود سکتے ہیں ۔
۲۔اگر قبروں کو کھود کر قبروں پر بنیاد رکھ دیں گے تو کھودنے والوں پر کیا حکم لگے گا اور اگر کسی مفتی صاحب نے قبروں کو کھودنے کی اجازت دیا ہو تو اس مفتی صاحب پر کیا حکم لگے گا مدلل جواب سے فیضیاب فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ۔المستفتی محمد اویس قادری فیض آباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــالی
مسجد کی توسیع کے لئے نہ قبروں کو کھودنا جائز ہے اور نہ ہی بنیاد وغیرہ کو قبروں کے ساتھ شامل

کرنا جائز ہے کیونکہ قبور مسلمین بیشک باعث تعظیم وتکریم ہے جولوگ ایسا کئے ہیں وہ سخت گنہگار ہوگا اس لئے کہ قبروں کو مسجد بنانا جائز نہیں ہے اور اس پر نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

لا یحل اتخاذ القبور مساجد ولا تباع الصلوٰۃ علیہا

(فتاوی رضویہ جلد ششم)

لہذا مسجد بنانے والوں کے لئے لازم ہے کہ جتنے حصے پر قبریں ہیں ان کے چاروں طرف سترہ کے مقدار دیوار کھڑی کریں تا کہ ان پر اور ان کی جانب پڑھنے سے نماز خراب نہ ہو اور نہ قبروں کی بے حرمتی ہو اور یا تو قبروں کے چاروں طرف نیچے سے دیوار قائم کردیں پھر اس پر اس طرح چھت ڈال دیں کہ چھت کا اوپری حصہ مسجد کے فرش سے ملا دے اور چھت کا نچلا حصہ قبر سے ملائیں بلکہ دونوں کے درمیان تھوڑی جگہ خالی چھوڑ دیں اس طرح قبر کی بے حرمتی بھی نہ ہوگی اور اس کے اوپر نماز پڑھنا بھی جائز ہو جائے گا۔

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ: بیرون حدود مقبرہ ستون قائم کر کے اوپر کافی بلندی پر پاٹ کر چھت کو صحن مسجد سابق سے ملا کر مسجد کردینا چاہتا ہے اس طرح کے اس چھت کے ستون قبور مسلمین پر واقع نہ ہوں بلکہ حدود مقبرہ سے باہر ہوں تو حرج نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد ششم)

یہ سب اس صورت میں ہے کہ قبرستان وقفی نہ ہو اور مالک زمین کی اجازت سے کچھ حصہ مسجد کے لئے خاص کرلیا گیا ہو اور اگر قبرستان وقفی ہو تو اس کے جتنے حصہ میں مسجد بنائی ہے اسکا انہدام ضروری ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: لایجوز تغیر الوقف اور فتح القدیر میں ھے الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ

(بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۳۵۰)

جس مفتی صاحب نے اجازت دیا وہ گنہگار ہوا تو بہ لازم ہے نیز بغیر علم کے فتوی دینا بھی حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۷ اگست ۲۰۱۸ء

****

مدرسہ کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کی مدرسہ کے پیسے کو مسجد میں لگا سکتے ہیں کے نہیں؟ سائل توحید احمد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

فقہاء کرام کا موقف یہ ہے کہ پیسہ دینے والے نے یہ کہ کر دیا کہ مدرسہ یا اس کے علاوہ کسی بھی کار خیر مثلاً مساجد وغیرہ میں میرے روپیہ کو صرف کر دیں تو اس پیسہ کو مسجد کے مصارف میں صرف کر سکتے ہیں لیکن ظاہر یہی ہے کہ رقم وصول کرنے والا اگر مدرسہ کے نام پر وصول کیا ہے تو دینے والا بھی مدرسہ ہی کے لیے دیا ہوگا اسی لیے احتیاط اسی میں ہے مدرسہ کے پیسے کو مسجد میں نہ لگایا جائے، جیسا کہ بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی مسجد کے پیسہ کو مدرسے کے مصرف میں خرچ کرنے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

ظاہر یہی ہے کہ وہ رقم مسجد (صورت حال کے مطابق مدرسہ) کے لیے وصول کی جاتی ہے، اگر وصول کرتے وقت دینے والوں نے یا وصول کرنے والوں کی طرف سے یہ تصریح ہو کہ فلاں کام کے لیے چندہ ہو رہا ہے، اسی کام میں خرچ کیا جائے۔

(فتاویٰ بحرالعلوم، جلد دوم، کتاب الزکوۃ، صفحہ نمبر ٢٢٤)

اور اگر رقم دینے والے نے مدرسے کے لیے ہی رقم دی ہے تو اس کا مسجد میں یا کسی بھی اور کام میں لگانا جائز نہیں۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: لایجوز تغیر الوقف۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ یوپی
2 اکتوبر بروز منگل 2018

****

مسجد میں داخل ہونے کے وقت سلام کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا کیسا۔ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: عاشق عطاری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــواب بعونــــــــه تعـــــالى
مسجد میں جب کہ لوگ درس وتدریس، ذکر وشغل اوراد ووظائف اور تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہوں یا نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوں تو انہیں سلام نہ کیا جائے کیونکہ سلام ملاقات کرنے والوں کا تحفہ اور تحیت ہے اور یہ لوگ مسجد میں مذکورہ اعمال خیر انجام دینے کے لئے بیٹھے ہیں زائرین سے ملاقات کے لئے تو نہیں بیٹھے، یہ سلام کا موقع ومحل نہیں ہے لہذا ایسے وقت آنے والا شخص انہیں سلام نہ کرے اگر کوئی انہیں سلام کرے ان کے لئے اس کا جواب دینا ضروری نہیں ہے
جیسا کہ فتاوی عالمگیری ، كتاب الكراهية ، الباب السابع في السلام و تشميت العاطس میں ہے کہ: السلام تحية الزائرين و الذين جلسوا في المسجد للقراءة و التسبيح أو لانتظار الصلاة ما جلسوا فيه لدخول الزائرين عليهم، فليس هذا أوان السلام فلا يسلم عليهم، ولهذا قالوا : لو سلم عليهم الداخل وسعهم أن لا يجيبوه، كذا في القنية،
يكره السلام عند قراءة القرآن جهراً، و كذا عند مذاكرة العلم، وعند الأذان والإقامة، والصحيح أنه لا يرد في هذه المواضع أيضاً، كذا في الغياثية ـ (ج5ص325)
اور در المختار مع الرد المحتار میں ہے کہ: و إذا جلس القاضي ناحية من المسجد للحكم لا يسلم على الخصوم ، ولا يسلم عليه لأنه جلس للحكم والسلام تحية الزائرين ـ (ج6ص415)
البتہ اگر کوئی مذکورہ اعمال میں مشغول نہ ہو اور ملاقات کی صورت پیدا ہو رہی ہو تو آداب مسجد کا لحاظ رکھتے ہوئے سلام کیا جا سکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۷ نومبر بروز بدھ ۲۰۱۸

****

مسجد کی چٹائی عیدگاہ میں استعمال کرنا جائز نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
سوال زید کا قول کی مسجد کی چٹائی عیدگاہ لے جاسکتے ہیں کیا یہ درست ہے یا نہیں مفصل ومدلل مع حوالہ جواب تحریر فرمائیں۔سائل محمد ساجد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــالی

عیدگاہ میں مسجد کی چٹائی جانماز وغیرہ لے جانا جائز نہیں اس لئے کہ مسجد کا سامان کسی دوسری جگہ استعمال نہیں کیا جاسکتا یہاں تک کہ ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں استعمال نہیں ہوسکتا فتاوی ھندیہ میں ہے:

متولی المسجد لیس لہ أن یحمل سراج المسجد الی بیتہ
ترجمہ: مسجد کے متولی کے لئے مسجد کا چراغ اپنے گھر لے جانا جائز نہیں۔

(جلد ۲، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد، صفحہ ۴۶۲)

ردالمحتار میں ہے: ولا یجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد آخر
ترجمہ: مسجد کا ساز وسامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز نہیں۔

(جلد ۶، کتاب الوقف، صفحہ ۵۴۸)

بحرالرائق میں ہے: ولیس المتولی المسجد ان یحمل سراج المسجد الی بیتہ
ترجمہ: مسجد کے متولی کے لئے مسجد کا چراغ اپنے گھر لے جانا جائز نہیں۔

(جلد ۵، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، صفحہ ۴۲۰)

فتاوی رضویہ میں ہے: عیدگاہ میں مسجد کا مال لے جانا ممنوع ہے۔

(جلد ۸، صفحہ ٥٨٤، مرکز اہلسنت برکات رضا)

بہار شریعت میں ہے: مسجد کی اشیاء مثلا لوٹا چٹائی وغیرہ کو کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کرسکتے مثلا لوٹے میں پانی بھر کر اپنے گھر نہیں لے جاسکتے اگر چہ یہ ارادہ ہو کہ پھر واپس کر جاؤں گا مسجد کی چٹائی اپنے گھر یا کسی دوسری جگہ بچھانا ناجائز ہے۔واللہ تعالی اعلم

(جلد ۲، صفحہ ٥٦١، مسجد کا بیان)

کتبـــــــــہ
فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی
۱۴ اگست بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

* *

مسجد کے گیٹ پر اپنے مرحومین کا نام درج کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں چند آدمی مسجد میں گیٹ یعنی دروازہ دیکر اس دروازے میں اپنے مرحومین کا نام لکھنا چاہتے ہیں اب یہ بتائیں اس دروازے پہ نام لکھنا درست ہے کہ نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔سائل ناچیز محمد مسعود عالم رحمانی مقام بھیلوا ضلع بانکا بہار الہند

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــالی

اپنے مرحومین کے نام صدقات وخیرات کرنا مستحب و باعث و اجر وثواب ہے اور اسکا ثبوت قرآن مجید و احادیث مبارکہ سے ثابت ارشاد باری تعالی ہوا:

"لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ وَمَا تُنۡفِقُوۡا "

تم ہرگز بھلائی کو نہیں پاسکو گے جب تک راہِ خدا میں خرچ نہ کرو۔

(سورہ آل عمران آیت ۹۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ”یہاں خرچ کرنے میں واجب اور نفلی تمام صدقات داخل ہیں۔

امام حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اسے رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرنے والا اس آیت کی فضیلت میں داخل ہے خواہ وہ ایک کھجور ہی ہو۔

(خازن، اٰل عمران، تحت الآیۃ: ۹۲، ۱/ ۲۷۲)

اس آیت مقدسہ سے صدقات وخیرات کا ثبوت ملتا ہے لیکن صورت مسئولہ میں مرحومین کا نام درج کرنا ضروری نہیں کیونکہ بندے کا ہر عمل اللہ رب العزت بخوبی جانتا ہے۔

"وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیۡمٌ "

اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔

اور پوشیدہ صدقات وخیرات کرنا یہ بہتر ہے اور اسکا بھی ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے:

"اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَ تُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَّكُمۡ ؕ وَ یُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَیِّاٰتِكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ "
اگر تم اعلانیہ خیرات دو گے تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر تم چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اللہ تم سے تمہاری کچھ برائیاں مٹا دے گا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۷۱)

یہ آیت مقدسہ میں اعلانیہ و پوشیدہ خیرات وصدقات دونوں پر دال ہے لیکن خفیہ خیرات کو بہتر سے تعبیر کیا گیا اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ پوشیدہ صدقات کا فائدہ یہ ہیکہ ریا کاری وسنانے سے آزادی مل جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا یقبل اللہ من مسمع ولا مراء ولا منان"

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جو سنانا چاہے نہ دکھاوا کرنے والے کا نہ احسان جتانے والے کا۔

(احیا حفظہم اللہ علوم الدین جلد۱ ص ۳۰۳)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہیکہ خفیہ و پوشیدہ صدقات بہتر ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے اپنے مرحومین کا نام درج نہ کریں تو بہتر ہے کیونکہ نام سے واقف کا بھی پتہ ملے گا اور لوگ جب اس کی تعریف میں منہ کھولیں گے اور یہی تو سنانا ہوا اور سنانے کے متعلق حدیث پاک مذکور ہے۔

نوٹ:۔ صدقہ واجبہ اعلانیہ کرنا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد جابر القادری رضوی

۱۹ اگست بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

* *